ایمان افروز

یادداشتیں

اگست 1991ء سے ستمبر 2013ء تک

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

کے ساتھ گذارے ہوئے

قیمتی لمحات

زیرنگرانی

صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

نظر ثانی

سید جمیل احمد رضوی

(سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس، لاہور)

ترتیب

محمد معروف احمد شرقپوری

Marfat.com

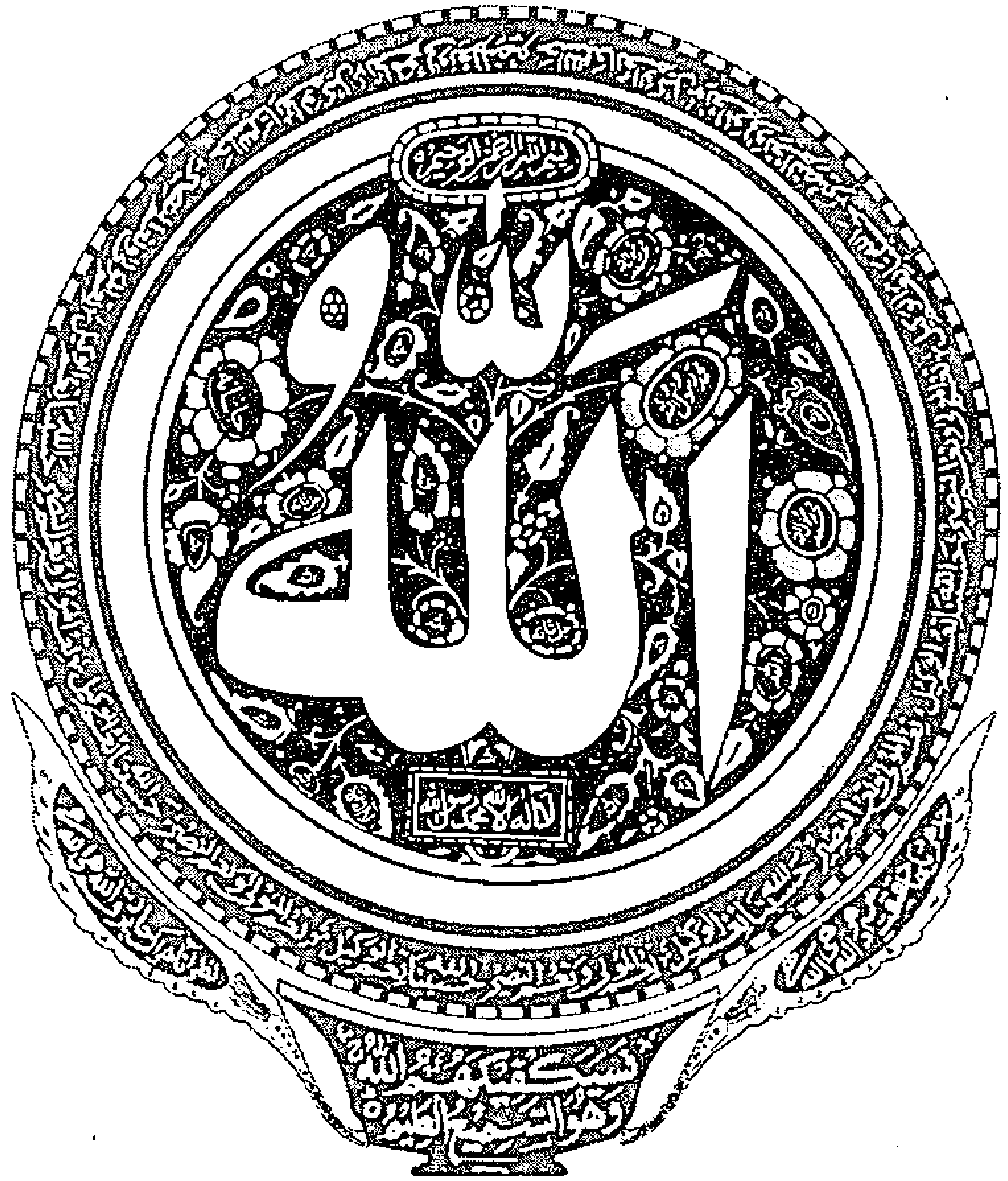

قطعہ اسم ذات

کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ
نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا
جس سے آپ کے عشق الٰہی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ پتے پتے
میں اسم ذات نہایت خوبصورتی سے واضح کیا گیا ہے

Marfat.com

اعزاز

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی نے اپنے آخری ایام میں ''ایمان افروز یادداشتوں'' کے پہلے پروف 2004 تک کا مطالعہ فرمایا، شرقپور شریف کے محمد بشارت گوندل (ایڈووکیٹ) قبلہ میاں صاحب کو ان یادداشتوں سے متعلق تمام واقعات پڑھ کر سناتے، اس پروف کے مطالعہ کے دوران آپ نے بشارت صاحب سے یہ تحریر بھی قلمبند کروائی۔

''معروف ہمارا مخلص ساتھی ہے ہر وقت پاس نہیں ہوتا اس کا جو وقت میاں صاحب کے ساتھ گذرا وہ ضبط تحریر میں لے آیا''۔

بحکم میاں صاحب

Marfat.com

ایمان افروز

یادداشتیں

اگست 1991 سے ستمبر 2013ء تک

شیخ المشائخ حضرت الحاج میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف

کے ساتھ گذارے ہوئے قیمتی لمحات

زیر نگرانی

صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

نظر ثانی

سید جمیل احمد رضوی

مرتب

محمد معروف احمد شرقپوری

ناشر

میاں محمد فرحان اللہ نقشبندی، آرائیاں شریف، رائے ونڈ روڈ، لاہور

0321-4520599

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

عنوان کتاب: ایمان افروز یادداشتیں "اگست 1991ء سے ستمبر 2013ء تک شیخ المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے ساتھ گزارے ہوئے قیمتی لمحات"

مولف : محمد معروف احمد شرقپوری

زیرنگرانی : صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

نظرثانی : سید جمیل احمد رضوی (سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لاہور)

پروف ریڈنگ: محبوب عالم تھابل (صاحبزادہ محمد عالم مختار حقؒ)

خصوصی تعاون: میاں محمد یوسف نقشبندی (خلیفہ مجاز آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف)

کمپوزنگ: مسز محمد معروف احمد شرقپوری

ڈیزائنگ : محمد تنویر

طابع : آر۔زیڈ پریس، بندروڈ لاہور

ناشر : میاں محمد فرحان اللہ نقشبندی، آرائیاں شریف، رائے ونڈ روڈ، لاہور

اشاعت اول: دسمبر 2016ء

تعداد : 1000

صفحات : 544

297-692

ملنے کا پتہ

میاں محمد فرید، آرائیاں شریف، رائے ونڈ روڈ، لاہور

0300-8167565

Marfat.com

11-5-2 2017
مصنف / پبلشرز

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	انتساب جمیل	33
2	بانی یوم مجددؒ	34
3	امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مشن	37
4	عرض ناشر	39
5	پیش لفظ	40
6	مقدمہ	43
7	علماء اور صالحین کے قدردان	60
8	تبلیغ اسلام کے علم بردار	62
9	میاں جمیل احمد شرقپوریؒ سے چند ملاقاتیں	64
10	ایک کتاب دوست درویش	67
11	ایک صوفی بزرگ کی مجلس	73
12	داستان جمیل	75
13	آفتاب نقشبندیت	77
14	برسبیل تذکرہ	78
15	میاں صاحب کو تحریر کے کوزے میں بند نہیں کیا جاسکتا	83

Marfat.com

16	سخنِ جمیل	86
17	ایک ہمہ جہت اور ہمہ گیر شیخ طریقت	88
18	ایک عظیم صوفی	93
19	ایک نہایت شائستہ گفتار پیر	96
20	جہانِ جمیل	98
21	ایک فقیر بے ریا	100
22	تعلیمات مجددیہ کے فروغ کے لیے تاریخی کردار	102
23	یادگار اسلاف، پیکر اخلاص	103
24	روحانیت کے پیکر	105
25	میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے مزار اقدس پر پہلی حاضری	108
26	روحانی ناشتہ	109
27	میاں شیر محمد شرقپوریؒ سے ہماری شکایتیں لگاتا ہے	110
28	میاں صاحب کے ہمراہ کراچی کا پہلا سفر	112
29	میاں صاحب کی پیر محمد علی شاہ صاحب سے ملاقات	114
30	میاں صاحب کی حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے ملاقات	114
31	ایکسیڈنٹ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری	115
32	ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کی لاہور آمد	115
33	ذخیرۂ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطیہ کرنا	116
34	میاں صاحب کو ہارٹ اٹیک	118

Marfat.com

35	ذخیرۂ کتب کی پنجاب یونیورسٹی لائبریری منتقلی	118
36	ڈھوک شیر ربانی روانگی	120
37	کمانڈر ظفر کی لاہور آمد	123
38	ڈاکٹر آصف جلالی سے ملاقات	123
39	پیر شیخ محمد گل صاحب سے ملاقات	124
40	چمن کی زیارت	125
41	میاں صاحب کا خواب	125
42	میاں صاحب کے پاؤں پر سوزش	126
43	سالانہ کیلنڈر کی تیاری	126
44	صاحبزادگان کی لاہور کی سیر	126
45	میاں صاحب کی وزیر صاحب سے ملاقات	127
46	میاں صاحب کی ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے گھر آمد	127
47	میاں صاحب کے گردوں کا ٹیسٹ	128
48	میاں صاحب کو پیچش کی تکلیف	128
49	میاں صاحب کا خود پرنٹنگ کروانا	129
50	کتاب طالبان کا مطالعہ	130
51	ذکر خفی اور ذکر جہر	130
52	مسلم بی اے کا واقعہ	131
53	سعید چوک پر حاجی خوشی محمد کا انتظار	132

Marfat.com

132	میاں غلام نقشبند کی کرامت	54
133	حضرت ثانی صاحبؒ کی نصیحت	55
133	بڑے پیشاب کی تکلیف اور اس کا آپریشن	56
135	اعلیٰ حضرت کے بارے میں واقعات کی تصدیق کرنا	57
136	اعلیٰ حضرت سید گھرانے کا بہت احترام کرتے تھے	58
136	حضرت مجدد پاک کی چٹی (سفید) مسجد تشریف آوری	59
137	کیمونزم، میکارتھی ازم اور سواد اعظم	60
138	پیر محمد بھٹی کا واقعہ	61
139	مرنے کے بعد بھی ہونٹ کا ہلنا	62
140	حاجی عبدالرحمٰن کا واقعہ	63
141	ڈاکٹر طاہر ہارون سے چیک اپ	64
141	دارالمبلغین میں کمپیوٹر کی تعلیم	65
141	رائے ونڈ اجتماع میں سٹیکر تقسیم کرنا	66
143	میاں صاحب کی جوتی چوری ہوگئی	67
144	لائبریری میں پر تکلف دعوت	68
144	حکیم عبدالمجید عتیقی کا واقعہ	69
145	اے۔ کے بروہی کا واقعہ	70
145	فیروز گاڑی بان کا واقعہ	71
146	اعلیٰ حضرت کا حکم نہ ماننا	72

Marfat.com

73	حکیم علی احمد نیر واسطی کا واقعہ	146
74	بیل کے ماتھے پر اسم محمد ﷺ	147
75	حکیم مقبول احمد ملک سے ملاقات	147
76	دارالمبلغین میں کمپیوٹروں کی خریداری	147
77	شرقپور شریف میں جماعت کی آمد	148
78	میاں صاحب خوش ہوئے	148
79	کتابوں کو پھاڑ کر تین حصوں میں تقسیم کیا گیا	149
80	جیب کٹ گئی	149
81	بابا جٹ سے طویل گفتگو	150
82	دارالمبلغین کی سالانہ رجسٹریشن	151
83	مولوی غلام رسول سے ملاقات	151
84	دیگر شہروں میں تبرک تقسیم	152
85	مولانا عبدالغفور صاحب کا واقعہ	152
86	میاں صاحب کی بائیں ٹانگ میں شدید درد	153
87	صاحبزادہ میاں صالح کی اپنے استاد کو نصیحت	153
88	بغیر ٹکٹ کراچی کا ہوائی سفر	153
89	میاں صاحب کے دائیں کان کی سماعت کم ہوگئی	155
90	شیر ربانی فری ڈسپنسری کا قیام	156
91	ڈاکٹرز سے چیک اپ کرایا	156

Marfat.com

92	میاں صاحب کے بارے میں خواب	156
93	ڈاکٹر شیر زمان کو فہرست کا پروف بھجوایا	157
94	میاں صاحب کی شاہ صاحب کے گھر آمد	157
95	میاں صاحب نے دانت نکلوایا	158
96	گوہر قلم نے فہرست کا ٹائٹل بنایا	158
97	پروفیسر محمد اقبال مجددی کے گھر آمد	159
98	میاں صاحب کا ایک اور دانت نکل گیا	160
99	گھر سے کھانا منگوایا کرو	160
100	دارالمبلغین میں کمپیوٹر کلاسز کا آغاز	161
101	میاں خلیل کی والدہ کی ضرورت اللہ پوری کرتا	161
102	میاں صاحب نے اپنی قبر کی نشاندہی کی	162
103	نئے دانت لگوانے کا مشورہ	163
104	ڈاکٹر عبدالمجید سے چیک اپ	163
105	فدا حسین فدا نے قطعہ پیش کیا	164
106	عرس کے موقعہ پر بینرز کی تیاری	164
107	میاں صاحب کے دانتوں کی صفائی	165
108	میاں صاحب کی موٹر سائیکل پر سواری	165
109	میاں صاحب نے اپنا ووٹ کاسٹ کیا	165
110	مولانا یاسین سے ملاقات	166

Marfat.com

111	افطاری اور نصیحت	166
112	میاں صاحب نے گھر بیچنے سے منع کر دیا	167
113	اعلیٰ حضرت سرکارؒ کے ایک مرید کا واقعہ	168
114	حاجی آصف کی والدہ کی تیمارداری	168
115	ڈاکٹر محسن کے گھر آمد	168
116	ڈاکٹر محسن اور میاں آفتاب کی شرقپور شریف آمد	169
117	صاحبزادگان نے میاں صاحب کو پیسے دیے	169
118	شیر ربانی ڈائجسٹ کا اجراء	169
119	حاجی ارشد کی اہلیہ کا انتقال	170
120	میاں صاحب کی حاجی ارشد سے تعزیت	171
121	میاں صاحب کی بائیں آنکھ میں انفیکشن	171
122	میاں صاحب کی حاجی رفاقت سے ملاقات	171
123	میاں خلیل کا پیر طیب کے نام رقعہ	172
124	میاں صاحب کا تحفہ اور محمد اسلم کے آنسو	172
125	مولانا شاہ احمد نورانی کی شرقپور شریف آمد	173
126	حوزۂ نقشبندیہ کی پہلی مشاورتی میٹنگ	184
127	علمی خطوط کو علیحدہ کیا گیا	185
128	دین محمد کاتب کا واقعہ	185
129	حوزۂ نقشبندیہ کے سلسلہ میں جلسہ	188

Marfat.com

130	ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کی پاکستان آمد	193
131	نعیم عصمت کی شرقپور شریف آمد	194
132	رسالہ ''نقطہ نظر'' خریدنے کا حکم	194
133	میاں صاحب کی علیم تفضل سے تعزیت	194
134	ملک زاہد کی شرقپور شریف آمد	195
135	میاں صاحب کی سرگودھا روانگی	195
136	میاں صاحب کی ڈھوک شیر ربانی روانگی	196
137	امرود کے بیج سے میاں صاحب کی داڑھ میں تکلیف	198
138	حوزۂ نقشبندیہ کے سلسلہ میں مشاورتی مجلس	198
139	میاں صاحب کی ساجدہ علوی سے ملاقات	200
140	شیر ربانی ڈائجسٹ کے لیے نئے مضامین کی تیاری	202
141	ڈاکٹر ساجدہ علوی کی علمی سرگرمیاں	202
142	میاں صاحب کا ایکو ٹیسٹ	203
143	میاں سعید کا شوکت خانم ہسپتال سے چیک اپ	203
144	میاں جلیل کے گن مین پر گولیوں سے حملہ	203
145	میاں صاحب کی اللہ شریف روانگی	204
146	ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے اعزاز میں ایک علمی نشست	205
147	میاں صاحب کی عارف نوشاہی سے ملاقات	210
148	محمد عالم کو گردے کی تکلیف	211

Marfat.com

149	حوزۂ نقشبندیہ کے نام کی تجویز	212
150	"لطائف المدینہ" کی اشاعت کا فیصلہ	212
151	حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کشف	213
152	کراچی سے مہمانوں کی شرقپور شریف آمد	213
153	میاں صاحب کی ڈھوک شیر ربانی روانگی	214
154	میاں صاحب کی راولپنڈی روانگی	215
155	میاں صاحب کی صفدر اعوان اور حامد نواز سے ملاقاتیں	215
156	میاں سعید احمد کے صاحبزادوں کی ڈھوک آمد	216
157	میاں صاحب کی کھیوڑہ مائن کی سیر	216
158	میاں صاحب کی پنڈلیوں پر انفیکشن	217
159	یوم مجدد الف ثانیؒ کا انعقاد	218
160	سلسلہ نقشبندیہ کی نایاب کتب شائع کرنے کا مشورہ	237
161	میاں صاحب کی نعیم عصمت سے ملاقات	237
162	"لطائف المدینہ" محمد عالم کے حوالے	238
163	ثانی صاحبؒ کے واقعات منور صاحب کی زبانی	238
164	میاں صاحب کی دیپالپور روانگی	239
165	خالی آٹے کی ٹینکی بھر گئی	240
166	میاں صاحب کی ذوالقرنین کی والدہ کے گھر آمد	240
167	ذخیرۂ کتب دوسری جلد کی تیاری	240

Marfat.com

168	دودھ کی سبیل پر جھگڑا	241
169	میاں سعید احمد شرقپوری کی اہلیہ کا آپریشن	241
170	ڈاکٹر ساجدہ علوی کے اعزاز میں ظہرانہ	242
171	ملک زاہد صاحب کی ٹانگ کا فریکچر	242
172	میاں خلیل کا بلڈ پریشر کنٹرول سے باہر	242
173	میاں صاحب کی علیم تفضل سے تعزیت	243
174	میاں تنویر نے چکوال کی سیر کی	243
175	میاں خلیل احمد شرقپوری مری سے غائب	244
176	میاں صاحب کی نصیحت	244
177	پروفیسر منور صاحب کے گھر افطاری	245
178	حرفاان ہوٹل میں افطاری	245
179	میاں صاحب کو چلنے میں دشواری	246
180	میاں صاحب کے دانت محفوظ ہیں	246
181	حضرت ثانی صاحبؒ کی کرامت	247
182	ڈاکٹر نوید اسلم سے چیک اپ	247
183	غیر مسلم کا کارنامہ	248
184	قے آنے سے میاں صاحب کی طبیعت بہتر ہوگئی	249
185	شارٹ کورسز کرانے والے اداروں کا معائنہ	250
186	اراکین حوزۂ نقشبندیہ کی افطاری	250

Marfat.com

251	میاں صاحب نے تعزیتی پیغام ریکارڈ کرایا	187
253	میاں صاحب کی ڈاکٹر شہباز ملک سے تعزیت	188
254	عید کے روز شرقپور شریف حاضری	189
254	میاں صاحب کے کراہنے کی آوازیں	190
254	آستانہ کے ماحول کو صحیح رکھنے کا حکم	191
255	قاضی ظہور اختر صاحب کا کارنامہ	192
256	صابر انصاری کے بیٹے کی شادی	193
256	میاں صاحب براستہ 'پتن' موہلنوال گئے	194
257	جلیانہ میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی کا عرس مبارک	195
257	میاں صاحب ویگن پر سوار ہو کر لاہور پہنچے	196
258	شیر ربانی نمبر کی تیاری میں مشورہ	197
258	حضرت زید فاروقی" کا واقعہ	198
259	میاں صاحب نے ٹوٹے پل کے بارے میں بتایا	199
260	غفار خان کی پاکستان نہ دفن ہونے کی وصیت	200
260	میاں صاحب کی کالاباغ روانگی	201
261	میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت کا واقعہ سنایا	202
262	میاں صاحب کی رپورٹس بہتر نہ تھیں	203
263	لطائف المدینہ کا انگریزی ترجمہ	204
263	پروفیسر منور صاحب کا محتاط انداز	205

Marfat.com

206	جلیانہ کی سیر	263
207	عرس شریف کے اخباروں میں اشتہارات	264
208	میاں صاحب گر گئے	264
209	ملک زاہد صاحب کے ساتھ لاہور کا سفر	264
210	سفر شام	265
211	مسجد حضرت خواجہ محمد زمانؒ کی توسیع	265
212	میاں صاحب کا لندن جانے کا پروگرام	266
213	عبدالوحید اور جاوید باجوہ سے تعزیت	266
214	ڈھوک شیر ربانی آنے کا حکم	267
215	نمک کی کان کی سیر	267
216	ڈاکٹر شیر زمان صاحب کو ڈائجسٹ کا پروف دکھایا	269
217	جنرل مجید کے فارم کی سیر	269
218	سردھی کی سیر	270
219	ڈاکٹر عبدالمجید سے دانت بنوائے	272
220	مولانا شفیع اوکاڑوی کے چھوٹے بیٹے کی شرقپور شریف آمد	272
221	میاں صاحب کے دانتوں کی فلنگ	273
222	محمد افضل کی دعوت	274
223	میاں صاحب کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ	274
224	منبع انوار کا انگریزی ترجمہ	275

Marfat.com

225	میاں صاحب کا بلڈ پریشر بڑھ گیا	275
226	رشوت کا بازار سرِعام گرم	276
227	ثانی صاحبؒ کے ہمراہ پروفیسر منور صاحب کا سفر	277
228	میاں صاحب کی فتح گڑھ تشریف آوری	278
229	میاں صاحب کی علم دوستی	279
230	نایاب کتب کی خریداری	280
231	ماسٹر احمد علی کے بیٹے کی وفات	280
232	جاوید ملک کو میاں صاحب نے خود پیسے واپس کیے	281
233	ڈاکٹر محسن نے دانت نکلوانے سے منع کر دیا	281
234	میاں صاحب کی گاڑی مرمت نہ ہو سکی	282
235	جاوید صدیقی کو نایاب تصاویر کی زیارت کرائی	282
236	دو نایاب کتب کی تیاری	282
237	ساجدہ علوی صاحبہ کے قیمتی مشورے	283
238	حضرت توکل شاہؒ انبالوی اور ایک وہابی	285
239	حضرت ثانی صاحبؒ کے سمجھانے کا انداز	287
240	حاجی محمد رمضان کے گھر سے الو نکل آیا	288
241	نعیم عصمت صاحب کی دعوت کا حکم	289
242	میاں صاحب کی ماسٹر احمد علی کے گھر آمد	290
243	بیرون ملک مسلمانوں کو درپیش خطرات	290

Marfat.com

244	میاں صاحب کی عبدالسلام کے گھر آمد	291
245	شیر ربانی ڈائجسٹ کے لیے بحریہ ٹاؤن کا اشتہار	292
246	بحریہ ٹاؤن کے اشتہار میں حاجی حیات کا اہم کردار	292
247	مولانا فاروق کے مختلف بیانات	293
248	اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کی کرامت	295
249	میاں صاحب کی خاموشی	296
250	شیر ربانی ڈائجسٹ کی مختلف شہروں میں ڈسٹری بیوشن	296
251	حضرت مجدد پاکؒ کا پہلا سالانہ عرس مبارک	297
252	جنرل مشرف کا جلسہ اور عوام بے چارے	298
253	صاحبزادہ میاں سعید احمد اور صوفی سرور	298
254	عرس کے لیے میاں صاحب کا ادھار رقم لینا	299
255	دیوبندی اور وہابی بھی اعلیٰ حضرت کے معتقد	300
256	میاں خلیل احمد صاحب کے دوروں کی تفصیل	301
257	صاحبزادگان کو آپس میں محبت سے رہنے کی تلقین	301
258	میاں صاحب کی مفتی مکرم صاحب سے ملاقات	302
259	میاں صاحب کی ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے گھر آمد	303
260	میاں صاحب کی منشا تابش کے گھر آمد	303
261	میاں صاحب نے صبح تین بجے چار بسکٹ تناول فرمائے	303
262	امی جان کا شرقپور شریف میں محفل میلاد ﷺ کا انعقاد	304

Marfat.com

263	حضرت سعدی اور سو مہمانوں کی دعوت	305
264	مولانا عبدالغفور شاہ صاحب کی شرقپور شریف آمد	306
265	وظائف پڑھنے کی اجازت	307
266	کوئٹہ سے حضرت ابوبکر آغا صاحب کی تشریف آوری	307
267	میاں صاحب کی داڑھ میں درد	308
268	میاں صاحب کی بائیں ٹانگ میں شدید درد	309
269	ہومیو پیتھک میڈیسن استعمال کرنے کا مشورہ	309
270	ڈاکٹر ابوبکر صاحب سے چیک اپ	310
271	صاحبزادہ ابوبکر صاحب کے گھر ڈاکہ	310
272	میاں صاحب کا ایک اور دانت ہل گیا	311
273	ڈاکٹر مسعود صاحبؒ سے ملاقات	311
274	میاں صاحب کی اقبال احمد فاروقی صاحب سے ملاقات	313
275	حاجی اللہ دتہ صاحب کی زوجہ کا انتقال	314
276	میاں صاحب سے شاہ احمد نورانیؒ کی ملاقات	314
277	نذرانہ لینے سے انکار	314
278	میاں صاحب کی کرامت	315
279	محمد عالم صاحب کے گھر ڈاکہ	315
280	مولوی اسماعیل صاحب کا انتقال	316
281	ثانی صاحبؒ کے عرس پر سب سے بڑا فورکلر اشتہار	316

Marfat.com

282	لاہور کے گردونواح میں بڑی فلیکس کا انتظام	316
283	''انوارِ جمیل'' ایک خوبصورت کوشش	317
284	خوفناک زلزلہ	318
285	شرقپور شریف سے امدادی سامان کشمیر روانہ	318
286	میاں خلیل احمد صاحب کی طبیعت مسلسل خراب	318
287	پریس حضرات کی شرقپور شریف دعوت	319
288	ڈاکٹر محسن صاحب کی شرقپور شریف آمد	319
289	میاں صاحب نے رات جاگ کر گذاری	320
290	اعلیٰ حضرت شیر ربانی'' کا مرید	320
291	ڈاکٹر ندیم محمود مرزا سے چیک اپ	321
292	امی جان کا مفید مشورہ	322
293	چوہدری پرویز الٰہی کی شرقپور شریف آمد	323
294	نقشبندی پیر، شجرہ بتانے سے قاصر	324
295	میاں صاحب کی میاں محمد زبیر سے ملاقات	325
296	سعید احمد صدیقی صاحب پر فالج کا حملہ	325
297	آغا ابوبکر صاحب کا میاں صاحب سے بذریعہ فون رابطہ	325
298	محمد منشا تابش صاحب کی شرقپور شریف آمد	327
299	نعیم عصمت کے بھائی کی شادی	327
300	صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد صاحب کی بارات	328

Marfat.com

328	دعوت ولیمہ میں سات سو افراد کی شرکت	301
329	حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نام سے ویب سائٹ تیار	302
330	میاں صاحب کی بائیں ٹانگ میں شدید درد	303
330	عبدالرؤف صاحب کے داماد کا انتقال	304
331	میاں صاحب کی محمد الطاف سے تعزیت	305
331	ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی شرقپور شریف آمد	306
333	ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کا UPS کا تحفہ	307
333	ڈاکٹر ساجدہ علوی کی اپنے خاوند کے ہمراہ بیت النور آمد	308
334	والد گرامی کے چہلم کا ختم اور پاکپتن شریف حاضری	309
335	میاں صاحب کی ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سے ملاقات	310
336	ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی تعلیمی نظام پر تنقید	311
337	شرقپور شریف میں حضرت مجدد پاکؒ کا عرس مبارک	312
338	میاں صاحب کے بائیں بازو میں شدید درد	313
348	میاں صاحب کا پیر فضل الرحمٰن مجددی سے فون پر رابطہ	314
348	میاں صاحب کے کمرہ سے سانپ برآمد	315
339	صاحبزادہ سعید شاہ گجراتی کی شرقپور شریف آمد	316
339	محمد مقصود قادری کی شرقپور شریف آمد	317
340	صاحبزادہ میاں تنویر احمد صاحب نے گاڑی چلائی	318
340	سید ضیاء الدین شاہ صاحب کی شرقپور شریف آمد	319

Marfat.com

320	میاں صاحب کی آنکھوں میں انفیکشن	341
321	شوکت خانم لیبارٹری سے میاں صاحب کے ٹیسٹ	341
322	حکیم سلیم سے میاں صاحب کا علاج	341
323	چوہدری حنیف صاحب کی شرقپور شریف آمد	342
324	ڈاکٹر شیر محمد کی شرقپور شریف آمد	342
325	حضرت ثانی صاحبؒ کی کرامت	342
326	شادی کارڈ پر اپنا نام لکھ لو	343
327	قدر آفاقی صاحب اور نماز مغرب	344
328	کمر کی تکلیف اور جنرل ہسپتال کا سفر	344
329	عطاء اللہ کو گولی لگ گئی	346
330	میاں صاحب کے سمجھانے کا انداز	346
331	پروفیسر منور صاحب کا ڈاکٹر نیازی سے چیک اپ	347
332	خانہ کعبہ کی زیارت	348
333	میاں صاحب کی کرامت	348
334	میاں صاحب کی چار سال بعد سٹیج پر تقریر	349
335	صاحبزادہ میاں ولید احمد کے گھر بیٹے کی پیدائش	351
336	میاں صاحب کی ڈاکٹر محسن نذیر سے تعزیت	351
337	ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی کی افتتاحی تقریب	351
338	بیت النور ہوٹل میں حوزۂ نقشبندیہ کی میٹنگ	353

١٤٥٢٢٦

Marfat.com

364	پیر محبوب الرسول صاحب کی شرقپور شریف آمد	339
365	ڈاکٹر ظہور صاحب کا خواب	340
366	ملک حسن علی کا خواب	341
367	ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے شعر سنائے	342
367	''باتوں سے خوشبو آئے'' کی افتتاحی تقریب	343
368	میاں صاحب کی ڈھوک شیر ربانی روانگی	344
369	میاں صاحب کی خواب میں بیعت کی	345
369	''جہان امام ربانی'' کی تیاری	346
369	جوہر آباد اور ڈیرہ اسماعیل تک کا سفر	347
371	ڈاڑی گاڑی کی چھت پر رہ گئی	348
372	توشہ شاہ نقشبندؒ	349
372	رات سیٹھی صاحب کے گھر قیام کیا	350
373	ہونہار شاگرد	351
373	میاں صاحب کی جسٹس منیر احمد مغل صاحب سے ملاقات	352
374	نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر ایک شاہکار	353
374	عبدالمجید اولکھ صاحب کی شرقپور شریف آمد	354
375	ڈاکٹر ظہور صاحب کو مکتوبات مجدد کا تحفہ	355
376	میاں صاحب کا دانت اور ڈاکٹر علی کی زور آزمائی	356
376	روزنامہ پاکستان کے دفتر نذیر حق سے ملاقات	357

Marfat.com

358	میاں صاحب کی وصیت	377
359	جوہر آباد، طاہر شاہ کے ختم میں میاں صاحب کی شمولیت	377
360	میاں صاحب کی مولانا محمد صادق صاحب سے ملاقات	378
361	اعلیٰ حضرت شیر ربانی سرکار کی پیدائش کی جگہ	379
362	اعلیٰ حضرت سرکار اور کرنل محمد یوسف	379
363	پرندے اعلیٰ حضرت شیر ربانی پر سایہ کرتے تھے	380
364	میاں صاحب کی نعیم احمد نوری صاحب سے تعزیت	381
365	حنان علی عباسی ایک بہترین کالم نویس	381
366	میاں صاحب کی پشاور روانگی	381
367	اکبر بادشاہ کی گستاخی	382
368	قیامت کی نشانی	383
369	علماء مشائخ کانفرنس	384
370	جہان امام ربانی کانفرنس	388
371	میاں صاحب کا صدقہ	389
372	اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے عرس پر شدید طوفان	389
373	چکوال میں اعلیٰ حضرت شیر ربانیؒ کا عرس	390
374	میاں صاحب سے محبوب الرسول صاحب کی ملاقات	390
375	اسلم ثاقب کی والدہ کا انتقال	390
376	ثانی صاحبؒ کے مرید کا انتقال	391

Marfat.com

377	اعلیٰ حضرت سرکار کی تربیت	392
378	میاں صاحب کے ساتھ کراچی کا سفر	392
379	میاں صاحب کی رپورٹس تسلی بخش نہ تھیں	393
380	میاں صاحب نے میری عیادت کی	394
381	میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی عظمت کا اعتراف	395
382	میاں خلیل احمد بیہوشی کی حالت میں ہسپتال داخل	395
383	جسٹس منیر احمد صاحب کو جہان امام ربانی کا تحفہ	395
384	حضرت یوسف ہمدانیؒ کی کرامت	396
385	حضرت عبیداللہ احرارؒ کی کرامت	397
386	میاں خلیل احمد شرقپوری کی عیادت	398
387	میاں صاحب کا خواب	399
388	چوہدری محمد حنیف صاحب کی انڈیا روانگی	399
389	تابش قصوری صاحب کا میاں صاحب کو کتابوں کا تحفہ	400
390	میاں خلیل احمد شرقپوری فاطمہ میموریل منتقل	400
391	میاں صاحب کے آپریشن پر تحفظات	401
392	میاں صاحب کے بھانجے کا انتقال	402
393	صحابیؓ کا واقعہ	402
394	علامہ غلام مصطفےٰ مجددی کے اشعار کو پسند فرمایا	402
395	حضرت مجدد پاک کی عظمت کا اعتراف	403

Marfat.com

396	میاں صاحب کی طاہر رضا بخاری کے گھر آمد	404
397	میاں صاحب کی روزنامہ شیر ربانی دفتر آمد	404
398	ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی لاہور آمد	405
399	میاں صاحب کی ڈاکٹر مسعود صاحب سے علمی نشست	405
400	میاں صاحب کے تحائف ڈاکٹر مسعود صاحب کی نذر	417
401	کمر درد میں اضافہ	417
402	میاں صاحب کا سعید مجاہد آبادی کی لائبریری کا معائنہ	418
403	کمر کے اٹھارہ مہرے ٹیڑھے ہو گئے	418
404	میاں صاحب نے ڈائجسٹ کی تیاری خود کرائی	419
405	میاں صاحب کی سرگودھا اور چکوال روانگی	419
406	میاں صاحب نفیس کے پٹرول پمپ پر گئے	420
407	''حضرت مجدد اور اقبال'' کی تقریب رونمائی میں شرکت	420
408	میاں صاحب کی مفتی معظم صاحب سے ملاقات	421
409	ایک اچھی شرارت	421
410	صوفی سرور کو معافی مل گئی	422
411	میاں صاحب کے حکم پر محمود سعید کی سماع ہال روانگی	423
412	حکیم محمد موسیٰ صاحب کی پانچویں جلد کا مسودہ تیار	424
413	بم دھماکے اور میاں صاحب کی لاہور آمد	424
414	بشیر احمد صدیقی صاحب کو ڈاکٹر مسعود کا خط لندن فیکس	425

Marfat.com

415	میاں صاحب نے مضامین منور حسین صاحب کو پہنچائے	425
416	شیخ گل صاحب کی میاں صاحب سے ملاقات	426
417	کرول باغ کا مزار اور انگریز حکومت	426
418	میاں صاحب کی صاحبزادہ مسرور احمد صاحب سے تعزیت	427
419	میاں صاحب کی صاحبزادہ مسرور احمد صاحب سے ملاقات	427
420	مصافحہ نہ کرنے والے بھی فیض حاصل کرتے ہیں	428
421	جمیل اطہر کی میاں صاحب کو صوفی سرور کے لیے سفارش	428
422	واپڈا کی ہٹ دھرمی اور میاں صاحب کی نظر فیض	428
423	الحمراء ہال میں مجدد الف ثانیؒ کانفرنس	429
424	نذیر حق صاحب نے روزنامہ شیر ربانی کو پسند کیا	434
425	کیا اخبار کے لیے تمھارے پاس دو کروڑ ہیں	434
426	دو سال بعد شرقپور شریف حاضر ہوا	435
427	صبح پانچ بجے میاں صاحب کی اخبار کے دفتر آمد	436
428	میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے عرس پر اخبار کا کلر ایڈیشن شائع	437
429	جمیل اطہر صاحب کے میاں صاحب کو مشورے	438
430	میاں جلیل احمد شرقپوری نے اپنی نگرانی میں ایڈیشن تیار کرایا	439
431	میاں صاحب نے شیراز بھٹی کو دعائیں دیں	440
432	حاجی آصف کا ملتان میں اخبار کے لیے اہم کردار	441
433	میاں صاحب کے فون پر بوگس کال	441

Marfat.com

472	چوہدری محمد حنیف صاحب کی ترقی	471
473	میاں صاحب سے اردو بازار میں ملاقات	472
474	پروفیسر منور صاحب کی حضرت ثانی صاحبؒ سے عقیدت	473
475	طالبان کیسے بنے	473
476	-/200 روپے کا تبرک	474
477	میاں صاحب سے شرقپور شریف میں ملاقات	474
478	میاں صاحب کے ساتھ ملتان روانگی	475
479	محمد یوسف (آرائیاں) کی والدہ کا انتقال	476
480	میاں صاحب کی اتفاق سے رہنے کی نصیحت	476
481	میاں صاحب کا زیادہ وقت قرآن کی تلاوت میں گذرتا	477
482	میاں خلیل احمد شرقپوری کی طبیعت ناساز	477
483	یونیورسٹی لائبریری سٹاف کی پرتکلف دعوت	478
484	میاں صاحب کا ملتان سے رابطہ	479
485	شرقپور شریف میں صفوں والے کمرہ میں آگ لگ گئی	479
486	حوزۂ نقشبندیہ کے حوالے سے عالم صاحب کا اہم کردار	480
487	میاں صاحب کی عزیز بٹ صاحب کے گھر آمد	480
488	میاں صاحب کی آنکھ کا آپریشن	481
489	ڈاکٹر کا غیر ذمہ دارانہ رویہ	481
490	علیل طبیعت کے باوجود میاں صاحب کے سفر	482

Marfat.com

491	ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی بم دھماکے میں شہید	483
492	شرقپور شریف بولو گے تو گاڑی میں بیٹھوں گا	483
493	نذیر حق صاحب کو نوکری جاری رکھنے کا مشورہ	485
494	حضرت صدیق اکبرؓ کے جلسہ میں ٹیلی فونک خطاب	485
495	میاں صاحب کی تسلی	485
496	وقت کی پابندی اور شاہ صاحب	486
497	میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے مزار اقدس کی توسیع	489
498	میاں صاحب کی روزنامہ شیر ربانی دفتر آمد	489
499	میاں صاحب کی پریشانی	489
500	ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی کا تعزیت نامہ اور اس کی تقسیم	490
501	شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری مکمل نہ ہو سکی	490
502	ماموں جان انتقال کر گئے	491
503	آصف اشرف جلالی سے ان کے مدرسہ میں ملاقات	491
504	میاں صاحب قرضے سے پریشان	492
505	میاں خلیل احمد ہسپتال سے اقبال ٹاؤن کوٹھی میں شفٹ	493
506	مانچسٹر میں میاں شیر محمد شرقپوری کا عرس مبارک	494
507	اکرام میاں صاحب سے اجازت لے کر واپس چلا گیا	494
508	مفتی نور حسین کی کتاب	495
509	بابا فیروز کی وفات	495

Marfat.com

510	اس کتاب کی تیاری بارے میاں صاحب کا فرمان	496
511	شیراز بھٹی کے والد انتقال کر گئے	497
512	میاں صاحب کے کپڑے خون آلود	497
513	افطار پارٹی کینسل ہوگئی	498
514	زیر طباعت کتابوں کے بارے میں معلومات	498
515	حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر افطار پارٹی	499
516	بیت النور میں افطار پارٹی	499
517	حاجی اسلم کے گھر افطار پارٹی	500
518	جمعۃ الوداع	500
519	شیر ربانی اخبار کے آخری چند دن	500
520	دل خون کے آنسو رو رہا تھا	501
521	چوہدری محمد حنیف صاحب کے اعزاز میں دعوت	501
522	یادداشتیں کا پہلا پروف میاں صاحب کو دکھایا	502
523	میاں صاحب غنودگی کی حالت میں	502
524	میاں صاحب اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے	502
525	میاں صاحب کی وصیت	503
526	اشاریہ اشخاص	505
527	تبرکات وتصاویر میاں صاحب	529

Marfat.com

انتسابِ جمیل

نبی مختار آمنہؓ کے لال، کل نبیوں کے سردار، شفیع الامت، رحمت عالم، نور مجسم، خاتم المرسلین، شفیع المذنبین، سراج السالکین، الصادق الامین، محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نام جن کی وجہ سے اسلام کی شمع قیامت تک روشن رہے گی، اور بروز قیامت مجھ جیسے گناہ گار آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ مند ہوں گے۔

Marfat.com

بانی یوم مجددؒ

از صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

پیرو مرشد فخر المشائخ والد گرامی حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ 11 ستمبر 2013ء کو اس دارفانی سے پردہ فرما گئے۔ آپ کے پردہ فرما جانے کے بعد مختلف صاحب قلم حضرات نے اپنی معلومات اور قبلہ میاں صاحبؒ کے ساتھ ذاتی ملاقات پر مبنی مضامین و کتابیں شائع کیں جن میں پنجاب یونیورسٹی کے سابق چیف لائبریرین سید جمیل احمد رضوی، چوہدری محمد حنیف صاحب اور ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری کے علاوہ دیگر مصنفین نے بے شمار مضامین تحریر کیے جو ماہنامہ نوائے شرقپور اور ماہنامہ نور اسلام کے مختلف شماروں میں شائع ہوئے۔ صاحبزادہ میاں ولید احمد صاحب کی زیرنگرانی نور اسلام کا خصوصی نمبر ''فخر المشائخ نمبر'' شائع ہوا جس میں میری بھی خدمات شامل حال رہیں۔

اب زیرنظر کتاب محمد معروف احمد شرقپوری صاحب کی ''ایمان افروز یادداشتوں'' پر مبنی ایک عظیم مجموعہ حقائق کی صورت میں سامنے آرہا ہے۔ جس کے چیدہ چیدہ اوراق پڑھ کر بے حد خوشی محسوس ہوئی کہ برادرم محمد معروف احمد نے نہایت ذمہ داری کے ساتھ پیرومرشد کے ساتھ گزارے ہوئے لمحات لکھ کر آج عوام الناس کے مطالعہ کے لیے پیش کررہے ہیں اس کتاب کی تیاری اور پرنٹنگ و پبلشنگ کروانے کی ذمہ داری میاں محمد یوسف صاحب (آرائیاں) پوری کررہے ہیں جو کہ حضور والد گرامیؒ کے نہایت قریبی و قابل احترام ساتھیوں میں سے ہیں اور میری طرف سے سلسلہ نقشبندیہ شرقپور شریف کی خلافت و اجازت رکھتے ہیں۔

برادرم محمد معروف صاحب 1991ء میں میرے والد گرامیؒ سے بیعت ہوئے اور پھر مسلسل آپ کے ساتھ تبلیغی کاوشوں میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ زیرنظر کتاب ''ایمان افروز یادداشتیں'' کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سن 2001ء کے آخر میں باقاعدہ ڈائری لکھنا شروع کی۔ چونکہ معروف صاحب حضرت فخر المشائخ کے ساتھ رہتے تھے۔ آپؒ کی دن بھر کی جو مصروفیات ہوتی تھیں ان کو وہ بالعموم رات سونے سے پہلے ڈائری میں لکھ لیتے تھے۔ گویا یہ روزنامچہ قسم کی تحریری دستاویز ہے۔ یہ سلسلہ 02 نومبر 2009ء تک جاری رہا۔ پھر اس میں کچھ

Marfat.com

تعطل پیدا ہوگیا۔کتاب کے آخر میں سال 2013ء کی دو تاریخوں کا ذکر ہے۔یعنی جولائی 2013ء اور یکم ستمبر 2013ء۔اس طرح تقریباً انیس سال کا بہت گراں قدر ریکارڈ فراہم ہوگیا۔مجالس کی گفتگو تو ہوا میں اڑ جاتی ہے لیکن لکھا ہوا باقی رہ جاتا ہے۔

نوشتہ بماند سیاہ بر سفید
نویسندہ را نیست فردا امید

بعد میں اس قسم کے روزنامچے ملفوظات کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔تصوف میں ملفوظات کی روایت بہت توانا ہے۔ان سے جہاں شیوخ کے فیوض و برکات کا علم ہوتا ہے وہیں ان کے عہد میں سیاسی حالات اور سماجی مسائل کا پتا بھی چلتا ہے۔سماج پر ان کے اثرات کا جائزہ بھی لیا جاسکتا ہے۔معروف صاحب کے اس روزنامچے سے بھی اسی قسم کے حالات کا علم ہوتا ہے۔مصنف نے فخر المشائخ کے معمولات کو نہایت باریک بینی کے ساتھ نہ صرف دیکھا بلکہ ان کو عمیق مشاہدے کے بعد ضبط تحریر میں بھی لے آئے۔ان کے مطالعہ سے ہمیں فخر المشائخ کی انتہائی مصروف معمولات زندگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ان کے اسفار کی تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔اتباع سنت کی ترویج کے لیے آپ کی سعی پیہم کا علم ہوتا ہے۔تعلیمات مجدد الف ثانیؒ کے فروغ کے لیے آپؒ کی کاوشیں سامنے آتی ہیں۔

قبلہ والد گرامیؒ نے تعلیمات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کو عام کرنے میں پورے ملک کے اندر قریہ قریہ گاؤں گاؤں یوم مجدد الف ثانیؒ کی تحریک شروع کی اور آپ کی تعلیمات کو عام کرنے کے مشن کا ساتھ اس طرح دیا کہ کہیں بھی کوئی آپ کو مدعو کرتا تو آپ بغیر تکلف کے دعوت قبول فرماتے اور اپنی گرہ سے خرچ کر کے بھی وہاں پہنچ جاتے۔اس تحریک کو عام کرنے کے لیے جہاں آپؒ نے ہوائی جہاز، ریل گاڑی اور بسوں پر سفر کیا وہاں ایسے علاقوں میں بھی آپؒ تشریف لے گئے جہاں کوئی گاڑی جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ایسی جگہوں پر آپؒ کو اگر پیدل جانا پڑا تو وہ بھی آپؒ نے سفر کیے اور کہیں بیل گاڑیوں پر اور کئی گھنٹوں اونٹوں پر ریگستانی علاقوں میں بھی اس تحریک کو پہنچا دیا اور حضرت امام ربانیؒ کی تعلیمات کے متعلق ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں کتابیں چھپواتے رہتے اور مفت تقسیم فرماتے۔آپؒ کی اس لگن کی بنیاد پر آپؒ کو تمام علماء و مشائخ بانی تحریک یوم مجدد الف ثانیؒ قرار دیتے ہیں۔

Marfat.com

مجھے امید ہے کہ محمد معروف احمد شرقپوری کی یہ کتاب آپؒ کے بارے میں بنیادی مآخذ ومصادر میں شمار ہوگی۔ حضرت فخر المشائخؒ کے متعلق تحقیق کرنے والے اس سے مستفید ہوں گے اس قابل ستائش پیشکش پر میں مصنف کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ کرے تاکہ وہ مزید علمی کام کرسکیں۔ اللھم زد فزد۔

میاں جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

09/03/2016

Marfat.com

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مشن

صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری نقشبندی مجددی

رب لم یزل کا بے حد شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان پیدا کیا اور دین اسلام کی شمع ہمارے سینوں کے اندر روشن فرمائی۔ قرآن و حدیث کو ہمارے لیے راہنما بنایا اور اس کے ذریعے ہمارے لیے ہدایت کا سامان پیدا فرمایا۔ جن لوگوں نے قرآن و حدیث کے ذریعے ہدایت کا راستہ اختیار کیا سنت نبوی ﷺ کا عملی نمونہ بن کر ہمیں زندگی گذارنے کا طریقہ بتایا۔ اللہ تعالیٰ کے ان انعام یافتہ لوگوں میں سے ایک گروہ صالحین کا ہے جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضور پر نور شافع یوم النشور ﷺ کے دین کی اشاعت میں اپنی تمام زندگی وقف کر دی۔ دین کی خاطر انہوں نے اپنی تمام زندگی کے معمولات کو پس پشت ڈال کر کام کیا۔ احیائے سنت نبوی ﷺ کے لیے عملی طور پر کام کرنے والوں میں ایک روشن نام آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف میں حضور فخر المشائخ قبلہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کا ہے۔ آپ نے تبلیغ دین کے لیے نہ صرف پاکستان کے کونے کونے میں بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں اپنی بزم سجا کر لوگوں کے دلوں کو نور ایمان سے منور فرمایا۔ تقریر و تحریر کے ذریعے اسلام کی حقیقی روح سے لوگوں کو روشناس کرانے کے لیے مشکل ترین حالات میں بھی بہترین انداز میں اپنی حکمت عملی کے ذریعے کوشش فرمائی۔ اعلیٰ حضرت شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ نے جس خانقاہی نظام کی بنیاد رکھی اور جس طریقے سے اور انداز سے احیائے سنت نبوی ﷺ کے لیے کام کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس مشن کو حضور فخر المشائخ نے جاری و ساری رکھا۔ آپؒ خود فرمایا کرتے تھے کہ اگر ہم اعلیٰ حضرت شیر ربانیؒ کے مشن کو مزید آگے نہیں بڑھا سکتے تو کم از کم اس مشن کے معیار کو نیچے بھی نہیں آنے دینا چاہیے"۔

حضور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقیؒ کی ذات گرامی سے آپ کو ایک خاص انس تھا۔ تجدید دین کے لیے آپ کی جو کوشش تھی اس کو حضور فخر المشائخ نے اپنا آئیڈیل بنایا اور عوام الناس میں حضور امام ربانیؒ کے کارہائے نمایاں کو متعارف کرانے کے لیے دن رات سفر کر کے دنیا کے کونے کونے میں یوم مجدد الف ثانیؒ منعقد کیا۔ آپ کی اس کوشش کو

Marfat.com

پیش لفظ

دین اسلام لافانی دین ہے۔اس کی حفاظت اللہ وتبارک تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے،حضور سید عالم خاتم الانبیاء ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے۔اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی حفاظت کے لیے اولیاء کرام کو پیدا فرمایا جو وارثان انبیاء ہیں۔ان اولیاء کرام نے حق اور ناحق کو جدا،سنت و بدعت کے فرق کو واضح کیا،کفر سے نفرت کا درس دیا فسق و فجور میں ڈوبے ہوئے افراد کو تقویٰ و طہارت کا پیکر بنادیا، جہالت اور غفلت کی مدہوشی میں غرق شدہ لوگوں کو خدا پرست اور سرکار دو عالم ﷺ کی تعلیمات اور سنتوں کا پیکر بنادیا۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کا شمار بھی ان ستودہ اور پاک ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی اتباع رسول ﷺ میں گزاری۔آپ فنا فی الرسول ﷺ کے مقام پر فائز تھے جہاں کہیں خلاف سنت حرکت دیکھتے فوراً ٹوک دیتے۔میری خوش قسمتی تھی کہ مجھے آپؒ کے خانوادہ میں حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کے دست راست پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا۔پہلے دن سے ہی آپ نے مجھے بڑی محبت اور شفقت دی۔آپ جہاں کہیں بھی جاتے مجھے اپنے ساتھ ہی رکھتے۔آپ نے اپنی ساری زندگی دین کی اشاعت میں گزاری،آپ کے ساتھ رہ کر مجھے بھی پڑھنے لکھنے کا ذوق پیدا ہوا،لہٰذا میں رات کو سونے سے پہلے ڈائری لکھ کر سوتا،ہر روز میں آپ کے معمولات کو لکھ لیتا۔ایک روز قبلہ میاں صاحب حاجی خوشی محمد صاحب کے دفتر (ملتان روڈ،نزد شاہنور سٹوڈیو) تشریف فرما تھے۔ مجھے آپ نے کسی کام سے بھیجا۔میری ڈائری آپ کے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رہ گئی۔جب میں واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ اس ڈائری کا مطالعہ کر چکے تھے۔مجھے آپ نے فرمایا تم میری ہر چیز نوٹ کر رہے ہو،میرے اس کام کو آپ نے بہت سراہا اور فرمایا اس کو تیار کرتے وقت کسی کو دکھا بھی دینا۔2008ء میں میں نے قبلہ میاں صاحب سے عرض کیا میرے پاس آٹھ ڈائریاں مکمل موجود ہیں بہت مواد اکٹھا ہو چکا ہے اس کو تیار کرنے میں بہت وقت چاہیے۔آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں یہ کام بھی کسی نہ کسی وقت مکمل ہو جائے گا۔بہر حال یہ کام قبلہ میاں صاحب کی زندگی میں ہی شروع ہو چکا تھا۔2004ء تک کے واقعات کا مطالعہ آپ نے کیا،شرقپور شریف

Marfat.com

کے محمد بشارت گوندل ایڈووکیٹ قبلہ میاں صاحب کو اس ڈائری کے واقعات سناتے ۔آپ ان کی تصدیق کرتے اور بعض جگہوں پر درستگی بھی فرمائی۔آپ نے بشارت گوندل صاحب سے فرمایا کہ ان ایمان افروز یادداشتوں میں بڑی اہم معلومات ہیں اور یہ ایک نایاب کتاب کی صورت میں تیار ہوگی۔ڈائری کی اہمیت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے۔کہ قبلہ میاں صاحب کو ایک مرتبہ کمر کی تکلیف ہوگئی،علاج معالجے کے باوجود آپ کی تکلیف میں کمی نہیں ہو رہی تھی۔ایک روز آپ نے مجھے فرمایا کہ کمر کی تکلیف کو کتنے دن ہو گئے ہیں۔میں نے عرض کیا کوئی پندرہ سے بیس دن ہو گئے ہیں۔قبلہ میاں صاحب نے ذرا جلال میں فرمایا مجھے وہ دن بتاؤ جس دن مجھے تکلیف شروع ہوئی تھی۔میں نے اپنی ڈائری نکالی،قبلہ میاں صاحب کو دن،وقت اور دیگر تفصیل سے آگاہ کر دیا۔

اس کتاب میں صرف ان واقعات کو درج کیا گیا جن سے کسی کی دل آزاری نہ ہو اور ان باتوں کو حذف کر دیا گیا ہے جن کے شائع ہونے سے اختلافی مسائل پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ یہ کتاب چونکہ قبلہ میاں صاحب کی حیات مبارکہ سے متعلق ہے اس کی تیاری میں بہت احتیاط سے کام لیا گیا ہے اس کے باوجود اگر اس میں کسی بھی قسم کی غلطی رہ گئی ہو تو بندہ ناچیز معافی کا طلب گار ہے۔قطعہ اسم ذات جس کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ نے اپنے دست مبارک سے رقم فرمایا اس کے حوالے سے یہ وضاحت ضروری ہے۔کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری صاحبؒ نے اسم ذات کو چھپوانے کے لیے جب عبدالرحمٰن گھڑی ساز کو لاہور بھیجا تو اس وقت دین محمد کاتب نے اس کو ٹریسنگ پیپر ٹریسا تھا کافی سالوں تک ایسے ہی شائع ہوتا رہا۔ 2004ء میں قبلہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کے حکم کے مطابق اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے دست مبارک سے رقم کیے ہوئے اسم ذات کو دوبارہ کمپیوٹر پر ڈیزائن کروایا اس کی ڈیزائنگ محمد مقصود (چاند، فتح گڑھ) نے کی،اس کی ڈیزائنگ روزانہ صبح فجر کی نماز کے بعد محمد مقصود کے گھر پر ہی کی جاتی،اسم ذات کی ڈیزائنگ مکمل کرنے میں تقریباً ایک ماہ کا عرصہ لگا۔

یہاں پر اس امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ جن شخصیات کے حوالے سے واقعات یادداشتوں کے متن میں درج ہیں،ان سے متعلقہ صفحات ان کو دکھا دیے گئے ہیں اور ان کی اصلاح کے مطابق مذکورہ متن کو درست کر دیا گیا ہے۔ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

Marfat.com

۱۔صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب،۲۔صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری صاحب ۳۔سید جمیل احمد رضوی صاحب (ریٹائرڈ چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) ۴۔جسٹس (ر) منیر احمد مغل صاحب، ۵۔ پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب (ریٹائرڈ پروفیسر اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور)، ۶۔طاہر رضا بخاری صاحب (ڈائریکٹر جنرل محکمہ اوقاف پنجاب)، ۷۔ڈاکٹر علامہ محمد اشرف آصف جلالی صاحب (جامعہ جلالیہ رضویہ داروغہ والا) ۸۔علامہ راغب نعیمی صاحب (جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو، لاہور)، ۹۔ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب (پروفیسر امیریطس، پنجاب یونیورسٹی، لاہور)، ۱۰۔پروفیسر خالد بشیر صاحب (ریٹائرڈ پرنسپل گورنمنٹ کالج، گجرات)، ۱۱۔صابر حسین صاحب (ناظم اعلیٰ امام اہل سنت لائبریری، اٹک)، ۱۲۔محمد مقصود حسین قادری نوشاہی (کراچی)، ۱۳۔ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب، ۱۴۔محمد نذیر رانجھا (اسلام آباد)، ۱۵۔پروفیسر آغا حیدر، ۱۶۔پروفیسر ڈاکٹر انجم طاہرہ صاحبہ، ۱۷۔جمیل احمد نعیمی چنائی، ۱۸۔محمد عبدالستار طاہر مسعودی، ۱۹۔محمد محبوب الرسول قادری، ۲۰۔علامہ غلام مصطفیٰ مجددی۔

اس کتاب کی تیاری میں صاحبزادہ میاں عدیل احمد، صاحبزادہ میاں تنویر احمد، صاحبزادہ میاں حنان احمد، صاحبزادہ میاں محمد صالح، سعید احمد صدیقی، پروفیسر خالد بشیر، فیاض احمد سیٹھی، پروفیسر علیم تفضل، حاجی اللہ دتہ (شاہدرہ)، حکیم منور بیگ (غازی آباد) میاں محمد یونس، فاروق الحسن، طارق حسن، میاں عمران یونس، میاں محمد یوسف (آرائیاں)، محمد جہانگیر (ایڈووکیٹ)، محمد بشارت (ایڈووکیٹ)، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ساجد، افتخار احمد (فتح گڑھ) امانت علی (دو گیچ ٹاؤن)، حکیم محمد سعید (والٹن)، چوہدری آفتاب احمد (لاہور) محمد مظہر منیر (راولپنڈی)، صوفی محمد نذیر (تاجپورہ)، محمد زبیر، شاہ محمد (جلو موڑ) نے تعاون کیا۔

اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

محمد معروف احمد شرقپوری

10/01/2016

Marfat.com

مقدمہ

از سید جمیل احمد رضوی

سابق چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور

زیر نظر کتاب بعنوان "ایمان افروز یادداشتیں" کے مصنف محمد معروف احمد شرقپوری صاحب ہیں۔ اس میں اگست 1991ء سے لے کر ستمبر 2013ء کے واقعات درج ہیں۔ درمیان میں تقریباً تین سال (از 2010ء تا 2012ء) کے واقعات شامل نہیں ہیں۔ یہ روزنامچہ قسم کی کتاب ہے۔ تاریخ نویسی اور سوانح نگاری میں روزنامچہ کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ ان کو بنیادی مآخذ (Primary Sources) میں شمار کیا جاتا ہے۔ ایسی کتابوں کو ملفوظات کے عنوان سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ تصوف کے لٹریچر میں ملفوظات کی افادیت اور اہمیت مسلمہ ہے۔ عصر حاضر کے اصول تحقیق میں ان کی کئی اعتبار سے درجہ بندی کی جاتی ہے۔ سماجی حالات کو سامنے رکھ کر ان کا تجزیہ کیا جاتا ہے پھر معاشرہ پر اس کے اثرات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ یہ انفرادی اور اجتماعی دونوں قسم کے ہوتے ہیں۔ افراد سے مل کر معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ صوفیہ کے ملفوظات سے فرد اور معاشرہ دونوں پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ صوفیائے کرام کے ملفوظات کے مطالعہ سے فضائل اخلاق کی صفات پیدا ہونے کے امکانات ہوتے ہیں اور رذائل اخلاق کی کدورت سے دامن بچایا جا سکتا ہے۔ صوفیہ کی صحبت بھی اثر انداز ہوتی ہے، علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے:

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کہا جاتا ہے کہ صحبت کے اثرات مرتب ہوتے ہیں، الصحبۃ مؤثرۃ (صحبت اثر انداز ہوتی ہے) مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے:۔

یک زمانے صحبتے با اولیا بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

تاریخ تصوف میں ہمیں ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض متوسلین صرف شیخ کی صحبت میں بیٹھتے تھے اور ان کی روحانیت سے بھرپور استفادہ کرتے تھے۔ گویا ایک غیر مرئی طاقت ان پر اثر انداز ہوتی تھی اور اس طرح ان کی قلبی کیفیت ہی بدل جاتی تھی۔ یہ

Marfat.com

حقیقت ہے کہ اچھی اور بری صحبت دونوں اثر انداز ہوتی ہیں۔اس بارے میں کسی فارسی شاعر نے کہا ہے:۔

صحبت صالح ترا صالح کند　　　صحبت طالح ترا طالح کند

زیرِ حوالہ کتاب کے پس منظر کے بارے میں بتانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ نے اپنا ذخیرہء کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو 09 اگست 2001ء کو بطور عطیہ دے دیا تھا۔میاں صاحب نے اس ذخیرہ کی فہرست سازی کا کام راقم السطور کے ذمے لگایا۔10 نومبر 2001ء میں اس کی فہرست سازی کا کام شروع کر دیا گیا حضرت میاں صاحب نے محمد معروف احمد شرقپوری صاحب کو مامور کر دیا کہ وہ بھی میرے ساتھ اس حوالے سے خدمات سرانجام دیں گے۔چند روز کے بعد معروف صاحب نے بھی فہرست سازی کا کام شروع کر دیا جس کو میں دیکھ لیتا تھا اور تکنیکی اعتبار سے اس کو درست کر لیتا تھا۔فہرست کی پہلی جلد 2002ء میں مکمل ہوئی اور اسی سال شائع ہوگئی۔اس جلد کی فہرست بنانے کے دوران 26 جنوری 2002ء کو معروف صاحب نے بتایا کہ میاں صاحب خوشی محمد صاحب کے دفتر میں ملنا چاہتے ہیں۔چنانچہ ہم چار بجے سہ پہر سے چند منٹ پہلے لائبریری سے روانہ ہوئے اور چار بجے مذکورہ دفتر میں پہنچ گئے۔اس ملاقات میں حضرت میاں صاحب نے بہت سی باتیں کیں جن کی تفصیل میری کتاب بعنوان: ''فخرالمشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں)'' دیکھی جا سکتی ہے۔(۱) ذیل کا اقتباس زیرِ حوالہ کتاب کے متعلق ہے:

''۔۔۔میاں صاحب مسکرا کر کہنے لگے کہ معروف ایک کتاب لکھ رہا ہے۔میں صبح کتنے بجے اٹھا' کیا کیا کام کیے وغیرہ وغیرہ۔میں نے کہا کہ انہوں نے مجھ سے ڈائری لکھنے کی بات کی تھی۔بعد میں یہی ملفوظات بن جاتے ہیں۔فرمانے لگے کہ میں نے اس سے کہا ہے کہ کھلا کھلا لکھے (یعنی) ایک لائن چھوڑ کر۔میں نے کہا کہ اس سے اصلاح و ترمیم میں آسانی رہتی ہے۔آپ نے فرمایا کہ اصلاح تو کرنا پڑے گی'' (۲)

اس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ معروف صاحب نے جو ڈائری لکھنے کا کام شروع کیا تھا، اس کو حضرت صاحبؒ نے پسند کیا اور اس کو جاری رکھنے کی ترغیب بھی دی۔اس کے شواہد اس

Marfat.com

کتاب کے اندر بھی ملتے ہیں۔ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ (سابق) پروفیسر انڈو اسلامک ہسٹری، میکگل یونیورسٹی مانٹریال، کینیڈا نے بھی معروف صاحب کو اسی قسم کا مشورہ دیا تھا۔ صاحب کتاب (محمد معروف احمد شرقپوری) (۳) 31 دسمبر 2005ء کے واقعات میں لکھتے ہیں:۔

"۔۔۔یہاں سے فارغ ہو کر پروفیسر علیم تفضل، پروفیسر خالد بشیر صاحب اور رانا ندیم شہزاد کے ہمراہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری چلا گیا، جہاں سید جمیل احمد رضوی صاحب اور پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ (کینیڈا) سے ملاقات ہوئی، ساجدہ علوی صاحبہ ان دنوں پنجاب میں اٹھارھویں اور انیسویں صدی کے چشتی مشائخ پر تحقیقی کام کر رہی تھیں اور سید جمیل احمد رضوی صاحب ان کے معاون کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ ساجدہ علوی صاحبہ نے مجھ سے فرمایا آپ کو میاں صاحب کے معمولات اور ملفوظات قلمبند کرنے چاہئیں۔ میں نے عرض کیا کہ مکمل تو نہیں مگر خاص خاص واقعات میں اپنی ڈائریوں میں محفوظ کر رہا ہوں"۔

ان یادداشتوں میں فخر المشائخ حضرت میاں صاحب ؒ کی شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ اگر ان کے موضوعات کو بیان کیا جائے تو مختصر طور پر ان کے موضوعاتی عنوانات یہ بنتے ہیں۔ کتاب اور کتاب خانوں سے محبت، علم دوستی، علم پروری، اشاعتی پروگرام، علمی مجالس، قیام حوزۂ نقشبندیہ، اسفار اور مجددیت۔ اگر ان کی مزید درجہ بندی (Classification) کی جائے تو اور کئی موضوعات سامنے آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شخصیت کثیر الجہات تھی۔ عالم پیری اور علالت کے دور میں بھی آپ متحرک رہے اور اپنے مشن (دینی خدمات) کے لیے سرگرم عمل رہے۔ مجھے اس وقت علامہ اقبالؒ کا یہ فارسی قطعہ یاد آ رہا ہے:

میارا بزم بر ساحل کہ آنجا   نوائے زندگانی نرم خیز است
بدریا غلط و باموجش درآویز   حیات جاوداں اندر ستیز است (۴)

اس میں بتایا گیا ہے کہ "حیات جاوداں" مسلسل عمل اور جدوجہد میں پوشیدہ ہے زمانے میں مشکلات کا مقابلہ کرنا اور آگے بڑھنے کے لیے سرگرم عمل رہنے ہی میں ترقی کا راز پنہاں ہے۔ ساحل کی زندگی تو بہت دھیمی اور نرم خیز ہے۔ دریا کی موجوں سے برسرپیکار ہونے سے ہی جاودانی حیات ملتی ہے۔ (۵)

Marfat.com

مکرمی جناب صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب آستانہ عالیہ شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

السلام علیکم!

قائداعظم لائبریری کے لیے آپ کی ہدیہ کردہ کتاب ''فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لاہور'' کی دوسری جلد موصول ہوئی۔ یہ ایک توضیحی کتابیات ہے۔ جس سے محققین اور لائبریری قارئین استفادہ کریں گے۔ اس سے پہلے اس کتاب کی جلد اول بھی قائداعظم لائبریری کو موصول ہو چکی ہے۔ جہاں آپ کے ذخیرۂ کتب کی تعریف کی جائے گی، وہیں اس فہرست کے مرتبین کی سعی کو بھی سراہا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔

قائداعظم لائبریری ایک مرتبہ پھر آپ کے اس گراں قدر ہدیہ پر شکر گزار ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ آپ آئندہ بھی اپنے اس کتب خانے کے ساتھ علمی تعاون جاری رکھیں گے۔ والسلام

مخلص

(محمد تاج) چیف لائبریرین، قائداعظم لائبریری، لاہور

اس طرح متعدد دیگر کتب خانوں میں بھی آپؒ نے اپنے ذخیرۂ کتب کی فہرست بھجوائی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی لائبریریوں کی ترقی اور نشوونما کی طرف بہت توجہ تھی۔ کتب خانے علم کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں کہا جا سکتا ہے کہ آپ علم کے فروغ اور نشرواشاعت میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔ یہ عظمت کردار اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے اور اس سے آپ کے متوسلین کو بھی فروغ علم کی تعلیم ملتی تھی۔

آپؒ کا اشاعتی پروگرام

حضرت میاں صاحبؒ کے اشاعتی پروگرام کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ آپ نے ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف کا اجراء نومبر 1955ء میں کیا۔ یہ مؤقر رسالہ مسلسل شائع ہو رہا ہے۔ آپؒ کی زیر ادارت اس کے چھ خاص نمبر شائع کیے گئے۔ ان کے عنوان مع سال اشاعت درج ذیل ہیں۔

شیر ربانیؒ نمبر (1969ء)، امام اعظمؒ نمبر (1975ء)، اولیائے نقشبند نمبر (دو جلدیں 1979ء)،

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانیؒ نمبر (تین جلدیں ' 1988ء) ' حضرت ثانی لا ثانیؒ نمبر (1999ء) ' اور گولڈن جوبلی نمبر (2006ء) ' (۱۲)

حامد علی انصاری نے آپؒ کے اشاعتی پروگرام کی تفصیل دی ہے۔ اس کا ایک اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

''حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کو شروع ہی سے اشاعت کا ذوق وشوق اور جذبہ کارفرما رہا ہے۔ آپ نے کچھ کتابیں خود تحریر کیں، کچھ زیور طباعت سے آراستہ مفید کتابیں بازار سے خرید کر لوگوں میں مفت تقسیم کیں۔ بعض کتابوں کو اپنے زیر سرپرستی شائع فرمایا۔ اہل علم وفضل پر یہ بات مخفی نہیں کہ دینی کتب کی اشاعت میں تبلیغ کا پہلو غالب ہوتا ہے اور مادی پہلو کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔'' (۱۳)

اس مضمون میں حامد علی انصاری نے کتابوں کی درجہ بندی کر کے ان کی تفصیل دی ہے۔ پہلے درجے میں ان کتابوں کی تفصیل دی ہے جن کے مصنف / مؤلف حضرت میاں صاحبؒ خود ہیں۔ ان کی تعداد ۳۳ لکھی ہے۔ دوسرے درجے میں مکتبہ نور اسلام شرقپور شریف کی دیگر مطبوعات کے عنوان کے تحت تعداد 40 لکھی ہے (۱۴)

آپؒ دوسرے سکالرز کو بھی تحقیقی کام کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور اس کو شائع کرنے کی ذمہ داری بھی لیتے تھے۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کو حضرت مجدد الف ثانیؒ پر کام کرنے کے لیے تشویق دلاتے تھے۔ ان یادداشتوں میں اس حوالے سے واقعات ملتے ہیں۔ معروف صاحب 19۔ اگست 2007ء کے ذیل میں لکھتے ہیں۔

''کچھ دیر گفتگو کرنے کے بعد آپ جسٹس منیر احمد مغل صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کے گھر چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کو ''حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال'' کے نام سے ایک کتاب پیش کی۔ یہ کتاب کمانڈر ظفر صاحب کی معرفت کراچی سے منگوائی تھی۔ ڈاکٹر ظہور احمد صاحب نے حضرت مجدد الف ثانیؒ پر عربی زبان میں مضمون تیار کرنے کا وعدہ کیا۔ میاں صاحب نے ان سے فرمایا کہ آپ حنیف صاحب (کسان گھی فیصل آباد) کی یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں۔ ان کو اس کام کی طرف لگائیں کہ وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بارے میں مختلف زبانوں میں کام

Marfat.com

کرواکر شائع کر دیں۔اگر ضرورت پڑے تو میری حنیف صاحب سے بات کروادیں، میں خود ان سے کہہ دوں گا۔" (۱۵)

علمی اجلاس

حضرت میاں صاحب "علمی اجلاس بھی بلایا کرتے تھے۔ان میں اپنے فاضل احباب اور صاحب علم نیاز مندوں کو مدعو کرتے تھے۔اگر کوئی بیرون ملک سکالر آپ سے ملنے کے لیے آتا تو اس کے اعزاز میں دعوت کا اہتمام کرتے تھے۔اور چند صاحب علم احباب ومتوسلین کو شرکت کی دعوت دیتے تھے۔ ان کو علمی مجالس کے عنوان سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ (مقیم کینیڈا) جب لاہور اپنے عزیزوں سے ملنے کے لیے آتی تھیں، تو حضرت میاں صاحب ان کے اعزاز میں ایسی علمی مجالس کا انتظام کرتے تھے۔ان یادداشتوں میں ڈاکٹر صاحبہ کا ذکر کئی مقامات پر ملتا ہے۔ڈاکٹر صاحبہ کی میاں صاحبؒ سے نیاز مندی تھی۔ان کے علاوہ کئی اور مجالس کا ذکر زیرحوالہ کتاب میں ملتا ہے۔

زیرحوالہ کتاب سے ایک واقعہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔اس میں الفاظ کی ساخت پر علمی بحث ملتی ہے۔ یہ بہت دلچسپ ہے۔ یہ 26 دسمبر 2003ء کے واقعات میں شامل ہے۔ اس علمی مجلس کے پس منظر کے متعلق معروف صاحب لکھتے ہیں۔

"آج کی غیر اعلانیہ علمی نشست جناب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب (ڈائریکٹر شیر ربانی فاؤنڈیشن مانچسٹر، انگلینڈ) وسابق صدر شعبہء اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور کے اعزاز میں سابقہ مقام پر ہی منعقد کی گئی۔آپ گزشتہ ماہ لاہور تشریف لائے تھے اور کل ان کی واپسی ہے۔لہذا میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے انہیں شایان شان طریقہ سے الوداع کہنے کے لیے حوزۂ نقشبندیہ کے چند وابستگان کو بلوا لیا تھا۔جن میں صدیقی صاحب کے برادر محترم جناب نذیر احمد صدیقی، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی اور پروفیسر محمد اقبال مجددی وغیرہ شامل ہیں۔۔۔بات کسی طور زمانہ قدیم کے متعلق چل نکلی جب زندگی بڑی سیدھی سادہ اور تکلفات سے مبرا تھی یعنی پتھر اور دھات کے زمانہ کی۔اس ضمن میں صدیقی صاحب نے بتایا کہ پیالہ دراصل "پی آلہ" ہے یعنی

Marfat.com

پینے کا آلہ (برتن) جو بعد میں کثرت استعمال سے پیالہ بن گیا۔اس پر فاروقی صاحب نے پیالہ سازی کی تاریخ بتانا شروع کر دی کہ قدیم زمانے میں جب یہ آسائشیں مفقود تھیں، لوگ قدرت کے نشانوں سے ہی کام نکال لیا کرتے تھے جیسے آگ کے لیے چقماق سے کام لیتے، پانی پینے کے لیے چلو استعمال کرتے یا کپڑا بھگو کر پانی حاصل کر لیتے۔اس لیے بستیاں زیادہ تر پانیوں (سمندر، دریا) کے آس پاس قائم کرتے۔ ایسا ہوا کہ ایک مرتبہ دریا کے کنارے چکنی مٹی ایک شخص نے بیٹھے بیٹھے اپنے گھٹنے پر لیپ کر دی اور جاتے ہوئے اسے اتار کر پھینک دیا۔دوسرے روز اس شخص کا ادھر گزر ہوا تو مٹی خشک ہو کر ایک پیالے کی شکل اختیار کر چکی تھی اور یوں پیالے نے رواج پایا" (۱۶)

حوزۂ نقشبندیہ

حضرت میاں صاحبؒ نے حوزۂ نقشبندیہ کی بنیاد اپریل 2003ء میں رکھی اور اس کے لیے ایک مجلس انتظامیہ بنائی جس کے صدر آپؒ خود تھے اور محمد عالم مختار حق صاحب سیکرٹری مقرر ہوئے۔نائب صدر پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب بنائے گئے۔محمد معروف صاحب نے زیر نظر کتاب یادداشتوں میں حوزۂ نقشبندیہ کی کارروائیوں کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی خواہش تھی کہ اس حوزہ کا ماہوار اطلاع نامہ شائع کیا جائے۔اس حوالے سے معروف صاحب نے 10 دسمبر 2003ء کے واقعات میں لکھا ہے:۔

"اس اجلاس میں میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی نے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی اس تجویز کا ذکر کیا جس میں حوزہ کی طرف سے کوئی ماہوار اطلاع نامہ چھاپنے کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔مجددی صاحب نے اس تجویز کا مشروط خیر مقدم کیا اور کہا کہ اس میں ماہوار پابندی نہیں ہونی چاہیے بلکہ جب اچھا اور مفید مواد میسر آ جائے ،تو اسے رسالہ کی صورت میں چھاپ دیا جائے۔اس تجویز کو پسند کیا گیا" (۱۷)

اس تجویز کے نتیجے میں جب بھی حوزۂ نقشبندیہ کے حوالے سے کوئی اجلاس منعقد ہوتا تھا تو اس کی کارروائی کو ریکارڈ کر لیا جاتا تھا یا اس کو لکھ لیا جاتا تھا۔بعد میں اس کو کتابچہ / پمفلٹ کی صورت میں شائع کر دیا جاتا تھا۔محمد عالم مختار حق صاحب اس کو مرتب کرتے تھے اور حوزہ کی طرف

Marfat.com

سے اس کو چھاپ کر تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ اس طرح پانچ روودادیں شائع کی گئیں۔ معروف صاحب نے اپنی یادداشتوں میں پہلے چار کتابچوں میں سے طویل اقتباسات نقل کیے ہیں۔ ان اقتباس کو درج کرتے ہوئے روداد کے مرتب عالم صاحب کا حوالہ بھی دیا ہے۔ لیکن حوالہ نگاری کے اعتبار سے پوری کتابیاتی تفاصیل کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہاں پر ان آخذ کی مکمل کتابیاتی تفاصیل (Bibliographical Details) درج کردی جائیں تاکہ حوالہ اپنی مکمل صورت میں قارئین کرام کے سامنے آجائے اور یوں تحقیقی عمل میں آسانی بھی رہے گی۔

ذیل میں ان کتابچوں کی کتابیاتی تفاصیل (مع مختصر تعارف) درج کی جاتی ہیں:

(1)۔ محمد عالم مختار حق۔ روداد حوزۂ نقشبندیہ (2003ء)۔ لاہور: حوزۂ نقشبندیہ 2004ء۔ 1+31 ص۔

یہ پہلی روداد ہے جو کتابچے کی صورت میں شائع کی گئی۔ اس میں 2003ء میں منعقد ہونے والے اجلاسوں کی کارروائی شامل کی گئی ہے۔ اس کے آخر میں ایک ضمیمہ ہے جس میں حوزۂ نقشبندیہ کے عنوان کے تحت یہ ذیلی عنوانات ہیں: لائحہ عمل برائے علمی تحقیقات، اغراض و مقاصد برائے تحقیقات علمیہ۔ اس میں سکالرز کے نام دیے گئے ہیں۔

(2) محمد عالم مختار حق۔ روداد حوزۂ نقشبندیہ (2004ء۔2005ء)۔ لاہور: حوزۂ نقشبندیہ 2006ء۔ 48 ص۔

اس میں سال 2004ء اور 2005ء کے اجلاسوں کی کارروائی شامل کی گئی ہے۔ اس میں 7۔ مارچ 2005ء کو منعقد ہونے والی میٹنگ کی کارروائی آخری ہے۔ کتابچے کے آخر میں دو ضمیمے شامل ہیں۔

(3) محمد عالم مختار حق۔ ہفت مجالس علمیہ (باہتمام حوزۂ نقشبندیہ لاہور)۔ لاہور: حوزۂ نقشبندیہ 2009ء۔ 80 ص۔

اس میں سات مجالس کی کارروائی شامل کی گئی ہے جو چار سالوں (از 2006ء تا 2009ء) پر مشتمل ہے۔ پانچ مجالس میں پروفیسر ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ (مقیم کینیڈا) مہمان خصوصی کی حیثیت سے شامل ہوئیں۔ ایک میں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (مرحوم) مہمان خصوصی تھے۔ آخری مجلس پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں 26 مئی 2009ء کو منعقد ہوئی جس میں

Marfat.com

چیف لائبریرین چوہدری محمد حنیف صاحب کی بیسویں سکیل میں ترقی پر لائبریری کے عملے کو میاں صاحب کی طرف سے ظہرانہ پیش کیا گیا تھا۔ آخر میں پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب کا ایک تحقیقی مقالہ شامل کیا گیا ہے۔ اس کا عنوان ہے ''رسائل ورد وفاع حضرت شیخ مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کا تعارف''۔

(4) محمد عالم مختار حق۔ مجالس جمیل (فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ کی علمی مجالس کی روداد)۔ لاہور: حوزۂ نقشبندیہ 2010ء۔ 77+3 ص۔

اس میں 2009ء اور 2010ء میں منعقد ہونے والی صرف تین مجالس کی روداد شامل ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ (مقیم کینیڈا) کا ایک مضمون بعنوان ''خالد لطیف ۔۔۔ ہماری آخری ملاقات'' بھی اس میں شامل ہے۔ بعد ازاں پیر غلام دستگیر نامی کا ایک رسالہ بعنوان ''حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ'' بھی اس کا حصہ ہے۔ اس کے صفحات نمبر از 55 تا 77 ہیں۔ آخر میں اس میں محمد شیراز فیض بھٹی کی ایک تحریر ''اظہاریہ'' کے عنوان سے شامل کی گئی ہے۔

(5) محمد عالم مختار حق۔ فیض جمیل (فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد مدظلہ نقشبندی مجددی کی تبلیغی کاوشیں)۔ لاہور: حوزۂ نقشبندیہ 2011ء۔ 64 ص۔

اس میں 2011ء میں رونما ہونے والے واقعات کو درج کیا گیا ہے۔ اس کی فہرست مندرجات کو یہاں پر نقل کیا جاتا ہے:

۱۔ احوال آنکہ (پیش لفظ) ۲۔ روداد یوم مجدد الف ثانی، ۳۔ خطاب مولانا شیر محمد نقشبندی، ۴۔ خطاب ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، ۵۔ خطاب پروفیسر محمد اقبال مجددی، ۶۔ خطاب مولانا قاری فاروق احمد نقشبندی، ۷۔ خواجہ محمد نقشبندی سرہندی کا سفر حج، ۸۔ حاجی دین محمد کاتب، ۹۔ لطائف المدینہ کی اشاعت (ایک تعارف) از پروفیسر محمد اقبال مجددی، ۱۰۔ ترک سکالر کا سفر لاہور از محمد شیراز فیض بھٹی، ۱۱۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ ۔۔۔ عرفان کے مجتہد اعظم از پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی۔

آخر میں متفرق اقتباسات دیے گئے ہیں۔ از صفحہ 62 تا 64

حضرت میاں صاحب کی علالت کی وجہ سے کوئی اور روداد شائع نہ ہو سکی۔

Marfat.com

حوزۂ نقشبندیہ کے لائحہ عمل برائے علمی تحقیق میں ایک اہم نکتہ درج کیا گیا ہے اس کو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:۔

''صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کے ذخیرہ کتب مخزونہ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کو سلسلہ نقشبندیہ کی کتب کے لیے مخصوص ذخیرہ بنا دیا جائے''۔(۱۸)

حضرت میاں صاحبؒ نے اس سلسلے میں کوششیں جاری رکھیں جس کے نتیجے میں مذکورہ ذخیرۂ کتب میں کتابوں کی تعداد بارہ ہزار کے قریب ہو چکی ہے۔ یہاں پر یہ لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر محمد اقبال مجددی نے اپنا گراں قدر ذخیرۂ کتب بھی پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ دے دیا جس کی لائبریری میں منتقلی 2014ء میں شروع ہوئی اور 2015ء میں مکمل ہوئی۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ بھی حضرت میاں صاحب کی دعا کا نتیجہ ہے کہ اس لائبریری میں سلسلہ نقشبندیہ کے متعلق بہت قیمتی منابع ومصادر جمع ہو رہے ہیں۔اس ذخیرے کی افتتاحی تقریب لائبریری میں 26 مارچ 2015ء کو منعقد ہوئی۔ یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر مجاہد کامران صاحب نے اس کا افتتاح کیا۔علوم شرقیہ کے ماہرین نے مجددی صاحب کے ذخیرے کے بارے میں مقالات پڑھے اور تقریریں بھی کیں۔اس روداد کو راقم السطور (سید جمیل احمد رضوی) نے مرتب کیا جو یونیورسٹی کی طرف سے شائع ہو چکی ہے۔اس کا ایک اقتباس یہاں نقل کیا جاتا ہے جس سے اس ذخیرۂ کتب کی وسعت اور اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ یہ پروفیسر مجددی صاحب ہی کے الفاظ ہیں۔

''بنیادی طور پر یہ ذخیرۂ کتب علم تاریخ کے مخطوطات وعکسیات اور مطبوعات پر مشتمل ہے۔اس ذخیرہ میں دس ہزار مطبوعات، دوسو اڑسٹھ رسائل وجرائد، اڑھائی سو مخطوطات اور ایک ہزار سے زائد مخطوطات کے عکسیات ہیں جو نوادر میں شمار ہونے کے لائق ہیں۔ اس ذخیرے میں انگلستان، ایران، افغانستان، عربستان اور ترکی میں محفوظ مخطوطات کے روٹوگرافز، مائیکروفلمز اور سی ڈیز قابل توجہ ہیں''۔(۱۹)

28 جنوری 2016ء کو لائبریری میں میری ملاقات مجددی صاحب سے ہوئی۔انہوں نے میرے سوال پر بتایا کہ میرے ذخیرۂ کتب میں 577 مطبوعہ کتب ایسی ہیں جو کمیاب اور نادر

Marfat.com

ہیں اور یہ سلسلہ نقشبندیہ سے متعلق ہیں۔ چند روز پہلے فون پر بات کرتے ہوئے انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ میرے ذخیرے میں موجود مخطوطات اور عکسیات / مصورات کی زیادہ تعداد کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ کے لٹریچر سے ہے۔ اس سے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں سلسلہ نقشبندیہ کے مصادر کثیر تعداد میں جمع ہو گئے ہیں۔ اس شعبے میں تحقیق کرنے والے اس لائبریری کی طرف رجوع کر سکتے ہیں اور ذخیرۂ کتب حضرت میاں صاحبؒ اور ذخیرہ کتب پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

حوزۂ نقشبندیہ کی مجلس منعقدہ 3 دسمبر 2007ء کی کارروائی سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے جو پروفیسر مجددی صاحب کے بارے میں ہے۔ یہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی (مرحوم) کے الفاظ ہیں:

> ''اس محفل میں پروفیسر محمد اقبال مجددی بھی تشریف فرما ہیں۔ یہ بڑے علم دوست اور محقق ہیں خصوصاً شعبہ نقشبندیہ مجددیہ میں وہ اتھارٹی کی حیثیت سے مانے جاتے ہیں۔ ان کے پاس ایسی نادر و نایاب کتابوں کے نسخے موجود ہیں جو شاید ہی کسی دوسرے کے پاس موجود ہوں۔ انہوں نے اس سلسلے میں تحقیقی کام سرانجام دے کر اہل علم سے داد وصول کی ہے''۔(۲۰)

اس مذکورہ بالا مجلس میں چوہدری محمد حنیف (سابق چیف لائبریرین' پنجاب یونیورسٹی لائبریری' لاہور) نے مجددی صاحب کے ذخیرۂ کتب کے متعلق کہا تھا۔

> ''۔۔۔انہوں نے کہا کہ ہم کتابوں کے محافظ ہیں۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، میاں جمیل احمد مدظلہ کی کتابوں کے ذخیرے ہماری تحویل میں محفوظ ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ مجددی صاحب بھی اسی طرح اپنا ذخیرۂ کتب لائبریری کو عطیہ کر دیں''۔(۲۱)

اس خواہش کا اظہار حضرت میاں صاحب کی موجودگی میں کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کو سات سال کے بعد پورا کر دیا۔ اس طرح لائبریری میں سلسلۂ نقشبندیہ کے مصادر و منابع میں قابل قدر اضافہ ہو گیا جو تحقیق کرنے والوں کے لیے بنیادی مآخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

آپؒ کے اسفار

حضرت میاں صاحبؒ کے اسفار کے بارے میں کئی مضامین لکھے گئے ہیں۔ ان میں

Marfat.com

سے ایک طویل مضمون علامہ محمد منشاء تابش قصوری نے ماہنامہ نور اسلام کے فخر المشائخ نمبر میں لکھا ہے۔ یہ اس کی جلد اول میں شائع ہوا ہے۔ اس میں انہوں نے کافی تفصیل کے ساتھ آپؒ کے بیرونی ممالک کے اسفار کے حالات لکھے ہیں۔ ان میں سرہند شریف، افغانستان، اردن، فلسطین، شام، عراق، بغداد شریف، ترکی، تاشقند (و) بخارا، حرمین شریفین کے ذیلی عنوانات قائم کر کے حالات تحریر کیے ہیں۔ (۲۲)

علامہ محمد منشاء تابش قصوری حضرت میاں صاحب کے سفر کے مقاصد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''حضرت فخر المشائخ نے جب بھی آستانہ عالیہ شیر ربانی وثانی لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما شرقپور شریف سے باہر قدم رکھا تو صرف اور صرف خدمت دین متین، مقامات مقدسہ، مزارات اولیاء کرام سے حصول فیض و برکت ہی کو پیش نظر رکھا۔ سفر دور کا ہو یا قریب کا کسی وقت بھی آپؒ نے اپنے مشن سے اغماض نہیں برتا۔'' (۲۳)

معروف صاحب نے یادداشتوں میں سفر کی جزئیات تک تحریر کی ہیں۔ ان کو پڑھ کر آپؒ کی متحرک شخصیت آئینہ ہو جاتی ہے۔ جب آپؒ ظاہری حیات کے آخری سالوں میں علیل تھے، اس وقت بھی آپ نے اتنے سفر کیے کہ اس کتاب کو پڑھنے والا قاری ورطہ حیرت میں گم ہو جاتا ہے۔ اس سے آپ کی استقامت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہاں پر اسی کتاب سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے جس کو پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ معروف صاحب 5 دسمبر 2004ء کے واقعات میں لکھتے ہیں:۔

''فجر کی نماز کے بعد میاں صاحب ڈھوک شیر ربانی (چکوال) روانہ ہو گئے۔ صاحبزادہ میاں عدیل احمد اور قادر بھائی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے، زیادہ افراد ہونے کی وجہ سے میاں جلیل احمد صاحب کی گاڑی کو بھی ساتھ لے لیا جس کو شفیع ڈرائیور چلا رہا تھا۔ عطاء اللہ اور ایک خادم اس گاڑی میں تھے۔ لِلّٰہ انٹرچینج پر میاں عدیل صاحب کو شفیع ڈرائیور کے ہمراہ ان کے ننھیال بھیج دیا اور ساتھ تحفہ میں چاولوں کی ایک بوری بھی دی، خود میاں صاحب کلر کہار بادشاہوں کے دربار پر حاضری کے لیے تشریف لے گئے، تقریباً پون گھنٹے کے بعد میاں عدیل احمد صاحب بھی ادھر تشریف لے آئے، دوپہر بارہ

Marfat.com

بجے ڈھوک شیر ربانی پہنچ گئے۔ ایک گھنٹہ آرام کرنے کے بعد میاں صاحب ڈھوک شیر ربانی سے روانہ ہوئے، چکوال موڑ پر میاں عدیل احمد کو اتارا اور خود رات دس بجے کے قریب میانوالی تشریف لے گئے۔ میانوالی میں فیصل ہوٹل کمرہ نمبر 13 میں قیام کیا۔ رات کا کافی حصہ میاں صاحب نے جاگ کر گزارا، صبح فجر کی نماز اور ناشتہ کرنے کے بعد احمد آباد مولانا عبدالستار خان نیازی (تاریخ وفات 5۔اپریل 2002ء) کے مزار پر تشریف لے گئے، ان کے مزار کا سنگ بنیاد مولانا شاہ احمد نورانی نے رکھا تھا، فاتحہ خوانی کے بعد میاں صاحب کالا باغ روانہ ہوگئے، پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے سفر بڑا ہی کٹھن اور دشوار گزار تھا۔ دریائے سندھ پر لوہے کے جال کا بہت بڑا پل تھا جس کا فرش لکڑی کے موٹے موٹے بلاک رکھ کر بنایا گیا تھا، گاڑی نے مشکل سے پل عبور کیا، نیچے پانی کی رفتار کو دیکھ کر خوف محسوس ہوتا تھا، کالا باغ شہر میں تھوڑی دیر رکے، چائے پی، جامع مسجد فیضان مدینہ زیر تعمیر تھی، اس میں چندہ ڈالا اور ڈیرہ اسماعیل کی طرف روانہ ہوگئے۔ ڈیرہ اسماعیل سے ساٹھ کلومیٹر پہلے ''پیرزو'' کے مقام پر بنگش وزیرستان ہوٹل سے کھانا تناول کیا۔ میاں صاحب نے خود دال ماش اور سبزی کے سالن سے روٹی کھائی۔ ڈیرہ اسماعیل سے پہلے ایک سڑک۔۔۔ٹانک کو جاتی تھی، میاں صاحب نے ٹانک جانے کا ارادہ کیا۔ اس علاقے کو ہر طرف سے پہاڑوں نے گھیر رکھا تھا، سڑک کہیں سے خستہ حالت اور کہیں سے بہتر تھی، زمین زیادہ تر ریتلی تھی، ٹانک میں پندرہ سے بیس منٹ صوفی رشید سے ملاقات کرنے کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان روانہ ہوگئے، ڈیرہ اسماعیل سے ڈیرہ غازی خان، بھکر براستہ حیدر آباد، جھنگ اور پھر رات ساڑھے آٹھ بجے تقریباً گیارہ سو کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد میاں جلیل احمد صاحب کے دفتر فیصل آباد آ گئے، نماز اور کھانے کے بعد میاں صاحب آرام کرنے لیٹ گئے''۔ (۲۴)

اس اقتباس کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے اس سفر کی کس طرح تصویر کشی کی ہے، پورا منظر سامنے آجاتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں چھوٹی چھوٹی جزئیات کو محفوظ کیا گیا ہے۔ معروف صاحب نے کمال چابکدستی سے اس سفر کی منظر کشی کی ہے۔ اس قسم کی نثری تکنیک دوسرے اسفار کے حالات وواقعات میں بھی نظر آتی ہے۔

Marfat.com

زیرِ نظر کتاب ''ایمان افروز یادداشتیں'' کے بہت سے دیگر پہلوؤں کے بارے میں لکھا جاسکتا ہے۔ مقدمہ پہلے ہی طویل ہوگیا ہے۔ اس ''مقدمہ'' کی تحریر کو یہاں پر ہی ختم کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ فخر المشائخ حضرت میاں صاحب کی شخصیت کثیر الجہات تھی۔

حواشی

۱۔ اس ملاقات کی تفصیل درج ذیل حوالے میں دیکھی جاسکتی ہے:
سید جمیل احمد رضوی، فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں)۔ لاہور: چوہدری محمد حنیف، 2014ء، ص 56۔60

۲۔ ایضاً، ص۔ 58

۳۔ محمد معروف احمد شرقپوری، 'ایمان افروز یادداشتیں'، واقعات 31 دسمبر 2005ء

۴۔ علامہ محمد اقبال، 'پیام مشرق' مشمولہ کلیات اقبال فارسی (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1990ء)، ص۔ 215

۵۔ چوہدری محمد حنیف، ''عرض ناشر''، فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں)، ص 17۔18

۶۔ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی ''حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کا شعری ذوق و پسندیدہ اشعار (منتخب مطالعہ)''۔ ترتیب نو و اضافہ: سید جمیل احمد رضوی، مشمولہ ماہنامہ نور اسلام، فخر المشائخ نمبر، جلد 61، شمارہ 12 (دسمبر 2015ء)، جلد اول، ص 384۔385 (ان صفحات پر مسلسل جدو جہد کا ذیلی موضوعاتی عنوان موجود ہے)

۷۔ (علامہ) محمد اقبال، بانگ درا، مشمولہ کلیات اقبال اردو (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، 1982ء)، ص۔ 119

۸۔ ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف، فخر المشائخ نمبر، جلد اول، ص۔ 385

۹۔ بانگ درا، ص۔ 71

۱۰۔ محمد معروف احمد شرقپوری، 'ایمان افروز یادداشتیں'، واقعات 20 اگست 2004ء [اس میں محمد عالم مختار حق المتوفی 6 مارچ 2014ء کی لائبریری کا ذکر آیا ہے۔ عالم صاحب حضرت میاں صاحب کے قریبی دوستوں میں شمار ہوتے تھے۔ عالم صاحب کے انتقال کے وقت ان کی لائبریری میں چودہ ہزار سے زائد کتب موجود تھیں۔ یہ کتب خانہ بہت منظم تھا۔ مرحوم کو اس سے کتاب کی تلاش میں دقت نہیں ہوتی تھی۔ ان کے سوانحی حالات اور لائبریری کے متعلق معلومات کے لیے درج ذیل کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے:
(i) محبوب عالم تھابل (مرتب) محمد عالم مختار حق اور ان کا کتب خانہ، لاہور: کتب خانہ، محمد عالم مختار حق،

Marfat.com

2012ء

(ii) محبوب عالم تھابل (مرتب)، تذکار جامع المعروف بہ دلکشا تذکرہ میاں محمد عالم لاہور: کتب خانہ محمد عالم مختار حق، 2014ء

۱۱۔ محمد معروف احمد شرقپوری، اہل علم وقلم کے خطوط بنام حضرت الحاج میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، نظر ثانی سید جمیل احمد رضوی (ارائیاں شریف، رائے ونڈ روڈ، لاہور: میاں محمد فرحان اللہ نقشبندی، 2015ء) ص۔ 117

۱۲۔ ان خاص نمبروں کی تفصیل ذیل میں دیے گئے حوالے میں دیکھی جاسکتی ہے:۔

سید جمیل احمد رضوی، ''ماہنامہ نور اسلام کے خاص نمبر''، مشمولہ ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف، فخر المشائخ نمبر، جلد اول، ص۔ 317۔337

۱۳۔ حامد علی انصاری، ''فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوریؒ بانی تحریک یوم مجدد الف ثانیؒ''، محولہ بالا، ص۔ 236

۱۴۔ محولہ بالا، ص۔ 236۔244 (ان صفحات پر کتابوں کی تفصیل درج کی گئی ہے)

۱۵۔ ایمان افروز یادداشتیں، واقعات 19۔ اگست 2007ء

۱۶۔ ایضاً، واقعات 26۔ دسمبر 2003ء

۱۷۔ ایضاً، واقعات 10۔ دسمبر 2003ء

۱۸۔ محمد عالم مختار حق (مرتب)، روداد حوزۂ نقشبندیہ (2003ء)، (لاہور: حوزۂ نقشبندیہ، 2004ء)، ص۔ 29

۱۹۔ سید جمیل احمد رضوی، ذخیرۂ کتب پروفیسر محمد اقبال مجددی کی افتتاحی تقریب کی روداد (لاہور: پنجاب یونیورسٹی، 2015ء)، ص۔ 18

۲۰۔ محمد عالم مختار حق (مرتب)، ہفت مجالس علمیہ (لاہور: حوزۂ نقشبندیہ، 2009ء)، ص۔ 37

۲۱۔ ایضاً، ص۔ 38

۲۲۔ اس طویل مضمون کا حوالہ درج ذیل ہے:۔

علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری، ''اسفار جمیل''، مشمولہ ماہنامہ نور اسلام، شرقپور شریف، فخر المشائخ نمبر، جلد اول، ص۔ 401۔423

۲۳۔ ایضاً، ص۔ 403

۲۴۔ ایمان افروز یادداشتیں، واقعات 5۔ دسمبر 2004ء

Marfat.com

علماء اور صالحین کے قدردان

جسٹس (ر) منیر احمد مغل

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ والہ و اصحابہ و بارک وسلم) وہ کلمہ طیبہ ہے جس کی روشنی تا قیامت اور مابعد بھی بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ وہ نفوس قدسیہ جو اس پاک کلمہ سے فیض یاب ہوئے اور انہوں نے اس فیض کو اور آگے بڑھایا وہ حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین (ﷺ) کے ایسے برگزیدہ امتی ہیں جنہیں قرآن پاک میں صالحین اور اولیاء اللہ کے مبارک القاب سے پکارا جاتا ہے۔ ایک دنیا ان کی تقویٰ شعاری کی گواہ ہے اور ان کے ارشادات ان کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی رہنمائی کا کام کر رہے ہیں۔ ایسے ہی ایک ہم عصر بزرگ قبلہ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی ہیں جو سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف تھے۔ نہایت ملنسار، بہت سادہ طبیعت، پر وقار چہرہ مبارک، باتوں میں خلوص اور محبت کا رنگ، علم کا سمندر، حد درجہ سخی، بن مانگے عطا کرنے کے عادی، ہر ایک کو دعا دینے والے، علماء اور صالحین کے قدردان، کبھی کسی کی برائی بیان نہ کرنے والے، یوں محسوس ہوتا تھا برسوں کی ملاقات ہے۔ ان لوگوں میں سے تھے جن کی لوگ دل سے عزت کرتے ہیں۔ عزیزم محمد معروف احمد شرقپوری نے جس دلجمعی سے ان کی زندگی کے قیمتی لمحات قلمبند کیے ہیں یقیناً ابدی سعادت لوٹ کر لے جانے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ میں تو صرف یہ کر سکا کہ جب بھی تشریف لائے ان کی اور ان کے ساتھیوں کی جوتیاں سیدھی کر دیتا تھا۔ مکتوبات امام ربانی کا ترجمہ انگریزی میں کر کے ان کو ہبہ کر دیا تھا۔ بڑے خوش تھے۔ دیکھیں کب منصۂ شہود پر آتا ہے۔ ان کے صاحبزادے میاں خلیل احمد مرحوم بھی بڑے پائے کے انسان تھے۔ یہ حضرات زندگی کا مقصد پا گئے۔ خود باعمل تھے دوسروں کو باعمل بنا گئے۔ حوزۂ نقشبندیہ اور اس کا کام قابل داد ہے۔ صاحبزادہ میاں ولید احمد کو اللہ تعالیٰ لمبی زندگی اور صحت و عافیت سے نوازے، علم و عمل کا یہ کارواں ملت اسلامیہ کے اتفاق و اتحاد کو قائم رکھنے میں کامیابی سے رواں دواں رہے۔ لوگ کہتے ہیں یہ سلسلے کیا ہیں؟ یہ روحانی سلسلے شر شیطان ظلمت و جہالت سے نکال کر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں لانے والے اور در مصطفیٰ ﷺ کی سچی اور سچی اتباع کروانے والے اور ایک اللہ کا

Marfat.com

بندہ بنا دینے والے سلسلے ہیں۔ان کی کوئی دنیاوی غرض نہیں۔ان کے ہاں تو عطاء ہی عطاء ہے۔
سب سلسلوں کی بنیاد لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔
اولیاءاللہ کو نہ خوف ہوگا نہ غم یہ وہ لوگ ہیں جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور ساری زندگی تقوٰی شعار رہے۔دین و دنیا کی سعادتیں صرف اور صرف غلامی رسول ﷺ کے صدقے ان کے نصیب رہیں۔در مصطفٰے (ﷺ) ہی اصل در ہے روز حشر بھی ان ہی کی شفاعت سے کام بنتا ہے۔بڑے ادب کا مقام ہے۔

ادب گا ہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جُنید و بایزید ایں جا

امام اہل سنت حضرت مولانا احمد رضا خان قادری بریلویؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا! اول گیا آخر گیا

خاک پائے امت محمدیہ
منیر احمد مغل
11فروری2016ء

Marfat.com

تبلیغ اسلام کے علم بردار

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر

حدیث نبوی ﷺ کی روایت اور امت تک پہنچانے کے جو وسائل اور ذرائع رہے ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں ہیں ہمارے بزرگان دین سلف صالحین نے بھی روایت حدیث اور نقل آثار کی روش کو اپناتے ہوئے اپنے اپنے عہد کے اساتذہ علماء اور صوفیاء کرام کے تذکروں کو ایک معمول بنایا۔ حدیث نبوی ہو یا ان بزرگوں کے احوال ہوں ان کا بھی نچوڑ دو امور ہیں ایک یہ کہ الفاظ اور جملے اور عبارات روایت کی جاتی ہیں اور احوال اور واقعات قلم بند کیے جاتے ہیں لیکن بزرگوں کے احوال اور قیمتی باتیں سرمایہ علم وعرفان کے طور پر منقول ہوتے چلے آرہے ہیں۔

ہمارے صوفیائے کرام جو برعظیم جنوبی ایشیا میں علم وعرفان کے سرچشمے اور تبلیغ اسلام کے علم بردار تھے ان کے ہاں بھی بزرگوں کے احوال اور واقعات نقل کرنے کے ساتھ ساتھ اقوال ملفوظات بھی جمع کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ حقیقت میں یہ بھی حدیث نبوی کی روایت اور آپ کے ارشادات اور واقعات کو لوگوں تک پہنچانے کے انداز کو پیش نظر رکھتے ہوئے جاری کیا گیا تو ملفوظات دراصل ہمارے ان بزرگوں کے اقوال اور ارشادات ہیں۔ ملفوظات اولیائے کرام کے احوال زندگی اور ان کی شخصیت کے بارے میں معلومات کا وسیلہ اور سرچشمہ بھی ہے۔ اس لیے تصنیف و تالیف کی روایت یہ رہی کہ ملفوظات کا مطالعہ اور ان سے استفادہ ایک لحاظ سے ان بزرگوں کے تذکرے مرتب ہونے کا سامان ہو گیا ہے۔

مجھے یہ دیکھ کر بے حد اطمینان اور خوشی حاصل ہوئی ہے کہ جناب معروف احمد شرقپوری نے حضرت شیخ المشائخ جلال و جمال شرقپور شیخ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے ملفوظات کے عنوان سے معلومات واحوال کا ایک قیمتی ذخیرہ مرتب کر دیا ہے۔ حضرت شیخ المشائخ" میرے نزدیک (بلکہ حقیقت میں) اسلاف کی زندہ علامت اور نشانی تھے۔ ان کا طریقہ زندگی مجالس ومحافل کا انعقاد اور ان میں شریک ہونے والوں سے سوال و جواب کے انداز میں گفتگو حضرت کا علم ومعرفت کا ایک سرمایہ ہے۔

میں جناب معروف صاحب کو اس بیش قیمت کوشش پر مبارکباد دیتا ہوں اور دعا کرتا

Marfat.com

ہوں کہ حضرت شیخ المشائخ کی برکت سے یہ کتاب (مجموعہ ملفوظات) مقبولیت حاصل کرے اور دین ودنیا کے لحاظ سے خلق خدا کو نفع پہنچائے۔ آمین

ظہور احمد اظہر
مسند نشین سید علی ہجویری اپروفیسر ایمرتس عربی
سابق ڈین وپرنسپل اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی لاہور
10 اپریل 2016

Marfat.com

میاں جمیل احمد شرقپوری رح سے چند ملاقاتیں

پروفیسر ڈاکٹر عارف نوشاہی (اسلام آباد)

میاں صاحب سے میری ملاقاتوں کا سلسلہ انیس سوستر کی دہائی میں ۱۹۷۴ء کے بعد سے شروع ہوتا ہے جب میں مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد سے وابستہ ہو چکا تھا اور میاں صاحب مرکز کے کتاب دار ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی سے ملنے یا کتب خانے کو کوئی کتاب دینے وہاں آیا کرتے تھے۔ جب میاں صاحب سے راہ و رسم پیدا ہو گئے تو وہ جب بھی اسلام آباد اپنے کسی عقیدت مند کے ہاں آتے، مجھے پیغام بھجوا دیتے اور میں ان سے ملنے جاتا۔ میاں صاحب بہت بے تکلفی سے ملتے اور گلے لگاتے۔ میں ۱۹۷۴ء میں محض انیس سالہ نوجوان تھا۔ میاں صاحب کا قد کاٹھ لمبا اور تن و توش ماشاء اللہ بھاری تھا، عمر کا بھی بہت زیادہ تفاوت تھا اور ان کی حیثیت ایک شیخ طریقت کی بھی تھی۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مجھے ان سے ملتے ہوئے ایک حجاب اور خوف سا محسوس ہوتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات ان کے ملاقات کے پیغام بھجوانے پر میں کوئی عذر کر دیتا اور ملاقات سے گریز کرتا۔ ان مجالس میں وہ بشیر حسین ناظم مرحوم کو بھی بلواتے تھے۔ میاں صاحب جب اپنے کسی عقیدت مند کے ہاں بلواتے تو خوب ضیافت ہوتی۔ کھانے کا وقت ہوتا تو کھانا کھلاتے۔ کوئی اور وقت ہوتا تو مٹھائیوں سے تواضع کرتے۔ حقیقت یہ ہے کہ میاں صاحب کا خوانِ نعمت بہت وسیع تھا۔

میاں صاحب سے کچھ ملاقاتیں حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کے مطب، واقع ۵۵ ریلوے روڈ، لاہور پر بھی ہوتی رہیں۔ حکیم صاحب کے کہنے پر یا ان کی ہمت افزائی سے میں نے میاں صاحب کی سرپرستی میں نکلنے والے پرچے نور اسلام کے لیے مقالے بھی لکھے۔ یہ میرے علمی سفر کے ابتدائی دور کی باتیں ہیں۔ نور اسلام کے امام اعظم ابو حنیفہ نمبر اور اولیائے نقشبند نمبر کے لیے مقالات لکھے۔ امام اعظم نمبر (شائع شدہ نومبر ۱۹۷۵ء) کے لیے میں نے مقالہ ''امام اعظم ابو حنیفہ کی زندگی کے مآخذ'' تحریر کیا۔ اولیائے نقشبند نمبر کا حصہ اول ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا جس میں ڈاکٹر محمد اختر چیمہ کے ایک فارسی مقالہ ''خواجہ محمد پارسا'' کا میرا اردو ترجمہ شامل تھا۔ اولیائے نقشبند نمبر کے لیے میں نے دو اور مقالات بھی لکھے۔ ایک حضرت بایزید بسطامی پر تھا اور دوسرا ترکی کے ایک معاصر نقشبندی مجددی بزرگ اور مبلغ اسلام، حسین حلمی ایشیق (۱۹۱۱-۲۰۰۱ء) کی علمی سطح پر تبلیغی کاوشوں کے تذکرے پر مبنی تھا۔ یہ مضمون ایشیق صاحب کے ادارے کی طرف سے

Marfat.com

شایع ہونے والے منتخبات از مکتوبات معصومیہ کے آخر میں مکرر در مکرر شایع ہو رہا ہے۔

میاں صاحب سے ایک اور ملاقات یاد آ رہی ہے جو راول پنڈی صدر کے فلیش مین ہوٹل میں ہوئی۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر محمد نذیر رانجھا صاحب سے فارسی میں تذکرۂ زبدۃ الاولیا شیر ربانی لکھوایا اور اسے ۱۹۹۵ء میں شرق پور سے شایع کیا۔ میاں صاحب نے اس تذکرے کی رونمائی کی تقریب مذکورہ ہوٹل میں منعقد کی اور مجھے بھی مقالہ پڑھنے کا حکم دیا۔ میں تقریب میں گیا۔ ڈاکٹر شیر محمد زمان بھی مدعو تھے۔ جب سب اسکالرز مقالات پڑھ چکے تو اختتامی کلمات کے لیے خود میاں صاحب اٹھے اور بہت حکمت سے یہ کہہ کر اس محفل کو سمیٹا کہ بزرگوں کا قول ہے کہ بزرگوں کی محفل میں دل کو اور علما کی محفل میں زبان کو قابو میں رکھنا چاہیے اور چونکہ اس محفل میں بزرگان اور علما دونوں موجود ہیں، اس لیے وہ مزید کچھ نہیں کہیں گے۔

میاں صاحب سے ایک ملاقات، لاہور میں ۱۱ جنوری ۲۰۰۴ء کو ہوئی جس کا کچھ احوال محمد معروف احمد شرقپوری صاحب نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔

میاں صاحب سے میری آخری ملاقات ۱۳۱ اکتوبر ۲۰۱۱ کو عمر ہسپتال، لاہور میں ہوئی۔ وہ وہاں بغرض علاج داخل تھے۔ اس ملاقات کی تقریب یوں تھی کہ استنبول سے میرے ترک محقق دوست،، پروفیسر ڈاکٹر نجدت طوسون (استاد الٰہیات فیکلٹی، مرمرہ یونیورسٹی) جو مشرباً مجدّدی ہیں اور کتابوں کے وسیلے سے میاں صاحب سے غائبانہ متعارف تھے، لاہور آئے تھے۔ میں نجدت صاحب سے ملنے اسلام آباد سے لاہور گیا۔ انھیں میاں صاحب سے ملاقات کا بے حد اشتیاق تھا۔ تو انھوں نے اپنے اشتیاق کا اظہار کیا۔ چنانچہ پروفیسر محمد اقبال مجددی اور شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ صاحبان کی وساطت سے اس ملاقات کا انتظام ہوا۔ پہلے میاں صاحب کے بڑے صاحبزادے مقیم لاہور کے ہاں دوپہر کی ضیافت ہوئی اور وہاں سے ہم لوگ عمر ہسپتال پہنچے۔ پروفیسر مجدّدی صاحب بھی ہمارے ساتھ تھے۔ ہسپتال میں میاں صاحب بستر علالت پر دراز تھے۔ نجدت صاحب کو متعارف کروایا کہ ترکی سے آئے ہیں۔ میاں صاحب نے پوچھا کہ ان سے کس زبان میں بات چیت کروں؟ کسی نے کہا فارسی میں۔ کہنے لگے ''نوشاہی صاحب کے سامنے کیا فارسی بولیں!'' اور پنجابی میں ہی گفتگو کرتے رہے۔ اس گفتگو کا کچھ حصہ میں نے اپنے موبایل کے ساونڈ ریکارڈر پر محفوظ کر لیا جس کی مدد سے اس گفتگو کا لب لباب لکھتا ہوں۔

''پہلے گفتگو کا محور حسین حلمی تھے۔ میاں صاحب اپنے استنبول کے ایک سفر میں ان

Marfat.com

سے مل چکے تھے۔ میں میاں صاحب سے اس ملاقات کا احوال پوچھتا رہا۔ میاں صاحب نے بتایا استنبول میں وہ اپنی ٹوٹی پھوٹی فارسی سے کام چلاتے رہے۔ انھوں نے بتایا کہ حلمی صاحب نے اپنا ایک آدمی دیا جو انھیں ترکی کے تاریخی شہر بُرسہ لے گیا۔ حلمی صاحب نے بتایا کہ انھیں روزانہ ڈاک سے چار سو خطوط ملتے ہیں۔ مجددی صاحب نے پوچھا کہ کیا آپ کے نام بھی حلمی صاحب کے خطوط ہیں تو میاں صاحب نے نفی میں جواب دیا اور اس بات کا اظہار کیا کہ ان کی مرتبہ اور شائع کردہ کتاب مسلک مجدد کو حلمی صاحب نے اپنے ادارے سے بھی شائع کیا ہے (ایک بار یہ کتاب منتخبات از مکتوبات معصومیہ کے ساتھ ۲۰۱۰ء میں استنبول سے شائع ہوئی)۔ میاں صاحب نے حلمی صاحب کی ردّ وہابیت کے لیے کوششوں کو بھی سراہا۔ نجدت صاحب فارسی زبان میں میاں صاحب سے مخاطب ہوئے اور میاں صاحب کی تحسین کی کہ انھوں نے اپنا ذاتی ذخیرہ کتب، پنجاب یونیورسٹی کو دے دیا ہے۔ نجدت صاحب نے بتایا کہ انھوں نے سفر لاہور میں ذخیرۂ میاں جمیل احمد سے کئی کتابوں کے عکس لیے ہیں۔ میاں صاحب نے پوچھا کیا آپ یہ عکس ترکی سے شائع کریں گے؟ میاں صاحب کو بتایا گیا کہ یہ عکسیات تحقیقی کاموں میں استعمال کے لیے بنوائے گئے ہیں۔ میاں صاحب نے باوجود ے کہ بستر علالت پر دراز تھے اور ہسپتال میں داخل تھے، اپنی مہمان نوازی کی عادت کو ترک نہیں کیا اور فروٹ چاٹ سے ہم لوگوں کی تواضع کی اور شیراز فیض بھٹی صاحب کو ہماری خدمت پر مامور کیا۔"

میاں صاحب نے ۲۰۰۳ء میں جب حوزۂ نقشبندیہ بنایا اور پروفیسر محمد اقبال مجدّدی اس کی مجلس مشاورت میں شامل تھے تو اس کے مقاصد و اغراض پر میں نے بھی رائے دی تھی۔ اگرچہ حوزۂ نقشبندیہ نے جو کچھ شائع کیا اس میں عملی طور پر میری مشاورت شامل نہ تھی اور سب کتابیں میاں صاحب یا مجدّدی صاحب کی صواب دید پر شائع ہوگئیں۔ لیکن ایک امید تھی کہ میاں صاحب کی سرپرستی میں کچھ علمی کام ہوتا رہے گا جس سے ہماری موجودہ خانقاہیں بالکل لاتعلق ہو چکی ہیں۔ اب میاں صاحب کی ۲۰۱۳ء میں وفات کے بعد یہ سلسلہ بھی منقطع ہو گیا اور یہ امید بھی دم توڑ گئی۔

پروفیسر ڈاکٹر عارف نوشاہی
(69 ماڈل ٹاؤن، ہومک، اسلام آباد)
28/04/2016

Marfat.com

ایک کتاب دوست درویش

پروفیسر محمد اقبال مجددی

۱۹۶۷ء کے آغاز کی بات ہے میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں ایف اے کا طالب علم تھا کہ مخدومی حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم سے حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری کا نام مبارک سنا اور ان کی علم دوستی کا اندازہ ہوا۔ پھر ایک روز خوش نصیبی سے حضرت میاں صاحب میری موجودگی میں حکیم صاحب کے مطب میں تشریف لائے تو تعارف ہوا اور میں دیکھتا ہی رہ گیا کہ اتنی مشہور خانقاہ کے سجادہ نشین اس قدر سادہ اور منسکرانہ طبیعت کے مالک بھی ہو سکتے ہیں، کیوں کہ میں نے پیروں کے جاہ وجلال اور ان کا رعب ودبدبہ تو سنا ہوا تھا' ان کے اخلاق اور انکسار کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا، حضرت صاحب نے دریافت کیا کہ تم کیا پڑھتے ہو؟ میں نے اپنے مضامین بتائے تو ساتھ ہی حکیم صاحب نے تعارف کرواتے ہوئے یہ بتایا کہ یہ لڑکا سلسلہ نقشبندیہ کے بارے میں بھی کچھ جانتا ہے اور مضامین بھی لکھتا رہتا ہے۔ بس حکیم صاحب کی زبان سے یہ بات سن کر حضرت صاحب قبلہ تو جیسے مجھ پر فریفتہ ہو گئے، گھر کا پتا دریافت فرمایا اور کچھ دنوں کے بعد غریب خانہ (وسن پورہ، اندرون ایک موریہ پل) پر تشریف لے آئے اور اپنی شائع کردہ کچھ مطبوعات اور رسالہ نور اسلام کے چند شمارے عنایت کیے، فرمایا کہ تم نقشبندی بزرگوں کے بارے میں معلومات جمع کرو ہم اس کو اپنے رسالہ میں شائع کریں گے۔

میں نے حضرت صاحب سے وعدہ کر لیا اور چند مضامین حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کیے جس پر آپ بہت خوش ہوئے، اس طرح حضرت صاحب سے مخلصانہ روابط کا آغاز ہوا۔ میں کالج سے فارغ ہو کر حکیم صاحب کے مطب میں روزانہ جاتا تھا۔ وہاں متعدد مرتبہ حضرت صاحب سے ملاقات ہوئی، مجھ سے پھر مضامین کا تقاضا کیا تو میں نے اپنی نصابی مصروفیت کا عذر کیا، حکیم صاحب نے سفارش کرتے ہوئے کہا کہ اسے زیادہ متوجہ نہ کریں بلکہ اسے ابھی اپنے نصاب پر توجہ دینے کی تلقین فرمائیے۔

اس طرح مجھے کچھ عرصہ مہلت مل گئی اور بی اے اور پھر ایم اے تاریخ کے لیے پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخل ہو گیا لیکن حضرت صاحب نے غریب خانہ پر آنا بند نہ کیا برابر یہ سلسلہ

Marfat.com

جاری رہا، یہاں تک کہ میں ایم اے کر کے ایک کالج میں تاریخ کا لیکچرر لگ گیا، بہت خوش ہوئے اور بہت سے تحائف سے نوازا، میں بھی اپنے نصیب پر رب کریم کا شکر گزار رہا۔

حضرت میاں صاحب کو حکیم صاحب نے مشورہ دیا کہ رسالہ نور اسلام کی علمی حیثیت کو ترقی دیں اور محققین سے مقالات لکھوائیں اور رسالہ کے خاص نمبر بھی مرتب کروا کر شائع کریں، اس سلسلہ میں حکیم صاحب نے کئی اہل علم حضرات سے رابطہ قائم کر کے ان سے مقالات لکھوانے کا وعدہ کیا۔ حکیم صاحب نے کہا کہ میاں صاحب آپ اولیائے نقشبند نمبر مرتب کروائیں تو میں کئی مضامین آپ کو لکھوا کر پیش کروں گا، میرے ذمے بھی کچھ مقالات مرتب کر کے دینے کا امر فرمایا۔ چنانچہ میں نے دو مقالات پیش کیے جو اس خاص نمبر کی زینت بنے۔

پھر حکیم صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی نمبر مرتب کرنے کا مشورہ دیا اور خود حکیم صاحب نے اپنے دوست واحباب سے اس موضوع پر مقالات لکھنے کے لیے مراسلت کا آغاز کر دیا۔ مجھ سے فرمایا کہ تم کس عنوان سے مضمون لکھو گے، میں نے کہا کہ میں ان دنوں ''حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابیں'' کے عنوان سے مواد جمع کر رہا ہوں جس پر حکیم صاحب اور حضرت صاحب نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور یہ مقالہ جلد مکمل کرنے کی ہدایت کی۔

اس عرصہ میں میں وسن پورہ والے مکان سے سبزہ زار سکیم لاہور میں منتقل ہو گیا تھا خیال ہوا کہ یہ نئی آبادی تو شہر سے بہت دور ہے یہاں حضرت صاحب مجھ سے ملنے کہاں آئیں گے، لیکن بھلا موصوف کے مزاج عالی نے جدائی کب گوارہ کی۔ ایک روز دیکھا کہ حضرت مجھ مسکین کے دروازہ پر دستک دے رہے ہیں، بڑی بشاشت کے ساتھ فرمایا کہ تم جہاں بھی چلے جاؤ ہم تو تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔

میں نے شکریہ ادا کیا تو فرمایا کہ نہیں یہ تو میرا فرض تھا، میں اس دوران اسلامیہ کالج لاہور کینٹ میں اسسٹنٹ پروفیسر ہو کر جا چکا تھا۔ وہاں قریب ہی حضرت میاں صاحب کے ایک مخلص ساتھی محمد معروف صاحب رہتے تھے۔ حضرت صاحب ان کے ہاں اکثر جایا کرتے تھے، پھر آپ نے معروف صاحب کو میرے پاس کالج بھیجنا شروع کر دیا کہ اسے اپنے ساتھ لے آؤ۔ میں اکثر حضرت صاحب کے پاس ان کے وہاں جانے لگا، اس دوران رسالہ نور اسلام کا حضرت مجدد الف ثانی نمبر تین ضخیم جلدوں میں شائع ہو گیا، اب تو اس طرح کے لکھنے والے بہت ہی کم ہو

Marfat.com

گئے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت صاحب کو اپنے رسالہ کے لیے مضامین بھی زیادہ نہیں ملتے تھے، اس دوران میری کئی اصحاب سے واقفیت ہوگئی اور میں نے چند مضامین ان سے لکھوا کر پیش کیے جس پر حضرت میاں صاحب بہت خوش ہوئے۔ مقالات لے کر حکیم صاحب کے ہاں گئے تو انہوں نے بھی اطمینان کا اظہار فرمایا۔ اب تو اٹھتے بیٹھتے حضرت میاں صاحب مجھ سے کتابوں کے بارے میں پوچھنے لگے کہ فلاں کتاب کہاں سے ملے گی اور اسے کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ میں نے حکیم صاحب سے شکایت کی کہ میاں صاحب ان دنوں مجھے بہت تنگ کر رہے ہیں انہیں تو صرف کتاب سے دلچسپی اور غرض ہے۔ یہ بات سن کر حکیم صاحب نے تبسم فرماتے ہوئے کہا کہ شکر کرو کہ کوئی پیر کتاب کا طالب ہے ورنہ ہمارے ملک کے پیر تو حلوہ مانڈہ اور تعویذ دھاگے کے سوا کچھ نہیں کرتے ایسے میں حضرت میاں صاحب کو غنیمت جانو اور ان کی علمی مدد جاری رکھو۔

اب تو حضرت میاں صاحب حکیم صاحب سے آ کر فرمانے لگے کہ حکیم صاحب! اقبال مجددی سے کہیں میرے ساتھ بازار چلے اور سلسلہ نقشبندیہ کی اہم اور نادر کتابیں خریدنے میں میری مدد کرے۔ اب یہ سلسلہ جو شروع ہوا تو اس وقت تک چلتا رہا جب تک حضرت میاں صاحب میں چلنے پھرنے اور جستجو کرنے کی قوت رہی۔ اس طرح آپ نے سینکڑوں قیمتی کتابیں مختلف مارکیٹوں سے حاصل کیں۔ حضرت صاحب کے کتاب کا ذوق اب اتنا پروان چڑھ چکا تھا کہ آپ اہل علم کو اپنے آستانہ پر بلا کر یہ کتابیں دکھانے اور داد حاصل کرنے لگے تھے۔ اس سے یہ تحریک ہوئی کہ حضرت صاحب کے ذوق کتاب دوستی کو ایسی مہمیز لگی کہ حکیم صاحب کی صحبت میں اس کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ایک روز میں آپ کو لے کر پنجاب یونیورسٹی لائبریری گیا تو حضرت صاحب لائبریری کی سیڑھیاں چڑھ کر بالائی منزل پر جانے کے قابل نہیں تھے۔ میں نے اس وقت کے چیف لائبریرین سید جمیل احمد رضوی صاحب کو جا کر بتایا کہ شرقپور شریف کے ایک بزرگ لائبریری میں تشریف لائے ہیں اور حکیم صاحب کے ذخیرے سے آرتھر بوہلر کا وہ مقالہ دیکھنا چاہتے ہیں جو انہوں نے امریکہ میں نقشبندی سلسلہ میں لکھا تھا اور سال بھر یہاں مقیم رہ کر حکیم صاحب سے بھی استفادہ کیا تھا۔ تھوڑی دیر میں سید جمیل احمد رضوی صاحب وہ مقالہ حکیم صاحب کے ذخیرے سے نکال کر حضرت میاں صاحب کی خدمت میں لے آئے۔ حضرت میاں صاحب نے آرتھر بوہلر کا وہ مقالہ دیکھا۔ اس مقالے میں حکیم صاحب کی ایک خوبصورت تصویر

Marfat.com

بھی شامل ہے۔ بعد میں مجھ سے کہنے لگے اتنی جلدی یہ مقالہ کیسے مل گیا، واپس آتے ہوئے راستے میں، میں نے حضرت صاحب کو بتایا کہ حکیم صاحب کے ذخیرۂ کتب کی فہرست مرتب ہو چکی ہے جس کے انڈکس کی مدد سے چند منٹوں میں یہ کتاب تلاش کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دی گئی تھی۔ میں نے دبے لفظوں میں سہم کر عرض کیا کہ حضرت اگر آپ بھی اپنا ذاتی کتب خانہ اس لائبریری کو دے دیں تو لائبریری کا عملہ اسی طرح مرتب کر دے گا تو ہنس کر فرمانے لگے کہ حکیم صاحب کی کتابوں کو یہاں لانے کی شرارت تو تم نے ہی کی تھی اب میرے بھی پیچھے پڑ گئے ہو۔ اس طرح کئی مہینے گزر گئے ایک روز حضرت میاں صاحب میرے پاس گھر تشریف لا کر فرمانے لگے تم نے ٹھیک کہا تھا میری کتابیں بھی منتشر حالت میں پڑی ہیں۔ آپ نے اپنے ذخیرۂ کتب کو پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ ضروری دفتری کارروائی کے بعد آپ کی شرائط کے مطابق اس ذخیرۂ کتب کو لینے کا فیصلہ یونیورسٹی کی انتظامیہ نے کر لیا۔

اس طرح حضرت صاحب کی لائبریری بغیر اندراج اور فہرست کے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں منتقل ہونا شروع ہو گئی۔ سید جمیل احمد رضوی صاحب نے اس کی فہرست کی ترتیب کا آغاز کیا جس پر بہت مہینے صرف ہوئے اور اس کی ایک جلد تیار ہو گئی۔ اس جلد کی تیاری میں حضرت میاں صاحب کے دست راست معروف احمد نے پوری اعانت کی جب یہ جلد پنجاب یونیورسٹی، لاہور سے شائع ہو کر آئی تو حضرت میاں صاحب بہت خوش ہوئے اور تاحیات لائبریری کو کتابیں عطیہ کرتے رہے۔ اس دوران حضرت میاں صاحب کو جسمانی طور پر کئی عوارض لاحق ہو چکے تھے لیکن کیا مجال ہے کہ آپ کی کتاب دوستی کے جذبے میں کوئی فرق آیا ہو۔ میرے ہاں تشریف لاتے تو سب سے پہلے یہی فرماتے کہ تمھارے پاس نئی کتابیں کون کون سی آئی ہیں۔ جب میں کتابیں دکھاتا تو ہر کتاب کے بارے میں معلومات لیتے، میں اپنی معمولی سی بساط کے مطابق عرض کرتا رہتا تو ہر بات پر بہت خوش ہوتے اور کہتے کہ یہ کتاب مجھے بھی لا دو۔ اگر کوئی کتاب مقامی طبع شدہ ہوتی تو میں لا کر پیش کر دیتا، غیر ملکی کتابیں کہاں سے مہیا کرتا دوسری طرف بازار سے نہ ملنے والی کتابیں دیکھ کر حضرت میاں صاحب کا ذوق اور طلب کے پیش نظر جب حضرت میاں صاحب کو اپنی ہی کتاب پیش کرتا تو کہتے کہ نہیں نہیں یہ تو تم نے اپنے ذوق سے حاصل کی ہے میں کیسے لے لوں کوشش کرتے رہو ان میں سے جو کتاب جس قیمت پر ملے حاصل

Marfat.com

کرتے رہو چنانچہ میں مستقل طور پر حضرت صاحب کے لیے یہ خدمت انجام دیتا رہا۔اس دوران حکیم محمد موسیٰ امرتسری کا وصال ہو چکا تھا۔ اب حضرت میاں صاحب کے پاس کوئی ایسی شخصیت نہیں تھی جن کے پاس جا کر حضرت میاں صاحب اپنی حاصل کردہ کتابوں کی تفصیلات بتاتے لیکن اس کے ساتھ ایک صاحب ذوق میاں محمد عالم مختار حق شریک شوق ہو گئے، تو حضرت میاں صاحب ان کو کتابیں دکھانے لگے۔

ایک روز مجھے حوالے کی ایک بڑی کتاب تاریخ بغداد (مصنف خطیب بغدادی) کا سراغ ملا کہ وہ ایک کتاب فروش کے پاس موجود ہے۔ حضرت صاحب تشریف لائے تو میں نے اس کتاب کے متعلق حضرت میاں صاحب کو بتایا کہ یہ کتاب چودہ جلدوں پر مشتمل ہے جس کے کچھ ضمیمے بھی ہیں۔ فرمایا فوراً لے لو، میں نے کہا حضرت صاحب دیر ہوگئی ہے ممکن ہے کتاب فروخت ہوگئی ہو جس پر آپ بے چین ہو گئے۔ میں نے محسوس کیا کہ جیسے کسی کو محبوب ترین چیز کھو جانے پر صدمہ ہوتا ہے۔ حضرت صاحب ایسے افسوس کے عالم میں کہنے لگے ابھی میرے ساتھ چلو اور کتاب لے لو لیکن میں جا نہیں سکتا تھا۔ میں نے وعدہ کیا کہ میں یہ کتاب ہر حال میں آپ کے لیے مہیا کروں گا۔

چنانچہ آپ کی دعاء سے یہ بیش بہا کتاب مہیا کرنے میں کامیاب ہو گیا جو آج آپ کے ذخیرے کی زینت ہے۔ میرا خیال تھا کہ اتنی مہنگی کتاب شاید آپ لائبریری کو عطیہ نہ کریں لیکن آپ نے تو کچھ دنوں کے بعد ہی وہ کتاب اپنے ذخیرے میں بھیج دی۔ اس طرح تا حیات آپ اپنے ذوق کی تسکین کے لیے مجھ مسکین کو کتابیں حاصل کرنے کی بار بار کوشش کرنے کی تلقین فرماتے رہے اور میں کبھی کاہلی کے ساتھ اور کبھی عجلت میں یہ فریضہ انجام دیتا رہا۔

اس دوران بڑا ہی عجیب واقعہ پیش آیا، ایک روز میں نے اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے ہی حضرت میاں صاحب سے کہا کہ ہمارے سلسلے کے مخطوطات دن رات ضائع ہو رہے ہیں اور جو بڑی سرکاری لائبریریوں میں پڑے ہیں وہاں بھی ان کے وجود کو خطرہ ہے اس کے لیے توجہ فرمائیں تو مجھ سے دریافت کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ میں نے عرض کیا آپ کوئی ایسا ادارہ بنائیں جو سلسلہ نقشبندیہ کے نادر مخطوطات شائع کرے جس پر مجھے ہی حکم فرمایا کہ تم نادر الوجود مخطوطات کی ایک فہرست بناؤ پھر ہم ان کی اشاعت کے لیے اپنی کوشش کا آغاز کرتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے

Marfat.com

میں میاں خوشی محمد کے ہاں ایک میٹنگ ہوئی جس میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی مرحوم بھی شریک ہوئے اوران کے علاوہ دیگر احباب بھی حاضر تھے۔ میں نے ایک لائحہ عمل لکھ کر پیش کیا چند مخطوطات کی فہرست بھی بنا کر خدمت عالی میں گزاری، تو فرمایا ٹھیک ہے آج ہی ہم اس ادارے کی بنیاد رکھتے ہیں اور تمام وسائل کو دہی برداشت کریں گے۔ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی سے فرمایا کہ اس ادارے کا نام تجویز کریں، ڈاکٹر صاحب نے کہا ان سے ہی پوچھیں۔ میں نے جھجکتے ہوئے کہا اگر اس کا نام حوزۂ نقشبندیہ رکھا جائے تو کیسا رہے گا، ڈاکٹر صاحب نے کہا نام تو ٹھیک ہے۔ نقشبندیہ فاؤنڈیشن وغیرہ تو اب عمومی نام ہو گئے ہیں بس یہی نام ٹھیک ہے۔

اس کا باقاعدہ پروگرام مرتب شکل میں شائع کیا گیا اور اہل علم کو اس کی کاپیاں ارسال کی گئیں اور اس پر ان کی رائے مانگی گئی، کئی اصحاب کی طرف سے نیک پیغامات وصول ہوئے۔ محمد عالم مختار حق مرحوم کو اس ادارے کا سیکرٹری بنایا گیا تو انہوں نے اس کی مختلف مجالس کی روداد یں مرتب کرنا شروع کردیں جنہیں حضرت میاں صاحب نے اسی ادارے کے نام سے شائع بھی کیا۔ اور حضرت میاں صاحب نے اس سلسلے کا پہلا مخطوطہ 2004ء میں شائع کیا پھر اپنی صحت کی خرابی اور سرمائے کی کمی کی وجہ سے اس ادارے سے مزید مخطوطات شائع نہ ہو سکے۔

غرض یہ کتاب دوست درویش اپنی زندگی کے آخری ایام تک اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے کتابوں کی باتیں کرنے والا ایک جوان شخص معلوم ہونے لگا جس پر حکیم صاحب اور عالم صاحب کی صحبت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا اور آج ایک بڑا ذخیرۂ علمیہ آپ کی باقیات میں سے پنجاب یونیورسٹی کی زینت ہے۔

آپ کے قریب ترین مریدوں میں سے معروف احمد صاحب نے آپ کی مجالس مبارکہ میں ہونے والی باتوں میں سے چند نکات یادداشتوں کی صورت میں مرتب کر کے ایک حسین مجموعہ تیار کیا ہے جسے وہ شائع کر کے اہل ذوق وروحانیت کے لیے ایک ارمغان کے طور پر بڑی عقیدت اور محبت سے پیش کر رہے ہیں۔ امید ہے اہل علم اس سے مستفید ہونگے اور دوسرے حضرات جنہوں نے حضرت کی باتیں سنی تھیں وہ بھی اس کی پیروی کریں گے۔

پروفیسر اقبال مجددی

16/02/2016

Marfat.com

ایک صوفی بزرگ کی مجالس

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

بزرگان دین کی زندگی ستاروں کی ضو کی طرح ہوتی ہے کہ جو راہ گیر بھی اس وشی سے بہرہ مند ہو اس کی زندگی منور ہو جاتی ہے۔ ہدایت کے یہ ستارے نجوم کیے گئے ہیں شرط صرف یہ ہے کہ روشنی کا احساس قوی رہے اور راستی کشید کرنے کی لگن باقی رہے۔ اسی لیے ارشادات، ملفوظات اور مکتوبات کو اہمیت حاصل رہی ہے، ان بزرگوں کی زندگیاں نہ صرف یہ کہ عقیدت کے مرکز ہوتی ہیں بلکہ صراط مستقیم پر قائم رہنے کے وسیلے بھی ہوتی ہیں۔ سعادت مند ہوتے ہیں وہ لوگ جو روشنی کی ان کرنوں سے براہ راست مستفید ہوتے ہیں اور کرم بالائے کرم ان افراد کا مقدر ہے جو ان کرنوں کو عوام تک بکھیرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ محمد معروف صاحب خوش قسمت نکلے کہ ایک پاکیزہ صحبت سے فیض پاتے رہے، شب و روز کا ساتھ سعادت کا دورانیہ رہا جو دیکھا وہ احباب کو بھی دکھایا۔

ایمان افروز یادداشتیں ایک ایسا مرقع ہے جس میں راہنمائی کا وافر سامان موجود ہے۔ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری صاحبؒ ایک ایسے گھرانے کے باصلاحیت بزرگ تھے جس کا فیض دور و نزدیک تک یکساں پھیلا ہے، میاں شیر محمد شرقپوریؒ وہ آفتاب ہدایت تھے جن سے بڑے اکابر نے فیض پایا اور متعدد آستانوں کا مرکز صحبت رہا۔ ایسے قدآور بزرگ کی اولاد نے جانشین ہونے کا حق ثابت کر دیا۔ میاں جمیل احمد شرقپوریؒ کا فیض بھی دور دور تک پھیلا، معروف صاحب خوش قسمت رہے کہ شب و روز کا ساتھ رہا، جلوت میں دیکھا تو خلوت میں بھی، مسلسل پھیلتی ہوئی روشنی نے معروف صاحب کو خیرہ ہی نہیں کیا اس کا تذکرہ کرنے کی بھی توفیق بخشی، یہ مرقع ہدایت انہیں وابستگیوں کا مظہر ہے۔

ایمان افروز یادداشتیں دراصل ایسی وقائع نگاری کا ثبوت ہے جو تعلق بالخیر کی داستان ہے، رات کی تنہائیوں میں سعادت مند زندگی کس طرح جلوہ گر رہتی ہے، یہ بھی اس تحریر کا حصہ بنا ہے اور جلوتوں میں زندگی کا کیا چلن ہویدا ہوا یہ بھی ان ایمان افروز یادداشتوں میں محفوظ ہے۔ معتقدین کی ہدایت کا دورانیہ تو منور ہوتا ہی ہے، عمومی زندگی میں طریق عمل کیا تھا اس کا بھی اظہار ہے، دین کے حوالے سے گفتگو کا مودبانہ انداز جو شریعت کا حصار میں رہا حرف حرف سے نمایاں ہو رہا ہے، یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ گفتگو کا انداز کیا تھا اور گفتگو میں ہدایت کے استعاروں کی جھلک کیسی تھی، نصیحت افروزی کا کس قدر سامان تھا، ساری تحریر پڑھنے کے بعد ایک تاثر یقینی ہے

Marfat.com

کہ میاں صاحبؒ کا ہر ارشاد حقیقتاً ارشاد ہوتا، تبلیغ دین کا معرفت آمیز طریق سا ہے جو اثر انداز بھی ہوتا تھا اور پاکیزہ زندگی گزارنے کا وسیلہ بھی بنتا تھا، مجلس کا ہر انداز اثر اندازی کا بھی جوہر رکھتا تھا اور ثابت کرتا تھا کہ بزرگوں کی سیرت کا مطالعہ کیوں ضروری ہے۔ مجلس میں احباب کا وجود بھی سامنے اور قاری کو براہ راست دکھاتا ہے کون سے لوگ ہوتے ہیں جن کی صحبت اختیار کرنا لازم ہے اور ایسی مجالس میں طریق گفتگو کیسا ہوتا ہے، معروف صاحب نے ملنے والے احباب کا تذکرہ بھی کیا ہے، ایک ایک نام پر غور کیجئے تو علم کی مجالس بچھی ہوئی معلوم ہوتی ہے، دنیاداری کے معاملات کا تذکرہ نہ ہونے کے برابر ہے، ایک سے ایک بڑھ کر عالم، دانش منداور محقق کی فہرست تیار ہوسکتی ہے، کسی سے تصرف کی کیفیات کا سوال ہے اور سوال اپنے جاننے کے لیے نہ ہوتا بلکہ سامعین کی معلومات میں اضافے کا سبب بنتا تھا، کسی سے مواہب کی تطبیق کا سوال ہے تاکہ اگر کسی ابہام کی راہ پا رہا ہے تو مٹ جائے، کسی سے سیرت وکردار کی راستی کا سوال ہے کہ عوام کی راہنمائی کیسے ہو، غرضیکہ محفل کا ہر نکتہ ہدایت طلبی کا غماز رہتا، اصلاح سیرت کا اہتمام کیا جاتا اور نیکی پر کاربند رہنے کا درس دیا جاتا، ان محافل میں نقشبندیہ سلسلہ کی حکایت زیادہ مرغوب رہتی اور ان نقشبندی بزرگوں میں سے بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے کردار کا حوالہ خصوصی توجہ کا حامل رہتا، حیرت ہے کہ ایک صوفی بزرگ کی مجلس ہے مگر کرامت کا ذکر نہ ہونے کے برابر ہے، دراصل نقشبندی بزرگوں کے اتباع شریعت ہی سب سے بڑی کرامت تھی، مجلس میں بیٹھے ہوئے شریعت کے احکام کی بجا آوری آسان ہوتی ہے مگر سفر میں اتباع کے کئی زاویے نظر انداز ہو جاتے ہیں، ایمان افروز یادداشتیں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ممدوح مکرم جناب میاں صاحبؒ کا سفر بھی وسیلہ ظفر ہی تھا، احکام کی بجا آوری ہدایت دلجمعی اور انہماک سے تھی، کئی سفر تو علم کی تلاش کی روشن دلیل ہیں یہ یادداشتیں صرف یاد کا سامان ہی مہیا نہیں کرتیں راہ راست کی پیروی کا درس بھی دیتی ہیں۔ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقیؒ اور اقبال مجددی کا بار بار ذکر اس بات کی ضمانت ہے کہ گفتگو صرف گفتگو کی حد تک نہ تھی، حرف حرف سے معانی کشید کیے جار ہے ہیں اور ہر کلمہ راستی کا پیغام دے رہا ہے، محمد معروف نے رات دن کی اقامت سے جو فیض پایا ہے وہ قارئین تک بھی منتقل کر دیا ہے یہ موقع صحبت رہنمائی کا حق بھی ادا کرے گا اور زندگی سنوارنے کے لیے بہترین سامان بھی بنے گا۔

میں اس تحریر پر محمد معروف کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جس جذبے کے ساتھ یہ کلمات لکھے گئے ہیں وہ قارئین کو بھی حسنات سے بہرہ مند ہونے کی توفیق بخشیں گے۔

اللہ تعالیٰ اسی سعی کو قبول فرمائے اور ہدایت کا ذریعہ بھی بنائے، آمین

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی (صدر مرکز تحقیق، فیصل آباد) 11/11/2016

Marfat.com

داستان جمیل

مولانا محمد منشاء تابش قصوری

نصف صدی سے زائد عرصہ گزر رہا ہے کہ ماہنامہ نور اسلام شرقپور شریف سے طلوع ہوا اور علمی وروحانی تبلیغ میں مصروف عمل ہے۔ اس مجلہ نور کے بانی فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی'' کی ذات ستودہ صفات تھی جن کی بصیرت وفراست نے ایسے کارہائے نمایاں سرانجام دیے کہ جن سے اہل علم وقلم ہمیشہ استفادہ کرتے رہیں گے۔ آپ ایک وقت میں کئی محاذ پر جان ودل، خلوص وحکمت سے مصروف عمل رہے مسند ارشاد پر متمکن ہونے کے ساتھ دار المبلغین کے ناظم اعلیٰ، مساجد کی تعمیر کے دلدادہ، طلباء وطالبات کی دینی وروحانی تعلیم وتربیت کے خوگر، علماء ومشائخ اور اہل قلم کے سرپرست، مریدین کے رکھوالے جدید وقدیم ماہرین علم سے روابط میں بے مثال الغرض ہر شعبہء زندگی سے تعلق رکھنے والوں سے آپ کی آشنائی آپ کے معمولات کا حصہ تھی۔ پاک وہند کے مزارات کی زیارت کے لیے سفر بھی آپ کا خاصہ رہا، تاریخی وقدیمی مقامات پر جانا اور معلومات حاصل کرنے میں بھی خاصی دلچسپی رہی۔ طبیعت میں نرمی، تواضع وانکساری، عاجزی کمال درجہ کی تھی تاہم جمال کے ساتھ بزرگان دین کے جلال کی بھی جھلک پائی جاتی جس کا انتہائی نازک وقت میں اظہار بھی سنت ہے۔

عزیز القدر محترم ومکرم محمد معروف احمد نقشبندی مجددی زید مجدہٗ نے حضرت فخر المشائخ کی یادداشتوں کو مرتب کر کے نہایت مستحسن قدم اٹھایا ہے۔ قارئین کرام ان تاریخی یادداشتوں سے حسب منشاء استفادہ کر سکتے ہیں۔ مریدین ومتوسلین آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے لیے تو یہ نعمت سے کم نہیں۔ جناب معروف احمد صاحب تو شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے عظیم الشان تاریخی کارنامہ سرانجام دیا، اس پر موصوف کی خدمت میں ہدیہء تبریک وتحسین پیش کرتا ہوں نیز صاحبزادگان شرقپور شریف کا اپنے اکابر کے مشن کو ترقی وعروج پر گامزن کرنا بھی باعث برکت و راحت ہے۔ جیسے حضرت شیخ المشائخ میاں جمیل احمد علیہ الرحمۃ نے نور اسلام کے تاریخی نمبر شائع کر کے آستانہ عالیہ نقشبندیہ شرقپور شریف کو چار چاند لگائے ایسے ہی حضرت الحاج میاں جلیل احمد شرقپوری نقشبندی اور صاحبزادہ الحاج میاں ولید احمد جواد نقشبندی مجددی مدظلھما نے فخر المشائخ

Marfat.com

نمبر دو ضخیم جلدوں میں شائع کر کے شاہکار تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے یہ نمبر حضرت فخر المشائخ کی مبارک زندگی کا حاصل ہے۔ مقالہ نگار حضرات نے حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ پر لکھ کر اپنے آپ کو خوب رنگ چڑھایا ہے۔

زیر نظر ایمان افروز یادداشتیں نہایت سبق آموز اور عہد آفرین ہیں۔ محترم جناب محمد معروف صاحب زید مجدہٗ نے میاں صاحب کے ساتھ رہ کر زندگی کے نشیب و فراز کو اچھی طرح دیکھا ان کے جمال و جلال کے شاہد عادل ہیں جس عقیدت و محبت اور عشق سے انہوں نے ایک عرصہ تک قلم تھامے رکھا یہ ان کا حسین ترین عمل ہے۔ بعض اوقات تو امتحان عشق میں ایسے پرچے حل کیے کہ بندہ پڑھ کر انہیں کامیابی پر کلمات تحسین سے نوازے بغیر نہیں رہ سکتا زیادہ نہیں تو 26 ستمبر 2001ء کی یادداشتوں کو ملاحظہ کیجئے جب حضرت میاں صاحبؒ نے چکوال کے نزدیک ''ڈھوک شیر ربانی'' کا سفر فرمایا اور محترم معروف صاحب کو وہاں پہنچنے کا ارشاد ہوا۔

جناب معروف صاحب چکوال سے ''ڈھوک شیر ربانی'' کی طرف رکشہ لے کر رات کے وقت چل پڑے اور جن معاملات سے دوچار ہوئے وہ پڑھیے اور سچے عاشق جمیل کی ہمت کو داد دیجئے یہ امتحانی واقعہ مریدین کے لیے نشان منزل بن سکتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل و علیٰ حضرت کی ایمان افروز، روح پرور ایمان افروز یادداشتوں کو قبولیت کا ثمر عطا فرمائے اور قارئین کو مستفیض و مستفید ہونے کی نعمت مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین

بجاہ خاتم المرسلین، رحمۃ للعلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ و بارک و سلم

محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، پاکستان

یکم اپریل 2016/ ۲۳ جمادی الثانی ۱۴۳۷ھ جمعۃ المبارک

Marfat.com

آفتاب نقشبندیت

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی

آفتاب نقشبندیت، پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی" ایک عظیم رہنما اور بہت بڑے مصلح تھے۔ آپ کا علمی اور روحانی ذوق بہت قابل تحسین ہے۔ آپ نے نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ نے نقشبندی تصوف اور افکار مجدد الف ثانی" کے فروغ کے لیے بہت جدوجہد کی۔

اھل اللہ کے شب و روز کے معمولات و واقعات میں لوگوں کے لیے بہت سی روشنی ہوتی ہے۔ اس لیے محترم محمد معروف احمد نقشبندی نے آپ کی یادداشتیں اکٹھی کر کے ایک خوبصورت کارنامہ سرانجام دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قبلہ میاں جمیل احمد شرقپوری قدس سرہ العزیز کے درجات کو بلند کرے اور محترم محمد معروف احمد شرقپوری کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمین

محمد اشرف آصف جلالی

12 جنوری 2016ء

Marfat.com

برسبیل تذکرہ

پروفیسر آغا حیدر

یہ 1991ء کے ادھر کا قصہ ہے کہ داتا کی نگری کا نوجوان اپنی والدہ محترمہ کے ایماء پر بیعت ہونے کے لیے شرقپور شریف کے سفر پر نکلا تو شرقپور شریف کے صوفی خانوادے کی پاکباز ہستی میاں جمیل احمد کے حسنِ اخلاق اور کمال جلال و جمال نے پہلی نظر میں اسے اپنا گرویدہ بنا ڈالا۔

نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی' وہ نگہ کی تیغ بازی

بیعت کیا ہوئی، عمر بھر کی وارفتگی وشوق کا طوق، بھولے بھالے معروف کے گلے پڑ گیا۔

اس دن سے معروف سائے کی طرح میاں جمیل احمد صاحب کے ساتھ رہنے لگا۔ سفر و حضر میں ان کی رفاقت کا شرف ملا۔ خلوتوں اور جلوتوں میں حقیقت و معرفت کی لذتوں سے فیض یاب ہوا۔

صحبت اہل صفا، نور و حضور و سرور
سرخوش و پرسوز ہے، لالہ لب آب جو

یہ عجیب اتفاق ہے کہ وصل کے مہینے، گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں، کاروان ہستی بڑی تیزی سے فنا کی راہ پر گامزن ہوتا ہے پھر خدا کا کرنا یوں ہوا کہ میاں صاحب، پرجوش، پرسوز کش مکش حیات کی اسی بہاروں کا مزہ لوٹنے کے بعد راہی ملک بقا ہوئے۔ پیر صاحب کی جدائی کا غم، مرید کے لیے روح فرسا واقعے سے کم نہ تھا۔ جب ذرا سنبھلے تو میاں جمیل احمد صاحب کے ساتھ گزرے ہوئے نادر لمحات کو جنہیں وہ ان کی زندگی میں سمیٹنے کی کوشش کرتے رہے، اب ایک کتاب کی شکل دینے پر آمادہ ہو گئے۔ سچ ہے زندگی کے حسین لمحات واپس نہیں آتے لیکن اچھے لوگوں سے تعلقات اور ان سے وابستہ اچھی یادیں ہمیشہ دلوں میں زندہ رہتی ہیں۔

عزیزم محمد معروف، کی قلمی کاوشیں (ڈائری) طباعت کے زیور سے آراستہ ہو کر بعنوان ''ایمان افروز یادداشتیں'' میرے ذوق مطالعہ کی تسکین کا سامان فراہم کر رہی ہے۔ ان یادداشتوں کا مرکز و محور حضرت میاں جمیل احمد دامت برکاتہم کی ذات والا صفات ہے، جن کے

Marfat.com

کمال علم اور حسن عمل کی ضو پاشیوں سے مذکورہ یادداشتوں کے صفحات جگمگا رہے ہیں۔ مناسب ہو گا اگر ان یادداشتوں پر قلم فرسائی سے پہلے معزز قارئین کے تجسس کی تہذیب کے لیے اعلیٰ حضرت میاں جمیل احمد صاحب کی عظیم شخصیت کی کتاب زندگی کے روشن اوراق کی نقاب کشائی کر دی جائے۔

حضرت میاں جمیل احمد صاحب، مشہور صوفی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی کے برادر اصغر، حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری کے فرزند ارجمند ہیں آپ نے 23 فروری 1933ء بروز جمعرات، سرزمینِ شرقپور شریف، نیک صالح گھرانے میں بوقت صبح صادق آنکھ کھولی، شریعت اور طریقت آپ کی گڑھتی میں ملی تھیں۔ بچپن میں فارسی، عربی اور دینی تعلیم اپنے والد مکرم سے حاصل کی۔ پرائمری کے بعد میٹرک کے لیے گورنمنٹ ہائی سکول شرقپور شریف میں نیک صالح مسلمان اساتذہ کرام سے فیض تلمذ پایا۔ میٹرک کے بعد ایک نامور حکیم سے طب کی کتابیں بھی پڑھیں، والد گرامی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوری کے دست اقدس پر بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا۔ موصوف حضرت صاحب کی نگاہ فیض رساں نے ان کی تعلیم و تربیت اس نہج پر کی کہ آپ ان کے جانشین و سجادہ نشین مقرر ہوئے۔ آپ صاحب تصنیف بزرگ ہیں اور متعدد گرانقدر علمی و مذہبی تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔ دیگر درگاہ نشینوں کے برعکس آپ طریق خانقاہی کو ترک کر کے جہاد زندگانی میں عملی طور پر گامزن ہو گئے۔ شاید یہ قول زریں آپ کو یاد تھا۔

نام گر چاہیے تو فیض کے اسباب بنا
پل بنا ، چاہ بنا ، مسجد و تالاب بنا

یہ حقیقت ہے کہ مخلوق خدا کی خدمت کرنے والا ہی مخدوم کہلاتا ہے اور خدا، مخدوم کے نام کو سدا قائم رکھتا ہے۔ خدمت خلق خدا، میاں صاحب نے ورثے میں پائی تھی۔ خوشامد، خود ستائی، خودنمائی سے سخت چڑ تھی، اکثر فرمایا کرتے تھے "ہم کون سے مرشد کامل ہیں بس سائیں ایک خادم کی حیثیت سے بٹھا گئے ہیں آنے والوں کو دال چپاتی کھلا چھوڑتا ہوں ورنہ مرشد کامل تو وہ ہوتا جو اس کے پاس مرید ہونے کو آئے اپنی نظر باطن سے اس کے سینے سے تمام کدورت اور زنگار، حسد اور گناہ کرنے کی خواہش کو صاف کر دے۔ پھر اس کے ہاتھ، اپنے ہاتھ میں لے اور خدا تک پہنچا دے"۔

Marfat.com

یہ عجز و انکسار اور نیاز مندی، ان کی عالی ظرفی، عالی نسبی اور فراخدلی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ باب العلم، شیر خدا، حضرت علی کرم اللہ وجہ، کے اقوال زریں، صوفیائے کرام کے لیے حرز جان بنے ہوئے ہیں اور مشعل راہ کا کام دیتے ہیں۔ ان کا ارشاد مبارک ہے۔

''کم ترین علم وہ ہے جو صرف زبان پر رہے اور اعلیٰ ترین وہ ہے جو حرکات و سکنات سے ظاہر ہو''۔

میاں جمیل احمد شرقپوری اس قول کی سچی تصویر تھے۔ انہوں نے ساری زندگی حصول علم اور تبلیغ اسلام میں بسر کی۔ اپنے دور کے علماء و فضلاء اور مشائخ وعظام سے ان کے دوستانہ مراسم تھے۔ انہوں نے اپنی ذاتی نادر کتابوں کا علمی سرمایہ، ڈیڑھ سو سے زائد بوریوں میں سمیٹ کر (دینی رسائل اور پمفلٹ ان گنت) پنجاب یونی ورسٹی نیو کیمپس، لاہور کی عظیم لائبریری کو عطیہ کر دیں یہ وہی کتابیں ہیں جو سفر و حضر میں ان کے زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ اس کار خیر سے ان کے کثرت ذوق مطالعہ اور علم پروری و علم دوستی کا راز عیاں ہوتا ہے۔ اگر ان کی تبلیغی و علمی کاوشوں، کارگزاریوں اور سرپرستی کا حال لکھنا شروع کریں تو اس کے لیے ایک الگ دفتر درکار ہے۔ اجمالاً اسی پر اکتفا کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تاحیات، پرچم اسلام کو دنیا کے کونے کونے میں سربلند کیا۔ اس عظیم مشن کو پایہء تکمیل تک پہنچانے کے لیے آپ نے بیرون ملک متعدد دورے کیے۔ کئی بار حج بیت اللہ اور 19 مرتبہ سرکار رسالت مآب کے روضہء اقدس پر حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ اندرون و بیرون ملک میلاد شریف، محافل، عرسوں، جلسوں کی لاتعداد ایمان افروز تقاریب کا انعقاد کیا۔ اشاعت و تبلیغ دین کی خاطر متعدد دینی و مذہبی کتب کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری رکھا۔ پاکستان کے مختلف شہروں کے علاوہ سرزمین حجاز اور دیار غیر میں لذیز اور شفا بخش دسترخوان کا اہتمام کیا۔ میاں جمیل احمد نے اپنے بزرگوں کے جادہٗ صدق و صفا سے سرمو انحراف نہیں کیا بلکہ ان کے اقوال و افعال سے حتی المقدور استفادہ کیا۔

اور اب باتوں باتوں میں محمد معروف صاحب کی روح پرور ڈائری کا ذکر ہو جائے۔ زیر کتاب ''ایمان افروز یادداشتوں'' کی اہمیت و استناد کے لیے یہ کہہ دینا کافی ہے کہ میاں جمیل احمد شرقپوری نے اپنی زندگی ہی میں اس کتاب کے مسوّدات سن کر مہر تصدیق ثبت کر دی تھی اور بے ساختہ یہ لکھوایا تھا کہ:۔

''معروف ہمارا مخلص ساتھی ہے ہر وقت پاس نہیں ہوتا اس کا جو وقت

Marfat.com

میاں صاحب کے ساتھ گزرا وہ ضبط تحریر میں لے آیا"۔

معروف صاحب نے جو دیکھا، اسے صاف اور سیدے انداز میں بغیر کسی تصنع اور تکلف کے بیان کیا لیکن ساتھ ہی ساتھ ہر قدم پر عقیدت و احترام کا دامن تھامے رکھا، میاں صاحب کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ان کی تحریر سے نیاز مندی کا اظہار ہوتا ہے، ان کے نیاز مندانہ تکلم سے بے اختیار یہ مصرع لب پر جاری ہو جات ہے

؎ وفاداری بشرط استواری، اصل ایماں ہے

زبان سادہ اور انداز دل نشین اور دل چسپ ہے کہ قاری واقعات کی بوقلمونیوں میں کھو جاتا ہے اور کتاب ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ معروف صاحب قلم تو نہیں مگر میاں صاحب کی نگاہ فقر نے انہیں اس قابل بنا دیا ہے کہ وہ اپنی حیاتِ مستعار کے مشاہدات و محسوسات کو صفحہ قرطاس کی زینت بنا سکے ہیں۔ انہوں نے بڑی دیدہ ریزی سے کام لیتے ہوئے، میاں جمیل احمد شرقپوری کی رفاقت میں 1991ء تا 2013ء کی یادیں قلم بند کی ہیں۔ یادوں کا سلسلہ 23 سال کے طویل عرصے پر محیط ہے۔ مورخ جب میاں جمیل احمد کی شخصیت، احوال و واقعات کے آئینے میں کچھ تحریر کرنا چاہے گا تو اس کے لیے معروف صاحب کی تحریر کردہ ڈائری کا مطالعہ از بسکہ لازی ہوگا اس کے بغیر میاں صاحب کی شخصیت پر کچھ لکھنا ادھورا کام تصور ہوگا۔

زیر نظر کتاب کی عظمت اس سے عیاں ہے کہ اس کتاب میں مختلف صاحبان علم و فضل کے مختلف علمی روحانی واقعات کا تذکرہ ملتا ہے اگر چہ تمام واقعات کا مرکز و محور میاں جمیل احمد شرقپوری کی ذات والا صفات ہے لیکن ان واقعات سے جڑے ہوئے ضمنی واقعات سے ملک کی نامور شخصیات جن پروفیسرز، ڈاکٹرز، ایئر فورس، آرمی اور نیوی افسران، ریسرچ سکالرز، تاجران اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ، مقتدر ہستیوں کا ذکر ملتا ہے۔ جن سے میاں صاحب کے دوستانہ مراسم تھے۔ کتاب کے بعض حصوں میں مشائخ عظام، مختلف شہروں، قصبوں اور تاریخی مقامات، نادر و نایاب کتب اور ان کے مصنفین کا تذکرہ ملتا ہے، سلسلہ نقشبندیہ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریکوں اور مجددیت کے بارے میں معلومات کا گراں بہا مواد موجود ہے جس سے کئی مفید کتابچے، معلوماتی پمفلٹ ترتیب دیے جا سکتے ہیں۔

وقائع نگار کا یہ انداز پسندیدہ ہے کہ جہاں کہیں سہواً واقعات نظر انداز ہوئے یا ضبط تحریر

Marfat.com

میں نہیں آسکے وہاں انہوں نے برملا اظہار کیا ہے کہ وہ واقعات نوٹ نہیں کر سکے۔ اس اعتراف سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ واقعات سادہ اور مبنی بر حقائق ہیں۔ بلا کم و کاست مشاہدات کو قلم بند کیا ہے اور زیب داستان کے فن سے پہلو تہی کی گئی ہے۔

میاں جمیل احمد شرقپوری کی شخصیت پر یہ پہلی کتاب نہیں ہے اس سے پیشتر محترم سید جمیل احمد رضوی نے ''فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں)'' کے عنوان سے کتاب تحریر کی ہے۔ پھر میاں صاحب کے ایک قدردان ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی نے ''میرے مخدوم'' کے عنوان سے 114 صفحات لکھے، ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے بیٹے سعید احمد صدیقی کو فالج کا عارضہ لاحق ہوا جس کا بقیہ کام معروف صاحب کو سونپ دیا گیا۔ قدر دانوں کی نگاہ میں معروف صاحب کی تحریر کردہ ڈائری ''ایمان افروز یادداشتیں'' زیادہ وقیع ہے کیونکہ معروف صاحب کا زیادہ وقت میاں صاحب کے ساتھ بسر ہوا۔ اس کتاب کا مطالعہ انہی صاحبان ذوق کے لیے سود مند ہوگا جو اس عظیم صوفی خانوادے کے ساتھ عقیدت واحترام کا رشتہ قائم رکھے ہوئے ہیں۔ اگر یہ کتاب (ایمان افروز یادداشتیں) آپ نے خریدی ہے تو اجر وثواب کے مستحق ہیں (جزاک اللہ) اور آپ کے روحانی ذوق کی آبیاری ہوتی رہے گی اور اگر ہدیتاً آپ تک پہنچی ہے تو فیض یاب ہونے کے بعد دوسروں تک پہنچایئے تا کہ فیوض وبرکات کا سلسلہ چلتا رہے، یہ صدقہ جاریہ ہے۔

از قلم

ایک عاجز بندۂ خدا

خاک پائے اولیا اللہ

18/06/2016

Marfat.com

میاں صاحبؒ کو تحریر کے کوزے میں بند نہیں کیا جا سکتا

پروفیسر ڈاکٹر انجم طاہرہ صاحبہ

یہ کتاب جناب محمد معروف احمد شرقپوری کی اگست 1991ء سے ستمبر 2013ء تقریباً بائیس سال کی یادداشتوں پر مشتمل ہے جو انہوں نے فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانیؒ کی صحبت میں رہ کر قلم بند کیں۔ میاں صاحبؒ موصوف کی یہ ایمان افروز یادداشتیں اردو کے صوفیانہ ادب میں ایک گراں قدر اضافہ ہے جو اہل علم وعرفان کے لیے سرچشمہ فیض ثابت ہوگا۔ اس میں مولف محمد معروف احمد ان کے مرشد فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب اور مختلف مکاتب فکر کے علماء محققین اور دانشوروں کی علمی وادبی مصروفیات، خدمات اور اس سلسلہ میں منعقد کی جانے والی تقاریب کا ایک بھرپور جائزہ ملتا ہے اس کے ساتھ ہی یہ ذکر الٰہی اور درود و نعت کی پرنور محافل اور عربی اور فارسی زبان کی ادبی اور تحقیقی نشستوں سے سجا ہوا ایک مرقع اور تذکرہ ہے۔ صوفیائے کرام نے ہمیشہ اپنی تبلیغی کوششوں کو پروان چڑھانے کے لیے خانقاہیں، دینی مدارس اور ادارے قائم کیے ہیں۔ اس سنت کی پیروی میں میاں جمیل احمد شرقپوری کی سرپرستی میں چلنے والے مختلف تنظیمی، تبلیغی، فلاحی اور اشاعتی اداروں کی تفصیل ملتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ میاں شیر محمد شرقپوریؒ اور ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ کے احوال وکرامات کا ایک خوبصورت مجموعہ بھی ہے۔ مؤلف نے تمام چشم دید واقعات میاں صاحب کے ساتھ کیے گئے مختلف اسفار اور روزمرہ معمولات اور گفتگو کو اس تالیف میں ماہرانہ انداز سے سمویا ہے۔

عرفا کی ایمان افروز یادداشتیں لکھنے کے لیے جو سوز وگداز اور جذب وشوق ایک مرید دل گداختہ ایک سالک کو درکار ہوتا ہے وہ محمد معروف کی عبارات سے آشکار ہے۔ اس کے علاوہ ان یادداشتوں کو پڑھ کر میاں جمیل احمد صاحب کی شخصیت کی ہمہ جہتی آشکار ہوتی ہے۔ اس صوفی باصفاء دانشور اور مختلف النوع اداروں کے منتظم کے معمولات زندگی کے متعلق نہایت اہم معلومات اس کتاب میں ملتی ہیں، اگرچہ ان کی شخصیت کو تحریر کے کوزے میں بند کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے مگر مؤلف نے یہ کام بطریق احسن انجام دیا ہے۔ ان کا اسلوب بیان دلچسپ، زبان سادہ، رواں اور کہیں کہیں عامیانہ بھی ہے حتیٰ کہ ارادت مند قاری کی دلچسپی پہلی سطر سے شروع ہو کر آخر تک قائم

Marfat.com

رہتی ہے۔

اس کتاب کے مؤلف یعنی معروف احمد ایک سچے خدمت گار اور مخلص ارادت مند کی طرح میاں جمیل احمد صاحب کے ہر حکم پر دن رات کی تمیز کیے بغیر تن دہی سے عمل کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ شیر ربانی ڈائجسٹ اور ماہنامہ نور اسلام کا مجدد الف ثانی نمبر، امام ابو حنیفہ نمبر، شیر ربانی نمبر اور گولڈن جوبلی نمبر کی پروف ریڈنگ، چھپائی، اس کے ساتھ ساتھ مختلف اشتہارات کی ملک بھر میں تقسیم کا کام اور دیگر تمام امور کی انجام دہی میں کبھی بھی اپنی ناسازی طبع کو حائل نہیں ہونے دیا۔ اپنے مرشد کے روحانی فیوضات سے بھی بہرہ ور ہوئے اور دور دراز اور پر خطر راستوں پر رات کے مہیب سناٹے میں صرف ان کی تائید نظر اور روحانی اعانت سے بحفاظت سفر کیا۔ ان پر میاں جمیل احمد شرقپوری صاحبؒ کو مکمل اعتماد تھا شاید اسی لیے جب انہوں نے ارادہ کیا کہ تمام کتب اور جرائد و رسائل پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطیہ کر دیے جائیں اور ان کو بعض احباب کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا تو مؤلف کے نصیب میں سعادت آئی کہ اس ذخیرہ کتب کو مکمل حفاظت کے ساتھ منتقل کرے۔ مؤلف نے نہ صرف ان کتابوں کو میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب کی مختلف رہائشگاہوں سے یکجا کیا بلکہ فہرست بنانے کے ساتھ ساتھ شکستہ کتابوں کی جلد بندی کا اہتمام بھی کیا۔ اور پنجاب یونیورسٹی لائبریری تک پہنچانے کی ذمہ داری بھی نبھائی جو قابل تحسین امر ہے۔

مرتب نے مختلف علمی کارگزاریوں اور نقشبندیہ سلسلہ کی ترویج کے لیے مختلف حضرات سے میاں جمیل احمد شرقپوری صاحبؒ کی مسلسل ملاقاتیں نہایت دلچسپ انداز سے پیش کی ہیں مثلاً: پروفیسر ساجدہ علوی، ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، پروفیسر محمد اقبال مجددی، محمد عالم مختار حق، پروفیسر منور حسین، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، چوہدری محمد حنیف، سید جمیل احمد رضوی، حکیم محمد موسیٰ امرتسری، پروفیسر علیم تفضل، دین محمد کاتب، ڈاکٹر انجم رحمانی اور ڈاکٹر عارف نوشاہی وغیرہ۔

حوزۂ نقشبندیہ کے آغاز، لائحہ عمل، ارتقاء اور مختلف مراحل کی نہ صرف مکمل تصویر ہمارے سامنے آتی ہے، بلکہ نقشبندیہ سلسلہ کی نایاب کتب، قلمی نسخے، روٹو گراف یکجا کرنے میں مختلف ادیبوں اور محققین کی کاوشوں کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں ہونے والی تقاریب میں کی گئی تقاریر اور تجاویز نہایت اہم ہیں اور جن ممالک اور کتاب خانوں میں یہ کتب موجود ہیں ان سے منگوانے کی کاوشیں بھی مورد ستائش ہیں۔

Marfat.com

اس دلچسپ اور معلوماتی کتاب کو پڑھ کر احساس ہوتا ہے گویا علمی اور ادبی مصروفیات کا ایک ان تھک اور لگاتار سفر ہے جو کسی طور ختم ہونے میں نہیں آتا۔ مراد و مرید دونوں ہی انتہائی لگن، خلوص سے نقشبندیہ سلسلہ کی خدمات میں کوشاں دکھائی دیتے ہیں۔ صحت کی خرابی کے باوجود کسی ایک لمحہ کے لیے بھی ایسے اندازہ نہیں ہوتا کہ ان کی جاری علمی و ادبی مصروفیات میں کوئی فرق پڑا ہو۔ ملفوظات اور صوفیائے کرام کی زندگی سے مثالیں سیرت کی تربیت اور شخصیت کی تعمیر میں بہترین کردار ادا کرتے ہیں۔ اس کتاب سے ایسی مثالی تربیت کے علاوہ موجودہ نظام تعلیم، طریقہ تعلیم پر بھی دانشوروں کی گفتگو کا علم ہوتا ہے جو یقیناً لائق تحسین اور قابل تقلید ہے۔ محترم مؤلف نے انتہائی لگن اور محنت سے جو اطلاعات فراہم کی ہیں وہ جامع، درست اور مستند ہیں اس کے علاوہ انہوں نے وسیع تر معلومات کو خوبصورتی سے سمیٹا ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کو جزائے خیر عطا کرے اور ان پر روحانی فیض کا سلسلہ جاری و ساری رہے کیونکہ اولیائے عظام کی روحانیت یقیناً اپنے متوسلین کو کبھی فراموش نہیں کرتی اور وصال کے بعد تو ان کی توجہات اور فیض و برکات اپنے عشاق اور طالبوں کی پہلے سے زیادہ دست گیری کرتی ہیں (ڈاکٹر معین نظامی، تذکار شاہ محبوب، تالیف حسیب احمد محبوبی، ص ۳۲)"

ڈاکٹر انجم طاہرہ

شعبہ فارسی، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

19 اپریل 2016ء

Marfat.com

سخنِ جمیل

جمیل احمد نعیمی چنائی

اس دنیائے آب و گل میں بے شمار لوگ آئے اور پیوندِ خاک ہو گئے۔ آج ان کا نام و نشاں بھی باقی نہ رہا

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

لیکن اسی خاکدانِ عالم میں ایسے نفوسِ قدسیہ بھی موجود ہیں کہ جن کے علم و فضل، زہد و تقویٰ، حسن اخلاق اور شفقت و محبت کا چرچا ہو رہا ہے۔ انہی ہستیوں میں ایک شخصیت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین، عالم باعمل، صوفی باصفا، پیکر تصوف و روحانیت حضرت قبلہ میاں جمیل احمد شرقپوری علیہ الرحمہ کی بھی ہے۔ احقر کو سب سے پہلے آپ کی زیارت کا شرف 1963ء میں زیارت حرمین شریفین کے موقع پر حاصل ہوا۔ آپ مکہ مکرمہ میں جس ادب و احترام کے ساتھ رہے وہ صرف قابلِ شنید ہی نہیں بلکہ لائقِ دید تھا نیز مدینہ منورہ شریف میں جس عاشقانہ اور والہانہ انداز میں آپ رہتے تھے احقر اس کا چشم دید گواہ ہے۔ زیادہ تر وقت آپ کا مسجد نبوی شریف، مواجہہ شریف اور خاص طور پر قدمین شریفین میں گزرتا تھا اس کے علاوہ آپ مخدوم و محترم رہبر شریعت، پیر طریقت حضرت مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رضوی کی خدمت میں بالخصوص جو نماز عشاء کے بعد آپ کے دولت کدہ پر محفل میلاد شریف ہوا کرتی تھی جس کا دورانیہ تقریباً 70 سال رہا اور اب تک یہ سلسلہ ان کے فرزند ارجمند حضرت علامہ فضل الرحمٰن مدنی علیہ الرحمہ اور بعدہٗ ان کے فرزند دلبند حضرت ڈاکٹر محمد رضوان صاحب کے ذریعے اب تک جاری ہے۔ ان شاء اللہ العزیز یہ سلسلہ ہمیشہ جاری و ساری رہے گا۔

حضرت قبلہ میاں جمیل احمد شرقپوری علیہ الرحمہ کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی تھی کہ جو آپ سے ایک بار مل لیا کرتا تھا وہ دوبارہ بھی آپ سے ملنے کی خواہش رکھتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی آنجناب کا تعلق علمائے کرام، مشائخ عظام کے ساتھ بھی رہا۔ مشائخ عظام میں کم ہی احقر نے کتابوں کے ساتھ ساتھ ذوقِ مطالعہ کا ایسا شائق دیکھا ہوگا۔ آج وہ ہماری نظروں سے بظاہر

Marfat.com

اوجھل ہیں لیکن ان کے روحانی تصرفات آج بھی جاری وساری ہیں۔

از اول تا آخیر اس ضخیم کتاب کا مطالعہ تو نہ کرسکا اس کے باوجود احقر مخدوم ومحترم محمد معروف احمد شرقپوری صاحب کی اس خدمت پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحمت اور اپنے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقے ان سطور کو مقبول ومنظور فرمائے۔ اس شعر پر اپنی اس تحریر کو ختم کرتا ہے۔

زندگی ان کی ہے جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

احقر جمیل احمد نعیمی چنائی
استاد الحدیث وناظم تعلیمات دارالعلوم نعیمیہ
فیڈرل بی ایریا، کراچی
18 رجب المرجب ۱۴۳۷ھ / 26 اپریل 2016ء

Marfat.com

ایک ہمہ جہت اور ہمہ گیر شیخ طریقت

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

فخر المشائخ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری نقشبندی مجددیؒ (1935ء۔2013ء) کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔آپ کے والد گرامی حضرت میاں غلام اللہ ثانی لا ثانی شرق پوری نقشبندی مجددیؒ (م ۱۳۷۷ھ/1957ء) شیر ربانی قطب ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ (م ۱۳۴۷ھ/1928ء) کے چھوٹے بھائی تھے۔آپ کی ابتدائی تعلیم وتربیت اسی روحانی خانوادے میں ہوئی۔دربار کے علماء دین سے دینی علوم کی تکمیل کی۔شرق پور شریف ہائی سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا، فارسی میں ملکہ حاصل کیا لیکن آپ نے مکتب سے زیادہ بزرگوں کے فیضان نظر سے بہت کچھ حاصل کیا۔ 1957ء میں اپنے والد گرامی کے وصال کے بعد آستانہ عالیہ شرق پور شریف کی سجادگی پر آپ جلوہ افروز ہوئے۔آپ نے راہ سلوک ایسی اختیار کی کہ اسلاف کی یاد تازہ کردی۔آپ مہمان نوازی اور دوست نوازی میں اپنی مثال آپ تھے۔آپ کے حسن اخلاق سے لوگ متاثر ہوتے گئے اور آپ کے گرویدہ بنتے گئے۔یہی وجہ ہے کہ آپ کا حلقہ ارادت اور حلقہء احباب بہت وسیع ہے یوں تو ان میں ہر شعبہء زندگی کے لوگ شامل ہیں لیکن ان میں علماء ومشائخ اور ارباب علم و دانش کی اکثریت نمایاں نظر آتی ہے۔

1955ء میں شرق پور شریف سے آپ نے ماہنامہ ''نور اسلام'' کا اجراء فرما کر اسلام کا نور دور دور تک پھیلایا۔یوں تو اس کا ہر شمارہ ہی اہم ہوتا ہے لیکن آپ نے اس کے چند عظیم اور ضخیم نمبر شائع فرما کر اس کی شہرت کو بام عروج تک پہنچا دیا ہے۔ان میں صدیق اکبر نمبرؓ، امام اعظمؒ نمبر، اولیاء نقش بندؒ نمبر (2 جلدوں میں)، مجدد الف ثانی نمبر (تین جلدوں میں)، شیر ربانیؒ نمبر، ثانی لا ثانیؒ نمبر اور نور اسلام کا گولڈن جوبلی نمبر (پچاس سالہ، تین جلدوں میں) کو شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہے۔ضرورت ہے کہ نور اسلام کے یہ خاص نمبر نئی آب وتاب کے ساتھ بار بار شائع ہوں اور ہر لائبریری کی زینت بنیں۔

فخر المشائخ نے مکتبہء نور اسلام شرق پور قائم کیا اور اس کے تحت کثیر تعداد میں کتب

Marfat.com

شائع فرما کر زیادہ تر مفت تقسیم کیں۔ ان میں خزینہ معرفت، تتمہ معارج النبوت، مختصر حالات شیر ربانی و ثانی لا ثانی، مقالات یوم مجدد، مراۃ المحققین، ارشادات مجدد الف ثانی، منبع فیوض و برکات، صدائے حق اور عربی گرائمر قابل ذکر ہیں، آپ نے ملک میں مختلف ملی اور مذہبی تحریکوں میں نمایاں حصہ لیا۔ جمعیت علمائے پاکستان کے پلیٹ فارم سے 1971ء اور 1977ء کے عام انتخابات میں قصور شہر سے بھرپور کردار ادا کیا۔ 1953ء اور 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ 1977ء کی تحریک نظام مصطفےٰ میں حصہ لیا۔

9 جنوری 1971ء کو جب ایک برطانوی یہودی نے ہمارے پیارے آقا و مولا حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی شان کے خلاف ایک ناپاک کتاب لکھی تو آپ تحفظ ناموس رسالت مآب کے لیے مرد میدان بنے اور ایک بڑے جلوس کی قیادت کی جس کے نتیجہ میں آپ گرفتار بھی ہوئے تھے۔ فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوریؒ مملکت خداداد پاکستان کے ان چند سجادہ نشینوں میں سے ایک تھے جو بیک وقت شیخ طریقت، مصلح اور مبلغ اسلام ثابت ہوئے۔ کبھی کسی مصلحت کا شکار نہ ہوئے تھے۔

1960ء میں آپ نے شرق پور شریف میں دار المبلغین حضرت میاں صاحبؒ قائم کیا جہاں سے اسلام کے مبلغ تیار ہو کر نکلتے تھے اسی طرح ملک کے طول و عرض میں بھی ایسے کئی ادارے قائم کیے، کئی مساجد تعمیر فرمائیں۔ اسی طرح قوم کی بچیوں کو علوم اسلامیہ سے آراستہ کرنے کے لیے 1993ء میں آپ نے جامعہ شیر ربانی برائے طالبات کا قیام عمل میں لایا۔ آپ ہوش سنبھالنے کے بعد تقریباً ہر سال حج بیت اللہ اور زیارت رسول اکرم ﷺ کے لیے حرمین شریفین کے سفر کی سعادت سے بہرہ ور ہوتے رہے۔ اسلامی ممالک کے تبلیغی اسفار، علماء و مشائخ کرام سے ملاقاتیں اور اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری دی۔ آپ کو حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ آپ اکثر و بیشتر ''مکتوبات امام ربانی'' کے مطالعہ میں منہمک رہتے اور چیدہ چیدہ مضامین نوٹ فرماتے رہتے تھے جنہیں بعد میں آپ نے ''ارشادات مجددؒ'' کے نام سے الگ کتابی صورت میں شائع کر کے عام کر دیا تھا۔ اسی طرح لوگوں کو آپ کی تعلیمات سے روشناس کرانے کے لیے آپ نے 1960ء میں تحریک یوم مجدد الف ثانی کا آغاز فرمایا۔ بس پھر کیا تھا ملک کے طول و عرض میں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی حضرت مجدد الف

Marfat.com

ثانیؒ کی یاد میں نہایت شاندار انداز میں کانفرنسیں ہونے لگیں۔ ہنوز یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

آپ ایک ایسے شیخ طریقت تھے جو کتاب شناس، کتاب دوست اور علم پرور تھے، کتابوں کی تلاش وجستجو میں دور دور کے اسفار کیے اور کتابیں خرید کر اپنی لائبریری کی زینت بناتے رہے۔ آپ کی ذاتی لائبریری میں ذخیرۂ کتب بہت بڑا تھا، آپ کے کتاب دوست حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ (م 1999ء) نے جب اپنا ذاتی کتب خانہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطیہ کر دیا تو آپ نے بھی 9 اگست 2001ء کو ہزاروں کتابوں پر مشتمل اپنا جمع کیا ہوا ذخیرۂ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطیہ کر دیا۔ اس ذخیرۂ کتب کی فہرست پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور کی جانب سے شائع ہو چکی ہے۔ راقم نے آپ کو فون پر صرف ایک سوال کیا کہ حضرت! مجھے آپ کے ذخیرۂ کتب کی فہرست چاہیے۔ بس چند دنوں کے بعد آپ کی جانب سے ایک پارسل میرے ہاتھ میں تھا۔ کھولا تو اس میں ''فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری نقش بندی مجددی'' کی جلد اول اور جلد دوم نظر نواز ہوئیں۔ اللہ اللہ ایسے شیخ طریقت کہاں؟ جنہیں ایک فون کریں اور پھر وہ مطلوبہ کتابیں ارسال فرمادیں۔

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

معلوم ہوا ہے کہ آپ کے ذخیرۂ کتب کی فہرست کی مزید جلدیں بھی شائع ہو چکی ہیں لیکن ان تک راقم کی رسائی نہ ہو سکی، سچ تو یہ ہے کہ:

اب کسے راہنما کرے کوئی

حضرت میاں صاحبؒ کی عنایت سے ''نور اسلام'' آج تک اعزازی طور پر برابر مل رہا ہے، الحمدللہ۔

فخر المشائخ ایک ہمہ جہت اور ہمہ گیر شیخ طریقت تھے آپ کے حلقۂ احباب میں علماء، خطباء، شعراء، ادباء اور فقراء سبھی لوگ شامل تھے۔ آپ ہر ایک سے نہایت پیار ومحبت سے پیش آتے تھے۔ جناب محمد معروف احمد شرقپوری نقشبندی مجددی اگست 1991ء میں اپنی والدہ ماجدہ کے حکم پر شرق پور حاضر ہوئے لیکن فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرق پوری نقشبندی مجددیؒ بیرون ملک تبلیغی دورے پر گئے ہوئے تھے۔ آپ نے بیس دن بعد دوبارہ شرق پور حاضری دی۔ فخر المشائخ کی زیارت کی، پہلی ملاقات میں ہی بیعت ہو گئے۔ بس پھر کیا تھا اس دن کے بعد آپ

Marfat.com

ہمیشہ کے لیے اپنے پیرومرشد فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرق پوری نقشبندی مجددیؒ کے اسیر بن کر رہ گئے اور آپ کے متوسلین و خادمین میں بھی آپ صحیح معنوں میں ''معروف'' ہو گئے۔

پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور کی طرف سے جب ''فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری نقش بندی مجددی'' کی جلد اول اور جلد دوم سامنے آئی تو اس کے سرورق پر مرتبین کے دو نام سامنے آئے جن میں ایک نام سید جمیل احمد رضوی صاحب اور دوسرا نام محمد معروف احمد شرق پوری کا ہے۔

نومبر، دسمبر 2006ء میں جب ماہ نامہ ''نور اسلام'' شرق پور شریف کا پچاس سالہ گولڈن جوبلی نمبر تین جلدوں میں شائع ہو کر سامنے آیا تو اس کی تیسری جلد ''اشاریہ ماہ نامہ نور اسلام شرق پور شریف'' (دسمبر 1955ء تا نومبر، دسمبر 2005ء) پر مشتمل ہے جس کی ترتیب و تدوین کا سہرا بھی محمد معروف احمد شرق پوری کے سر رہا۔ معروف احمد شرقپوری نے اپنے پیرومرشد کے نام تمام خطوط کی جانچ پڑتال کی، علمی، تاریخی اور دعائیہ خطوط کی علیحدہ علیحدہ فائلیں بنائیں۔ علمی خطوط کو سن کے اعتبار سے ترتیب دیا اور ہر خط کو اپنے پیرومرشد کی نظر سے گذارا اور صرف وہی خطوط شائع کیے جنھیں پیرومرشد نے اپنی زندگی میں اجازت عنایت فرمائی۔ ان میں ایک خط راقم کا بھی ہے۔ ان کو ''اہل علم وقلم کے خطوط بنام حضرت الحاج میاں جمیل احمد شرق پوریؒ'' کے نام سے نہایت خوب صورت انداز میں کتابی صورت میں شائع کر کے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ فخر المشائخؒ کی ساری زندگی تبلیغ اسلام اور ترویج و اشاعت کے لیے وقف تھی اگست 1991ء سے ستمبر 2013ء (وفات تک) تک محمد معروف احمد شرقپوری اکثر اپنے پیرومرشد کے ساتھ رہے، سفر و حضر میں ساتھ رہے۔ آپ اپنے پیرومرشد کے ساتھ گذرنے والے قیمتی لمحات کو صفحہ قرطاس پر لائے ہیں۔ ان یادداشتوں سے حضرت فخر المشائخؒ کی تبلیغی، اصلاحی اور روحانی سرگرمیاں بھی سامنے آجاتی ہیں۔ آپ نے اپنی حسین یادوں کو سن کے اعتبار سے سلک مروارید کی طرح قلم بند کر دیا ہے۔ چونکہ معروف احمد آپؒ کے خادم ہیں، آئیں ان کی وساطت سے حضرت کی روحانی مجالس کا نظارہ کیجئے اور دیکھیں کہ علم و ادب اور شعر و سخن کے کیسے کیسے آفتاب و مہتاب حضرت کے دام محبت کے اسیر ہوئے ہیں آیئے آپ بھی ان روحانی مجالس کے جلیس بنیں اور اپنا ایمان تازہ کریں۔

Marfat.com

خیال رہے کہ محمد معروف احمد شرق پوری آستانہ عالیہ شرق پور شریف کے وہ خادم ہیں جن پر ان کے پیرو مرشد فخر المشائخ بھرپور اعتماد فرماتے تھے۔ آپؒ نے جب اپنا ذخیرۂ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ دینے کی تیاری کی تو سب سے پہلے جامعہ پنجاب لاہور کے وائس چانسلر کے نام ایک تفصیلی خط لکھا جس میں چند شرائط بھی تھیں۔ موضوع کی مناسبت سے شرط نمبر 6 ملاحظہ فرمائیے کہ آپ محمد معروف احمد شرق پوری پر کس قدر اعتماد فرماتے تھے:

''میرے بعد صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرق پوری مجددی ولدیت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری نقش بندی مجددی آستانہ عالیہ شرق پور شریف ضلع شیخوپورہ اور محمد معروف احمد ولد محمد حسن قصوری، گلی نمبر 17، مکان نمبر 10 فتح گڑھ مغل پورہ، لاہور، میرے ذخیرے کو دیکھنے کے مجاز ہوں گے۔''

فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرق پوری نقش بندی مجددی، مرتبہ سید جمیل احمد رضوی، محمد معروف احمد شرق پوری، مطبوعہ لاہور: 2002ء۔ ص 11۔

زیر نظر کتاب ''ایمان افروز یادداشتوں'' کے پروف (2004ء) کا بھی فخر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے خود مطالعہ فرمایا اور بشارت ایڈووکیٹ صاحب سے یہ تحریر قلم بند کروائی:

''معروف ہمارا مخلص ساتھی ہے ہر وقت پاس نہیں ہوتا اس کا جو وقت میاں صاحب کے ساتھ گذرا وہ ضبط تحریر میں لے آیا۔''

قارئین کرام! اب آگے بڑھیے اور آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف کے خادم خاص محمد معروف احمد شرقپوری کی معیت میں فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوریؒ کی خدمت میں حاضری دیں۔ ان کی روحانی مجالس میں شرکت فرمائیے، کیف و سرور حاصل کریں اور مختلف بابرکت علمی شخصیات کی علمی گفتگو سماعت فرمائیے اور ان نفوس قدسیہ کی مصروفیات سے بھی آگاہی حاصل کریں اور پھر ان نیک لوگوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے طفیل ہم سب کو دنیا و آخرت میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ اجمعین۔

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

13 مارچ 2016ء

Marfat.com

ایک عظیم صوفی

پروفیسر خالد بشیر (گجرات)

احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے حصول علم کی بار بار تاکید کی ہے۔ علم کو آئندہ نسلوں میں منتقل کرنے کا ذریعہ کتاب ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو غیر ملکی زبانیں سیکھنے کا حکم دیا اور اس طرح مسلمان عباسی دور میں علم کی بدولت دنیا کی سپر پاور بن گئے۔ چونکہ علم کے بغیر مالک حقیقی کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی اس لیے صوفیائے کرام نے شروع ہی سے اور حتیٰ کہ مسلمانوں کے دور زوال میں بھی کتاب خوانی کی روایت کو زندہ رکھا۔ عزیزم معروف احمد شرقپوری نے ''ایمان افروز یادداشتیں'' لکھ کر صوفیائے کرام کی اس روایت کو آگے بڑھایا ہے اور آستانہ عالیہ شرقپور شریف کے متوسلین پر خصوصاً اور عام قارئین پر عموماً بہت بڑا احسان کیا ہے۔ ادب کی دنیا میں روزنامچے اور یادداشتیں لکھنے کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ برصغیر میں مغلیہ دور سے ہی اس صنف پر کام ہوتا چلا آرہا ہے۔ تزک بابری، تزک جہانگیری، اکبر نامہ اور صوفیاء کے ملفوظات مثال کے طور پر ملفوظات خواجہ اجمیری، ملفوظات خواجہ نظام الدین اولیاء اور ملفوظات خواجہ مہارویؒ وغیرہ تصوف کی کتب کی زینت ہیں۔ لاہور کی ایک قابل قدر شخصیت سید جمیل احمد رضوی سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لاہور بھی ایک کتاب ''فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری (یادداشتوں کے آئینہ میں)'' لکھ چکے ہیں جس کی علمی ادبی حلقوں میں بڑی پذیرائی ہوئی ہے۔

معروف احمد صاحب کی یہ کتاب ماضی کے دریچے کھول دیتی ہے جبکہ فخر المشائخ سکالرز، علماء، فضلاء اور دانشوروں کی شرقپور شریف میں شاندار دعوتیں کیا کرتے تھے۔ غریبوں مسکینوں اور دکھی لوگوں کے مسائل حل کرتے اور روحانیت کے خواہش مندوں پر فیض کے خزانے لٹاتے تھے، روحانیت کے بحر بیکراں اولیاء کے سلطان قیوم عالم فخر المشائخ اپنے وقت کے عظیم ترین صوفی تھے۔ دو پہلوؤں میں آپ کی انفرادیت تھی، ایک تو یہ کہ تبلیغ دین کے لیے جتنے سفر آپ نے کیے اس کی مثال کم ہی ملتی ہے۔ وسط ایشیاء مشرق وسطیٰ، ترکی یورپ اور برطانیہ کے بے شمار دورے کیے مدینہ منورہ میں کئی سال تک آپ دو ماہ قیام کرتے اور رباط شیر ربانی میں علماء اور صوفیاء

Marfat.com

کی میزبانی کرتے۔دوسرے آپ کی علم دوستی ایک ضرب المثل بن چکی ہے۔

فخر المشائخ نے نہ صرف اپنے متوسلین کی تربیت کر کے ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا کیا بلکہ لکھاریوں کی ایک ٹیم تیار کی۔ان کی فہرست تو لمبی ہے لیکن مجھے جو یاد ہے اس کے مطابق اردو میں لکھنے والوں کی فہرست اس طرح ہے:۔

۱۔پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحبؒ،۲۔ابوالبقاء قدر آفاقی صاحب،۳۔قاضی ظہور احمد اختر صاحب،۴۔ماسٹر احمد علی صاحب،۵۔چوہدری محمد حیات نقشبندی (جلیانہ)،۶۔شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ،۷۔محمد معروف احمد شرقپوری،۸۔ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری صاحب، ۹۔محمد بشارت گوندل ایڈووکیٹ،۱۰۔سعید احمد صدیقی صاحب،۱۱۔قاضی نوراللہ نقشبندی صاحب

اسی طرح آپؒ نے انگریزی میں لکھنے والوں کی ایک ٹیم تیار کی جنہوں نے 6 سال تک شیر ربانی ڈائجسٹ سہ ماہی شائع کیا جو آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں کی زینت بنا رہا۔ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

1۔پروفیسر منور حسین صاحب (سابق پرنسپل اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور)،2۔ڈاکٹر اظہر محمود صاحب (لیڈز یونیورسٹی ،لاہور)،3۔پروفیسر علیم تفضل صاحب (ایم اے او کالج لاہور)، 4۔شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ، لاہور ہائی کورٹ،5۔پروفیسر خالد بشیر (سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج ، گجرات)،6۔پروفیسر انجم جاوید صاحب (لالہ موسیٰ)،7۔مس نبیلہ اسلم صاحبہ (پرنسپل JIPS، گجرات)،8۔شیخ رنگ الٰہی صاحب (CSP ریٹائرڈ، اسلام آباد)،9۔غلام محی الدین صاحب (سی ایس پی ریٹائرڈ، اسلام آباد)،10۔محمد معروف احمد شرقپوری

اس کتاب کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ فخر المشائخ نے عزیزم معروف احمد کی خصوصی تربیت کی ہے کیونکہ عرصہ 20 سال تک وہ فخر المشائخ کی دن رات خدمت میں رہے اور آپؒ کے شب و روز کے معمولات کو احاطہ تحریر میں لاتے رہے۔فخر المشائخ اہل علم کے عظیم قدردان تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی نے جتنا علمی تعاون آستانہ عالیہ سے کیا ہے اور کسی نے نہیں کیا، شیراز بھٹی صاحب کے بارے میں مجھے فرمایا کرتے کہ تمہارا شاگرد بڑا تابعدار ہے اور ہماری بڑی خدمت کرتا ہے۔اس دنیا فانی سے پردہ کرنے سے چند روز قبل آپؒ نے بابا عبدالغفور کے سامنے فرمایا کہ جتنا علمی کام لاہور میں معروف نے کیا ہے کسی اور نے نہیں کیا۔اس

Marfat.com

تحریر کو لکھنے سے قبل میں نے بابا عبدالغفور سے اس بات کی تصدیق بھی کی۔

27 اور 28 فروری کی درمیانی رات بروز ہفتہ 2016ء فخر المشائخ کی مجھے خواب میں زیارت ہوئی۔ آپؒ کی دائیں طرف معروف احمد اور بائیں طرف ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری بیٹھے ہوئے تھے، آپ کے حلقہ میں اور بھی کافی متوسلین بیٹھے ہوئے تھے، ان میں اس وقت شیراز بھٹی اور سعید احمد صدیقی بھی نمایاں تھے باقی لوگوں کو میں پہچان نہ سکا۔ اس مکاشفے سے مجھے یہی اندازہ ہوا کہ آپ عالم برزخ میں بھی ان لکھاریوں کی سرپرستی فرمارہے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا قرب جتنا عزیزم معروف کو حاصل ہوا کسی اور کو نہیں۔ ہم تو گجرات سے آتے تھے اور زیادہ سے زیادہ دو یا تین دن آستانہ عالیہ پر قیام کرتے تو آپؒ اجازت دے دیتے کہ ''جاؤ! خالد بشیر واپس جاؤ اور اپنے بیوی بچوں کا خیال رکھا کرو''۔ لیکن زہے نصیب، معروف احمد تقریباً بیس سال مسلسل فخر المشائخ کے پاس چوبیس گھنٹے خدمت کرتا رہا۔ اس کتاب کو پڑھ کر فخر المشائخ کی عظمت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ مولانا شاہ احمد نورانی اور عبدالستار خان نیازی جیسی نابغہ روزگار ہستیوں نے اس آستانہ عالیہ پر حاضری دی۔ گجرات کے ایک سکالر جناب علامہ اقبال احمد فاروقی جو بعد میں لاہور کے ہی ہو کر رہ گئے ''ماہنامہ جہان رضا'' کے شمارہ اگست ستمبر 2004ء میں لکھتے ہیں:۔

میاں جمیل احمد شرقپوری ایک بے نیاز پیر ہیں۔ وہ بے اعتنائی پر آئیں تو کروڑ پتی مریدوں کو دروازے کے باہر کھڑے ہونے کا حکم دیں۔ نوازنے کو آئیں تو ہم جیسے فقیر بے نوا کے گھروں پر علی الصبح چھاپے مار کر خوش کر دیں۔ وہ روایتی سجادہ نشینوں کی طرح دنیاداری کے پیچھے کبھی نہ بھاگتے اور نہ ہی وہ اہل علم سے بے اعتنائی برتتے ہیں۔ انہوں نے اپنی زندگی کی شام آتے دیکھی تو اپنی لاکھوں روپے کی نادر کتابیں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطیہ کر دیں۔ وہ اکثر علمائے کرام اور سکالرز کی مجالس میں بیٹھتے ہیں اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تعلیمات پر لکھنے کے پروگرام دیتے جاتے ہیں۔ کیا آپ کو ایسا پیر طریقت پسند آیا؟

چلے تو راہ طریقت کا شاہ سوار لگے　　رکے تو شیر ربانی کا شاہ کار لگے

(مجالس علماء، مرتبہ: محمد عالم مختار حق، لاہور: مکتبہ نبویہ، 2007ء، 409 ص)

Marfat.com

ایک نہایت شائستہ گفتار پیر

پروفیسر علیم تفضل

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی سے میری ملاقات کا سلسلہ 1999ء سے میرے دوست شعبہ انگریزی کے پروفیسر خالد بشیر صاحب (گجرات) کی وساطت سے ہوا۔ پھر آہستہ آہستہ آپ کی روحانی و جمالی شخصیت اور پدرانہ شفقت کی وجہ سے ملاقات کا سلسلہ بڑھتا گیا یہ سلسلہ آپ کے اس دنیائے فانی سے پردہ فرمانے پر اختتام پذیر ہوا۔

میاں صاحب سے ملنے کے بعد میری شخصیت میں بہت زیادہ مثبت تبدیلیاں واقع ہوئیں، میرے والد گرامی حاجی محمد شفیع صاحب مجھے اکثر فرماتے تھے کہ علیم میاں صاحب سے ملنے کے بعد تم بدل سے گئے ہو اور شاید یہ وجہ ایک ایسی نظر کرم کی تھی جس کی وجہ سے میری عادات واطوار میں واضح تبدیلیاں وقوع پذیر ہو چکی تھیں اور اگر یہ کہا جائے کہ ان چودہ سالوں میں میری شخصیت میں 'From ignorance to knowledge' کا یہ سفر میاں جمیل احمد شرقپوریؒ سے ملاقات اور ان کی تعلیمات کا نتیجہ ہی تھا تو غلط نہ ہوگا۔

میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کی شخصیت میں علمی عنصر نمایاں تھا۔ آپ کا مطالعہ وسیع اور دینی علوم میں مساوی دسترس رکھتے تھے۔ دینی و دنیاوی معاملات میں آپ کی آراء انتہائی مفید ثابت ہوتی تھیں۔ علمی و مذہبی محفلیں منعقد کروانے میں آپ بہت دلچسپی لیتے تھے۔ آپؒ مختلف مکتبہ ہائے فکر کے علماء و سکالرز سے ملتے اور ان سے علمی و مذہبی نوعیت کے مختلف عنوانات پر مضامین اور کتابیں لکھواتے ان کی اشاعت کرواتے اور عوام الناس میں تقسیم کرواتے، اس طرح آپ کی علمی و مذہبی میدان میں خدمات ایک خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ اس کی ایک مثال حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کے تراجم اور یوم مجددؒ کی سالانہ تقریبات منانا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے جو آپؒ سے منسوب ہے۔

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ نہایت شائستہ گفتار اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ آپؒ جب گفتگو فرماتے تو تحمل، بردباری اور نفاست سے گفتگو کا آغاز کرتے۔ آپ کی گفتگو انتہائی سادہ اور پر اثر ہوتی تھی۔ آپ کی بات دل سے نکلتی تھی اور دلوں کو مسخر

Marfat.com

کر دیتی تھی۔ آپ اپنی گفتگو کی شیرینی کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں گھر کرتے تھے، آپؒ کی گفتگو سادہ، مختصر اور استدلال پر مبنی ہوتی تھی۔ آپؒ کی شخصیت میں جمال کا عنصر غالب تھا۔

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوریؒ سے ملاقاتوں کے دوران میں نے کبھی بھی انہیں کوئی غیر شرعی بات کرتے نہیں سنا۔ آپؒ قرآن و سنت پر کاربند رہنے کی تلقین اور پنجگانہ نماز پڑھنے کی پابندی کرنے کی تاکید کرتے۔ نماز باجماعت کا اہتمام کرتے اور نماز سے فرصت کے بعد دوسرے معاملات پر متوجہ ہوتے تھے۔ آپؒ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شخصیت اور تعلیمات سے بہت زیادہ متاثر تھے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کو پسند فرماتے تھے۔ آپؒ بدعات کو ناپسند فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ اور حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری کے عرس مبارک کی تقریبات کو سادگی اور مذہبی عقیدت و احترام سے منانے کا اہتمام کرتے، لوگوں کو بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے اور اسلامی اقدار کو اپنانے کا درس دیتے۔ عقیدت میں بھی شریعت کی پیروی کا درس دیتے تھے۔ آپ اکثر فرماتے کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے پاس ایک شخص کچھ دن قیام پذیر رہا اور جانے سے قبل کہنے لگا میں نے آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی۔ اعلیٰ حضرت سرکارؒ نے فرمایا کہ کیا تم نے مجھے کوئی غیر شرعی کام کرتے دیکھا ہے۔ وہ شخص بولا: نہیں۔ اعلیٰ حضرت سرکارؒ نے فرمایا کہ یہی کرامت ہے۔

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوریؒ کے پاس لوگ دعا کے لیے آتے تو سب کے لیے دعا فرماتے۔ میری آخری ملاقات میاں صاحبؒ سے ڈاکٹرز ہسپتال میں ہوئی، آپؒ کے آخری ایام میں بھی تحمل اور اطمینان روحانیت آپؒ کے چہرے پر نمایاں تھا۔

پروفیسر علیم تفضّل
شعبہ انگریزی، ایم اے او کالج، لاہور

20/04/2016

Marfat.com

جہانِ جمیل

محمد عبدالستار طاہر مسعودی

حضرت انسان جہاں خود اس کائنات کا، اس نظام قدرت کا حصہ ہے، اس ایک انسان کے اندر بھی کئی جہان آباد ہیں، کئی نظام رائج ہیں۔ اس جہان حسرت میں ایک سے ایک جہت ہے۔ اس مناسبت سے انسان کے کئی پہلوؤں پر بات ہو سکتی ہے۔

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری علیہ الرحمہ ایک نابغہ روزگار شخصیت تھے۔ آپ نے جس نہج سے اور جس انداز سے کام کیا ہے وہ آپ کو اپنے بیشتر معاصرین میں ممتاز و منفرد مقام عطا کرتا ہے۔ آپ نے مساجد قائم کروائیں۔ ڈسپنسریاں بنوائیں، وسیع دار المطالعہ قائم کیا۔ یوم مجدد الف ثانی منانے کی داغ بیل ڈالی۔ دین کی ترویج و اشاعت کے لیے بہت سا کام کیا۔ معاصر اہل علم و اہل قلم سے روابط رہے۔ آپ کے مختلف شخصی پہلوؤں کا جائزہ لیا جائے تو ایک ''جہانِ جمیل''، ایک ''جہانِ فخر المشائخ'' آباد نظر آتا ہے۔

لائق صد مبارکباد ہیں برادرم میاں معروف احمد شرقپوری صاحب جو شبانہ روز اپنے مرشد کریم کی صحبت میں رہے اور آپ کی جمالی و جلالی تمام کیفیات کا نہ صرف مشاہدہ کیا بلکہ اس منظر کا خود بھی حصہ رہے۔ اس پر مستزاد انہوں نے بڑی جانفشانی سے ہر روز ہونے والی ملاقاتوں اور مصروفیات کی روداد کو سینہء قرطاس پر محفوظ کیا جو آج ''ایمان افروز یادداشتوں'' کے زیر عنوان سے جلوہ گر ہو رہا ہے۔

زیر نظر کاوش کے ساتھ ساتھ برادرم معروف صاحب کی دیگر کاوشیں اور خدمات دیکھی جائیں تو یہ جوان رعنا فنافی الشیخ کا مرقع دکھائی دیتا ہے۔ ایسے دقیق کام معروف جیسا جواں ہمت ہی سرانجام دے سکتا ہے۔ اس ضمن میں وہ اپنی تمام تر صلاحیتیں، محبتیں اور عنایتیں بروئے کار لائے ہیں جس کا منہ بولتا ثبوت ان کی کاوشات ہیں۔

اللہ کریم کے حضور دعا ہے کہ اپنے محبوب کریم رؤف و رحیم علیہ التحیہ والتسلیم کے صدقے برادرم میاں محمد معروف احمد شرقپوری اطال العمرہ کو استقامت عطا فرمائے۔ ان کے علم و قلم و علم و جان و مال و ایمان میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کے مقاصد علیہ میں انہیں

Marfat.com

سرخرو فرمائے۔معروف صاحب کی لگن اور ذوق وشوق دیکھتے ہوئے یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ آپ فخر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ پر اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں اور آپ کی ذات ''ادارہ تحقیقات فخر المشائخ'' کہی جاسکتی ہے،انہوں نے ایمان افروز یادداشتیں رقم کر کے ''جہان جمیل''یعنی''جہان فخر المشائخ'' کی داغ بیل ڈال دی،اللہ تعالیٰ انہیں اور توانائیاں اور ہمت عطا فرمائے۔آمین

خاکپائے صاحب ولاں

محمد عبدالستار طاہر مسعودی عفی عنہ

14اپریل2016ء

Marfat.com

ایک فقیرِ بے ریا

محمد محبوب الرسول قادری

پیکر اخلاص ومروت برادر گرامی قدر محمد معروف احمد شرقپوری کی تالیف ''ایمان افروز یادداشتیں'' اس وقت میرے ہاتھ میں ہے۔ اس کی کمپوزنگ تقریباً مکمل ہے۔ جس محنت وجانفشانی سے موصوف نے اپنی یادداشتیں مرتب کی ہیں وہ مثالی ہیں کمال احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے افراط وتفریط کو قریب پھٹکنے نہیں دیا گیا۔ حضرت فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوریؒ کی تربیت و صحبت کا اثر ہے کہ دو جمع دو برابر چار کی طرح محمد معروف احمد شرقپوری نے ملمع سازی سے ہٹ کر حضرت میاں صاحب مغفور کے حوالے سے احوال مرتب کیے ہیں۔

یہ یادداشتیں موصوف کی ڈائری کے اوراق ہیں اور ایک صوفی بزرگ کی حیات مبارکہ کے روشن تذکار ہیں۔ حضرت میاں صاحبؒ کے ساتھ ہماری رفاقت قریباً سولہ سترہ برس پر محیط ہے اور اس تعلق داری میں ہم اہل علم ودانش کی ایک کہکشاں کے ساتھ شریک تھے۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی، علامہ سید نور محمد قادری، ملک شیر محمد اعوان (کالا باغ)، حضرت مفتی عبدالقیوم ہزاروی، حضرت مولانا عبدالحکیم شرف قادری، مولانا محمد منشاء تابش قصوری، میاں محمد عارف قادری ضیائی (مدینہ منورہ)، حضرت پیر سید محمد فاروق القادری، میاں محمد زبیر ضیائی ہجویری، ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، علامہ محمد شہزاد مجددی، محمد عالم مختار حق، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مولانا سید طالب حسین گردیزی، علامہ سید محمود احمد رضوی، شیخ القرآن مولانا فیض احمد اویسی اور مولانا غلام علی اوکاڑوی اس حوالے سے اس سلسلہ علم وعرفان کی اکائیاں تھیں۔ حضرت میاں صاحب شرقپوری قدس سرہ ایک بے طمع، بے لوث، علم دوست کتاب دوست شخصیت تھے چھوٹوں کی حوصلہ افزائی ان کا معمول زندگی تھا۔ اہل فن کے قدردان تھے ان کے دسترخوان کی وسعت ضرب المثل تھی۔ طبیعت میں جذب کی کیفیت کا غلبہ رہتا مگر ان کا جذب ہمیشہ ان کے کنٹرول میں رہتا۔ ایک بڑے شیخ طریقت اور ملک کی معروف گدی کے سجادہ نشین ہونے کے باوجود علم کی اشاعت کے حوالے سے وہ ہر طرح کے رکھ رکھاؤ سے بے نیاز کارکنوں اور درویشوں کی طرح خود کام کرتے تھے۔ ایک طرف ان کے مریدین وعقیدت مند ان پر جانیں نچھاور کرتے تو دوسری

Marfat.com

طرف وہ اھل علم وقلم بلکہ کاتبوں تک کے ناز نخرے برداشت کرتے۔ اپنے حلقہ احباب میں برابری کی بنیاد پر ایک جیسا سلوک روا رکھتے تھے۔ بے تکلفی کا عالم یہ تھا کہ کئی مرتبہ اپنے کسی دوست کے پاس تشریف لے جاتے تو درویشوں کی بڑی جماعت ساتھ ہوتی اور لنگر کے ساتھ پھل فروٹ بھی ہمراہ لے کر جاتے۔ معاصرین میں ان کی انفرادیت بھی تھی۔

گرامی قدر محمد معروف احمد شرقپوری حفظہ اللہ آپ کے وفا شعار مریدین میں ایک باصلاحیت اور صاف گو صوفی صافی ہیں۔ انہیں حضرت میاں صاحب کا بھرپور اعتماد حاصل رہا اور طویل عرصہ سفر و حضر میں رفاقت کا اعزاز بھی نصیب ہوا۔ حضرت کے اسفار کے احوال موصوف نے اس انداز میں مرتب کر دیئے ہیں کہ گویا لمحہ بہ لمحہ ایک صوفی و شیخ طریقت کی زندگانی کی رپورٹ ہے۔ احتیاط کا عالم یہ ہے کہ معروف بھائی نے کوشش کی ہے کہ ایمان افروز یادداشتیں میں مندرج احوال کی تصدیق کا اہتمام بھی اشاعت سے پہلے کر لیا جائے۔ نوجوانی میں ہی وہ بیمار ہو گئے۔ اللہ کریم نے اپنے محبوب اور مقبول بندوں کے وسیلہ سے انہیں صحت عطا کی۔ خدا انہیں ہمیشہ تندرست رکھے اور دین کی خدمت کے لیے ان کو توفیقات مرحمت فرمائے۔ میری نظر میں ''ایمان افروز یادداشتیں'' عصر حاضر میں خانقاہی طبقے میں منفرد کتاب ہے جو مبالغہ سے پاک ہے اور ایک فقیر بے ریا کے موئے قلم کا شاہکار ہے۔

میں دعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ مشائخ نقشبندیہؒ کے طفیل فاضل مصنف کی سعی کو شرف قبول عطا کرے اور اس کوشش و کاوش کو قبولیت و مقبولیت کا خلعت نصیب ہو۔ آمین۔

غبار راہ حجاز

ملک محمد محبوب الرسول قادری (چیئرمین اسلامک میڈیا سنٹر)

26 مارچ 2016ء

Marfat.com

تعلیمات مجددیہ کے فروغ کے لیے تاریخی کردار

علامہ غلام مصطفیٰ مجددی (شکر گڑھ)

مشائخ اہل سنت پاکستان میں فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت علمی فکری زندگی بسر فرمائی اور بھرپور کوشش فرمائی کہ کوئی لمحہ ضائع نہ ہونے پائے۔آپ نے تعلیمات مجددیہ کے فروغ کے لیے بہت تاریخی کردار ادا فرمایا۔ان کے احوال زندگی کا ایک ایمان افروز حصہ زیر نظر یادداشتوں میں مرقوم ہے۔یہ جناب محمد معروف احمد شرقپوری ادام ظلہ کی کاوش کا منہ بولتا ثبوت ہے۔مجھے یہ جان کر خوشگوار حیرت ہوئی ہے کہ اس عظیم شخصیت نے مجھ جیسے کم مایہ انسان کو بھی اپنی یادداشتوں میں یاد رکھا ہے۔یہ کیا مقدر ہے۔ہوسکتا ہے اسی کے طفیل میری مغفرت ہو جائے جس نے دنیا میں یاد رکھا، وہ آخرت میں بھی ضرور یاد رکھے گا۔اس کا نام کرم فرمائی ہے۔جناب معروف شرقپوری ادام ظلہ نے حضرت میاں صاحبؒ کے ساتھ بڑا قیمتی وقت بسر کیا ہے۔مولا کریم ان کو بہترین صلہ عطا فرمائے۔آمین

بجاہ النبی الکریم علیہ الصلوۃ والسلام

غلام مصطفیٰ مجددی

06/04/2016

Marfat.com

یادگار اسلاف، پیکر اخلاص

محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی

آستانہ عالیہ شرق پور شریف کے سجادہ نشین میاں جمیل احمد شرقپوری علیہ الرحمہ علم اور علماء سے محبت رکھنے والے معروف شیخ طریقت تھے۔ فقیر بھی چونکہ دینی کتب علماء ومشائخ کی خدمت میں پیش کرتا رہتا ہے اس لیے آپ فقیر سے بھی بے حد محبت فرماتے تھے۔ احقر کی آپ سے تین ملاقاتیں بڑی یادگار ہوئیں۔ پہلی ملاقات آپ سے لاہور میں آپ کے مرید صادق کے ہاں سبزی منڈی میں ہوئی۔ کراچی سے لاہور جاتے ہوئے ماہر رضویات حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ نے احقر کو کتب کا ایک پارسل عطا کیا اور فرمایا یہ کتب میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دینا اور میرا سلام بھی عرض کرنا۔ چنانچہ احقر نے لاہور آ کر میاں صاحب کے خادم خاص محترم جناب معروف شرقپوری صاحب سے فون پر رابطہ کیا۔ آپ نے پتا بتایا اور میں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا میاں صاحب میرے انتظار میں ہی تھے، سب سے پہلے مسعود ملت علیہ الرحمہ کی طرف سلام اور کتب کا پارسل میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا آپ نے تمام کتب باری باری کھول کر دیکھیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے حکم فرمایا کہ کمرے میں دستر خوان پر کھانا لگاؤ۔ آپ نے انواع واقسام کے کھانے تیار کرائے جن میں بریانی، قورمہ، مرغ مسلم، زردہ، شیر مال اور متعدد اقسام کے فروٹ تھے۔ آپ نے مجھے بے تکلف ہو کر کھانا کھانے کو فرمایا، کھانا کھانے کے بعد حضرت مسعود ملت کے حوالے سے تقریباً دو گھنٹے گفتگو ہوتی رہی۔ میاں صاحب نے مجھے رخصت کرتے وقت آستانہ شیر ربانی کی طرف سے چھپنے والی کتب بھی تحفۃً دیں۔

دوسری ملاقات آپ سے آستانہ شیر ربانی شرقپور شریف میں ہوئی، اس مرتبہ بھی آپ کی خدمت میں چند ایک کتب پیش کیں، کتابیں دیکھنے کے بعد آپ نے پہلے کی طرح مجھے کھانا کھلایا۔ کھانا کھانے کے بعد آپ نے معروف صاحب کو حکم دیا مقصود صاحب کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے مزار اقدس پر حاضری کے لیے لے جاؤ۔ دربار شریف پر حاضری کے بعد میں واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ تین گھنٹے تک آپ سے ملاقات رہی۔

Marfat.com

میاں صاحب ؒ سے تیسری ملاقات ماڈل ٹاؤن لاہور میں حقی صاحب کے گھر ہوئی۔ حقی صاحب حضرت مسعود ملت علیہ الرحمہ کے عزیز تھے اور حضرت مسعود صاحب ان دنوں لاہور میں ان کے گھر قیام پذیر تھے۔ میں بھی لاہور آیا ہوا تھا اس وقت میں حضرت مسعود ملت ؒ کی خدمت میں حاضر تھا کہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی ؒ بھی اس وقت حقی صاحب کے گھر آ گئے۔ کافی دیر پروفیسر مسعود صاحب سے علمی گفتگو کرنے کے بعد آپ میری طرف متوجہ ہوئے۔ میں نے آپ کی خدمت میں چند ایک کتب پیش کیں اور دو گھنٹے تک آپ کی خدمت میں رہا۔

میاں صاحب سے اکثر بذریعہ فون رابطہ رہتا، میاں صاحب کتابوں اور علمی مجالس کے حوالے سے بات چیت کرتے اور میری کاوشوں کو سراہتے اور ڈھیروں دعائیں دیتے۔ ایک مرتبہ معروف صاحب کو کراچی بھیجا اور مجھے معروف صاحب میاں صاحب کی طرف سے چند ایک کتابوں کا تحفہ بھی دے کر گئے۔

مجھے جب مدینہ منورہ حاضری کا شرف حاصل ہوا تو وہاں سے میں نے قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں دو خطوط بھی ارسال کیے تھے۔ یہ خطوط معروف صاحب کی حالیہ چھپنے والی کتاب "اہل علم وقلم کے خطوط بنام حضرت الحاج میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی ؒ" میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ 11 ستمبر 2013ء کو فون پر خبر ملی کہ میاں صاحب دار فنا سے دار بقا کی جانب روانہ ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر پر اپنی رحمت و رضوان کی بارش فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں مقام اعلیٰ عطا فرمائے۔ آمین

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

خاکپائے علماء وفقراء
محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اویسی
بانی وچیئرمین، فیض رضا لائبریری، کراچی
21 اپریل 2016ء

Marfat.com

روحانیت کے پیکر

شیراز فیض بھٹی (ایڈووکیٹ)

برادرم محمد معروف احمد شرقپوری کا شمار آستانہ عالیہ شیر ربانی میاں شیر محمد شرقپوریؒ و ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ شرقپور شریف کے انتہائی مخلص ساتھیوں میں ہوتا ہے۔ وہ کافی عرصہ تک فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف کی خدمت پر مامور رہے اور علمی کاموں کی انجام دہی میں حضرت صاحب کے ساتھ ان کا ساتھ دیا۔ ان کی ایمان افروز یادداشتوں پر مبنی تصنیف جناب سید جمیل احمد رضوی کی کتاب ''صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (یاددشتوں کے آئینے میں)'' کے بعد اسی طرز کی دوسری کتاب ہے جس میں فخر المشائخ کے روزمرہ کے معمولات اور علمی دنیا میں ان کی خدمات کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ اس مجموعہ میں مولف نے ان اہم شخصیات کا تذکرہ بھی کیا ہے جن سے حضرت صاحب کی ملاقاتیں ہوئیں اور ان چند واقعات اور شخصیات کا بھی حوالہ دیا گیا ہے جن کا تذکرہ فخر المشائخ نے کیا یا ایسا تذکرہ فخر المشائخ کی مجلس میں ہوا۔ اس سارے مواد کا اکٹھا ہونا کوئی ایک دن یا چند دنوں کی کاوش کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ اس روحانی محبت اور توجہ سے منسوب ہے جو ہمارے پیر و مرشد نے اپنے رفیق خاص سے کی۔

یہ بات تو میرے ذاتی مشاہدے میں کئی بار آئی ہے کہ فخر المشائخ حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ نے روایتی سجادہ نشینان سے ہٹ کر وہ علمی خدمات سرانجام دیں جن کا عام علماء اور مشائخ تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یوں تو محمد معروف احمد شرقپوری نے فخر المشائخ کی روزمرہ مصروفیات کو قرطاس وقلم کے سپرد کر دیا ہے لیکن اس کتاب ''یادداشتوں'' کے مجموعہ کی سب سے خوبصورت بات قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی اور فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی شرقپور شریف میں ہونے والی ملاقات کی تفصیل ہے جو عام طور پر کسی کتاب میں موجود نہیں۔ دوسری چیز جو راقم کو متاثر کر سکی وہ حوزہ نقشبندیہ کا قیام اغراض و مقاصد اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت ہے جس میں قبلہ میاں صاحب نے نہایت اہم کردار ادا کیا۔

Marfat.com

اس کتاب کی ورق گردانی کے دوران جس چیز نے راقم کو مزید متاثر کیا وہ اس کا تاریخ واراور مرحلہ وار واقعات کا بیان ہے جس کو ہر ایک موقع پر الگ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کی سب سے بڑی خوبی اشاریہ شخصیات ہے جو بہت کم کتابوں میں ملتا ہے۔ فخر المشائخ پر یہ کتاب ان کی زندگی کے مصروف ترین ایام کی ایک داستان ہے جو عام طور پر مریدین قلمبند نہیں کرتے ہمارے فخر المشائخ مصروف ترین افراد میں سے تھے جنہوں نے لوگوں کو نقشبندیت اور مجددیت سے روشناس کروا کر عوام الناس کو سنت پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی۔

ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی پہلی دو جلدوں کی تیاری، ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر، سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ، روزنامہ شیر ربانی اخبار، حوزہ نقشبندیہ کا قیام فخر المشائخ کی علمی مصروفیات کے اہم ترین دور میں محمد معروف احمد شرقپوری نے جو کردار ادا کیا وہ قابل تحسین اور قابل ستائش ہے۔

محمد شیراز فیض بھٹی (ایڈووکیٹ)

10/01/2016

Marfat.com

ایمان افروز

یادداشتیں

Marfat.com

میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے مزار اقدس پر پہلی حاضری

یہ اگست 1991ء کا واقعہ ہے کہ مجھے میری والدہ محترمہ نے شرقپور شریف جانے اور وہاں بیعت ہونے کو فرمایا۔ میں لاری اڈہ سے شرقپور شریف کو جانے والی بس میں سوار ہوا۔ بس کوئی دو گھنٹے بعد لاری اڈہ سے روانہ ہوئی، کالی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں سارے راستے میں بڑی تیز بارش ہونے کیوجہ سے، ڈھاکے کے قریب بس خراب ہوگئی۔ بس کی انتظامیہ نے ایک ویگن میں تمام سواریوں کو بٹھا دیا ویگن جب شرقپور شریف کے چھوٹے اڈے پر پہنچی تو تمام سواریوں کو اتار دیا گیا۔ میں لوگوں سے پوچھتا ہوا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے مزار اقدس پر پہنچ گیا۔ بارش کی وجہ سے مزار مبارک کے اردگرد پانی کھڑا تھا، وہاں پر ایک موجود شخص نے مجھے برش کے ساتھ مزار اقدس کے فرش سے پانی صاف کرنے کو کہا، صفائی کرنے کے بعد میرے پوچھنے پر ایک شخص نے بتایا کہ یہاں کے سجادہ نشیں میاں جمیل احمد شرقپوری ہیں اور ستاروں والی بلڈنگ ان کا آستانہ ہے۔ دربار اقدس پر حاضری کے بعد میں آستانہ پر آ گیا، وہاں ایک قطار میں آمنے سامنے بیٹھے لوگ لنگر شریف کھا رہے تھے مجھے بھی انہوں نے لنگر شریف کھانے کو کہا لیکن میں نے عرض کیا کہ مجھے میاں صاحب سے ملنا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میاں صاحب لندن گئے ہوئے ہیں اور تقریباً بیس دن بعد تشریف لائیں گے۔ میرے لیے یہ ایک نیا ماحول تھا بہر حال تھوڑی دیر رکنے کے بعد میں لاہور واپس آ گیا۔ بیس دن بعد میں دوبارہ شرقپور شریف چلا گیا۔ اس وقت لاہور سے شرقپور شریف کا کرایہ پانچ روپے تھا، آستانے پر پہنچا تو پتہ چلا میاں صاحب لندن سے واپس آ گئے ہیں اور وہ شہر کے اندر اپنی رہائش گاہ پر موجود ہیں تھوڑی دیر بعد تشریف لائیں گے۔ میں نے رکنا مناسب نہ سمجھا اور راستہ پوچھ کر ملکانہ دروازہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ میاں صاحب کی رہائش گاہ کے سامنے بیٹھک میں ایک بزرگ تشریف فرما تھے۔ میں نے ان سے میاں صاحب کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا بیٹھ جاؤ میاں صاحب ابھی تشریف لاتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہاں سے آئے ہو۔ میں نے عرض کیا لاہور سے بیعت ہونے کے لئے آیا ہوں۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تمھارا وضو ہے۔ میں نے کہا جی، میں نے ان سے ان کا نام پوچھا تو انہوں نے اپنا نام بابا حیات بتایا، ہم دونوں ابھی باتیں کر ہی رہے تھے کہ بابا حیات

Marfat.com

نے کہا میاں صاحب آ گئے ہیں۔ میاں صاحب بیٹھک میں آنے کی بجائے مدرسہ دار المبلغین کی طرف روانہ ہو گئے۔ میاں صاحب کے چلنے کی رفتار بہت تیز تھی میں ہاکی کا کھلاڑی تھا پاکستان ریلوے ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ہاکی کھیلتا مگر مجھے بھاگ کر میاں صاحب کے ساتھ ملنا پڑتا، چند منٹ بعد میاں صاحب مدرسہ میں ایک کمرہ میں تشریف فرما ہو گئے۔ بابا حیات نے میاں صاحب سے کہا کہ ایک لڑکا لاہور سے بیعت ہونے کے لیے آیا ہے۔ میاں صاحب نے مجھے بیعت کیا، تین بجے تک میاں صاحب شرقپور شریف میں ہی رہے اور پھر لاہور روانہ ہو گئے۔ میری قبلہ میاں صاحب سے پہلی ملاقات تھی۔ میاں صاحب نے مجھے بھی اپنی گاڑی میں بٹھا لیا اور شاہدرہ چوک پہنچ کر میاں صاحب نے مجھ سے پوچھا کیا تم یہاں سے گھر جا سکتے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں جی ،شاہدرہ چوک کے قریب اتر کر میں وہاں سے گھر آ گیا۔

روحانی ناشتہ

ایک ہفتے بعد میں دوبارہ میاں صاحب سے ملاقات کے لیے شرقپور شریف روانہ ہو گیا۔ میاں صاحب مہمان خانے میں حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے سالانہ عرس مبارک کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ میاں صاحب نے مجھے بھی عرس شریف پر آنے کو فرمایا۔ اس وقت اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے مزار اقدس کی پچھلی طرف حویلی میں عرس شریف منعقد ہوتا تھا۔ 17 اکتوبر کی سہ پہر میں شرقپور شریف پہنچ گیا، عشاء تک میں پنڈال میں بیٹھ کر علماء کرام کی تقاریر سنتا رہا۔ عشاء کی نماز کے بعد میں نے رات ایک مسجد میں سو کر گزاری، صبح فجر کی نماز کے بعد میں دوبارہ پنڈال میں آ گیا۔ ابھی تمام افراد ناشتے کی تیاری میں مصروف تھے، حویلی کے مین گیٹ کے دائیں طرف پانچ یا چھ کمروں میں لنگر شریف کی تیاری ہو رہی تھی میں ابھی کسی کو جانتا نہیں تھا مگر مجھے بابا حیات نظر آئے جو لنگر شریف کی تیاری میں مصروف تھے ناشتے میں چائے، لسی، حلوا اور روٹی تھی۔ میں نے بابا حیات سے کہا بابا جی مجھے بھی ناشتہ دیں۔ بابا حیات نے ذرا سخت الفاظ میں کہا بیٹھ جاؤ ابھی تیار ہوتا تو سب کو مل جائے گا۔ میں وہاں سے نکل کر ابھی باہر پنڈال میں آ ہی رہا تھا کہ مجھے میاں صاحب سٹیج پر آتے دکھائی دیے، میاں صاحب نے سٹیج پر بیٹھ کر ختم شریف خود پڑھنا شروع کیا۔ میں بھی سٹیج کے سامنے پنڈال کے

Marfat.com

درمیانی حصہ میں آ کر بیٹھ گیا۔ میاں صاحب پڑھتے رہے لوگ آہستہ آہستہ اکٹھے ہوتے گئے۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ایک اور مولوی صاحب نے مائک سنبھال لیا۔ چند منٹ گزرنے کے بعد میاں صاحب نے ایک صاحب جو سٹیج پر ہی بیٹھے ہوئے تھے اس کو بلا کر اس کے کان میں کچھ فرمایا۔ وہ شخص صفوں کو چیرتا ہوا میری طرف بڑھا میرے پاس آ کر اس نے مجھے اٹھنے کو کہا میں نے اپنا جوتا پکڑا اور ان کے ساتھ چل پڑا۔ وہ شخص مجھے میاں صاحب کے گھر پر لے گئے اندر کچھ پیغام دیا تھوڑی دیر بعد میاں صاحب کے کمرہ کا دروازہ کھلوایا اس وقت میاں صاحب کے کمرہ کا ایک دروازہ باہر کی طرف بھی تھا جہاں آجکل کولر لگا ہوا ہے، مجھے اس شخص نے کمرہ میں بچھے کارپٹ پر بٹھا دیا۔ چند لمحوں بعد میرے سامنے ناشتہ آ گیا، مجھے دیکھ کر بہت تعجب ہوا۔ میں گھر میں روزانہ صبح تازہ مکھن والی روٹی اور دہی کے ساتھ ناشتہ کرتا تھا یہاں بھی تازہ مکھن اور دہی کا ناشتہ تھا۔ میں نے اس شخص کا نام پوچھا تو انہوں نے اپنا نام صوفی اللہ رکھا بتایا صوفی اللہ رکھا صاحب اے جی آفس میں ملازم اور ماہنامہ نور اسلام میں اپنی خدمات سرانجام دیتے ہیں وہ شیخوپورہ کے رہنے والے تھے، ناشتہ کرنے کے بعد مجھے صوفی اللہ رکھا نے پنڈال میں ؟) بٹھا دیا اور خود جا کر سٹیج پر بیٹھ گئے، ظہر کی نماز کے بعد دعا ہوئی۔ دعا کے بعد تمام حضرات میاں صاحب سے اجازت لے کر اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوتے گئے۔ میں بھی لائن میں لگ کر میاں صاحب سے اجازت لینے لگا تو میاں صاحب نے مجھے اپنے پیچھے سٹیج پر ہی بیٹھنے کو فرمایا، مغرب کے بعد مجھے میاں صاحب نے کسی گاڑی والے کے ساتھ لاہور روانہ کر دیا۔ میں ہفتہ میں ایک مرتبہ شرقپور شریف ضرور آتا کبھی میاں صاحب سے ملاقات ہوتی اور کبھی دربار شریف پر سلام کرنے کے بعد لاہور آ جاتا لیکن اکثر ایسے ہوتا جب میں شرقپور شریف پہنچتا میاں صاحب مجھے ساتھ گاڑی میں بٹھا لیتے سارا دن میاں صاحب کے ساتھ گذارتا اور شام کو واپس گھر چلا جاتا، کبھی کبھار میاں صاحب مجھے لوہاری گیٹ کے نزدیک شیر ربانی پریس پر بلوا لیتے سارا دن میاں صاحب کے ساتھ گزارتا۔

میاں شیر محمد شرقپوریؒ سے ہماری شکایتیں لگاتا ہے

ایک مرتبہ شرقپور شریف میں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے مجھے عبدالستار میمن (خانانی اینڈ کالیا) سے کراچی کی ایک ٹکٹ بنوانے کا حکم دیا اور ساتھ فرمایا کہ

Marfat.com

عبدالستار سے کہنا ٹکٹ میں وہیل چیئر کا ضرور اضافہ کر دینا اگر ٹکٹ پر وہیل چیئر مینشن ہو تو انتظامیہ اس کا بندوبست پہلے سے کر لیتی ہے ورنہ کافی دیر انتظار کرنا پڑتا ہے۔ میں لاہور پہنچا تو عبدالستار صاحب کو میاں صاحب کی ایک ٹکٹ بنوانے کا کہا اور ساتھ ٹکٹ میں وہیل چیئر کا اضافہ کرنے کے بارے میں تاکید کی۔ اگلے روز مجھے کسی کام سے پھر شرقپور شریف جانا پڑ گیا، میری جب میاں صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ کافی جلال میں تھے، آپ نے فرمایا کیا تم نے عبدالستار کو ٹکٹ میں وہیل چیئر کا اضافہ کرنے کا پیغام دیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے وہیل چیئر کے بارے میں عبدالستار کو بڑی تاکید کی تھی۔ مگر پھر بھی میاں صاحب سے مجھے کافی ڈانٹ پڑی۔ کچھ دیر رکنے کے بعد میاں صاحب نے مجھے اجازت دے دی۔ میرا معمول تھا کہ میں جب بھی شرقپور شریف جاتا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے مزار پر حاضری کے لیے ضرور جاتا اگر میں رات شرقپور شریف میں ہی قیام کرتا تو بھی میں اعلیٰ حضرت سرکارؒ کے مزار پر ضرور حاضری دیتا۔ بہرحال میاں صاحب سے اجازت لے کر میں سیدھا دربار شریف پر حاضری کے لیے چلا گیا۔ میں نے دربار شریف پر جا کر عرض کیا کہ حضور اگر میں نے عبدالستار کو پیغام صحیح طریقے سے نہیں پہنچایا تو میری غلطی ہے اور اگر میں نے عبدالستار کو میاں صاحب کا مکمل پیغام دیا ہے تو اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں، خیر میں دربار شریف پر حاضری دینے کے بعد واپس لاہور آ گیا۔ میاں صاحب اپنے پروگرام کے مطابق کراچی چلے گئے۔ چند روز بعد میں میاں صاحب سے ملنے شرقپور شریف چلا گیا، میں آستانے پہنچا تو میاں صاحب گھر کے اندر گئے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد آپ باہر تشریف لائے تو میری طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے "یہ بہت ڈاڈا بندہ ہے اعلیٰ حضرت سے ہماری شکایتیں لگاتا ہے"۔ اس وقت میرے ساتھ اور بھی کافی لوگ میاں صاحب کے انتظار میں تھے۔ میاں صاحب نے مجھے اپنے پاس بٹھا کر لنگر شریف کھلایا اور گاڑی میں ساتھ لے کر لاہور روانہ ہو گئے۔

اس کے بعد ہونے والی عرس شریف کی تقریبات میں قبلہ میاں صاحب مجھے حاجی ہاشم صاحب (کراچی) کے سپرد کر دیتے، حاجی ہاشم صاحب کی زندگی تک میں عرس شریف کی تقریبات میں حاجی ہاشم صاحب کے ساتھ ہی رہا۔

عرس شریف کے چند دن بعد آپ نے کراچی جانے کا پروگرام بنایا، آپ نے مجھے

Marfat.com

فرمایا اگر تمہیں مشکل نہیں تو تم میرے ساتھ جاسکتے ہو۔ میں نے عرض کیا جی حضور چلا جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا تو پھر ٹھیک ہے میں تمھارے لیے بھی ہوائی جہاز کی ایک ٹکٹ بنوالیتا ہوں۔ میں اکثر ہاکی ٹورنامنٹ میں شرکت کے لیے پاکستان کے مختلف شہروں میں جایا کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا آپ میری ہوائی جہاز کی ٹکٹ نہ بنوائیں میں ان شاء اللہ ٹرین پر ہی کراچی پہنچ جاؤں گا، لہٰذا جس دن آپ کراچی پہنچے میں بھی اسی روز ٹرین پر کراچی آ گیا، اس مرتبہ میاں صاحب نیوی کے ایک ہوٹل میں ٹھہرے آپ نے دو کمرے کرایہ پر لیے، ایک میں خود ٹھہرے اور دوسرے میں مجھے ٹھہرایا، بہرحال فجر کی اذان کے وقت مجھے اپنے کمرہ میں بلوا لیتے، میں پھر آپ کے پاس ہی رہتا۔

میاں صاحب کے ہمراہ کراچی کا پہلا سفر

یہ میرا میاں صاحب کے ساتھ لاہور سے باہر پہلا سفر تھا، قبلہ میاں صاحب کے حکم سے کمانڈر ظفر اور عمر حیات صاحب مجھے ہر روز کراچی کی سیر کو لے جاتے شام کو واپس میاں صاحب کے پاس لے آتے، کمانڈر ظفر اور عمر حیات صاحب نے کراچی کے تفریحی مقامات میں سے اکثر کی مجھے سیر کرائی جس میں سمندر کی سیر بھی تھی، پانچویں روز میاں صاحب نے کمانڈر ظفر صاحب سے کہا آج پھر کلفٹن اور کیاماڑی کی سیر کو جانا ہے کمانڈر صاحب نے کہا حضور یہاں کی سیر تو ہو چکی ہے قبلہ میاں صاحب نے فرمایا آج کی سیر سب سے منفرد ہو گی۔ آج پہلی مرتبہ قبلہ میاں صاحب بھی ساتھ گئے، ابھی کلفٹن پر گاڑی پارکنگ میں لگائی تھی کہ کمانڈر ظفر صاحب کا ایک شاگرد کمانڈر ظفر صاحب کو سلام کرنے آ گیا وہ اس وقت حاضر ڈیوٹی تھا، کمانڈر ظفر صاحب کے کہنے پر اس نے نیوی کی کشتی منگوائی اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ سمندر میں موجود نیوی کی ورکشاپس دکھائیں، سمندر میں ایسی جگہ بھی دیکھیں جہاں بڑے بڑے بحری جہاز مرمت اور تیار ہو رہے تھے، سمندر میں ہی راستے بنے ہوئے تھے جن میں گزر کر ہم میاں صاحب کے ساتھ مختلف ورکشاپوں کا معائنہ کرتے رہے۔ پھر اس کے بعد کیاماڑی چلے گئے، کمانڈر ظفر صاحب کے دوست اور شاگردوں نے کافی خاطر مدارت بھی کی، جیسے قبلہ میاں صاحب نے روانگی سے قبل فرمایا تھا کہ آج کی سیر منفرد ہو گی واقعی ایسا ہی ہوا۔ اگلے روز بھی میاں صاحب ساتھ ہی گئے سمندر کے کنارے

Marfat.com

کے ساتھ میلوں سفر طے کیا راستے میں سینکڑوں کی تعداد میں ہٹ (Hut) بنے ہوئے تھے، جو بہت ہی خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے، ایک ہٹ (Hut) کے قریب قبلہ میاں صاحب نے گاڑی روکی، سمندر کے کنارے چند ایک بچے نہار ہے تھے، مجھے بھی قبلہ میاں صاحب نے سمندر کے قریب جانے کو فرمایا۔ میاں صاحب خود گاڑی میں ہی رہے، وہ بچے سمندر کی لہروں کے ساتھ کھیلتے، اچھلتے کودتے مگر جب لہر کنارے کی طرف آتی تو میں ڈر سے پیچھے ہو جاتا، کئی مرتبہ جب ایسے ہی ہوا تو میاں صاحب نے گاڑی کا ہارن بجا کر مجھے آگے بچوں کے ساتھ نہانے کا اشارہ کیا، لہر جب سمندر کی طرف جاتی تو میں ذرا آگے چلا جاتا اور جب کنارے کی طرف آتی تو میں پیچھے ہو جاتا، بہر حال تھوڑی دیر رکنے کے بعد میں واپس میاں صاحب کے پاس گاڑی میں آگیا۔ میاں صاحب نے فرمایا میں اتنی دور تمہیں سمندر کی سیر کرانے لایا ہوں اور تم پانی سے ڈر رہے ہو۔ میں نے عرض کیا حضور ایک مرتبہ میں اپنے والد صاحب کے ہمراہ کراچی آیا تھا اس وقت میری عمر چھ یا سات سال تھی، والد صاحب سمندر کی سیر کو آئے سب نہا رہے تھے اسی دوران لہر آئی اور مجھے اور میرے بڑے بھائی طارق کو اپنے ساتھ سمندر میں لے گئی، مگر اتفاق سے اس وقت کافی لوگ نہا رہے تھے انہوں نے بڑی کوشش کے بعد ہمیں ان لہروں سے بچا لیا، شاید اس وجہ سے میرے دل میں ڈر سا بیٹھ گیا ہے۔

غلام قادر بھائی اکثر میاں صاحب کے ساتھ ہی رہتے، میں پہلی دفعہ میاں صاحب کے ساتھ کراچی گیا تو میاں صاحب نیوی کے ایک ہوٹل میں ٹھہرے پھر اس کے بعد زیادہ تر قادر بھائی کے گھر ہی ٹھہرتے، جوں جوں میاں صاحب کو چلنے پھرنے میں دشواری ہوتی گئی میاں صاحب پہلے کمانڈر ظفر صاحب کے گھر اور پھر بعد میں حاجی اشرف صاحب کے گھر ٹھہرنا شروع ہو گئے۔ آخری مرتبہ میاں صاحب جب کراچی گئے تو آپ فیاض احمد سیٹھی صاحب (گجرات) کے دوست عبدالستار صاحب کے گھر (گلشن اقبال) ٹھہرے، سیٹھی صاحب ایک ہفتہ قبل گجرات سے کراچی آگئے تھے آٹھ سے دس دن وہ قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں ہی رہے اور پھر میاں صاحب کے ساتھ واپس لاہور آئے۔ 1997ء تک میں نے باقاعدہ ڈائری لکھنی ابھی شروع نہیں کی تھی اس لیے اس عرصہ کے دوران میاں صاحب کے حوالے سے میرے پاس کوئی خاص مواد موجود نہیں، اس کے بعد میں نے جو وقت قبلہ میاں صاحب کے ساتھ گذارا اس کو محفوظ کرتا رہا۔

Marfat.com

میاں صاحب کی پیر محمد علی شاہ صاحب سے ملاقات

1992ء قبلہ میاں صاحب کے ہمراہ کرمانوالہ شریف چلا گیا ایک کمرہ میں کرمانوالہ شریف کے سجادہ نشین پیر سید محمد علی شاہ تشریف فرما تھے، قبلہ میاں صاحب ان کے سامنے کچھ فاصلے پر بیٹھ گئے میں قبلہ میاں صاحب کے پیچھے بیٹھ گیا۔ چند منٹ بعد میاں صاحب نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا شاہ صاحب کو سلام کرو میاں صاحب کے حکم کے مطابق میں نے شاہ صاحب سے مصافحہ کرنے کا شرف حاصل کیا، اس وقت صاحبزادہ صمصام علی شاہ بخاری اور صاحبزادہ پیر طیب علی شاہ بخاری بھی اس ملاقات میں موجود تھے۔

میاں صاحب کی حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے ملاقات

چند دن بعد قبلہ میاں صاحب مجھے حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب پر لے گئے، حکیم صاحب نے خمیرہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا، اس میں سے کچھ میاں صاحب نے مجھے بھی دیا، کافی دیر علمی گفتگو ہوتی رہی، اس کے بعد میاں صاحب واپس شیر ربانی پریس آ گئے۔

شرقپور شریف میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے مرید صوفی محمد یاسین صاحب رہتے تھے۔ ان کی عمر ایک سو برس سے زائد تھی۔ ان کو ملنے ان کے گھر چلا گیا، معلوم ہوا ان کی رہائش گاہ کے قریب ایک حویلی میں گئے ہوئے تھے۔ میں ان سے ملنے ان کی حویلی پر چلا گیا، نہایت دبلے پتلے، لمبا جسم، سفید داڑھی شریف چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ مجھے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے بارے میں کچھ فرمائیں۔ صوفی محمد یاسین صاحب فرمانے لگے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی کیا بات تھی اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے تھے کہ لوگ مسجد میں گرمی کی وجہ سے زیادہ نہیں بیٹھتے مگر قیامت کے روز جب سورج سوا نیزے پر ہوگا تو کیا حال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز انسان کے لیے پیدا فرمائی ہے مگر انسان کو اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا۔ اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت سرکار کی کرامات کے بارے میں کئی ایک واقعات بھی سنائے۔ چند لمحوں بعد مغرب کی اذان ہونے لگی، صوفی یاسین صاحب نماز کے لیے مسجد کے لیے روانہ ہونے لگے۔ اس وقت ہم سب تین سے چار فٹ اونچی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے، صوفی

Marfat.com

یاسین صاحب سیڑھی سے نیچے اترنے لگے تو میں نے سہارا دینے کے لیے اپنا ہاتھ ان کے آگے کیا تو انہوں نے جھٹک کر میرا ہاتھ پیچھے کیا فرمانے لگے" کا کا اس کی ضرورت نہیں"۔ بغیر کسی سہارے کے نیچے اتر کر مسجد کی طرف روانہ ہو گئے۔ میں مغرب کی نماز ان کے ساتھ پڑھنے کے بعد واپس قبلہ میاں صاحب کے پاس آ گیا۔

ایکسیڈنٹ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری

1997ء میں صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کا موٹروے سے لاہور تشریف لاتے ہوئے ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا، میاں صاحب کی ایک ٹانگ کی ہڈی فریکچر ہو گئی تھی حسن ڈرائیور کو بھی چوٹیں آئیں میاں جلیل احمد صاحب تقریباً دو ماہ میو ہسپتال میں داخل رہے۔ قبلہ میاں صاحب کے حکم کے مطابق دوپہر کو ہسپتال میں یہ ناچیز اور رات کو فاروق بھائی کھانا پہنچاتے رہے۔

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کی لاہور آمد

جنوری 1998ء میں پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب لندن سے پاکستان آئے ہوئے تھے، جب وہ میاں صاحب سے ملاقات کرنے شرقپور شریف تشریف لائے تو میاں صاحب نے ان سے اپنی تمام کتب اکٹھی کرنے کو فرمایا۔ میاں صاحب اپنی مصروفیات کے پیش نظر مختلف اوقات میں مختلف جگہ پر بیٹھتے، فارغ وقت میں مطالعہ میں مصروف رہتے جس سے ہر جگہ کتابوں کا ایک نادر خزانہ جمع ہو جاتا۔ آپ کے یہ علمی خزانے آپ کی پرانی رہائش گاہ شرقپور شریف شہر ملکانہ دروازہ، دارالمبلغین حضرت میاں صاحب شرقپور شریف، جامع مسجد شیر ربانی ناخدا چوک وسن پورہ لاہور، جامع مسجد قادریہ شیر ربانی سمن آباد لاہور اور کاشانہ شیر ربانی، داتا گنج بخش لاہور میں موجود تھے۔ ان کتابوں کو بوریوں میں بند کر کے آپ کی نئی رہائش گاہ جو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے دربار شریف کے قریب ہے کی دوسری منزل پر اکٹھا کیا گیا۔ کھلی کتابوں کے علاوہ ان بوریوں کی تعداد ڈیڑھ سو کے لگ بھگ تھی۔ بوریوں سے کتابوں کو علیحدہ کر کے ایک جگہ اکٹھا کیا گیا، کتابیں مختلف موضوعات پر تھیں، جن میں رسائل، پمفلٹ وغیرہ بھی شامل تھے۔ سب سے پہلے کتابوں کو موضوع کے اعتبار سے علیحدہ کر کے الماریوں میں رکھ دیا جاتا

Marfat.com

یہ لوہے کی الماریاں میاں صاحب نے خاص طور سے اسی مقصد کے لیے بنوائی تھیں، ہر کتاب کی تفصیل آٹھ عنوانات کے ذیل میں درج کی جاتی جن میں نمبر شمار، زمرہ، نام کتاب، نام مصنف، سن اور مقام طباعت، ناشر، کیفیت اور تعداد کی تفصیلات درج کی جاتیں۔

ذخیرۂ کتب لائبریری کو عطیہ کرنا

فروری 1998ء میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی لندن واپس تشریف لے گئے لیکن ان کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق لائبریری میں کام جاری رہا، کبھی کبھار چند وجوہات کی بنا پر ایک دو ماہ کام روکنا پڑا، پھر بھی دو سال میں لائبریری کی تنظیم کا کام مکمل ہو گیا لیکن ابھی تک کوئی ایسی صورت پیدا نہیں ہوئی تھی کہ لائبریری ہر خاص و عام کے لیے کھول دی جاتی تاکہ علم کے متلاشی محققین اور قارئین اس نایاب ذخیرۂ کتب سے استفادہ کرتے۔ اس کے لیے ایک پورے ٹیم ورک کی ضرورت تھی جو لائبریری کے قانونی تقاضوں کو پورا کر کے اس کا انتظام سنبھال سکے، ضروری انتظامات کے بغیر لائبریری کا محفوظ رہنا ممکن نہ تھا، جس کی وجہ سے یہ لائبریری ہر خاص و عام کے لیے کھولی نہ گئی، کبھی کبھار میں لائبریری میں جاتا تو کتابیں مٹی سے بھری ہوئی ہوتیں، قلیل وقت کی وجہ سے ہر کتاب کو نکال کر صاف کرنا ممکن نہ تھا، بلور کے ساتھ مٹی صاف کر دی جاتی لیکن بار بار یہ خیال آتا کہ ایسی صورت حال میں ان کتابوں کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ ایک دن میاں صاحب کے پاس اکیلا بیٹھا ہوا تھا میاں صاحب نے مجھے فرمایا اگر ان کتابوں کو پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ دے دیا جائے تو اس بارے میں تمھارا کیا خیال ہے، میں نے عرض کیا بہت اچھا فیصلہ ہے۔ آپ نے فرمایا کسی ایک نے تو میرے اس فیصلے کی تائید کی، دو تین دن بعد کاشانہ شیر ربانی میں ماہنامہ نور اسلام کی میٹنگ تھی جس میں علمی دنیا سے تعلق رکھنے والے متعدد حضرات تشریف لائے، میٹنگ کے دوران میں نے میاں صاحب کے ذخیرۂ کتب کو بطور عطیہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو دینے کی بات کی تو ہر ایک کی رائے مختلف تھی لیکن پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ دینے کے حق میں کوئی بھی نہ تھا۔ اگلے روز میری میاں صاحب سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا، پنجاب یونیورسٹی کو کتابیں دینے کے حق میں کوئی بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ فیصلہ تو ہو چکا ہے کہ ان کتابوں کو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں رکھوانا ہے۔ اگر کوئی کہتا ہے کہ

Marfat.com

لائبریری شرقپور شریف میں ہی ہونی چاہیے تو وہ لائبریری کے انتظامی امور سنبھال لے ہم اس کو نئی کتابیں خرید دیتے ہیں۔ ماہنامہ نور اسلام کی اگلی میٹنگ میں تمام حضرات کو میاں صاحب کا پیغام پہنچایا لیکن کوئی بھی اتنی بڑی ذمہ داری قبول کرنے کو تیار نہ تھا۔ میاں صاحب نے مجھے پنجاب یونیورسٹی میں چیف لائبریرین سید جمیل احمد رضوی صاحب سے ملاقات کرنے اور ان سے کتب پنجاب یونیورسٹی کو بطور عطیہ دینے کے بارے میں معلومات لینے کو فرمایا، ملاقات میں سید جمیل احمد رضوی نے مجھے ضروری معلومات فراہم کیں۔ چند دن بعد میاں صاحب خود پنجاب یونیورسٹی لائبریری تشریف لے گئے میڈم خالدہ اختر، ڈپٹی چیف لائبریرین کے کمرہ میں چیف لائبریرین سید جمیل احمد رضوی صاحب سے ملاقات کی۔ میاں صاحب نے اپنا تمام ذخیرۂ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بطور عطیہ دینے اور دفتری کارروائی پوری کرنے کا فرمایا۔ جمیل احمد رضوی صاحب نے فرمایا جلد ہی ایک مکتوب وائس چانسلر کو پیش کر دیا جائے گا تا کہ کارروائی کا آغاز ہو، دو تین روز کے اندر ایک مکتوب وائس چانسلر کو پیش کر دیا گیا، ایک ہفتے بعد وائس چانسلر نے چیف لائبریرین سید جمیل احمد رضوی صاحب کو ذخیرۂ کتب دیکھنے اور رپورٹ کرنے کی اجازت دے دی۔ سید جمیل احمد رضوی اور چوہدری محمد حنیف صاحب (موجودہ چیف لائبریرین) شرقپور شریف تشریف لائے کتابیں دیکھ کر چیف لائبریرین سید جمیل احمد رضوی اور چوہدری حنیف صاحب بہت خوش ہوئے، رسائل کو بھی کتابوں کے ساتھ شامل کرنے کو فرمایا، شرقپور شریف سے واپسی پر سید جمیل احمد رضوی نے اپنے نیک تاثرات رپورٹ کی صورت میں وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی لاہور کو پیش کیے۔ چند دن بعد وائس چانسلر نے میاں صاحب کا ذخیرۂ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں منتقل کرنے کی منظوری دے دی۔ میاں صاحب چاہتے تھے جو کتابیں غیر مجلد ہیں ان کو پہلے جلد کروایا جائے پھر یہ ذخیرۂ کتب پنجاب یونیورسٹی کے حوالے کیا جائے، اس سلسلہ میں غیر مجلد کتابیں علیحدہ کر کے دفتری خانے لے جانے کے لئے گاڑی میں لوڈ کر رہا تھا کہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری فرمانے لگے کتابیں کہاں لے کر جا رہے ہو، میں نے عرض کیا حضور یہ کتابیں غیر مجلد ہیں ان کو جلد کروانے لاہور دفتری خانے لے جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا ان کتابوں کو گن کر دفتری کے حوالے کرنا اور گن کر واپس لینا تا کہ یہ نایاب کتابیں ضائع نہ ہوں۔ ابھی ان کتابوں کا انتظار تھا کہ غیر مجلد کتابوں کی جلد بندی ہو جائے تو تمام کتابیں اکٹھی پنجاب

Marfat.com

یونیورسٹی لائبریری کو دے دی جائیں۔

میاں صاحب کو ہارٹ اٹیک

لیکن 4 اگست 2001ء بروز ہفتہ کی شب آپ (میاں جمیل احمد شرقپوری) کو ہارٹ اٹیک ہوا، بیہوشی کی حالت میں آپ کو پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی سنٹر لاہور لایا گیا۔ ایمرجنسی میں آپ کو فوراً طبی امداد فراہم کی گئی، 5 اگست 2001ء بروز اتوار مجھے اطلاع ملی کہ میاں صاحب ہسپتال میں ہیں، ایمرجنسی میں آپ کا علاج کیا جارہا تھا، تھوڑی دیر بعد آپ کو سی سی یو وارڈ میں شفٹ کرنے کی تیاریاں ہونے لگیں، یہ دن آپ کے ایکسرے، خون و دیگر ٹیسٹ میں گذرا۔ 6 اگست 2001ء بروز پیر آپ کی حالت قدرے بہتر لیکن نارمل نہ تھی۔ ڈاکٹر ابھی تک میاں صاحب کی صحت کے بارے میں متفکر تھے، دن میں کئی دفعہ چیک کرنے کے لیے تشریف لاتے، ڈاکٹروں کے مطابق میاں صاحب کا بچنا کسی معجزے سے کم نہیں تھا، بقول ایک ڈاکٹر میاں صاحب پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے جس کی وجہ سے بچ گئے ہیں ورنہ اتنے شدید اٹیک میں مریض کم ہی بچتے ہیں۔ ڈاکٹروں نے ابھی میاں صاحب سے ملاقات پر بالکل پابندی عائد کی ہوئی تھی۔

ذخیرۂ کتب کی پنجاب یونیورسٹی منتقلی

7 اگست کو پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی سنٹر کے سی سی یو وارڈ میں میاں صاحب نے مجھے بلایا اور فرمایا جس طرح بھی ممکن ہو تم کتابوں کو پنجاب یونیورسٹی لائبریری پہنچادو، اس سلسلہ میں میاں صاحب نے ماسٹر احمد علی اور حاجی ملک محمد حیات کو میرے ساتھ روانہ کر دیا۔ ابھی ہر کتاب پر ''ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی'' کی مہر لگانی تھی، لہٰذا فوری طور پر دو عدد مہریں بنوائیں، ہارٹ اٹیک کے دو ماہ پہلے سے میاں صاحب کو نیند نہیں آرہی تھی، دوائی کھانے سے میاں صاحب کو نیم بیہوشی جیسی کیفیت ہو جاتی، 8 اگست کی صبح فجر کی نماز کے بعد میاں صاحب کو ہسپتال ملنے آیا تو آپ نے فرمایا جب تک کتابیں پنجاب یونیورسٹی لائبریری منتقل نہیں ہو جاتیں اس وقت تک اس بات کو صیغہ راز میں رکھنا اور مجھے جلد از جلد شرقپور

Marfat.com

شریف جانے کو فرمایا۔

ہزاروں کے حساب سے کتابیں اور رسائل تھے ہر کتاب کو تین مختلف جگہ پر مہر ثبت کرنا تھی لہذا ہم تینوں (ماسٹر احمد علی، حاجی محمد حیات اور یہ خادم) نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی کہ مہر لگا کر آج کتابوں کو پنجاب یونیورسٹی لائبریری منتقل کر دیا جائے۔ اسی دوران آپ کا ٹیلی فون آیا، میاں صاحب نے پوچھا کتابیں کب تک پنجاب یونیورسٹی پہنچ جائیں گی۔ میں نے عرض کیا آج ان شاء اللہ ضرور پہنچ جائیں گی، میاں صاحب نے فرمایا کل تک پہنچ جائیں گی۔ میں نے سمجھا شاید میری آواز صحیح طرح آپ کو نہیں پہنچی، میں نے پھر عرض کیا حضور آج پہنچ جائیں گی مگر آپ نے پھر دوسری مرتبہ یہی کہا اچھا کل تک پہنچ جائیں گی، ٹیلی فون بند ہوا ہم نے بڑی کوشش کی کہ کام ختم کر کے آج کتابوں کو پنجاب یونیورسٹی منتقل کر دیا جائے مگر نہ ہی کام ختم ہوا اور نہ ہی یونیورسٹی لے جانے کے لئے گاڑی کا بندوبست۔ ظہور احمد اس وقت میاں صاحب کے پاس تھا۔ میاں صاحب نیند کی دوائی کھانے کی وجہ سے نیم بیہوشی کی حالت میں تھے، میاں صاحب ظہور احمد کو بار بار فرماتے کہ معروف کو اوپر سے بلاؤ یعنی بیہوشی کی وجہ سے آپ سمجھ رہے تھے کہ میں (میاں صاحب) شرقپور شریف میں ہوں اور معروف اوپر لائبریری میں کام کر رہا ہے۔ ظہور میاں صاحب سے عرض کرتا حضور ہم ہسپتال میں ہیں اور معروف شرقپور شریف میں ہے، تو پھر آپ فرماتے اچھا تو اس کو ٹیلی فون کرو، اس وجہ سے آپ مجھے بار بار ٹیلی فون کرتے اور کام کے متعلق پوچھتے، ایک گھنٹے میں آپ کا آٹھ سے دس بار ٹیلی فون آتا۔ 9 اگست بروز جمعرات صبح دس بجے ہم نے کتابوں کے تمام کارٹون ٹرک پر لوڈ کر لیے، رسائل کو بنڈلوں کی شکل میں رکھ لیا، ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے اس سے پہلے کہ ہم لاہور روانہ ہوتے، صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب تشریف لے آئے اور فرمایا، ان کتابوں کو کہاں لے جا رہے ہو، ہم نے عرض کیا جلد کروانے جا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا بارش کا موسم ہے بہتر ہے ان کے اوپر کوئی ترپال دے دو، کتابوں پر ترپال دے کر ہم شرقپور شریف سے روانہ ہوئے، بارہ بجے کے بعد ہم پنجاب یونیورسٹی لائبریری پہنچ گئے جہاں چیف لائبریرین سید جمیل احمد رضوی صاحب نے بڑا پرتپاک استقبال کیا، پہلے ٹھنڈے اور بعد میں گرم مشروبات سے ہماری تواضع فرمائی، اپنے عملے سے کتابیں ٹرک سے اتروا کر اپنی زیر نگرانی لائبریری کے اندر رکھواتے رہے، جب تک ٹرک میں سے تمام کتابیں اور رسائل

Marfat.com

لائبریری کے اندر نہ پہنچ گئے تب تک شاہ صاحب ٹرک کے پاس ہی کھڑے رہے۔

پنجاب یونیورسٹی لائبریری سے فارغ ہونے کے بعد میں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگیا، آپ کو اطلاع دی کہ تمام کتابیں لائبریری منتقل کر دی گئی ہیں۔ میاں صاحب ہسپتال میں انتہائی نگہداشت وارڈ میں زیر علاج تھے ٹیسٹ کروانے پر پتا چلا کہ آپ کے پھیپھڑوں میں پانی چلا گیا ہے، بائیں گردے میں چھ ملی میٹر کی پتھری ہے، بلڈ پریشر کنٹرول سے باہر ہے اور کمزوری اتنی تھی کہ آپ سے چلا بھی نہیں جاتا تھا، لیکن آپ بڑے خوش نظر آرہے تھے۔ اس خوشی سے شاید آپ کو یہ احساس ہی نہ رہا کہ مجھے چاروں طرف سے بیماریوں نے گھیر لیا ہے آپ بڑی خوش مزاجی سے باتیں کر رہے تھے جیسے خود مریض نہ ہوں بلکہ کسی مریض کی تیمارداری کے لئے آئے ہوں۔ اس کے بعد آپ نے کئی دفعہ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری سے فرمایا کہ میرے شرقپور شریف جانے کا بندوبست کرو لیکن ڈاکٹروں نے کم از کم دو ہفتے تک ہسپتال رہنے کا مشورہ دیا۔

ڈھوک شیر ربانی روانگی

26 ستمبر 2001ء: تقریباً پندرہ دن ہسپتال میں رہنے کے بعد آپ شرقپور شریف آ گئے۔ ڈاکٹروں نے کسی بھی قسم کی ملاقات پر پابندی لگائی ہوئی تھی، مگر میاں صاحب گھر آنے کے چند روز بعد ہی لوگوں سے ملنا شروع ہو گئے۔ آپ ظہر کی نماز کے بعد باہر آتے اور مغرب تک لوگوں سے ملتے رہتے۔ ستمبر کے شروع میں میاں صاحب نے فرمایا چکوال کے نزدیک ایک ڈھوک شیر ربانی ہے وہ بہت صحت افزا علاقہ ہے وہاں جانا چاہیے، مگر ڈاکٹروں نے سفر سے منع کر دیا تھا، اس طرح فوری طور پر پروگرام نہ بن سکا۔ میاں صاحب کے بائیں گردے میں پتھری تھی چکوال کے نزدیک پیر کھارا شریف میں ایک بزرگ کا دربار ہے جہاں پتھری والے مریض جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے صحت یاب ہو کر لوٹتے ہیں، گھر والوں نے میاں صاحب سے خود ہی فرمایا کہ آپ پیر کھارا شریف چلے جائیں، لہٰذا 26 ستمبر روانگی کا دن مقرر ہوا۔ میں نے میاں صاحب کے ساتھ ہی جانا تھا مگر پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں کام کی غرض سے مجھے رکنا پڑ گیا، روانگی سے ایک روز قبل میاں صاحب نے مجھے فرمایا کل ہم نے جانا ہے اس سلسلہ میں ملتان سے

Marfat.com

حاجی آصف کی گاڑی منگوائی ہے، اگر گاڑی لیٹ ہوگئی، شام کو آئی تو ہم پھر بھی روانہ ہوجائیں گے اور چکوال ہوٹل میں ٹھہر جائیں گے کیونکہ سدووال سے آگے کا راستہ جنگل نما اور نہایت خطرناک ہے، سدووال سے ڈھوک شیر ربانی کا ڈیڑھ کلومیٹر کا فاصلہ تھا۔ ملتان سے گاڑی وقت پر آ گئی، میاں صاحب تین بجے سہ پہر تک ڈھوک شیر ربانی پہنچ گئے۔ میں یونیورسٹی سے فارغ ہوکر گھر آ گیا، سامان وغیرہ لیا اور حاجی اسلم (اعظم مارکیٹ) سے کچھ سامان اور رقم لے کر لاری اڈہ آ گیا کوچ پانچ بجے روانہ ہوئی اور تقریباً دس بجے چکوال پہنچ گئی، لیٹ ہونے کی صورت میں رات چکوال ٹھہرنے کی بات مجھے میاں صاحب کی یاد آئی۔ ابھی میں کوچ سے اترا ہی تھا کہ موٹر سائیکل رکشہ والے میرے آگے پیچھے ہوگئے کہ باؤ جی کدھر جانا ہے میں نے کہا مجھے سدووال سے آگے ڈھوک شیر ربانی جانا ہے۔ ایک رکشہ والے سے 60 روپے میں بات ہوگئی، میں راستوں سے ناواقف تھا میں نے سوچا رات ہوٹل میں ہی ٹھہرنا ہے اگر یہ رکشے والا مجھے ڈھوک شیر ربانی پہنچا دے تو صبح کا وقت بچ جائے گا، لہٰذا میں یہ سوچ کر رات دس بجے ڈھوک شیر ربانی جانے کے لئے رکشہ میں بیٹھ گیا، ساڑھے دس بجے ہم سدووال پہنچ گئے۔ سدووال سے آگے راستے کا پتہ نہیں چل رہا تھا، ایسا لگتا تھا جیسے آگے جنگل ہے اور باقاعدہ کوئی راستہ نہیں، بڑی مشکل سے ایک گھر کا دروازہ کوئی دس مرتبہ کھٹکھٹایا، ایک شخص پسٹل ہاتھ میں تھامے باہر آیا۔ اس نے پوچھا کیا بات ہے میں نے کہا مجھے ڈھوک شیر ربانی جانا ہے ہمیں راستہ نہیں مل رہا وہ بولا اس سے آگے تقریباً جنگل ہے مغرب کے بعد کوئی بھی ادھر نہیں جاتا بہتر ہے تم واپس چکوال چلے جاؤ اور صبح آنا۔ میں نے کہا آپ راستہ سمجھائیں۔ اس نے رکشہ والے کو راستہ سمجھایا رکشہ والا اگلے حالات سن کر ڈر گیا اور بولا بھائی میں آپ کو واپس لیے چلتا ہوں صبح اسی کرایہ میں آپ کو ڈھوک شیر ربانی پہنچا دوں گا۔ میں نے اس شخص سے کہا کہ مجھے بھی راستہ سمجھاؤ اس نے کہا تھوڑا سا آگے جا کر پہلی روہی (برساتی نالہ) ...ائیں اور دوسری روہی سے سیدھا چلتے جانا اس سے آگے بھی وہ سمجھاتا رہا میں نے رکشہ والے کو کہا تم فکر نہ کرو تمہیں کچھ نہیں ہوتا تم مجھے ڈھوک شیر ربانی پہنچا دو رکشہ والا رضامند ہوگیا مگر وہ چند قدم آگے ہی گیا تھا رکشہ روک کر میری منت سماجت کرنے لگا میرا ایک لاکھ روپے کا رکشہ ہے مہربانی کرکے واپس چلو مگر میں واپس جانے کو تیار نہ تھا۔ میں نے رکشہ والے کو دس روپے زیادہ کرایہ یعنی ستر روپے دیئے اور کہا تم واپس چلے جاؤ، میں نے اپنا بیگ اپنے کندھے پر رکھا اور

Marfat.com

پہلی روہی سے دائیں ہاتھ ہو کر ڈھوک شیر ربانی کی طرف رواں دواں ہو گیا، دوسری روہی گزرنے کے بعد میں بھول گیا کہ اب مجھے کدھر جانا ہے میرے پاس اب واپسی کا بھی کوئی راستہ نہیں تھا، اب ایسے ہی تھا جیسے میں جنگل سے گذر رہا ہوں، مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب میں کیا کروں، چاندنی رات ہونے کی وجہ سے اردگرد کے ماحول کا اندازہ ہو رہا تھا، بہر حال میں نے رکنا مناسب نہ سمجھا کافی دیر چلنے کے بعد مجھے بڑی دور ایک روشنی نظر آئی۔ میں روشنی کی طرف چل پڑا، میں روشنی کے پاس پہنچا تو ایک شخص چارپائی پر سویا ہوا تھا۔ میں نے اس کو جگایا اور کہا مجھے ڈھوک شیر ربانی جانا ہے، وہ شخص بڑے غور سے میری طرف دیکھ کر بولا تم کہاں سے آئے ہو اس وقت یہاں کیسے پہنچے، میں نے کہا میں لاہور سے آیا ہوں اور سدوال سے آگے پیدل آرہا ہوں مجھے ڈھوک شیر ربانی کا راستہ بھول گیا ہے۔ اس نے کہا اس وقت ادھر آنے سے تم کو کسی نے منع نہیں کیا میں نے کہا ابھی رات کے گیارہ بجے ہیں اس نے کہا مغرب کے بعد ادھر کوئی نہیں آتا اور تم گیارہ بجے کی بات کر رہے ہو خیر وہ کچھ دیر بولنے کے بعد اپنے کمرہ کے اندر گیا ایک لمبی سی چھڑی لے کر آیا بولا اس کو اپنے ہاتھ میں رکھنا ڈاکوؤں کے علاوہ خونخوار جانوروں سے بھی تمھارا پالا پڑ سکتا ہے، اس کے بتائے ہوئے راستے پر میں چھڑی گھماتا ہوا چل پڑا آخر آدھا پونا گھنٹہ چلنے کے بعد میں بخیریت رات بارہ بجے کے قریب ڈھوک شیر ربانی پہنچ گیا۔ میں نے میاں صاحب کا دروازہ کھٹکھٹانا مناسب نہ سمجھا اور باہر چھوٹی سی مسجد میں ٹھہر گیا۔ جوں جوں وقت گذر رہا تھا سردی بڑھ رہی تھی میرے پاس کوئی چادر وغیرہ نہ تھی جس سے میں سردی سے اپنے آپ کو محفوظ کر لیتا، بڑی مشکل سے تین بجے ایک بزرگ شخص مسجد میں داخل ہوا مجھے صفوں میں لپٹا دیکھ کر پوچھنے لگا کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ میں نے کہا لاہور سے آیا ہوں اور میاں صاحب سے ملنا ہے۔ وہ مطمئن ہو کر وضو وغیرہ کرنے کے بعد نفل پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ میں بھی صفوں سے نکل کر استنجا اور وضو کرنے کے بعد فجر کی نماز کی تیاری کرنے لگا، فجر کی نماز کے بعد میاں صاحب سے ملاقات ہوئی، میاں صاحب نے پوچھا کب آئے ہو میں نے عرض کیا رات بارہ بجے پہنچا ہوں، تمام ڈھوک والے پریشان تھے تم اس وقت کیسے آگئے۔ میں نے کہا بس میاں صاحب کی دعاؤں سے پہنچ گیا ہوں۔ اگلے روز میں میاں صاحب کے کمرہ میں ہی سو گیا، رات گیارہ بجے مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی میں نے ادباً میاں صاحب کے باتھ روم میں جانا مناسب نہ سمجھا، اور باہر

Marfat.com

کھیتوں کی طرف رفع حاجت کے لیے چل پڑا، حاجت کے لئے ابھی دو چار منٹ ہی ہوئے تھے کہ مجھے ایک طرف سے رونے کی آواز آئی پھر ایسے لگا رونے کی آوازیں ایک سے زیادہ کی ہیں اگلے ہی لمحے مجھے ایسے لگا جیسے رونے کی آوازیں میرے قریب سے آرہی ہیں۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو مجھے کتنی ساری آنکھیں نظر آئیں، میں اپنا ازار بند باندھے بغیر بھاگ کھڑا ہوا اور میاں صاحب کے کمرہ میں پہنچ کر سانس لیا، جب کہ ایک روز قبل میں جنگل میں دو گھنٹے چلتا رہا اور مجھے ایک بلی بھی نظر نہ آئی۔ اصل میں یہ سدووال سے ڈھوک شیر ربانی کا سفر قبلہ میاں صاحب کی نظر کرم سے ہی طے ہوا تھا۔

کمانڈر ظفر کی لاہور آمد

10 نومبر 2001ء: کمانڈر ظفر صاحب کراچی سے لاہور تشریف لائے گاڑی صبح نو بجے لاہور ریلوے اسٹیشن پہنچنا تھی مگر لیٹ ہونے کی وجہ سے دوپہر 12 بجے پہنچی۔ کمانڈر ظفر صاحب کراچی سے قبلہ میاں صاحب'' کا کچھ سامان لے کر آرہے تھے، ماسٹر احمد علی شرقپوری کمانڈر ظفر صاحب کو لاہور ریلوے اسٹیشن سے لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آج چونکہ فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی تیاری کا پہلا دن تھا، لہٰذا میں اس کی تیاری کے سلسلہ میں مین لائبریری پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس سید جمیل احمد رضوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگیا، سارا دن کام کرنے کے بعد میں حرفاان ہوٹل شادمان کمرہ نمبر 104 میں آیا تو میاں صاحب کے علاوہ کمانڈر ظفر اور حاجی اللہ دتہ شرقپوری موجود تھے۔ میاں صاحب نے مجھے کھانا کھانے کو فرمایا اور پھر فضل الرحمٰن (شو مارکیٹ والے) کے گھر شادمان چلے گئے رات وہاں قیام کیا، کمانڈر ظفر صاحب اور حاجی اللہ دتہ صاحب ہوٹل میں ہی رہے۔

ڈاکٹر اشرف آصف جلالی سے ملاقات

13 نومبر 2001ء: قبلہ میاں صاحب نے مجھے فجر کی نماز سے قبل جناب ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کو مدرسہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام درو غہ والا سے لانے کو فرمایا، میں ان کو لے کر تقریباً آٹھ بجے شادمان پہنچا۔ میاں صاحب نے جناب ڈاکٹر اشرف آصف جلالی

Marfat.com

صاحب کے ذمہ چند ایک عربی کی کتابوں کی پروف ریڈنگ اور ان کی تصحیح کا کام سونپا، میاں صاحب کی خواہش تھی کہ ان کتابوں کو جلد از جلد شائع کیا جا سکے۔ گیارہ بجے میاں صاحب چیک اپ کے لیے پنجاب کارڈیالوجی سنٹر لاہور ڈاکٹر محسن نذیر کے پاس چلے گئے، چیک اپ کے بعد ڈاکٹر محسن صاحب کافی پریشان دکھائی دیے، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ میاں صاحب دوائی روزانہ باقاعدگی سے لے رہے ہیں اور پرہیز میں کوتاہی تو نہیں کر رہے۔ میں نے کہا ایسا بالکل نہیں میاں صاحب مکمل پرہیز میں ہیں، ڈاکٹر صاحب نے کہا مگر بلڈ پریشر بڑھنا نہیں چاہیے، ڈاکٹر محسن صاحب سے فارغ ہونے کے بعد میاں صاحب نے مجھے ڈاکٹر شہریار سے رابطہ کرنے کو فرمایا، رات ساڑھے آٹھ بجے کا وقت ملا۔ اس وقت ڈاکٹر شہریار کا کلینک پنجاب کارڈیالوجی سنٹر کے ساتھ ہی تھا۔ میاں صاحب سوا آٹھ بجے ڈاکٹر شہریار کے کلینک پر پہنچ گئے، پہلے ای سی جی ٹیسٹ ہوا، ڈاکٹر شہریار نے میاں صاحب کی تمام رپورٹیں دیکھیں، چند ایک نئی ادویات 15 دن تک استعمال کرنے کو کہا۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر شہریار سے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا تو ڈاکٹر شہریار نے منع کر دیا۔ اس سے پہلے ڈاکٹر محسن نے بھی میاں صاحب کو روزہ نہ رکھنے کی تاکید کی تھی۔ چیک اپ کے بعد مال روڈ فضل دین اینڈ سنز سے ادویات لیں اور پھر شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ شرقپور شریف پہنچے تو صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری نے فرمایا کہ لنڈی کوتل (صوبہ سرحد) سے شیخ محمد گل صاحب تشریف لائے تھے تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد واپس چلے گئے، میاں صاحب رات بارہ بجے تک بذریعہ ٹیلی فون شیخ محمد گل صاحب کے بارے میں معلومات لیتے رہے کہ وہ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں، مگر معلوم نہ ہو سکا، آخر کار آپ نے مجھے عشاء کی نماز پڑھنے کو فرمایا اور خود گھر تشریف لے گئے۔

پیر شیخ محمد گل صاحب سے ملاقات

14 نومبر کو صبح پونے چھ بجے آپ گھر سے باہر تشریف لائے اور سیدھے مال مویشیوں والی حویلی پر چلے گئے، حویلی سے واپس آنے کے بعد آپ نے پھر شیخ گل صاحب سے رابطہ کرنے کی کوشش کی مگر رابطہ نہ ہو سکا، تقریباً دس بجے حرفان ہوٹل سے منیجر غلام رسول کا ٹیلی فون آیا کہ شیخ محمد گل صاحب لاہور اسٹیشن پر ایک ہوٹل میں قیام پذیر ہیں۔ میاں صاحب نے شیخ گل صاحب

Marfat.com

سے رابطہ کیا اور شرقپور شریف آنے کی دعوت دی، تقریباً دو گھنٹے بعد شیخ گل صاحب اپنے بیٹے اور ایک ساتھی کے ہمراہ شرقپور شریف تشریف لے آئے۔ میاں صاحب نے ان کا بڑی گرم جوشی سے استقبال اور نہایت پر تکلف کھانے کا بندوبست کیا۔ شیخ گل صاحب تین گھنٹے تک میاں صاحب سے محو گفتگو رہے، عصر سے پہلے شیخ گل صاحب واپس چلے گئے، ان کے جانے کے بعد میاں صاحب نے فرمایا شیخ گل صاحب اپنے علاقہ میں اہل سنت و جماعت کے ایک ستون ہیں، اسلام کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے ان کی بے بہا خدمات ہیں۔

چپن کی زیارت

15 نومبر کی صبح میاں صاحب نے مجھے ''چپن'' دکھائی اور فرمایا میں 1994ء یا 1995ء میں افغانستان گیا تھا اس ''چپن'' کو میں نے وہاں سے لیا تھا، ''چپن'' نہایت گرم اور بناوٹ کے اعتبار سے ایسی ہوتی ہے جس میں دستانے پہننے کی ضرورت نہیں پڑتی، اس کی لمبائی سر سے لے کر گھٹنوں تک جاتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد لاہور سے میاں عبدالوحید اور ان کے بھائی عبدالخالق (سرتاج فلور مل والے) تشریف لے آئے۔ میاں صاحب نے ان کو ناشتہ کرایا تھوڑی دیر رکنے کے بعد میاں عبدالوحید صاحب واپس چلے گئے، ان کے جانے کے بعد میاں صاحب بار بار یہ شعر پڑھتے رہے:۔

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے
زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
(امیر مینائی)

میاں صاحب کا خواب

2 جنوری 2002ء ہائی کورٹ بار کے صدر جناب نثار کوثر صاحب اپنی اہلیہ کے ہمراہ تشریف لائے، نثار کوثر پہلے دو دفعہ الیکشن میں کھڑے ہوئے مگر کامیاب نہ ہو سکے، اس دفعہ وہ الیکشن سے قبل میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی، جیتنے کے بعد نثار کوثر پہلی دفعہ شرقپور شریف آئے۔ میاں صاحب نے ان کی خاطر مدارت کی۔ عشاء سے قبل

Marfat.com

واپس تشریف لے گئے۔ 7 جنوری کو میاں صاحب فجر کی نماز کے بعد باہر آئے تو آپ نے فرمایا آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے جسم پر خارش ہو رہی ہے اور میں تمہیں (معروف) آوازیں دے رہا ہوں، میری اچانک آنکھ کھلی تو تمھاری والدہ نے بتایا کہ معروف تو باہر ہے۔

میاں صاحب کے پاؤں پر سوزش

8 جنوری 2002ء: صبح دس بجے پاؤں پر سوزش ہونے کی وجہ سے میاں صاحب پنجاب کارڈیالوجی سنٹر چیک اپ کے لیے گئے۔ ڈاکٹر محسن صاحب نے چیک اپ کے بعد مجھے تاکید کی تم روزانہ میاں صاحب کا ناشتے سے پہلے وزن چیک کیا کرو ہوسکتا ہے جسم میں پانی جمع نہ ہو رہا ہو، اگر وزن بڑھے تو فوراً مجھ سے رابطہ کرو، میو ہسپتال کے باہر سے ایک عدد ویٹ مشین خریدی تاکہ روزانہ وزن چیک کیا جاسکے۔

سالانہ کیلنڈر کی تیاری

11 جنوری 2002ء: جمعہ کی نماز کے بعد ڈاکٹر خالد نے میاں صاحب کو چیک کیا اور پھر کافی تعداد میں حاضرین ملنے کے لیے آتے رہے، 2002ء کا سالانہ کیلنڈر میاں جلیل احمد شرقپوری فیصل آباد سے ڈیزائن کروا رہے تھے، بذریعہ ٹیلی فون میاں صاحب نے میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب کو جلد از جلد شائع کرنے کو فرمایا، رات 9 بجے میاں عدیل، میاں تنویر، میاں حسان اور میاں صالح اپنے استاد شرافت صاحب کے ہمراہ تشریف لائے، بچوں نے باری باری سورتیں اور قصیدہ بردہ شریف سنایا، میاں صاحب نے فرمایا، جو دس سورتیں یاد کرے گا اس کو سیر کرائی جائے گی۔

صاحبزادگان کی لاہور کی سیر

12 جنوری 2002ء: کی صبح ناشتے سے قبل میاں صاحب کا وزن کیا جو 94 کلو تھا، میاں صاحب نے فرمایا آج میری طبیعت ٹھیک نہیں تم یونیورسٹی چلے جاؤ۔ 13 جنوری کو میاں صاحب نے حسب معمول صاحبزادگان سے قرآن پاک کی سورتیں اور قصیدہ بردہ شریف سنا اور

Marfat.com

مجھے حکم دیا آج میاں عدیل، میاں تنویر، میاں حنان اور میاں صالح کو لاہور کی سیر کرالاؤ۔ ریس کورس پارک، سوز و واٹر پارک، جلو پارک کی سیر کرنے کے بعد ہم سب حرفاان ہوٹل (شادمان) آگئے، دوپہر کا کھانا ادھر سے ہی کھایا جس کا بندوبست جناب غلام رسول صاحب نے کیا ہوا تھا، تھوڑا آرام کرنے کے بعد والٹن ائرپورٹ پر جہازوں کی نمائش دیکھنے چلے گئے، مغرب کی نماز سے قبل واپس شرقپور شریف آگئے۔ رات کو میاں صاحب نے موہلنوال اور جلیانہ سے آٹھ من دودھ منگوایا جس کا کھویا تیار کرنا تھا، میاں صاحب ہر سال اس کھوئے سے سپیشل گلاب جامن بنوا کر علماء مشائخ، پروفیسرز اور دیگر حضرات کی خدمت میں بھجواتے۔

میاں صاحب کی وزیر صاحب سے ملاقات

14 جنوری 2002ء: کی صبح میاں صاحب نے حاجی شیخ محمد ارشد (پشاور)، حاجی اللہ دتہ، شیخ طارق، خواجہ غلام جیلانی اور کراچی سے آئے ہوئے وزیر صاحب (جو حال ہی میں اپنے علاقہ میں ناظم منتخب ہوئے تھے) کو ناشتہ کرایا، ناشتے کے بعد میاں صاحب کے حکم پر وزیر صاحب کو دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ کا دورہ کرایا، لاہور پہنچنے پر وزیر صاحب دربار حضرت داتا گنج بخشؒ حاضری کے لیے چلے گئے اور میں پنجاب یونیورسٹی چلا گیا۔ واپسی پر میں نے میاں صاحب کے حکم پر اردو بازار سے "طالبان" کتاب خریدی اور واپس شرقپور شریف آگیا۔

میاں صاحب کی ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے گھر آمد

15 جنوری 2002ء: صبح 6 بج کر 20 منٹ پر آپ کا وزن کیا۔ ڈاکٹر صاحب چیک کرنا چاہتے تھے کہ میاں صاحب کا وزن کم تو نہیں ہو رہا۔ ناشتہ کرنے کے بعد لاہور روانہ ہو گیا۔ تقریباً ایک بجے میاں صاحب کا ٹیلی فون آیا کہ میں اعوان ٹاؤن میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے گھر ہوں تم یونیورسٹی سے فارغ ہونے اور شاہ صاحب کو گھر چھوڑنے کے بعد ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے گھر آجانا۔

17 جنوری کو میاں صاحب بار بار یہ شعر پڑھتے رہے۔

Marfat.com

نہ میں سوہنی نہ گُن پلے تے میں کس دا مان کریساں
چارے میرے کونے چکڑ بھرے تے میں کس نوں مل مل دھوواں
صابن تھوڑا پانی گدلا میں بیٹھ کنارے رووا‌ں
شیر ربانی جے نظر کرم کریں تے میں سدا سہاگن ہوواں

18 جنوری 2002ء: ماسٹر عظمت کو ساتھ لے کر میاں صاحب کے دیے ہوئے 40 گفٹ پیک تقسیم کیے۔

20 جنوری کی صبح میاں صاحب نے جامعہ نظامیہ اور جامعہ نعیمیہ میں بھی اساتذہ کرام کو گفٹ پیک تقسیم کرنے، اور دارالمبلغین حضرت میاں صاحب میں بچوں کو کمپیوٹر کی تعلیم سے آراستہ کرنے کو فرمایا۔

میاں صاحب کے گردوں کا ٹیسٹ

21 جنوری 2002ء: پونے پانچ بجے یونیورسٹی سے فارغ ہو کر حاجی خوشی محمد صاحب کی دکان پر چلا گیا جہاں میاں صاحب پہلے سے ہی تشریف فرما تھے۔ 5 بجے ڈاکٹر خالد صاحب تشریف لے آئے، آج گردوں کے ٹیسٹ کے لیے ڈاکٹر طاہر شفیع کے کلینک پر چلے گئے، چیک اپ کے بعد واپسی پر حاجی خوشی محمد کے ڈیرے پر آ گئے، صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد، حاجی اسلم اعظم مارکیٹ والے، حاجی غلام محمد اور جاوید باجوہ پہلے سے موجود تھے، میاں صاحب نے میاں ولید احمد صاحب کو اپنی منزل دہرانے کے لیے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے بیٹے حافظ نعمان کے ساتھ ان کے گھر بھجوا دیا۔

میاں صاحب کو پیچش کی تکلیف

22 جنوری 2002ء: آپ کو پیچش کی بیماری لاحق ہو گئی۔ چلنے میں کمزوری بھی محسوس ہو رہی تھی۔ میں نے لاہور نہ جانے کا مشورہ دیا مگر آپ نے فرمایا جانا ضروری ہے۔ پنجاب کارڈیالوجی میں ڈاکٹر محسن کو چیک کرایا کوئی خطرے والی بات نہیں تھی پھر حاجی خوشی محمد کی دکان پر آ گئے، یونیورسٹی سے فارغ ہونے کے بعد میں مغرب کی نماز کے بعد حاجی خوشی محمد کے ڈیرے پر

Marfat.com

آ گیا جہاں حاجی محمد حیات، اشفاق پٹواری، اور حاجی رؤف موجود تھے، تھوڑی دیر رکے، سبزی منڈی حاجی وقار سے چند منٹ ملاقات کی اور شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ نماز عشاء سے قبل کھچڑی بنوا کر کھائی صاحبزادگان کو دل لگا کر پڑھنے اور وقت ضائع نہ کرنے کی تلقین کرنے کے بعد عشاء کی نماز پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔

میاں صاحب کا خود پرنٹنگ کروانا

23 جنوری 2002ء: کی صبح صاحبزادگان سے قرآن پاک کی سورتیں سننے کے بعد مجھے فرمانے لگے میں پہلے خود ہی لیتھو پریس مشینوں پر چھپوائی کا کام کرواتا، بعض اوقات خود ہی رم (بڑے سائز کے کاغذ کا پیکٹ) اٹھا کر پریس پہنچاتا، کتابوں اور رسائل کو چھپوا کر خود ہی پوسٹ کرتا تھا۔ قبلہ میاں صاحب نے چربہ سازی پر بھی فرمایا کہ بعض لوگ چربے سازی کا استعمال بھی کرتے تھے، مثال کے طور پر ایوب خان کے دور حکومت میں نوائے وقت پر پابندی لگ گئی تھی پھر نوائے پاکستان کے نام سے شائع ہوتا رہا، پہلے صفحے کے نیچے والے حصے پر نوائے وقت کا لوگو پرنٹ کر دیتے جس سے یہ معلوم ہو کہ یہ نوائے وقت والوں کا ہی اخبار ہے، پھر آپ نے حسن نظامی اور اے کے بروہی کی مثال دی کہ انہوں نے کس مفلسی کی حالت میں اپنی تعلیم جاری رکھی اور کس قدر نام روشن کیا، اے کے بروہی نے انسانی بنیادی حقوق کے حوالے سے ایک کتاب (Fundamental Rights) تحریر کی اس کتاب کو ریفرنس کے طور پر آج بھی عدالتوں میں پیش کیا جاتا ہے قابلیت کی بنا پر بروہی کے سابق وزیر اعظم پاکستان ذوالفقار علی بھٹو کے ساتھ دوستانہ مراسم تھے۔ تھوڑی دیر بعد آپ لاہور کے لئے روانہ ہو گئے، راستے میں آپ نے فرمایا تاریخ میں آج تک کسی نے افغانستان پر مکمل قبضہ نہیں کیا، امریکہ بھی افغانستان میں مکمل طور پر کامیاب ہوتا نظر نہیں آتا۔

24 جنوری 2002ء: کتابوں کی چھپوائی کے متعلق علامہ محمد اشرف آصف جلالی صاحب، ماسٹر احمد علی صاحب اور سعید صدیقی صاحب سے رابطہ کیا اور ان کتابوں کو جلد از جلد مکمل کرنے کو فرمایا، شام کے وقت آزاد کشمیر سے مفتی نذیر احمد اور لاثانی بک پیلس (اردو بازار لاہور) والے شفیق احمد شاکر صاحب تشریف لائے۔ میاں صاحب نے ان کی چائے مٹھائی سے خاطر

Marfat.com

مدارت کی، مفتی نذیر احمد شرقپور شریف میں ہی رات ٹھہرے۔

کتاب طالبان کا مطالعہ

25 جنوری 2002ء: کی صبح چھ بج کر پندرہ منٹ پر آپ نے مفتی نذیر احمد، حاجی اللہ دتہ اور حاجی غلام رسول کو ناشتہ کرایا۔ مجھے کتاب ''طالبان'' صفحہ 120 پڑھنے کو فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد میاں خلیل احمد شرقپوری بھی میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لے آئے۔ وہ کتاب ''طالبان'' کا مطالعہ کرنے لگے میاں صاحب نے فرمایا پہلے میں اس کتاب کو مکمل کرلوں پھر آپ پڑھ سکتے ہیں۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد میاں صاحب نے کہا بتاؤ یہ کتاب کیسی ہے میں نے عرض کیا کتاب تو بہت اچھی ہے مگر اس میں اسامہ بن لادن کے مکتبہ فکر کا پتہ نہیں چلتا۔ میاں صاحب نے فرمایا اسامہ بن لادن جس علاقے میں ہیں وہ دیوبندیوں کے قبضہ میں ہے مگر اس کے والدین پکے سنی تھے اور وہ میلاد شریف کی محافل منعقد کرایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا شاہ فہد کی بیگم مکہ مکرمہ میں میلاد شریف کرایا کرتی تھی، سعودیہ کا وزیر پٹرولیم ذکی نمام پکا سنی تھا اس کے علاوہ عبدالباسط نامی امیر کبیر آدمی مکہ مکرمہ میں میلاد شریف کی محافل کا انعقاد کرتا اور ان جیسی اور بے شمار مثالیں ہیں۔ آپ نے مزید فرمایا سعودیہ میں رہنے والے تمام لوگ دیوبندی یا وہابی نہیں۔ ان میں بے شمار لوگ سنی عقیدہ سے تعلق رکھنے والے ہیں۔

26 جنوری 2002ء: کی صبح نوائے وقت میں قاضی حسین احمد کا کالم ''طالبان کیسے بنے'' پر تبصرہ کرتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد میاں مرغوب احمد صاحب کے ساتھ اپنے ذاتی معاملات پر گفتگو فرماتے رہے۔

ذکر خفی اور ذکر جہر

27 جنوری 2002ء: کی صبح حاجی فضل احمد مونگا صاحب اور ماسٹر محمد انور قمر شرقپوری تشریف لے آئے ان کے ساتھ ذکر خفی اور ذکر جہر پر گفتگو ہوتی رہی۔ میاں صاحب نے فرمایا ذکر جہر مسلسل نہیں ہوسکتا جبکہ ذکر خفی مسلسل ہوسکتا ہے، ماسٹر انور قمر نے میاں صاحب کے بارے میں ایک قصیدہ لکھا تھا جو انہوں نے پڑھ کر سنایا۔ اس میں جو تعریفی الفاظ استعمال کیے گئے تھے وہ میاں

Marfat.com

صاحب کو پسند نہ آئے۔ میاں صاحب نے اس قصیدہ کو نہ چھاپنے کا حکم دیا۔ دوپہر کے وقت عبدالستار میمن اپنے گھر والوں کے ہمراہ تشریف لائے، عبدالستار میمن کی کچھ عرصہ پہلے شادی ہوئی تھی۔ میاں صاحب نے ان کے لیے ایک پر تکلف دعوت کا بندوبست کر رکھا تھا، عبدالستار صاحب میاں صاحب سے ملاقات اور دعوت کھانے کے بعد مغرب کے قریب واپس لاہور روانہ ہو گئے۔ شرقپور شریف میں ایک شخص فوت ہو گیا تھا اس کے عزیز واقارب نے اس کا مزار بنانا شروع کر دیا تھا اس سلسلہ میں میاں ابوبکر صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے میاں صاحب سے فرمایا قبرستان میں ہر دوسرے شخص کا مزار بنانا درست نہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں ان حضرات سے بات کروں تا کہ اس سلسلہ کو یہیں روکا جا سکے۔ میاں صاحب نے فرمایا آپ درست کہہ رہے ہیں پیار محبت سے اس معاملے کو حل کریں لڑائی جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔

مسلم بی اے کا واقعہ

30 جنوری 2002ء: آپ لاہور حاجی خوشی محمد کی دکان پر تشریف لائے، حاجی محمد حیات، ماسٹر احمد علی، حاجی خوشی محمد اور دیگر حضرات موجود تھے۔ میاں صاحب نے فرمایا عالم کی قدر کم ہوتی جا رہی ہے۔ مولانا محمد بخش مسلم بی اے کا ایک واقعہ سنایا، مسلم بی اے ایک دفعہ کسی دور دراز گاؤں میں تقریر کرنے گئے، مسجد میں کوئی نمازی موجود نہ تھا، بار بار اعلانات کرنے کے بعد چند ایک لوگ جمع ہوئے، مسلم صاحب نے ان کو اچھا خاصا وعظ کیا تقریر کے بعد ان کو ایک عدد سبز رنگ کی پگڑی بطور تحفہ دی گئی، مسلم صاحب کے پاس کرایہ کے لیے پیسے بھی کم تھے انہوں نے اپنی سادہ طبیعت کے مطابق گاؤں والوں سے کسی قسم کا تقاضا بھی نہ کیا۔ بڑی مشکل سے لاہور داتا صاحب پہنچے، جہاں ایک قوالی ہو رہی تھی۔ لوگوں کی ایک کثیر تعداد وہاں نوٹوں کی بارش کر رہی تھی، مسلم صاحب نے کہا ہم سے تو یہ لوگ بہتر ہیں۔ مولانا محمد بخش مسلم 18 فروری 1887 کو چھتہ بازار لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد گرامی کا نام میاں پیر بخش تھا۔ مولانا اصغر علی روحی سے درس قرآن اور اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ سے میٹرک تک تعلیم حاصل کی، منشی فاضل اور بی اے کا امتحان پاس کیا اور مسلم بی اے کے نام سے ہی مشہور ہو گئے، 1924ء میں اسلام کی حقانیت اور عیسائیت کے رد میں تقاریر کا سلسلہ شروع کیا جس سے بے شمار غیر مسلم آپ کی تقاریر

Marfat.com

سے متاثر ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔آپ کی خطابت کا شہرہ اتنا ہوگیا کہ امرتسر سے بھی لوگ آپ کی تقریریں سننے کے لئے آتے تھے،تیس سال تک ہفت روزہ ''بصیرت'' لاہور کے مدیر رہے اس کا دفتر مسلم مسجد کے ایک حجرہ میں قائم تھا۔آپ کی تصنیف شدہ کتاب ''بیان الاخلاق'' نے ملک گیر شہرت حاصل کی۔ مسلم صاحبؒ کے بارے میں گفتگو کے بعد میاں صاحب آرزیڈ پریس آگئے ،عربی کی کتاب کا پروف لیا پھر شیر ربانی پریس آگئے، جہاں عبدالقیوم صاحب موجود نہ تھے،وہاں سے آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوگئے۔

سعید چوک پر حاجی خوشی محمد کا انتظار

31 جنوری 2002ء: کی صبح 7 بج کر 45 منٹ پر لاہور روانہ ہوئے ،افتخار باورچی بھی ہمراہ تھا،سعید چوک پھولوں کی منڈی کے پاس پہنچ کر آپ گاڑی سے نیچے اتر گئے اور ایک چارپائی پر بیٹھ گئے۔حاجی خوشی محمد نے یہاں پہنچنا تھا مگر شاید تھوڑا لیٹ ہو گئے،میاں صاحب نے ہمیں اپنی گاڑی دے دی اور لاہور جانے کو فرمایا ہم میں سے کوئی بھی میاں صاحب کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا مگر آپ نے سختی سے جانے کا حکم دیا، ہم لاہور کے لیے روانہ ہوگئے،سگیاں پل سے پہلے حاجی خوشی محمد صاحب کو جاتے ہوئے دیکھا تو اطمینان ہوگیا۔

میاں غلام نقشبندؒ کی کرامات

3 فروری 2002ء: مہر محمد شریف ولد مہر نواب دین سکنہ محلہ حکیم گڑھی شرقپور شریف میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ مجھے کہنے لگے ہمارے پاس ایک بھینس تھی بیمار ہوگئی چارہ وغیرہ کچھ نہ کھاتی تھی، میاں غلام نقشبندؒ کی عمر ابھی سات برس تھی۔ میں نے ان سے عرض کیا حضور دعا فرمائیں بھینس صحت یاب ہو جائے۔ میاں غلام نقشبندؒ میرے ساتھ خود اس بھینس کے پاس تشریف لے گئے اور بھینس سے فرمانے لگے کھاؤ یہ چارہ تمھارا ہے اور تم نے ہی کھانا ہے، دوسرے لمحے بھینس نے چارہ کھانا شروع کر دیا،شرقپور شریف میں ایک بابا شیر محمد کی گھوڑی بھی بیمار ہوگئی وہ بھی چارہ نہ کھاتی تھی میاں غلام نقشبندؒ نے اس کو بھی چارہ کھانے کا فرمایا گھوڑی تندرست ہوگئی اور اس نے چارہ کھانا بھی شروع کر دیا۔میاں غلام نقشبند فخر المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی

Marfat.com

مجددی کے صاحبزادے تھے ان کا وصال گیارہ سال کی عمر میں ہی ہوگیا تھا اور اب ان کا مزار اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے مزار اقدس کے ساتھ ہے۔

حضرت ثانی صاحبؒ کی نصیحت

4 فروری 2002ء: کو لاہور جاتے ہوئے میاں صاحب نے سردار محمد چوہدری (آئی۔جی پنجاب) کی زندگی پر روشنی ڈالی، آپ نے فرمایا سردار محمد نے اپنی ملازمت کا آغاز بطور کانسٹیبل کیا، ترقی کی منزلیں طے کرتے کرتے (آئی۔جی) پنجاب کے عہدے پر فائز رہے ان کو شرقپور شریف سے والہانہ محبت تھی، جب ان کی زوجہ کا انتقال ہوگیا تو انہوں نے خصوصی طور پر میاں خلیل احمد شرقپوری کو جنازہ پڑھانے کے لیے بلوایا تھا۔

اس کے بعد مولانا روم کا فارسی کا یہ شعر پڑھا:

تانہ گرید طفل کے جوشد لبن

ترجمہ: جب تک بچہ نہ روئے ماں کا دودھ جوش نہیں مارتا

لاہور پہنچے تو میاں صاحب نے تبرک کے حوالے سے بات کرتے ہوئے فرمایا، ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ ایک دفعہ کراچی گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کو ایک کھجور اور تھوڑا سا آب زم زم غلام نبی کو دینے کا حکم دیا۔ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی اس تھوڑے سے تبرک کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اس پر حضرت ثانی صاحبؒ نے فرمایا صدیقی صاحب تبرک اتنا ہی ہوتا ہے۔

بڑے پیشاب کی تکلیف اور اس کا آپریشن

ان دنوں آپ بڑے پیشاب (Fachulla) کی تکلیف میں مبتلا تھے، اس سلسلہ میں کینٹ لاہور میں ڈاکٹر ٹی اے شاہ کے کلینک پر شام ساڑھے پانچ بجے چیک کرایا گیا، ڈاکٹر صاحب نے کہا ادویات سے Fachulla کی پوزیشن مکمل طور سے ٹھیک نہیں ہوسکتی لہذا آپریشن ضروری ہے، اس سلسلہ میں ڈاکٹر محسن نذیر سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے بھی آپریشن کا مشورہ دیا۔ آپریشن سے پہلے ڈاکٹر ٹی اے شاہ نے چند ایک ٹیسٹ فوراً کروانے کو کہا، چیک اپ

Marfat.com

کے بعد شام کو ہی حمید لطیف ہسپتال نزد قذافی سٹیڈیم لاہور چلے گئے، میاں جلیل احمد شرقپوری بھی ادھر آ گئے، مجھ سے میاں صاحب کی کیفیت اور اس آپریشن کے بارے میں ڈاکٹر ٹی اے شاہ کے تاثرات پوچھے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے وہاں پر موجود اپنے جاننے والے ڈاکٹر سے بھی مشورہ کیا، تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہرنے کے بعد میاں جلیل احمد شرقپوری ہسپتال سے روانہ ہو گئے۔ ٹیسٹ کروانے کے بعد میاں صاحب ملتان روڈ پر واقع حاجی خوشی محمد کے ڈیرے پر چلے گئے جہاں پر حاجی محمد حیات، ماسٹر احمد علی شرقپوری، ماسٹر عظمت اور افتخار باورچی پہلے سے موجود تھے۔ میاں صاحب نے ان کو لنگر شریف کھلایا اور پھر شرقپور شریف روانہ ہو گئے، شرقپور شریف ہم رات تقریباً ساڑھے گیارہ بجے پہنچے۔ میاں صاحب چند منٹ رکنے کے بعد گھر تشریف لے گئے اور میں پونے بارہ بجے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے دربار شریف پر حاضری کے لئے چلا گیا، واپس آیا تو میاں صاحب نے گھر سے چائے بھجوائی جو ڈرائیور اشرف (حاجی آصف کا ڈرائیور جو ملتان سے گاڑی سمیت میاں صاحب کی خدمت کے لئے آیا ہوا تھا)، شفیع ڈرائیور، عطاء اللہ اور ایک کپ اس ناچیز نے پیا۔ 5 فروری بروز منگل میاں صاحب ساڑھے پانچ بجے باہر آئے غسل فرمایا نماز فجر ادا کی سامان گاڑی میں رکھا بغیر ناشتے کے لاہور روانہ ہو گئے ڈاکٹر صاحب نے رات بارہ بجے سے میاں صاحب کو کچھ بھی نہ کھانے کی تاکید کی تھی، سوا سات بجے حمید لطیف ہسپتال پہنچ گئے، جہاں ماسٹر احمد علی کے بیٹے ڈاکٹر خالد پہلے سے موجود تھے، میاں صاحب کو پہلے سی یو میں لے جایا گیا، کپڑے تبدیل کئے، ڈرپ لگائی گئی، 9 بج کر 15 منٹ پر میاں صاحب کو آپریشن تھیٹر لے جایا گیا، 9 بج کر 40 منٹ پر ڈاکٹر ٹی اے شاہ آپریشن تھیٹر میں داخل ہوئے، دو گھنٹے آپریشن جاری رہا، پونے بارہ بجے نرس نے آواز دی میاں جمیل احمد کے ساتھ کون ہے، ڈاکٹر خالد اور یہ خادم آگے بڑھے میاں صاحب کو آپریشن تھیٹر کے باہر سٹریچر پر لٹایا ہوا تھا، میاں صاحب سے پوچھا کہ آپریشن کیسا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا کہ آپریشن کب ہوا ہے، میاں صاحب نے رات کا کھانا کھایا ہوا تھا ڈاکٹر صاحب سے پوچھا گیا تو انہوں نے ابھی تین گھنٹے تک کچھ بھی کھانے کو منع کر دیا، تین بجے تھوڑا بہت کھانے کے بعد دوائی لی، عصر کی نماز کے بعد میاں صاحب فرمانے لگے، 1965ء میں جب فلڈ آیا اس وقت میں لاہور میں تھا چند دن لاہور رہنے کے بعد میں ٹانگے پر بیٹھ کر شاہدرہ سے اٹاری پہنچا، پانی اتنا زیادہ تھا کہ کئی مرتبہ راستے کی صحیح سمت

Marfat.com

کا پتہ ہی نہیں چلتا تھا، اٹاری سے آگے کوئی سواری نہ ملی اور میں پیدل ہی شرقپور شریف پہنچ گیا، اٹاری سے شرقپور شریف کا تقریباً 14 کلومیٹر کا فاصلہ بنتا ہے۔اس کے علاوہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ اور سعودیہ میں ہونے والے واقعات سناتے رہے۔

ڈاکٹر ٹی اے شاہ اگلی صبح 7 بجے چیک اپ کے لئے آئے میاں صاحب کے کمرہ میں آئے انہوں نے میاں صاحب کی حالت کو تسلی بخش کہا چند دن گرم پانی میں بیٹھنے کی تاکید کی اور گھر جانے کی اجازت دے دی، میں بل وغیرہ ادا کرنے کیش کاؤنٹر پر چلا گیا مگر پتہ چلا کیشیئر نو بجے آئے گا، ساڑھے نو بجے میاں صاحب شرقپور شریف کے لئے روانہ ہو گئے اور میں پنجاب یونیورسٹی لائبریری چلا گیا، یونیورسٹی سے فارغ ہونے کے بعد میں شرقپور شریف آ گیا۔میاں صاحب ہر سال پشاور میں حاجی شیخ محمد ارشد کی زیر نگرانی ایک روحانی محفل کا انعقاد کراتے، اس میں دور دور سے بزرگ حضرات اور جید علماء کرام کی ایک کثیر تعداد شرکت کرتی، آپریشن سے پہلے اس محفل کا انعقاد عید الاضحیٰ سے قبل رکھا گیا تھا مگر اب آپریشن کے باعث سفر کرنا بہت مشکل تھا، لہٰذا جمعہ کے روز پشاور میں حاجی ارشد صاحب سے رابطہ کیا اور انہیں میاں صاحب کی طبیعت کے متعلق بتایا، مشاورت کے بعد طے ہوا کہ عید کے بعد 16 فروری کو پشاور میں محفل کرائی جائے گی۔جمعہ کی نماز کے بعد زائرین کافی تعداد میں میاں صاحب سے ملتے رہے، عصر کے بعد کچھ فراغت ہوئی تو میاں صاحب نے مجھے 8 فروری نوائے وقت اخبار میں شائع ہونے والا سعید آسی کا کالم "سبق" اور نواز خان میرانی کا کالم "سرحدی اور ثقافتی جنگ" پڑھنے کو فرمایا، آپ تھوڑی دیر کے لیے گھر تشریف لے گئے اور میں کالم پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

اعلیٰ حضرتؒ کے بارے میں واقعات کی تصدیق کرنا

9 فروری 2002ء: یونیورسٹی سے فارغ ہو کر جب میں شرقپور شریف پہنچا تو میاں صاحب نے فرمایا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ پر چھپنے والی کتب کا بغور مطالعہ کرنا چاہیے کیونکہ بعض قلمکاروں نے علامہ اقبال اور میاں صاحبؒ کی ملاقات کو غلط رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔اس سلسلے میں آپ نے ایک کتاب کا حوالہ بھی دیا۔میاں صاحب نے فرمایا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ نے تو اپنی ساری زندگی کوئی غیر شرعی کام نہیں کیا، اس غلط رنگ میں

Marfat.com

پیش کی گئی تحریر کا حوالہ دینے کے بعد آپ نے لا حول ولا قوۃ بھی پڑھا، میاں صاحب نے فرمایا تمام کتابوں کا مطالعہ کر کے ان واقعات کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے جس میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے بارے غلط تحریر شائع کر دی گئی ہیں حالانکہ ان واقعات کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ میاں صاحب نے ماسٹر محمد عظمت کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ تمام کتابوں کا مطالعہ کر کے اس جیسے غلط واقعات کی نشاندہی کرے۔

میاں صاحب کے حکم کے مطابق میں اکثر غازی آباد میں چٹی مسجد جایا کرتا تھا وہاں کرمانوالہ کے مرید سمیع اللہ نوری، ثناء اللہ، حکیم محمد مظہر شاہ بخاری، جناب شیخ غلام رسول صاحب (عرف لبھا) اور دیگر ساتھیوں سے ملاقات رہتی، غلام رسول صاحب کی عمر 90 سال کے لگ بھگ تھی۔ (غلام رسول صاحب اپنی تاریخ پیدائش 1920ء بتاتے تھے) وہ پیر اسماعیل شاہ بخاری سے بیعت تھے، اکثر اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ اور شاہ صاحب کے واقعات سناتے۔ غلام رسول فرماتے ایک مرتبہ شاہ صاحب نے فرمایا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ نے مجھے اس مقام پر لا کھڑا کیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے زمین اور آسمان کے مخفی راز بھی بتا سکتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت سید گھرانے کا بہت احترام کرتے تھے

انہوں نے فرمایا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ سید حضرات کا بہت احترام کرتے تھے، آپؒ کا جب آخری وقت قریب تھا تو آپ غنودگی کی حالت میں تھے، شاہ صاحب اعلیٰ حضرت سرکار کی زیارت کے لیے شرقپور شریف گئے تو شاہ صاحب میاں صاحبؒ کی چارپائی کے پاؤں کی طرف بیٹھنے لگے تو اعلیٰ حضرت میاں صاحبؒ نے شاہ صاحب کو پاؤں کی طرف بیٹھنے سے منع فرما دیا اس کے بعد آپ پھر غنودگی میں چلے گئے۔

حضرت مجدد پاک کی چٹی (سفید) مسجد تشریف آوری

شاہ صاحب فرماتے تھے۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ نے مجھے ایک مرتبہ فرمایا تمہارے ہاتھوں لاہور کی ایک تاریخی مسجد آباد ہوگی، شاہ صاحب فرماتے ہیں ایک وقت ایسا آیا

Marfat.com

کہ مغلپورہ کے نزدیک لاریکس کالونی میں چٹی مسجد کا انتظام میرے ہاتھ آیا یہ وہی مسجد ہے جہاں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی تشریف لایا کرتے تھے۔اس وقت یہ آبادی پرانا گنج کے نام سے مشہور تھی۔

کمیونزم، میکارتھی نزم اور سواداعظم

10 فروری 2002ء: صبح ساڑھے تین بجے میری آنکھ کھلی تو میاں صاحب کو مطالعہ کرتے پایا، میاں صاحب نے مجھے 9 فروری نوائے وقت میں سجاد میر کا چھپنے والا کالم ''چاندنی راتیں، بہار کا موسم'' ڈھونڈنے اور پڑھنے کو فرمایا، کالم پڑھنے کے بعد میاں صاحب نے مجھے کیمونزم اور میکارتھی نزم کی بنیاد کے بارے میں پوچھا (ان دونوں کی تفصیل دیکھنی ہے)، صبح دس بجے کے بعد کراچی سے ڈاکٹر سید مظاہر اشرفی اپنے صاحبزادے اور چند ساتھیوں کے ہمراہ میاں صاحب کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔میاں صاحب نے ناشتے کے بعد ان سے سواداعظم کے موضوع پر گفتگو کی۔میاں صاحب نے فرمایا چند دن پہلے صدر مشرف نے مدرسوں کا دورہ کیا تو سنیوں کے مدرسے میں طالب علموں کی تعداد 300 کے لگ بھگ اور دیوبندیوں کے مدرسے میں طالبعلموں کی تعداد 3000 سے زائد تھی۔آپ نے فرمایا آستانے بھی لڑائی جھگڑوں میں پڑ گئے ہیں سواداعظم کہاں ہے، ڈاکٹر مظاہر اشرفی اور ان ساتھیوں کے جانے کے تھوڑی دیر بعد سبزی منڈی لاہور سے راجہ وقار صاحب آ گئے، آپ نے فرمایا لاہور میں ایک مولوی بشیر احمد جو (نعرہ) کے نام سے مشہور، ملتان کا رہائشی اور اوقاف کی مسجد کا امام تھا، میں نے اس سے پوچھا تم محکمہ اوقاف میں ملازم ہو اور ایک مسجد میں امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہو مگر مجھے تم اس مسجد میں کم ہی نظر آتے ہو، وہ کہنے لگا حضور میری مسجد کے باہر بھنگی بیٹھے ہوئے ہیں اور میرا ان کے ساتھ معاہدہ طے پا گیا ہے۔میاں صاحب نے پوچھا وہ کیا، مولوی نعرہ کہنے لگا میں ان کو تنگ نہیں کرتا وہ میری مدد کرتے ہیں جب بھی محکمہ اوقاف والوں کی ٹیم چیکنگ کے لئے آتی ہے وہ بھنگی کہہ دیتے ہیں مولوی صاحب ابھی جماعت پڑھا کر گئے ہیں۔ایک دفعہ محکمہ اوقاف والوں کی ٹیم منگل کے روز مسجد میں آ گئی، میں مسجد میں موجود نہ تھا، محکمہ والوں نے ان بھنگیوں سے پوچھا کہ مولوی صاحب کہاں ہیں تو وہ بھنگی کہنے لگے مولوی صاحب ابھی ابھی جمعہ کی نماز پڑھا کر گئے

Marfat.com

ہیں۔محکمہ اوقاف کی ٹیم نے کہا آج تو منگل ہے اور مولوی صاحب جمعہ کی نماز کیسے پڑھا کر گئے ہیں۔بھنگی بولے یہ ہمیں نہیں پتہ، ہم نے خود دیکھا ہے مولوی صاحب نے خود جماعت کرائی اور ابھی ابھی باہر گئے ہیں۔عشاء کی نماز کے بعد ماسٹر انور قمر شرقپوری تشریف لے آئے میاں صاحب سے کہا میرا بیٹا ڈرائیوروں میں سعودیہ چلا گیا ہے دعا فرمائیں اس کی مشکلات آسان ہو جائیں، میاں صاحب نے فرمایا سعودیہ کے حالات اب تبدیل ہو گئے ہیں، اب سعودیہ میں ڈیوٹی ٹائم کے بعد اقامہ کے بغیر آپ باہر نہیں جا سکتے۔اس سلسلہ میں سعودیہ میں ہونے والے چند ایک واقعات بھی سنائے، ایک شخص کی بیوی فوت ہو چکی تھی، وہ بازار سے کچھ سامان لینے کے لئے گیا، بچے چھوٹے تھے گھر کے باہر سے تالا لگا دیا تا کہ وہ باہر نہ نکل سکیں، بازار پہنچنے سے قبل پولیس والوں نے چیکنگ کی تو اس وقت اس کے پاس اقامہ موجود نہ تھا وہ اقامہ گھر بھول آیا تھا، پولیس والوں نے اس کو جیل میں بند کر دیا اس نے بڑی منت سماجت کی مگر پولیس والوں نے اس کی ایک نہ سنی، چھ دن بعد ایک افسر کو اس پر ترس آیا اس کو گھر جانے کی اجازت دی گھر پہنچا تو اس کے سارے بچے مر چکے تھے۔اسی طرح ایک آدمی ڈلیوری کیس میں اپنی بیوی کو ہسپتال لے کر گیا، بچوں کو گھر چھوڑ آیا اور باہر سے تالا لگا دیا تا کہ باہر نہ نکل سکیں، ہسپتال سے واپس آتے ہوئے پولیس کے ہتھے چڑھ گیا، جلدی جلدی میں وہ اقامہ گھر بھول گیا تھا پولیس والوں نے اس کو بھی جیل بھیج دیا، پانچ چھ دنوں بعد جب رہائی ملی ہسپتال میں بیوی اور گھر میں بچے فوت ہو چکے تھے۔میاں صاحب نے فرمایا اب تو سعودیہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھی جانا مشکل ہے۔میاں صاحب نے فرمایا میں ہر سال حج کے سلسلہ میں سعودی عرب جایا کرتا تھا ایک دفعہ شرقپور شریف کے حافظ برکت اور خان غلام خان حج کے لیے گئے میری وہاں ان سے ملاقات ہوگئی، مجھ سے جو ہو سکا میں نے ان کی خاطر مدارت کی، حج کے بعد واپس شرقپور شریف آئے تو حافظ برکت نے کہا ہم لوگ میاں صاحب کے مخالف تھے مگر پھر بھی میاں صاحب نے حج کے دوران ہم سے بہت اچھا سلوک کیا۔

پیر محمد بھٹی کا واقعہ

ماسٹر انور قمر شرقپوری کے جانے کے بعد میاں صاحب نے مجھے فرمایا، شرقپور شریف کا

Marfat.com

ایک پیر محمد بھٹی ہوا کرتا تھا جو "پیرے" کے نام سے مشہور تھا جو لاہور شہر میں ٹیکسی چلا کر اپنی گذر اوقات کرتا۔ ایک دن میں لاہور کے لیے روانہ ہوا تو راستے میں مجھے پیر محمد بھٹی مل گیا۔ اس نے مجھ سے کہا میاں صاحب بیٹھ جائیں میں بھی لاہور جا رہا ہوں، میں اس کے ساتھ لاہور آ گیا، اگلے دن پھر ایسے ہی ہوا، میرا معمول یہ تھا کہ میں صابن والا کارخانہ کے پاس سے گذر کر بڑا اڈہ لاریاں جایا کرتا تھا اور وہ مجھے راستے میں مل جاتا میں لاہور پہنچ کر لوہاری تھانہ اپنے دفتر کے قریب اتر جاتا شام سے پہلے میں واپس شرقپور شریف آ جاتا، تیسرے دن میں لاہور کے لئے نکلا تو پیر محمد بھٹی گاڑی لے کر آ گیا میاں صاحب آ جائیں اکٹھے ہی چلتے ہیں، لاہور پہنچ کر میں اس کو لے کر اپنے ایک دو کام کی غرض سے بھی ادھر اُدھر لے گیا، بعد میں میں نے اس سے کرایہ پوچھا تو وہ کہنے لگا میاں صاحب میں نے آپ سے پیسے نہیں لینے۔ میں نے کہا اس کا مطلب ہے کہ کل سے میں تمھاری گاڑی استعمال نہ کروں، بہر حال اس ٹیکسی کا کرایہ 50 پیسے فی کلومیٹر ہوا کرتا تھا، پیر محمد بھٹی کہنے لگا حضور میں آپ سے 25 پیسے فی کلومیٹر لے لیا کروں گا، مجھے بھی آسانی ہو گئی۔ میں صبح زائرین سے مل کر پیر محمد بھٹی کی ٹیکسی میں بیٹھ کر لاہور آ جاتا سارا دن وہ میرے ساتھ رہتا شام کو میں اس کے ساتھ شرقپور شریف واپس آ جاتا، اس طرح سے مجھے بھی فائدہ ہوا۔ یہ میاں شیر محمدؒ کا آستانہ ہے لوگ نذرانے کے طور پر آٹا چاول وغیرہ دیتے میں وہ پیر محمد بھٹی کو دے دیتا اس طرح کرایہ کے علاوہ اس کو بھی فائدہ ہوا، ایک دن لاہور جا رہے تھے پیر محمد بھٹی کہنے لگا شرقپور شریف کے نواح میں دس ایکڑ کا رقبہ -/3000 روپے میں فروخت ہو رہا ہے میاں صاحب وہ آپ لے لیں۔ میں نے اس سے کہا پیسے کس طرح ادا ہونگے۔ وہ کہنے لگا میاں صاحب پیسے آتے رہیں گے آپ بس وہ جگہ لے لیں۔ پیر محمد بھٹی کا شرقپور شریف میں کافی اثر و رسوخ تھا میں نے اس کو قسطوں میں تین ہزار روپے ادا کئے تھوڑے عرصہ بعد دربار شریف کے پچھلی طرف دس کنال کا رقبہ مبلغ -/4600 روپے میں لے کر دیا اس رقبہ پر اس نے -/300 روپے کمیشن بھی لی۔

مرنے کے بعد بھی ہونٹ کا ہلنا

16 فروری 2002ء: شام پانچ بجے ڈاکٹر ٹی اے شاہ کو چیک کرانے ان کے کلینک چلے گئے ڈاکٹر خالد اور افتخار باورچی ساتھ تھے۔ ڈاکٹر ٹی اے شاہ نے قبلہ میاں صاحب کو چیک

Marfat.com

کرنے کے بعد کہا کہ الحمدللہ زخم اب بہتر ہے۔ چیک کرانے کے بعد واپس شرقپور شریف آ گئے رات سونے سے قبل میاں صاحب فرمانے لگے میاں خلیل احمد کی والدہ کے عزیز میاں برکت علی صاحب لاہور کی اہلیہ فوت ہوگئی مرنے کے بعد بھی ان کے ہونٹ ہلتے تھے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں۔ میں نے میاں صاحب سے پوچھا ہونٹ زیادہ ہلتے تھے یا کم میاں صاحب ہنس کر بولے زیادہ ہلتے تھے یا کم ہلتے تو تھے نا۔

حاجی عبدالرحمٰن کا واقعہ

17 فروری 2002ء: فجر کی نماز سے قبل میاں صاحب مجھے فرمانے لگے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کے ایک خلیفہ عبدالرحمٰن تھے ان کا مزار اقدس بستی چراغ شاہ قصور میں ہے، اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے اور بھی خلفاء تھے مگر حاجی عبدالرحمٰن کا کچھ اور ہی مقام تھا وہ زیادہ عرصہ شرقپور شریف میں ہی رہے۔ ایک دفعہ انہوں نے اعلیٰ حضرت سے حج کے لیے اجازت طلب کی۔ آپؒ نے اجازت دے دی اور ساتھ نصیحت کی کسی سے لڑنا جھگڑنا نہیں۔ حاجی عبدالرحمٰن حج کے لیے روانہ ہو گئے مکہ مکرمہ کے بدوؤں نے آپ کو لوٹ لیا یہاں تک کہ آپ کے تمام کپڑے بھی اتروا لیے۔ آپ الف ننگے ہو گئے انہوں نے شریعت کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اوپر ریت ڈال کر جسم کو ڈھانپ لیا۔ اعلیٰ حضرت سرکار کی نصیحت کو یاد رکھا کہ کسی سے لڑنا نہیں، بھوک پیاس اور پریشانی کے عالم میں آپ کو نیند کا غلبہ سا ہوا خواب میں دیکھتے ہیں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمدؒ تشریف لا کر فرماتے ہیں وہ ساتھ ندی ہے وہاں جا کر پانی پی لو انہوں نے اپنی پیاس بجھائی اور اتنے میں وہ بدو بھی آ گئے انہوں نے حاجی عبدالرحمٰن سے معافی مانگی اور ان کے کپڑے واپس کر دیے، آپ حج کے لیے روانہ ہو گئے۔ میاں صاحب فرماتے ہیں شرقپور شریف میں وہ ایک مسجد میں رہا کرتے تھے آخری وقت میں ان کو فالج ہو گیا تھا فالج کے بعد دین محمد صاحب نے ان کی بہت خدمت کی تھی۔ فالج کے باوجود وہ سہارا لیکر کھڑے ہو جاتے اور مجھے اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے، آہستہ آہستہ مسجد کا چکر لگاتے، والد گرامی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوریؒ نے ان کی وفات سے دو تین سال قبل ان کو قصور بھیج دیا تھا۔ وہیں ان کا مزار اقدس ہے اور ہر سال بڑی شان سے ان کا عرس منایا جاتا ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر طاہر ہارون سے چیک اپ

18 فروری 2002ء: آجکل میاں صاحب کے جسم پر سوزش اور پھنسیاں بن گئی تھیں اس سلسلہ میں جلد (skin) کے ماہر ڈاکٹر طاہر ہارون کو چیک کرایا غلام رسول (مینیجر حرفاان ہوٹل) کی معرفت ہماری باری جلدی آ گئی، ڈاکٹر صاحب نے کچھ ادویات اور مرہم وغیرہ استعمال کرنے کو کہا۔ ڈاکٹر صاحب سے چیک کرانے کے بعد میاں صاحب واپس شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے، راستے میں آپ اس شعر کو بار بار پڑھتے:

تیر لگا جا باز تائیں، گھگی رہی نروئی
مارن والے موئے محمد قدرت رب دی ہوئی

(میاں محمد بخش صاحبؒ)

دارالمبلغین میں کمپیوٹر کی تعلیم

27 فروری 2002ء: کی صبح ساڑھے تین بجے میاں صاحب کو وضو کرایا خود بھی کیا نماز ادا کرنے کے بعد میاں صاحب نے فرمایا ایک ہفتے کے اندر دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ میں کمپیوٹر لے آنا تاکہ مدرسے کے بچوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی جاسکے۔

رائے ونڈ اجتماع میں سٹیکر تقسیم کرنا

28 فروری 2002ء: قبلہ میاں صاحب سارا سال حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کے مکتوبات میں سے نماز کے متعلق سٹیکر چھپواتے جو پاکستان بھر میں لگائے اور تقسیم کیے جاتے تھے۔ مجھے بھی میاں صاحب نے پانچ ہزار کے قریب سٹیکر دیے تاکہ اس کو مختلف جگہوں پر لگایا جاسکے۔ آج جلیانہ روڈ میں چوہدری محمد حیات صاحب کے بیٹے محمد حق نواز کی شادی تھی، حاجی محمد حیات صاحب نے مجھے بھی دعوت دے رکھی تھی۔ میں امام علی اور رانا ندیم شہزاد کو ساتھ لے کر اپنی گاڑی میں شادی میں شرکت کے لیے چلا گیا۔ میرا پروگرام یہی تھا شادی

Marfat.com

کے بعد ہم تینوں رائے ونڈ اجتماع میں ان سٹیکروں کو چسپاں کریں گے۔ شادی سے فارغ ہو کر ہم تینوں ساڑھے چار بجے کے قریب رائے ونڈ اجتماع میں پہنچ گئے۔ اجتماع بہت بڑا تھا گاڑی بسوں کے درمیان پارک کی اور سٹیکر لے کر ہم بسوں پر چسپاں کرنے لگے۔ بسوں پر سٹیکر لگاتے لگاتے ہم تینوں ایک دوسرے سے بہت دور نکل گئے۔ پچیس سے تیس بسوں پر سٹیکر لگانے کے بعد مجھے تھوڑی دیر اجتماع کا پنڈال نظر آیا۔ میرے دل میں خیال آیا کیوں نہ پنڈال میں جا کر اس سٹیکر کو دور دراز سے آنے والے لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ باقی دونوں ساتھی کسی اور طرف نکل گئے تھے اس لیے میں ان سے مشورہ نہ کر سکا اور سٹیج سے تھوڑی دور مین راستے پر کھڑا ہو کر سٹیکر تقسیم کرنے لگا ابھی میں نے دس سے پندرہ کے قریب سٹیکر تقسیم کیے ہو نگے کہ ایک شخص نے میرے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا یہ لٹریچر ادھر تقسیم نہ کرو۔ میں نے اس سے پوچھا کیوں؟ وہ کہنے لگا تمہیں جو کہا بس وہ کرو۔ میں نے اس شخص سے بحث کرنا مناسب نہ سمجھا اور اسی راستے پر تھوڑا سا آگے جا کر سٹیکر پھر تقسیم کرنا شروع کر دیے۔ چند منٹ بعد آٹھ سے دس افراد آئے مجھے گھیرے میں لے کر کہنے لگے چلو تمہیں اپنے امیر کے پاس لے کر جانا ہے۔ وہ مجھے پکڑ کر ایک شامیانے کے نیچے بیٹھے ہوئے سفید داڑھی والے بزرگ کے پاس لے گئے۔ میں نے سٹیکر ان کو دکھایا انہوں نے سٹیکر کو بغور پڑھا، چند منٹ بعد کہنے لگے تم اس کو ادھر تقسیم نہ کرو۔ میں نے کہا اس میں لکھا ہوا ہے "بندے کو اپنے رب سے زیادہ قرب نماز میں ہوتا ہے"، اس میں کون سی ایسی اعتراض والی بات ہے۔ وہ بزرگ کہنے لگے ہم صرف اپنی جماعت کا ہی لٹریچر ادھر تقسیم کرنے دیتے ہیں۔ میں نے کہا کیا یہ سٹیکر اسلام سے ہٹ کر ہے یا آپ کی جماعت۔ اس پر وہ بزرگ ذرا غصے میں کہنے لگے تمہیں ایک مرتبہ بتا دیا ہے اس پر مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں وہاں سے اٹھ کر شامیانے سے باہر آیا تو لوگوں کے ایک کثیر ہجوم نے مجھے گھیرے میں لے لیا، کوئی مجھ سے سٹیکر چھینے، کوئی مجھے میرے گریبان سے پکڑ کر کھینچے اور کوئی بیہودہ طریقے سے بات کرے، خیر دس سے پندرہ منٹ تک مجھے خوار کرتے رہے مگر میں نے سٹیکر ان کے ہاتھ نہ لگنے دیے۔ چند ہی منٹوں میں لوگوں کی بہت بڑی تعداد میرے اردگرد اکٹھی ہو چکی تھی۔ ایک شخص نے باآواز بلند کہا اس کو پکڑ کر اجتماع کی حدود سے باہر چھوڑ آؤ۔ تین سے چار آدمی مجھے پکڑ کر اجتماع سے باہر نکال لائے جیسے کسی کو شہر بدر یا ملک بدر کیا جاتا ہے۔ ایک گھنٹہ تک میں اپنی گاڑی والی جگہ کو ڈھونڈتا رہا خیر رات ساڑھے سات بجے کے

Marfat.com

قریب میں اپنی گاڑی کے پاس پہنچا۔ امام علی اور رانا ندیم بہت پریشان تھے مجھے دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا اور میری حالت دیکھ کر پریشان بھی ہوئے۔ بہر حال وہاں سے نکل کر ہم گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں اپنے ساتھ ہونے والے واقعہ کو سنایا۔ اگلے روز قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا گزشتہ روز ہونے والے واقعہ کے متعلق آگاہ کیا۔ آپ نے مجھے اجتماع میں جا کر آئندہ ایسی غلطی کرنے سے منع فرمایا۔

میاں صاحب کی جوتی چوری ہو گئی

یکم مارچ 2002ء: آج میاں صاحب نے بچوں میں تقسیم کرنے کے لیے تین من مٹھائی کا آرڈر دیا شام کو اتراء (خوشاب) سے ظفر صاحب تشریف لائے وہ مسجد میں نماز پڑھنے گئے تو ان کی جوتی چرالی گئی۔ میں نے میاں صاحب سے عرض کیا تو میاں صاحب نے فرمایا گھبراؤ نہیں تمہیں اس سے اچھی جوتی مل جائے گی، میاں صاحب نے فرمایا شاہ عالم مارکیٹ اور لوہاری بازار (لاہور) کے درمیان ایک غلام غوث نام کی مسجد تھی، گرمیوں کے دن تھے۔ میں آرام کی غرض سے مسجد چلا گیا، میں نے اپنی جوتی ایک ڈبے میں رکھی اور آرام کی غرض سے لیٹ گیا۔ میری نظر مسجد کے ایک کونے میں بیٹھے شخص پر پڑی محسوس ہوا کہ یہ آدمی جوتی چور ہے۔ میں نے سوچا یہ شخص جائے گا تو آرام کروں گا مگر تھکاوٹ کی وجہ سے میری آنکھ لگ گئی۔ جب آنکھ کھلی تو وہ شخص میری جوتی سمیت غائب تھا، بہر حال ننگے پاؤں لوہاری بازار آیا، سڑک گرم ہونے کی وجہ سے میرے پاؤں بھی جلے، مجبوری کے تحت باٹا کی دکان سے -/30 روپے کی جوتی خریدی۔ اس قسم کی جوتی میں نے آج تک نہیں پہنی تھی، آپ نے فرمایا مسافر کو تین باتوں کا دھیان رکھنا چاہیے، ایک اس کو بے وقت کھانے کا عادی ہو، دوم زمین پر سونے کا عادی ہو اور سوم جب سوئے تو اپنی جوتی سر کے نیچے رکھ کر سوئے۔ میاں صاحب نے فرمایا میرے پاس ایک حافظ صاحب میاں شیر محمد صاحبؒ کے عرس پر آیا کرتے تھے، ایک دن وہ میرے پاس آئے انہوں نے اپنی جوتی بغل میں دبائی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا حافظ صاحب یہ کیا ہے انہوں نے مجھے یہ شعر پڑھ کر سنایا:

جے جاناں مسافری تین گل بن لے پلے
ویلے کو ویلے کھاوناں، بھوئیں تے سونا تے سر دے ہیٹھ کھلے

Marfat.com

اس واقعہ کے بعد میاں صاحب نے مجھے اور ماسٹر احمد علی کو اسلامی کیلنڈر کا ڈیزائن تیار کروانے کو فرمایا۔

لائبریری میں پر تکلف دعوت

3 مارچ 2002ء: تین من مٹھائی کے تقریباً گیارہ سو ڈبے بنے جن کو تقسیم کرنے کے لیے حاجی محمد حیات اور ماسٹر احمد علی کو لاہور جامعہ نعیمیہ اور جامعہ نظامیہ بھیج دیا تاکہ وہ مٹھائی بچوں میں تقسیم کر دیں، 10 بجے کے قریب قائم مقام چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی محمد صدیق، سید جمیل احمد رضوی صاحب (ریٹائرڈ چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی، لاہور) اور چوہدری محمد حنیف صاحب ڈپٹی لائبریرین تشریف لائے۔ میاں صاحب نے ان کی ایک پر تکلف دعوت کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ ملک صدیق صاحب نے میاں صاحب سے پوچھا آپ کی طبعیت کیسی ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا بلڈ پریشر 20 سال سے ہے، اگست میں بے ہوش ہو گیا تھا، پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں دو ہفتے تک داخل رہا۔ گردوں اور دانتوں کی تکلیف کے بعد اب بھکندر کی تکلیف ہو گئی ہے۔ ایک ڈاکٹر نے کہا اس عمر میں آپریشن نہ کروائیں، مگر 5 فروری 2002ء کو اس کا آپریشن ہوا۔ اب علاج ہو رہا ہے زخم ابھی تک پوری طرح مندمل نہیں ہوا۔

پھر آپ نے سید جمیل احمد رضوی صاحب سے لغات القرآن اور فہرست سازی کے متعلق پوچھا، شاہ صاحب نے فرمایا پوری کوشش کر رہے ہیں کہ یہ کام جلد ختم ہو جائے۔ اشاریہ سازی کا کام بھی شروع کر دیا ہے، تھوڑی دیر بعد آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے، چند منٹ بعد تمام مہمانان گرامی بھی آ گئے، کھانے کے دوران آپ نے چند ایک واقعات بھی سنائے:

حکیم عبدالمجید عتیقی کا واقعہ

آپ نے فرمایا ایک نابینا شخص جس کا نام حکیم عبدالمجید عتیقی تھا اعلیٰ حضرت سرکار کو ملنے آیا، تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ نے اپنے ایک خادم کو حکم دیا کہ حکیم صاحب کو بس کی اگلی سیٹ پر بٹھا دینا، اس خادم نے اعلیٰ حضرتؒ کے حکم کے مطابق حکیم صاحب کو اگلی سیٹ پر بٹھا دیا، بس چلنے سے چند منٹ پہلے تھانیدار آ گیا بس کے عملے نے حکیم صاحب کو پچھلی

Marfat.com

سیٹ پر بیٹھنے کو کہا تا کہ تھانیدار اگلی سیٹ پر بیٹھ سکے مگر حکیم صاحب ٹس سے مس نہ ہوئے۔ بہر حال بس کے عملے نے زبردستی حکیم صاحب کو پچھلی سیٹ پر بٹھانے کی کوشش کی جس پر وہ ناراض ہو کر بس سے نیچے اتر گئے، جب ڈرائیور بس سٹارٹ کرنے کے بعد روانہ ہونے لگا تو اس کا ٹائر پھٹ گیا، بس کے عملے نے ٹائر بدل کر دوسرا ٹائر نصب کیا مگر وہ بھی پھٹ گیا، دوسری دفعہ ٹائر بدلنے کے بعد جب بس روانہ ہونے لگی اس کا تیسرا ٹائر بھی پھٹ گیا، بس کا عملہ اور وہ تھانیدار بڑے شرمندہ ہوئے انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ انہوں نے بڑی منت سماجت کی کہ حکیم صاحب بس میں سوار ہو کر آگے بیٹھ جائیں مگر حکیم صاحب اب بضد ہوئے کہ میں نے اس بس میں سوار ہی نہیں ہونا، ادھر اعلیٰ حضرت سرکارؒ کو اپنے کشف سے یہ بات معلوم ہو گئی۔ انہوں نے ایک خادم کو اڈہ کی طرف روانہ کر دیا اور حکیم صاحب کو بس کی اگلی سیٹ پر بیٹھنے کا کہا، حکیم صاحب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری صاحبؒ کے ارشاد پر اگلی سیٹ پر بیٹھ گئے، بس روانہ ہوئی اور اپنی منزل مقصود پر صحیح سلامت پہنچ گئی۔

اے۔ کے بروہی کا واقعہ

اے۔ کے بروہی صاحب کا واقعہ سنایا کہ وہ لندن میں پڑھنے کے لیے گئے۔ وہاں لوگ ملازمت کرتے ہیں اور پڑھائی بھی جاری رکھتے ہیں' کیوں کہ پیسے کی کمی محسوس ہوتی ہے۔ اخبار میں فرانسیسی پڑھانے کے لیے ٹیوشن کا اشتہار آیا، اے۔ کے بروہی صاحب نے کہا کہ میں پڑھاؤں گا۔ ان کے دوستوں نے کہا کہ تم نے تو فرانسیسی نہیں پڑھی۔ انہوں نے کہا میں خود پڑھنا شروع کر دیتا ہوں اور جا کر بچوں کو پڑھا دیا کروں گا۔

میاں صاحب نے ''حصول پاکستان'' جیسی کتابوں کے بارے میں پوچھا تو سید جمیل احمد رضوی صاحب نے کہا ''تحریک پاکستان'' کے متعلق کتب لائبریری میں موجود ہیں، میاں صاحب نے فرمایا ملک صدیق صاحب سے پڑھنے کے لیے ایسی کتابیں مستعار لیں گے۔

فیروز گاڑی بان کا واقعہ

پھر میاں صاحب نے فیروز (گاڑی بان) کا واقعہ سنایا کہ فیروز شرقپور شریف کا رہنے

Marfat.com

والا تھا لاہور سے بیل گاڑی پر سامان لایا کرتا تھا اس کے پاس لوہے کی کڑاہی نما ایک برتن تھا اس سے وہ مختلف کام لیتا تھا۔ اس میں آٹا گوندھ لیتا' آٹے کو چادر میں ڈال لیتا' کڑاہی کو الٹا کر کے آگ پر رکھ دیتا اور روٹی پکا لیتا' پھر اسی میں بیل کے لیے چارہ بھی تیار کر لیتا اور بیل کے آگے رکھ دیتا۔ اس طرح وہ ایک چیز سے کئی کام لے لیتا تھا۔

اعلیٰ حضرت کا حکم نہ ماننا

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ لوگ آپ کے پاس آیا کرتے تھے پہلے تو کہہ دیتے کہ ہم آج ٹھہر جاتے ہیں۔ بعد میں انہیں اپنے کام یاد آ جاتے۔ اسی طرح ایک صاحب حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ سے ملنے کے لیے آئے۔ میاں صاحب نے کہا کہ آج رات ٹھہر جاؤ۔ اس نے کہا میں نے کھیت کو پانی لگانا ہے۔ میاں صاحبؒ نے کہا ٹھہر جاؤ نہر تو کبھی بند بھی ہو جاتی ہے لیکن اس نے اصرار کیا اور چل دیا۔ جب وہ نہر پر پہنچا تو وہ واقعتاً بند تھی۔ پھر اس کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی بات نہ ماننے کا افسوس ہوا۔

حکیم علی احمد نیر واسطی کا واقعہ

اس کے بعد میاں صاحب نے حکیم علی احمد نیرؔ واسطی صاحب کا واقعہ سنایا کہ وہ اکثر ازراہ عقیدت اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے پاس آیا کرتے تھے، اعلیٰ حضرت نے ان کو ایک پگڑی اور ایک کلاہ دیا تھا۔ انہوں نے ان دونوں کو بہت احترام کے ساتھ رکھا۔ اس طرح سے ان کے مطب میں مریضوں کی لائنیں لگی رہتی تھیں۔ ایک اور حکیم صاحب (غالباً حکیم ظفریاب) کو بھی اعلیٰ حضرت سرکارؒ نے یہی دو چیزیں دی تھیں مگر انہوں نے ان کی قدر نہ کی۔ جب حکیم نیرؔ واسطی صاحب کے کام کو دیکھا تو وہ پھر شرقپور شریف آئے۔ اس وقت اعلیٰ حضرتؒ کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کا زمانہ تھا۔ انہوں نے ثانی صاحبؒ کو یہ واقعہ سنایا اور خیال کیا کہ شاید مجھے پھر سے پگڑی اور کلاہ دوبارہ مل جائے۔ مگر حضرت ثانی صاحبؒ نے فرمایا وہ تو اعلیٰ حضرت سرکارؒ کا ہی کام تھا۔

Marfat.com

بیل کے ماتھے پر اسم محمد ﷺ

ظہر کی نماز کے بعد مہمانوں نے میاں صاحب سے اجازت لی، باہر صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری اور صاحبزادہ میاں ابوبکر شرقپوری صاحب تشریف فرما تھے صاحبزادگان سے مہمانوں کا تعارف کرایا، چند منٹ رکنے کے بعد دربار شریف حاضری دی، کنوئیں پر بیل (جس کے ماتھے پر اسم محمد ﷺ قدرتاً لکھا ہوا تھا) میں نے مہمانوں کو دکھایا، وہاں سے مہمان لاہور کے لئے روانہ ہوگئے۔ اس میٹنگ میں جناب ذوالفقار علی (فتح گڑھ) بھی موجود تھے، ملاقات کے یہ واقعات جناب سید جمیل احمد رضوی صاحب کی کتاب ''فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں)'' میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔

حکیم مقبول احمد ملک سے ملاقات

6 مارچ 2002ء: کو یونیورسٹی سے فارغ ہو کر رات نو بجے شرقپور شریف پہنچا۔ میاں صاحب کے پاس مقبول احمد ملک نامی ایک حکیم تشریف فرما تھے، مقبول احمد ملک 56 اتحاد کالونی علامہ اقبال ٹاؤن سے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے ایک نسخہ میاں صاحب کو استعمال کرنے کو کہا، میاں صاحب نے مجھے وہ نسخہ نوٹ کرنے کو فرمایا:

> نسخہ: کدو کو ریت میں دبا کر ہلکی آنچ پر بھون لیں جب کدو کے نچلے حصے کی رنگت تبدیل ہو جائے تو کدو کو پلٹا لیں۔ دوبارہ کدو کو آنچ دیں جب کدو نرم پڑ جائے تو مشین میں ڈال کر اس کا جوس نکال لیں اس جوس کے ایک دو چمچ روزانہ استعمال کریں۔

دارالمبلغین میں کمپیوٹروں کی خریداری

7 مارچ بروز جمعرات 2002ء: حاجی خوشی محمد کی گاڑی میں تین عدد کمپیوٹر رکھوا کر شرقپور شریف آ گیا، میاں صاحب نے ان کمپیوٹروں کو دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ میں بروز اتوار کو انسٹال کرنے کو فرمایا تاکہ مدرسے کے بچوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کی بھی تعلیم دی جا سکے۔

Marfat.com

شرقپور شریف میں جماعت کی آمد

8 مارچ 2002ء، بروز جمعہ: آج شرقپور شریف میں جماعت آئی ہوئی تھی میں نے میاں صاحب سے اس جماعت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ جماعت سیالکوٹ سے پیدل روانہ ہو کر شیر گڑھ پہنچتی ہے، جہاں حضرت داؤد بندگیؒ کا مزار اقدس ہے، اسلام کی تبلیغ کے لیے اس جماعت کو حضرت داؤد بندگیؒ نے شروع کیا تھا، سکھ حضرات مسلمانوں کے سخت مخالف ہیں مگر وہ بڑی عقیدت کے ساتھ حضرت داؤد بندگیؒ کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔ حضرت داؤد بندگیؒ 27 رمضان المبارک 919ھ کو موضع سیت پور ضلع ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت سے قبل ہی آپ کے والد گرامی وفات پا گئے، پیدائش سے چند برس بعد والدہ محترمہ بھی انتقال کر گئیں۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے سلسلہ قادریہ کے شیخ حضرت محمود حامد گیلانی کے دست حق پر بیعت کی اور ان ہی سے خلافت پا کر شیر گڑھ میں مستقل قیام کیا، آپ نے ہزاروں غیر مسلموں کو اسلام کی دولت سے مالا مال کیا، آپ 972ھ میں اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔

فجر کی نماز اور ناشتہ کرنے کے بعد ساہیوال سے حاجی اقبال صاحب آ گئے، میاں صاحب کافی دیر ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو کرتے رہے۔

میاں صاحب خوش ہوئے

10 مارچ بروز اتوار: ذوالفقار علی (فتح گڑھ) کے ہمراہ تینوں کمپیوٹر مدرسہ دارالمبلغین حضرت میاں صاحب میں میاں صاحب کے کمرہ میں رکھ دیے، تمام کمپیوٹرز میں اردو کمپوزنگ اور انگریزی کمپوزنگ کے سافٹ ویئر انسٹال کیے تاکہ مدرسہ کے بچوں کو اردو اور انگریزی کی کمپوزنگ سکھائی جا سکے۔ تھوڑی دیر بعد میاں صاحب بھی مدرسہ آ گئے آپ کو تینوں کمپیوٹر چلا کر دکھائے، آپ بہت خوش ہوئے، اس خادم اور ذوالفقار علی کو کافی دیر دعائیں دیتے رہے اور ساتھ یہ شعر بھی بار بار پڑھا:

دو موتوں سے پوت بنا نام رکھا پوت
کرم کرے تو بھلا بھلا ورنہ موت کا موت

Marfat.com

کتابوں کو پھاڑ کر تین حصوں میں تقسیم کیا گیا

13 مارچ 2002ء: صبح یونیورسٹی روانہ ہونے لگا تو میاں صاحب نے فرمایا یہ بہت اچھا فیصلہ ہے کہ ہم نے تمام کتب پنجاب یونیورسٹی کو بطور عطیہ دے دی ہیں، کیونکہ بعد میں پتہ نہیں کیا حالات ہوتے، اسی سلسلہ میں میاں صاحب نے ایک واقعہ بھی سنایا کہ بیربل شریف میں ایک غلام مرتضےٰ ملک بزرگ تھے جو بڑے ذی علم اور کتاب شناس تھے۔ ان کے پاس بھی کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے تینوں بیٹوں نے ہر کتاب کے تین حصے کر کے آپس میں ذخیرے کو تقسیم کیا۔ اس طرح ان کا ایک نادر کتابوں کا ذخیرہ ضائع ہو گیا۔ میں یہ واقعہ سننے کے بعد حسب معمول فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی تیاری کے سلسلہ میں پنجاب یونیورسٹی روانہ ہو گیا۔

جیب کٹ گئی

آج تقریباً چار ماہ ہو گئے تھے، مغرب کی نماز کے بعد میں یونیورسٹی سے فارغ ہو کر شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوا تو حضرت داتا صاحب شرقپور شریف والے سٹاپ پر بہت رش تھا بڑی دیر بعد ایک ویگن آتی اور چند سیکنڈ میں سواریوں سے بھر جاتی۔ رات ساڑھے آٹھ بجے کے بعد ایک ویگن آئی میں بھی ایسے تیسے کر کے گاڑی میں سوار ہو گیا سیٹ تو نہ ملی مگر کھڑے ہونے کی جگہ مل گئی۔ شاہدرہ کے قریب کنڈیکٹر نے کرایہ مانگا تو میں نے شلوار کی جیب میں ہاتھ ڈالا تو پتہ چلا کہ میری جیب کسی نے کاٹ لی ہے، جیب میں چھ سو روپے تھے، میں نے شور مچانا مناسب نہ سمجھا۔ میری قمیص کی اوپر والی جیب میں سات روپے تھے مگر لاہور سے شرقپور شریف کا کرایہ دس روپے تھا، کرایہ پورا نہ تھا، اتوار کے روز جب کمپیوٹر فٹ کئے تو میاں صاحب نے خوش ہو کر مجھے چار روپے (سکوں کی شکل میں) بطور انعام دیے وہ میں نے اپنے بٹوے میں تبرک اور انعام سمجھ کر رکھ لئے تھے، اب کرایہ پورا کرنے کے لئے میں نے وہ سکے نکال کر کرایہ پورا کیا، آخر کار رات دس بجے کے قریب میں شرقپور شریف پہنچ گیا جیسے ہی میں میاں صاحب کے کمرہ میں داخل ہوا میاں صاحب نے مجھے دیکھ کر یہ شعر سنایا:

Marfat.com

رب ساڈا کرم کریسی گلیاں اکسن مینا
بوہ والے شرمندہ ہوسن عیشاں کرسی ٹھینا

بابا جٹ سے طویل گفتگو

15 مارچ 2002ء: صبح ماسٹر احمد علی صاحب اور حاجی محمد حیات کو میاں صاحب نے لاہور سعید احمد صدیقی صاحب کے پاس کچھ دستاویزات کو کمپیوٹر سے کمپوز کروا کر پرنٹ لانے کو فرمایا اور خود بابا جٹ (شرقپور شریف کے نواحی علاقے کا رہائشی، اکثر میاں صاحب سے ملاقات کے لیے حاضر ہوتا) کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئے، بابا جٹ ایک سادہ طبیعت کا آدمی تھا۔ میاں صاحب بڑی دیر تک اس کے ساتھ باتوں میں مصروف رہے۔ میاں صاحب نے منڈی یزمان آٹھ چک ضلع بہاولپور میں مدرسہ جامع البنات شیر ربانی کے قیام کے متعلق بھی بابا جٹ اور ماسٹر احمد علی کے بیٹے ڈاکٹر خالد کو بتایا، یہاں ایک چھوٹی سی مسجد ہوا کرتی تھی جس میں بمشکل پانچ سات آدمی نماز ادا کر سکتے تھے، اس مسجد میں دیوبندیوں کا قبضہ تھا۔ ان کے مہتمم نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ تقریر کرنا چاہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ میں مسجد میں گیا پانچ منٹ ٹھہرا وہاں دل نہ لگا فوراً واپس آ گیا میں نے چند ایک عقیدت مندوں کو اکٹھا کیا اپنے ہی ایک عقیدت مند کے خالی پلاٹ پر درود شریف پڑھ کر اذان دی، نماز ادا کی۔ نماز کے بعد ایک شخص نے مسجد اور مدرسہ کے لیے دو کنال کا رقبہ بطور عطیہ دے دیا، یہاں مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور اپنی نگرانی میں تعمیر کا کام شروع کروایا، دن کا کچھ حصہ بہاولپور میں گزارتا اور پھر واپس شرقپور شریف زائرین سے ملنے آ جاتا، اگلے روز میں پھر صبح بہاولپور پہنچ جاتا، عملہ سمجھتا شاید میاں صاحب ادھر ہی ہیں۔ جب تک مسجد کی تعمیر مکمل نہ ہو گئی تب تک میں بہاولپور چکر لگاتا ہی رہا۔

میاں صاحب شرقپور شریف میں ایک فری ڈسپنسری کا قیام عمل میں لانا چاہتے تھے، آپ کا خیال تھا اس ڈسپنسری میں ایکسرے، ای سی جی، آلہ بلڈ پریشر و دیگر آلات موجود ہوں جس سے نادار اور مفلس افراد استفادہ کر سکیں۔ آپ نے فرمایا جب شرقپور شریف میں سیلاب آیا تو میں نے حکیم نیر واسطی کے ساتھ مل کر 1973ء میں ایک میڈیکل کیمپ لگایا تھا جو ڈیڑھ ماہ جاری رہا۔ اس میں طبیہ کالج کے زیر تعلیم طلبہ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اس میں روزانہ ایک ہزار تک مریض

Marfat.com

چیک کیے جاتے اور ان کو فری ادویات مہیا کی جاتیں۔

دارالمبلغین کی سالانہ رجسٹریشن

16 مارچ 2002ء: میاں صاحب نے ماسٹر احمد علی شرقپوری، حاجی محمد حیات اور مجھے دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ کی سالانہ رجسٹریشن کا کلیئرنس سرٹیفکیٹ لینے کے لیے شیخوپورہ روانہ کردیا، رجسٹریشن سے فارغ ہو کر میں پنجاب یونیورسٹی لاہور آ گیا، عصر کے بعد ذوالفقار علی کے ہمراہ حاجی اسلم سے سوٹ اور حاجی انعام اللہ (سانده) سے تیار کیا ہوا کھانا لے کر موٹر بائیک پر شرقپور شریف آ گئے، کراچی سے معین بھائی شرقپور شریف آئے ہوئے تھے۔ میاں صاحب نے ان کو کھانا کھلایا، کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے میاں صاحب سے عرض کیا، ذوالفقار علی (فتح گڑھ) کی والدہ کی طبیعت خراب ہے جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان ہے، میاں صاحب نے اس کی والدہ کی صحت یابی کے لیے دعا فرمائی۔

مولوی غلام رسول سے ملاقات

18 مارچ 2002ء: آج میری طبیعت خراب تھی، سارے جسم میں درد اور بخار بھی محسوس ہو رہا تھا، ناشتہ کرنے کے بعد یونیورسٹی چلا گیا، طبیعت سنبھل نہ سکی میں ساڑھے تین بجے ہی شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گیا، مغرب کی نماز کے بعد ماسٹر عظمت کے ساتھ ڈاکٹر صاحب کے پاس دوائی لینے چلا گیا، رات کو میاں صاحب نے ظفر (مونا مانیکا) کو بھی اپنے کمرہ میں بلا لیا تا کہ وہ میاں صاحب کو اٹھانے اور بٹھانے میں مدد کر سکے، اگلی صبح ناشتے کرنے کے بعد دوائی کھا کر میں لنگر خانے میں آرام کرنے لیٹ گیا، دس بجے کے قریب میری آنکھ کھلی تو اشفاق پٹواری نے کہا میاں صاحب بلا رہے ہیں، میاں صاحب نے فرمایا تمھاری طبیعت خراب ہے یہاں ہر وقت لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے، ہو سکتا ہے تمہیں یہاں صحیح آرام میسر نہ ہو، لہٰذا تم گھر چلے جاؤ، میں نے عرض کیا ابھی آپ کا زخم بالکل ٹھیک نہیں ہوا لہٰذا میں ابھی آپ کے پاس ہی رہوں گا۔ قبلہ میاں صاحب نے میری بات سن کر بہت دعائیں دیں۔ بارہ بجے کے بعد مولوی غلام رسول (چکسواری والے) اپنے ایک مدرس کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے میاں

Marfat.com

صاحب نے پہلے کھانے سے ان کی تواضع کی، دو بجے دارالمبلغین حضرت میاں صاحب چلے گئے جہاں میاں صاحب نے ان کے والد صوفی احمد یار کے ایصال ثواب کے لیے ایک محفل کا انعقاد کیا ہوا تھا، تلاوت قرآن پاک سے محفل کا آغاز ہوا، نعت خوانی کے بعد سلام اور بعد میں ختم شریف پڑھا گیا، حاضرین میں تبرک تقسیم کرنے کے بعد میاں صاحب واپس گھر آ گئے، مولوی غلام رسول صاحب کے جانے کے ایک گھنٹہ بعد شیخوپورہ سے قاری فیاض صاحب تشریف لے آئے آپ کافی دیر ان سے محو گفتگو رہے۔

رات سونے سے پہلے بار بار یہ شعر پڑھتے رہے:

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

دیگر شہروں میں تبرک تقسیم

22 مارچ 2002ء: آج آپ نے مجھے اور ماسٹر عظمت کو تبرک تقسیم کرنے کے لیے چکوال، گجرات، سرائے عالمگیر اور اسلام آباد بھیجنا تھا، مگر بابا غفور اپنے بھائی کے ختم شریف پر اپنے گاؤں چلا گیا جس کی وجہ سے میاں صاحب نے ماسٹر عظمت، اشفاق پٹواری اور حاجی عبدالرؤف (موہلنوال) کو لنگر تقسیم کرنے کے لئے بھیج دیا۔

مولانا عبدالغفور صاحب کا واقعہ

5 اپریل 2002ء: میاں صاحب نے مولانا عبدالغفور صاحب (آزاد کشمیر) کے بارے میں بتایا کہ وہ بڑے پائے کے بزرگ گزرے ہیں۔ ایک دفعہ ان کے پاس سے ایک فقیر گزرا آپ تعظیماً کھڑے ہو گئے، وہ فقیر واپس آیا آپ پھر کھڑے ہو گئے، فقیر تیسری مرتبہ پھر گزرا آپ تیسری مرتبہ بھی کھڑے ہو گئے۔ حاضرین محفل نے پوچھا حضور اس فقیر میں کون سی ایسی بات ہے کہ اس کے گزرنے پر آپ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مولانا عبدالغفور صاحب نے فرمایا یہ فقیر حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اولاد پاک میں سے ہے اس لئے میں تعظیماً کھڑا ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جو لوگ ادب کرتے ہیں وہ ضرور ترقی کرتے ہیں۔

Marfat.com

میاں صاحب کی بائیں ٹانگ میں شدید درد

8اپریل2002ء: میاں صاحب تقریباً پندرہ دنوں سے سونہیں رہے تھے روزانہ رات ایک ڈیڑھ بجے اٹھ جاتے اور مطالعہ کرتے رہتے۔ آج صبح ناشتے سے پہلے آپ نے فرمایا میری بائیں ٹانگ میں شدید درد ہے ڈاکٹر خالد کو بلاؤ، تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر خالد آ گئے۔ میاں صاحب کو چیک کرنے کے بعد دوائی بھی دی۔

صاحبزادہ میاں صالح کی اپنے استاد کو نصیحت

9اپریل2002ء: میاں صاحب نے فرمایا بعض اوقات چھوٹے بچے سے بھی ایسی بات ہو جاتی ہے جس کو بڑے نظرانداز کر دیتے ہیں۔ میاں خلیل احمد شرقپوریؒ کے چھوٹے بیٹے میاں صالح جن کی عمر ابھی تقریباً آٹھ برس ہے انہوں نے اپنے استاد ماسٹر شرافت سے کہا ہے کہ آپ سکول میں لڑکیوں والے حصے میں نہ جایا کریں۔ آپ نے فرمایا ماسٹر شرافت تو بچے اور بچیوں دونوں کا استاد ہے مگر میاں صالح نے بات بالکل ٹھیک کی ہے۔

بغیر ٹکٹ کراچی کا ہوائی سفر

11اپریل2002ء: ماسٹر انور قمر شرقپوری نے حال ہی میں نقوش شرقپور کے نام سے ایک کتاب شائع کی تھی اس میں کافی زیادہ اغلاط تھیں۔ میاں صاحب ماسٹر انور قمر کو خواجہ غلام جیلانی (شرقپور شریف کے رہائشی اور ٹیلی فون کے محکمہ میں ملازمت کرتے تھے) کے سامنے کتاب میں سے نکال نکال کر وہ غلطیاں دکھا رہے تھے، میاں صاحب جلال میں بھی تھے، نقوش شرقپور ابھی شائع نہیں ہوئی تھی۔ میں لاہور جانے کے لئے ویگنوں والے اڈے کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں مجھے ماسٹر انور قمر صاحبؒ ملے، سلام کے بعد انہوں نے کہا اس کتاب میں تمہارا کراچی والا واقعہ بھی شائع ہو رہا ہے، میں چند لمحے رکنے کے بعد لاہور روانہ ہو گیا، راستے میں مجھے خیال آیا میاں صاحب کو اس کتاب کے بارے میں کافی تحفظات ہیں، اس کتاب کے شائع ہونے سے پہلے مجھے کراچی والے واقعہ کو پڑھ لینا چاہیے، میں وقت نکال کر ماسٹر انور قمر کے گھر چلا گیا اور عرض

Marfat.com

کیا کہ کراچی والا واقعہ مجھے پڑھائیں، اس واقعہ کو پڑھ کر مجھے افسوس ہوا اور میں نے ماسٹر صاحب کو منع کر دیا کہ آپ اس کو شائع نہ کریں، اصل واقعہ کچھ اس طرح سے تھا:

میاں صاحب کراچی گئے ہوئے تھے، آپ کا حاجی محمد حیات کو ٹیلی فون آیا کہ معروف کو لیکر جلد کراچی آؤ اور ساتھ میں آر زیڈ پریس سے چھپے ہوئے دس ہزار اسٹیکر لیتے آنا۔ میاں صاحب سارا سال یہ اسٹیکر چھاپ کر پاکستان کے مختلف شہروں میں آویزاں کرتے، اسٹیکر کا مضمون یہ ہے: ''بندے کو رب سے زیادہ قرب نماز میں ہوتا ہے''، یہ دس ہزار اسٹیکر دو پیکٹوں میں بند تھے، ہم پہلے لاہور ریلوے اسٹیشن گئے، سیٹ نہ ملی حیات صاحب نے کہا ائیر پورٹ چلتے ہیں میاں صاحب نے ویسے بھی جلدی آنے کو فرمایا ہے، ائیر پورٹ پہنچے تو معلوم ہوا یہاں بھی سیٹ نہیں ہے۔ ائیر پورٹ پر موہلنوال کا ایک لڑکا محمد شفیق کام کرتا تھا معذور مسافروں کو وہیل چیئر پر بٹھا کر جہاز کے اندر اور باہر لے جانے کی ڈیوٹی سرانجام دیتا، جب بھی میاں صاحب نے بذریعہ جہاز سفر کرنا ہوتا ہم شفیق کو اطلاع کر دیتے اور وہ بڑی عقیدت سے میاں صاحب کو جہاز کے اندر لے جانے اور باہر لے کر آنے کی ڈیوٹی سرانجام دیتا۔ ہم نے محمد شفیق سے رابطہ کیا اور اس سے کہا دو سیٹیں چاہئیں میاں صاحب نے کراچی بلایا ہے، تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس نے بھی یہی جواب دیا جہاز فل ہے چانس پر انتظار کریں۔ یہ کہہ کر وہ دوبارہ ایئر پورٹ کے اندر چلا گیا، شام ساڑھے سات بجے جہاز کی روانگی کا وقت تھا، سات بج کر پندرہ منٹ پر شفیق دو عدد بورڈنگ کارڈ باہر لے کر آیا ایک پر حاجی محمد حیات اور دوسرے پر میرا نام لکھا ہوا تھا، وقت بہت تھوڑا تھا اس نے بہت جلدی میں دونوں پیکٹوں کو بک کرایا اور باقی چیکنگ وغیرہ کے معاملات بھی اپنی نگرانی میں منٹوں میں مکمل کروا کر ہمیں جہاز میں بٹھا دیا، جہاز میں بیٹھنے سے قبل حاجی محمد حیات نے اس کو دو عدد ٹکٹوں کی رقم ادا کر دی مگر وقت اتنا نہیں تھا کہ ٹکٹ بنوا کر ہم ساتھ لے کر آتے، بہر حال محمد شفیق نے کہا میں ٹکٹیں بنوالوں گا آپ خیریت سے جہاز میں بیٹھ کر میاں صاحب کے پاس پہنچیں۔ ہم دونوں ابھی اپنی سیٹوں پر بیٹھے ہی تھے کہ دروازے بند ہو گئے اور جہاز کراچی کے لیے فلائی اوور کر گیا۔ کراچی ائیر پورٹ پہنچ کر ہم لفٹر پر اپنے سامان کا انتظار کرنے لگے، سامان آیا ٹرالی پر رکھا اور گیٹ کی طرف چل پڑے، ٹرالی میرے ہاتھ میں تھی اور حاجی محمد حیات مجھ سے چند قدم آگے تھے، مجھے ایک افسر نے رکنے کا اشارہ کیا میں نے ٹرالی روک لی، جب تک افسر میرے

Marfat.com

پاس پہنچا حیات صاحب گیٹ سے باہر نکل گئے تھے۔ افسر نے مجھ سے کہا ان پیکٹوں کی رسید دکھاؤ میں نے کہا رسید تو میرے پاس نہیں ہے، اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے سامان بک ہو کر آیا ہے اور اس کی رسید تمھارے پاس نہ ہو اچھا تو تم اپنی ٹکٹ دکھاؤ میں نے کہا ٹکٹ بھی میرے پاس نہیں ہے، افسر بولا ٹکٹ اور سامان کی رسید تمھارے پاس نہیں تم کراچی کیسے آئے۔ میں نے کہا کہ میں لاہور ایئر پورٹ دیر سے پہنچا جلدی جلدی میں ٹکٹ شاید ادھر ہی رہ گئی ہے، اس افسر نے کہا یہ بہت بڑی گڑبڑ ہے۔ اس نے چار پانچ اور سیکورٹی اہلکار بلوا لیے، ان سب نے میری تفتیش شروع کر دی، کدھر رہتے ہو کیا کرتے ہو، طرح طرح کے سوالات کرنے لگے، ابھی سوالات کی بوچھاڑ ہو ہی رہی تھی اس افسر نے میرے پیکٹوں کو زور سے پاؤں مار کر چیک کیا کہ کہیں اس میں غیر قانونی اشیاء تو نہیں، اس افسر نے جیسے ہی پاؤں لگایا میں نے اس افسر سے کہا تمہیں شرم آنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے نام کو تم پاؤں لگا رہے ہو، کیا تمھاری تعلیم اور وردی نے تمہیں یہ سبق دیا ہے، میری بات کو سن کر اس افسر نے ایک پیکٹ کو پھاڑا اور اسٹیکر کو پڑھ کر فوراً سجدے میں گر گیا، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے لگا، یا اللہ مجھے معاف کر دے جیسے ہی اس نے سجدے سے سر اٹھایا مجھے کہنے لگا بیٹا تم جاؤ، میں ٹرالی پکڑ کر باہر آ گیا، جہاں حیات صاحب میرا انتظار کر رہے تھے۔ حیات صاحب نے پوچھا خیر تھی اتنی دیر لگا دی میں نے کہا جلدی جلدی میں شفیق شاید ان پیکٹوں کی رسید ہمیں دینا ہی بھول گیا، حاجی محمد حیات نے جیب میں ہاتھ ڈالا، دو رسیدیں نکال کر دکھائیں اور کہا کہیں یہ تو نہیں، میں نے کہا بابا جی انہی کی وجہ سے میں ایئر پورٹ کے اندر لائن حاضر تھا اور آپ نے ان کو جیب میں ڈالا ہوا ہے، کراچی غلام قادر کے گھر پہنچ کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایئر پورٹ والا تمام واقعہ سنایا۔ آپ نے فرمایا تم نے کراچی ایئر پورٹ پر محمد شفیق کا نام نہ لیکر بہت اچھا کیا، اس نے تمھاری مدد کی ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی برکت دے۔

میاں صاحب کے دائیں کان کی سماعت کم ہو گئی

21 اپریل 2002ء: آج صبح فجر کی نماز سے قبل میاں صاحب کو وضو کرا رہا تھا، میاں صاحب نے ابھی ہاتھوں کو صابن لگایا ہی تھا کہ فیصل آباد سے جاوید باجوہ کا فون آ گیا میں نے رسیور اٹھا کر میاں صاحب کے دائیں کان پر لگایا۔ میاں صاحب ہیلو ہیلو کرتے رہے بات نہ ہوئی

Marfat.com

میں نے رسیور اپنے کان سے لگایا تو باجوہ صاحب کی آواز آرہی تھی میں نے ان سے کہا میاں صاحب ہیلو ہیلو کر رہے ہیں آپ آگے سے بول کیوں نہیں رہے، انہوں نے کہا میں تو بول رہا ہوں میں نے دوبارہ رسیور میاں صاحب کے کان سے لگایا میاں صاحب پھر ہیلو ہیلو کرتے رہے مگر بات نہ ہوئی، رسیور میاں صاحب کے بائیں کان سے لگایا تو جاوید باجوہ صاحب کی میاں صاحب کے ساتھ بات ہوگئی، وضو کرانے کے بعد میاں صاحب نے کہا دائیں کان کو چیک کرانا چاہیے۔

شیر ربانی فری ڈسپنسری کا قیام

آج دوپہر 12 بجے شرقپور شریف میں شیر ربانی فری ڈسپنسری کا باقاعدہ افتتاح تھا، دس بجے ڈاکٹر حضرات اور مہمانان گرامی آنا شروع ہو گئے، سب سے پہلے علامہ اقبال ٹاؤن سے ڈاکٹر سمیع اللہ شیخ تشریف لائے انہوں نے میاں صاحب کا کان چیک کیا اور ایک ڈراپس (Joda Gloycren) استعمال کرنے کو کہا، اس ڈراپس کو کافی دفعہ کان میں استعمال کیا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔

ڈاکٹرز سے چیک اپ کرایا

23 اپریل 2002ء: صبح دس بجے میاں صاحب پنجاب کارڈیالوجی میں ڈاکٹر محسن نذیر کو چیک اپ کرانے کے لیے چلے گئے، شام چھ بجے کان کے سپیشلسٹ ڈاکٹر اقبال بٹ کو شادمان ان کے کلینک پر چیک کرایا، ڈاکٹر اقبال نے چیک اپ کے بعد کہا دایاں کان مکمل بند ہو گیا ہے اور بائیں کان کو بھی علاج کی ضرورت ہے ورنہ یہ بھی بند ہو جائے گا، اسی سلسلہ میں کان کے ایکسرے اور چند ایک ٹیسٹ کروائے جن کی رپورٹس 26 اپریل کو ملنا تھیں۔

میاں صاحب کے بارے میں خواب

5 مئی 2002ء: صبح فجر کی نماز کے بعد میاں صاحب آرام کرنے لگے اور میری بھی آنکھ لگ گئی، خواب میں دیکھتا ہوں میاں صاحب ایک دیوار سے گر پڑے ہیں سر اور جسم کے باقی حصے پر بھی چوٹیں آئیں۔ میں یہ دیکھ کر رونے لگا خواب میں ایسا لگا جیسے میاں صاحب اور میں کسی

Marfat.com

اونچی جگہ پر بیٹھے ہوئے ہیں میاں صاحب اس اونچی جگہ سے اچانک نیچے اتر آئے، چند منٹوں بعد میں بھی نیچے اتر آیا مگر مجھے میاں صاحب کہیں نظر نہ آئے۔ میں میاں صاحب کو تلاش کرنے کے لئے ادھر ادھر بھاگا اسی لمحے ایک طرف سے آواز آتی ہے کہ میاں صاحب جی ٹی روڈ کی طرف چلے گئے ہیں۔ میں بھی جی ٹی روڈ کی طرف جانے کی تیاری کرنے لگا مگر اس کے فوراً بعد میری آنکھ کھل گئی، اس خواب کی وجہ سے میں چند دن پریشان رہا مگر میں نے اس خواب کا کسی سے بھی ذکر نہ کیا۔

ڈاکٹر شیر زمان کو فہرست کا پروف بھجوایا

18 مئی 2002ء: میاں صاحب نے اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر محمد شیر زمان سے رابطہ کیا اور انہیں فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کے متعلق بتایا، ڈاکٹر صاحب نے چھاپنے سے قبل ایک پروف مانگا جو میاں صاحب نے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے بھائی نذیر صدیقی کے ہاتھ اسلام آباد بھجوادیا۔ میاں صاحب نے نذیر صدیقی کو کتاب کا پروف 14 مئی کو دے دیا تھا، چار دن بعد بھی کتاب کا پروف ڈاکٹر شیر زمان کے پاس نہ پہنچا تو میاں صاحب نے فرمایا ابھی ان کو بشیر احمد صدیقی کے مقام تک پہنچنے میں بہت وقت چاہیے، میاں صاحب نے فرمایا آجکل میرے دانتوں میں درد ہے میو ہسپتال کے قریب ڈاکٹر سلطان جاوید صاحب کو دانت چیک کرانے چاہئیں، میں نے میاں صاحب کے دانت چیک کیے تو ایک دانت بہت زیادہ ہل رہا تھا جبکہ دوسرا قدرے کم تھا۔

میاں صاحب کی شاہ صاحب کے گھر آمد

20 مئی 2002ء: آج صبح ساڑھے چھ بجے میاں صاحب سید جمیل احمد رضوی (سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی، قائداعظم کیمپس لاہور) کے گھر تشریف لے گئے۔ میاں صاحب نے شاہ صاحب سے فرمایا ذخیرہ کی فہرست کی پہلی جلد تیار ہونے کو ہے، اب دوسری جلد کے بارے میں کیا خیال ہے کتابیں اکٹھی ہو رہی ہیں بلکہ کافی ہو بھی چکی ہیں۔ شاہ صاحب نے کہا حضور ابھی تو پہلی جلد کی تھکاوٹ نہیں اتری یہ جلد پہلے چھپ جائے تو پھر دوسری

Marfat.com

بھی دیکھ لیں گے۔ میاں صاحب نے شاہ صاحب کو خراج تحسین پیش کیا اور ان کی ہمت کی داد دی۔ شاہ صاحب نے فرمایا اب تو معروف بھی دوسری جلد کی تیاری کر سکتا ہے اس کو کافی حد تک ٹرینگ ہو گئی ہے۔

میاں صاحب نے دانت نکلوایا

میاں صاحب شاہ صاحب کے پاس تھوڑی دیر رکنے کے بعد میو ہسپتال کے قریب ڈاکٹر سلطان جاوید کو اپنے دانت چیک کرانے آگئے۔ ڈاکٹر سلطان جاوید نے میاں صاحب کی اجازت سے زیادہ ہلنے والا دانت نکال دیا دانت بالکل صحیح تھا اس کو نہ کیڑا لگا ہوا تھا اور نہ کسی قسم کی بیماری۔ ڈاکٹر صاحب نے پرہیز میں برش کرنے اور سخت چیز نہ کھانے کا مشورہ دیا، زیادہ تکلیف ہونے کی صورت میں (Emoxil) کیپسول کھانے کو دیا، ڈاکٹر صاحب سے فارغ ہو کر چند ایک دستاویزات دینے واپس سید جمیل احمد رضوی صاحب کے گھر چلے گئے اور پھر شرقپور شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔

گوہر قلم نے فہرست کی کتاب کا ٹائیٹل بنایا

22 مئی 2002ء: فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کا ٹائٹل کتابت کروانا تھا اس سلسلہ میں جناب مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے فرمایا لاہور میں اس وقت نفیس رقم اور گوہر قلم اچھے کاتب ہیں جو انٹرنیشنل معیار کے مطابق کتابت کرتے ہیں، میں ایڈریس سمجھ کر مزنگ چونگی اچھرہ مارکیٹ سے پہلے گوہر قلم صاحب کے دفتر چلا گیا گوہر قلم صاحب چمڑے پر قرآن پاک کی آیات لکھ رہے تھے، ان کے دفتر کے اندر بے شمار نمونے آویزاں تھے جن کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کو شاید اسی کام کے لیے پیدا کیا ہے، حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار اقدس کے ارد گرد بھی پتھروں پر ان کے کافی اشعار لکھے نظر آتے ہیں، بہر حال میں نے ہاتھ سے لکھا ہوا ایک صفحہ ان کو دکھایا جس میں کتاب کا نام، مصنفین کا نام اور ناشر کا نام درج تھا عرض کیا مجھے اس کی کتابت کرانی ہے۔ انہوں نے کہا میرے پاس ابھی وقت نہیں۔ میں نے عرض کیا کب تک کتابت ہو سکتی ہے میں تین چار ماہ

Marfat.com

انتظار کر سکتا ہوں میری طرف دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا دو دن بعد آجانا۔ دو دن بعد میں ان کے دفتر آ گیا اور ساتھ گلگلے (گلاب جامن، شرقپور شریف کی سوغات) کا ایک کچہ لیتا آیا، میں جب گوہر قلم صاحب کے دفتر پہنچا تو کچھ کتابت فرما رہے تھے اور ٹیلی فون کا رسیور کان سے لگائے کسی وزیر سے گفتگو میں مصروف تھے، جب فون رکھا تو انہوں نے کتاب کا ٹائٹل کتابت کیا ہوا میرے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ میں نے اس کا ہدیہ پوچھا جو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا۔ میں نے ان کو ان کا کتابت کیا ہوا ٹائٹل واپس کر دیا عرض کیا جب تک آپ اس کا معاوضہ نہیں لیں گے میں کتابت نہیں لے جاؤں گا، اس پر میں نے ان کو اعلیٰ حضرت سرکار اور دین محمد کاتب والا واقعہ بھی سنایا، کچھ دیر بعد فرمانے لگے تم کبھی کبھار مجھ سے ملنے آیا کرو پھر معاوضہ لوں گا۔ میں نے یہ شرط مان لی اور اپنی مرضی سے کچھ رقم ان کو دی جو انہوں نے بغیر دیکھے اپنی جیب میں رکھ لی۔

سعید احمد صدیقی صاحب کی معرفت اردو بازار سے فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کا ٹائٹل ڈیزائن کروایا جس کا ایک پرنٹ شاہ صاحب کو دکھا کر شرقپور شریف آ گیا، مغرب کی نماز کے بعد میاں صاحب گھر چلے گئے کافی دیر بعد باہر آئے تو مجھے فرمانے لگے، گھر والے کہتے ہیں اب آپ کی طبیعت بہتر ہے گھر کے اندر آرام کیا کریں، دو تین روز سے میاں صاحب کو نیند آنی شروع ہو گئی تھی ورنہ ساری رات مطالعہ کرتے یا ویسے ہی لیٹ جاتے۔

پروفیسر محمد اقبال مجددی کے گھر آمد

29 مئی 2002ء: صبح چھ بجے آپ پروفیسر اقبال مجددی کے گھر تشریف لے گئے، پروفیسر اقبال مجددی پاکستان میں واحد شخصیت ہیں جن کے پاس سب سے زیادہ نقشبندی سلسلہ کا مواد ہے، تین ماہ قبل ان کی اہلیہ کی رحلت ہو گئی تھی آپ نے ان سے تعزیت کی، اس وقت اقبال مجددی صاحب حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ پر ایک کتاب لکھ رہے تھے اس سلسلہ میں وہ کابل اور سعودی عرب کی لائبریریوں میں بھی گئے، میاں صاحب نے اقبال مجددی سے حضرت مجدد الف ثانیؒ پر لکھی جانے والی کتاب کے بارے میں تفصیل سے معلومات لیں، آخر میں اقبال مجددی صاحب نے کہا کہ آپ نے بہت اچھا کیا کہ اپنی کتابوں کو پنجاب یونیورسٹی میں بطور عطیہ

Marfat.com

دے دیا انہوں نے کہا عجیب بات ہے آج کل کے پیر حضرات کو دعوتوں اور مریدوں کے جمگھٹوں سے باہر نکلنے کی فرصت نہیں اور آپ بڑھ چڑھ کر علمی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا وہ تو پیر حضرات ہوتے ہیں میں کوئی پیر تھوڑے ہی ہوں۔ ملاقات کے بعد میاں صاحب حاجی خوشی محمد کی دکان پر چلے گئے۔

میاں صاحب کا ایک اور دانت نکل گیا

شام ساڑھے چھ بجے ڈاکٹر سلطان جاوید کے کلینک پر گئے میاں صاحب کا دوسرا دانت بھی ہل رہا تھا ڈاکٹر صاحب نے اس کو بھی نکال دیا۔ یہ بھی دانت بالکل صحیح تھا رات ساڑھے دس بجے شرقپور شریف آ گئے بارہ بجے کے قریب آرام کے لئے لیٹ گئے مگر میاں صاحب ساری رات تکلیف میں ہی رہے، ان کے ہلکے ہلکے کراہنے کی آواز مجھے وقتاً فوقتاً سنائی دیتی رہی۔

گھر سے کھانا منگوایا کرو

3 جون 2002ء: شرقپور شریف گھر کے اندر سے امی جان کا پیغام آیا تمام لوگ اندر سے کھانا منگواتے ہیں تم بھی منگوالیا کرو، میں خادمہ کو کوئی جواب نہ دے سکا اور خاموش ہی رہا، مغرب کی نماز کے بعد امی جان نے خود ہی دودھ کا جگ اور کھانا بھجوادیا اگلے روز جب میں لاہور سے شرقپور شریف آیا، عطاء اللہ (ڈرائیور) نے کہا امی جان نے میری ڈیوٹی لگائی ہے کہ معروف جب بھی آئے تم اندر سے کھانا منگوا کر اس کو کھلانا اور اگر تم نے لاپرواہی برتی تو میاں صاحب سے تمھاری پٹائی ہو جائے گی، چونکہ مجھے کئی دفعہ نو دس بج جاتے، لنگر خانے میں کئی دفعہ لنگر شریف موجود ہوتا بعض اوقات مہمان زیادہ آنے کی وجہ سے ختم بھی ہو جاتا تھا، مگر میں گھر سے کبھی نہ منگواتا، میں نے عطاء اللہ اور ظہور کو کہا اب امی جان کا پیغام آئے تو تم کہنا معروف کہتا ہے مجھے جب ضرورت ہوگی میں اندر سے منگوالوں گا، مگر میں نے عطاء اللہ اور ظہور کو گھر سے کھانا منگوانے کو منع کر دیا، کیونکہ میرے علاوہ اور بھی کئی خادم آستانے پر رہتے تھے میں نہیں چاہتا تھا کہ میری وجہ سے ایک ایسی روایت قائم ہو کہ دیکھا دیکھی ہر کسی کا کھانا گھر سے آ رہا ہو، ویسے بھی لنگر خانے میں موجود کھانا بھی تو گھر سے ہی آتا ہے، پوری دنیا سے لوگ حاضری کے لیے آئیں تبرک جان کر یہی

Marfat.com

لنگر شریف کھائیں اور میں اس کو چھوڑ کر اپنے لئے علیحدہ کھانا منگواؤں یہ مناسب نہیں تھا۔

دارالمبلغین میں کمپیوٹر کلاسز کا آغاز

22 جون 2002ء: دارالمبلغین حضرت میاں صاحب میں کمپیوٹر کلاسز کا باقاعدہ آغاز ہوا صبح سات بجے سے آٹھ بجے تک کا وقت مقرر ہوا۔ میں لاہور سے فجر کی نماز پڑھنے کے بعد موٹر سائیکل پر شرقپور شریف آتا بچوں کو کمپیوٹر کی تعلیم دیتا اور میاں صاحب سے مل کر واپس لاہور چلا جاتا، دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ میں پہلی مرتبہ میں جو طالب علم کمپیوٹر کی تعلیم لینے آئے، ان کے نام یہ ہیں، محمد رؤف (موہلنوال)، عدیل عارف، نثار احمد، اظہر اقبال اور امانت علی رضوی۔

میاں خلیل کی والدہ کی ضرورت اللہ پوری کرتا

28 جون 2002ء: شام کو ڈاکٹر حضرات شیر ربانی فری ڈسپنسری سے فارغ ہو کر میاں صاحب کے پاس آئے۔ آپ نے پوچھا ڈسپنسری کیسی چل رہی ہے۔ انہوں نے کہا بہت اچھی روزانہ 150 سے زائد مریضوں کو چیک کرنے کے بعد فری ادویات دی جا رہی ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا عنقریب ایکسرے مشین اور الٹرا ساؤنڈ مشین بھی ڈسپنسری میں آجائے گی، اس کے بعد میاں صاحب نے مثال دے کر تمام ڈاکٹروں کی ٹیم کو سمجھایا کہ اگر کوئی شخص کسی امیر آدمی کا کام کرے تو وہ اس کو اس کام کا معاوضہ دے دیتا ہے، اور اگر کوئی کسی اللہ کے بندے کا کام کرے تو کیا وہ بزرگ اسکو خالی ہاتھ واپس جانے دے گا؟ میاں صاحب نے فرمایا بیماریوں کی وجہ سے اب تو میں ملک سے باہر نہیں جاتا اور پہلے میں اکثر پاکستان سے باہر جایا کرتا تھا، میاں خلیل کی والدہ کہتی ہیں مجھے جب بھی کسی چیز کی ضرورت پڑتی بازار سے منگوانے سے قبل وہ گھر میں آجاتی، ایک دفعہ میاں ولید احمد جواد بہت چھوٹے تھے، اور آم کھانے کے متعلق بضد تھے۔ میں ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ آم کس سے منگواؤں ایک شخص آیا اور آموں کی پیٹی دے کر چلا گیا، اس طرح کی میاں صاحب نے اور بھی مثالیں سنائیں۔ میاں صاحب کی ان باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ جو نیکی کے راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات خود پوری کرتا ہے۔

Marfat.com

میاں صاحب نے اپنی قبر کی نشاندہی کی

10 اگست 2002ء: کی صبح نو بجے میاں صاحب نے مجھے میاں غلام نقشبندؒ کے مزار کے پچھلی طرف ایک قبر کی جگہ دیکھنے کو فرمایا، مطلب ایک نئی قبر کی جگہ بن سکتی ہے یا کہ نہیں۔ میں نے دیکھ کر میاں صاحب سے عرض کیا کہ دو قبریں بن سکتی ہیں، آپ نے فرمایا میری زندگی کا کوئی پتہ نہیں اگر کوئی ایسی ویسی صورت پیدا ہو جائے تو مجھے پہلے دربار شریف اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے بائیں طرف اور اگر وہاں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا ہو جائے تو پھر میاں غلام نقشبندؒ کے مزار کی پچھلی طرف دفنا دینا، اس سے پہلے 17/18 اکتوبر 2001ء ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر بھی میاں صاحب نے اپنی تقریر میں اعلان کیا تھا کہ ہو سکتا ہے اگلے سال میری آپ سے ملاقات نہ ہو۔

نوٹ:

(حضرت میاں خلیل احمد شرقپوریؒ کے مزار مبارک کی تعمیر جب 2013ء میں شروع ہوئی تو آپ نے مرقد مبارک کے دائیں اور بائیں طرف قبروں کی جگہ چھوڑنے کا حکم دیا اور انجینئر صاحب نے ایسا ہی کیا۔ اس مسودے میں یہ نوٹ بشارت گوندل صاحب نے میاں صاحب کے حکم کے مطابق خود نوٹ کیا)

عصر تک آپ یہ شعر پڑھتے رہے:

دکھاں پایا زور محمد ٹیں خبر اس دم دی
چٹا کاغذ داغی ہویا پھری سیاہی غم دی

مغرب کی نماز کے بعد آپ یہ شعر پڑھتے رہے

ڈگ پین آساناں تو نیں مر دے
قائم جناں دی زمین تے ڈھیریاں نے
ان کا کرم کرم ہے میری زندگی کے ساتھ
ایسا کرم ہوا ہے جو نہ ہو گا کسی کے ساتھ

Marfat.com

نئے دانت لگوانے کا مشورہ

7 ستمبر 2002ء: میاں صاحب اس وقت کراچی میں تھے، لاہور کے لیے سیٹ بک کرانے کے لئے کمانڈر ظفر صاحب کو پی آئی اے کے دفتر بھیجا۔ میاں صاحب نے مجھ سے فرمایا جو دانت نکل گئے ہیں ان کی جگہ نئے دانت لگوا لئے جائیں تا کہ باقی دانتوں کو سپورٹ مل جائے۔ میں نے عرض کیا بہت بہتر ہے مگر آپ ڈاکٹر سلطان جاوید سے دانت لگوانا نہیں چاہتے تھے کیونکہ وہ میاں صاحب سے اپنے کام کا معاوضہ نہ لیتے تھے۔ میاں صاحب نے فرمایا ایک دفعہ میں نے حاجی اشرف بھائی کی معرفت دانت چیک کرائے تھے ان سے رابطہ کرلیں میں نے عرض کیا دانتوں کی ایڈجسٹمنٹ میں کئی دن لگ جاتے ہیں لہذا بہتر ہے کہ ہم لاہور سے ہی لگوالیں، حاجی اسلم صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا بادشاہی مسجد کے قریب ڈاکٹر عبدالمجید دانتوں کے نہایت قابل ڈاکٹر ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں ان سے ملاقات کا وقت لے لیتا ہوں۔ میاں صاحب نے حاجی اسلم صاحب کو وقت لینے کی اجازت دی۔

ڈاکٹر عبدالمجید سے چیک اپ

16 ستمبر 2002ء: حاجی اسلم صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے میاں صاحب کے تمام دانتوں کو چیک کیا اور مشورہ دیا آپ کے مزید کچھ دانت ہل رہے ہیں ان دانتوں کو نکلنا مناسب نہیں جس جگہ سے جو دانت نکل گئے ہیں ان کی جگہ نئے دانت لگا دیتے ہیں، میاں صاحب کے اوپر والے جبڑے سے سامنے کے تین دانت اکھڑ چکے تھے، نیچے کے دائیں طرف دو داڑھیں اور بائیں طرف کی ایک داڑھ نکل چکی تھی، ڈاکٹر صاحب نے دانتوں کا سائز لیا اور ہفتہ کے روز دوبارہ آنے کو کہا، لہذا 21 ستمبر بروز ہفتہ میاں صاحب حاجی اسلم کو ساتھ لے کر ڈاکٹر عبدالمجید کے کلینک پر تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے اوپر کے تین دانت لگائے اور مشورہ دیا کہ ابھی نیچے کی داڑھیں نہ لگوائیں، پہلے اوپر والے دانتوں کو آپ چند روز استعمال کریں اگر تکلیف محسوس نہ ہو تو چند دن بعد باقی بھی لگا دیں گے۔ چار دن اوپر والے دانتوں کو استعمال کرنے کے بعد 26 ستمبر کو ڈاکٹر صاحب کے کلینک پر چلے گئے۔ ڈاکٹر

Marfat.com

صاحب نے نیچے والے دانت بھی لگا دیے۔ میاں صاحب نے کلینک سے باہر نکلتے ہوئے فرمایا یہ ڈاکٹر کافی سمجھدار ہے۔

ڈاکٹروں نے میاں صاحب کے دائیں کان میں آلہ سماعت اور بائیں کان میں سوڈیم کلورائیڈ استعمال کرنے کا مشورہ دیا تھا، مگر سوڈیم کلورائیڈ کے استعمال سے بائیں کان کی سماعت میں بھی کمی ہو رہی تھی، بہرحال سوڈیم کلورائیڈ کا استعمال بند کر دیا۔

فدا حسین فدا نے قطعہ پیش کیا

27 ستمبر 2002ء: آج آپ صبح گیارہ بجے حرفاان ہوٹل (شادمان) آ گئے ظہر کی نماز ادا کی، عطاء اللہ کے ہمراہ مجھے فدا حسین فدا کو لینے کے لئے بھیج دیا، وہ پہلے ہی سے میرے انتظار میں تھے، میاں صاحب کے فرمان کے مطابق انہوں نے صاحبزادہ میاں غلام نقشبندؒ جو گیارہ سال کی عمر میں اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے تھے، حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری اور حضرت میاں غلام احمد کی تاریخ وصال پر ایک ایک قطعہ لکھا، میاں صاحب تینوں قطعات دیکھ کر بہت خوش ہوئے، میاں صاحب نے ان کو پیسے دینے کی کوشش کی مگر فدا حسین صاحب نے پیسے لینے سے انکار کر دیا، انہوں نے میاں صاحب سے پانی دم کرایا اور اپنے خستہ حال مکان کے لیے دعا کروائی، مغرب کی نماز سے قبل میں فدا حسین صاحبؒ کو موچی دروازے ان کی رہائش گاہ پر چھوڑنے چلا گیا۔ اگلے روز میں دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ میں کمپیوٹر کی کلاس لینے چلا گیا، ذوالفقار علی کو میاں صاحب نے لاہور بھیج دیا (ذوالفقار کی ہال روڈ پر کمپیوٹر کی دکان تھی)، دس بجے کے قریب میاں صاحب نے گوجرانوالہ میں صوفی عبدالرشید سے رابطہ کیا اور قرآن پاک کے پہلے آٹھ پارے منگوائے ان پاروں میں ہر لفظ کا ترجمہ کیا ہوا تھا، نوائے وقت میں کالم نگار حسنین جاوید اور جنگ اخبار کے عرفان نذیر سے رابطہ کیا مگر اس دن دونوں حضرات چھٹی پر تھے۔

عرس کے موقعہ پر بینرز کی تیاری

3 اکتوبر بروز جمعرات 2002ء: حضرت میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کے سالانہ عرس مبارک کی تیاری کے سلسلہ میں آپ نے مجھے فیصل آباد حاجی اکرم (عرف بھولا) کے پاس بھیج دیا،

Marfat.com

حاجی اکرم صاحب نے تمام بینرز پہلے ہی تیار کر لیے تھے۔ میں ان بینرز کا ایک ایک نمونہ لے کر صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کے دفتر آ گیا، رات کو وہاں سے گاڑی شرقپور شریف آنی تھی تا کہ بینرز بھی اسی گاڑی میں شرقپور شریف پہنچ جاتے۔ میں بس پر بیٹھ کر رات ایک بجے لاہور آ گیا۔

میاں صاحب کے دانتوں کی صفائی

15 اکتوبر بروز ہفتہ 2002ء: میاں صاحب دانتوں کی صفائی کرانے ڈاکٹر عبدالمجید کے کلینک پر چلے گئے ڈاکٹر صاحب نے مشین کے ساتھ دانتوں کی صفائی کی بعد میں میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں مبلغ دو ہزار روپے دیے جو ڈاکٹر صاحب نے بار بار انکار کے بعد قبول کر لیے۔

میاں صاحب کی موٹر سائیکل پر سواری

18 اکتوبر 2002ء: ظہر کی نماز کے بعد میاں صاحب موٹر سائیکل پر بیٹھ کر میرے ساتھ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے دربار اقدس پر حاضری کے لیے چلے گئے، افتخار، عطاء اللہ، فلک شیر اور رؤف ڈوگر ہمراہ تھے۔ میاں صاحب نے ان چاروں کو دربار شریف سے چند قدم پہلے جوتیوں والی جگہ پر رکنے کو فرمایا۔ میں میاں صاحب کے ساتھ مزار شریف پر چلا گیا۔ میاں صاحب چند منٹ اعلیٰ حضرتؒ کی قبر مبارک کے پاؤں کی طرف باادب کھڑے رہے پھر اسی طرح حضرت میاں ثانی صاحبؒ کی قبر مبارک پر کھڑے ہوئے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور پھر پھولوں والے کے پاس چند منٹ کرسی پر بیٹھے رہے، آپ اس وقت جلال میں تھے، پیدل چل کر وضو والی جگہ کے پاس آئے میری موٹر سائیکل ادھر ہی کھڑی تھی، آپ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر واپس گھر آ گئے۔

میاں صاحب نے اپنا ووٹ کاسٹ کیا

10 اکتوبر 2002ء: صبح ساڑھے نو بجے میاں صاحب اپنا ووٹ ڈالنے شرقپور شریف

Marfat.com

کے سرکاری سکول آ گئے حاجی محمد حیات، سمین اکبر ہمراہ تھے۔ میاں صاحب نے ہم سب کو پولنگ اسٹیشن کے باہر رکنے کا حکم دیا، خود ہی ووٹ کاسٹ کرنے گئے۔ اس الیکشن میں آپ کے چھوٹے بیٹے صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری پاکستان مسلم لیگ (ن) کی طرف سے قومی اسمبلی کی ٹکٹ پر حصہ لے رہے تھے ان کے مقابلے میں مسلم لیگ (ق) کے میاں محمد اظہر صاحب تھے۔ انہیں اس الیکشن میں شکست ہوئی اور صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری قومی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے۔

مولانا یاسین سے ملاقات

12 اکتوبر 2002ء: آج میرے دانتوں میں درد اور بڑے پیشاب والی جگہ کے اندر ایک پھنسی (گڑھ) نکل آیا تھا ڈاکٹر خالد کو چیک کرایا تو انہوں نے شیخ زید ہسپتال میں چیک کرانے کا مشورہ دیا میں نے میاں صاحب سے مشورہ کیا تو آپ نے دانت حاجی اسلم (اعظم مارکیٹ) کی معرفت ڈاکٹر عبدالمجید (نزد شاہی مسجد لاہور) کو چیک کرانے کا فرمایا، جنہوں نے میاں صاحب کے مصنوعی دانت بنائے تھے، مجھے علاج کے سلسلہ میں مبلغ دس ہزار روپے بھی دیے، حاجی اسلم صاحب کی معرفت دانت چیک کرائے، اگلے روز میاں صاحب کے حکم پر برکت پورہ سے مستری جمیل کو شرقپور شریف لے کر آیا، میاں صاحب نے مجھے لاہور بھیج دیا اور مولانا یاسین صاحب سے ملاقات کرنے کی تاکید کی، میں ذوالفقار کے ہمراہ لاہور آ گیا، لاہور پہنچ کر مولانا یاسین صاحب کو میاں صاحب کا پیغام دیا اس کے بعد ڈاکٹر خالد کے ہمراہ شیخ زاید ہسپتال چلا گیا جہاں انہوں نے مجھے ایک سرجن کو چیک کرایا، ڈاکٹر صاحب نے چیک کرنے کے بعد مرچیں وغیرہ بند کر دیں ایک انجکشن لگایا اور کہا اگر اس انجکشن سے بہتری نہ آئی تو آپریشن لازم ہے۔ ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد ذوالفقار کے ہمراہ آرزیڈ پریس آ گیا جہاں کیلنڈر 2003ء کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

افطاری اور نصیحت

17 نومبر 2002ء: آج گیارھواں روزہ تھا میاں صاحب نے شرقپور شریف کے 35 سے 40 افراد کی افطاری کا بندوبست کیا ہوا تھا، افطاری میں کئی طرح کے پھل، سموسے،

Marfat.com

گوشت، پلاؤ، زردہ اور چائے وغیرہ کا بندوبست تھا، انتظامی امور میں افتخار باورچی، ماسٹر عظمت، خواجہ غلام جیلانی اور ان کا چھوٹا صاحبزادہ، طارق گھڑی ساز اور یہ خادم شامل تھا۔ افطاری کا سامان لگانے کے بعد میں روزہ کھولنے باہر بابا غفور صاحب کے پاس چلا گیا۔ مہمانوں کے جانے کے بعد میاں صاحب نے افتخار باورچی سے پوچھا معروف نے افطاری کر لی ہے۔ اس نے کہا معروف نے باہر لنگر خانے میں افطاری کی ہے، مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد میاں صاحب کے پاس پہنچا تو میاں صاحب ۔نے پوچھا تم نے لنگر شریف کھا لیا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں جی، آپ نے فرمایا کہاں کھایا ہے میں نے عرض کیا باہر لنگر خانے میں، آپ نے کافی دیر خاموش رہنے کے، بعد مجھے نبی پاک ﷺ کی ایک حدیث پاک سنائی کہ اتنے سخت نہ ہو کہ ٹوٹ جاؤ، اتنے نرم نہ ہو کہ ہر کوئی استعمال کر جائے اور ساتھ پوچھا تم نے افطاری ہمارے ساتھ کیوں نہیں کی۔ میں نے عرض کیا میں ہر روز سحری و افطاری باہر لنگر خانے میں کرتا ہوں اور آپ کے پاس افطاری کرنے سے بابا غفور اور دیگر خادمین میرے بارے میں یہ خیال نہ کریں کہ آج مرغ پلاؤ دیکھ کر ہمیں بھول گیا ہے، لہٰذا مجھے یہی مناسب لگا کہ میں افطاری باہر ہی کروں، ویسے بھی باہر ہو یا اندر دونوں لنگر شریف آپ کے ہی ہیں۔ آپ نے میرا جواب سن کر شاباش دی اور کافی دیر تک مجھے دعائیں دیتے رہے۔

میاں صاحب نے گھر بیچنے سے منع کر دیا

23 نومبر 2002ء: حاجی مشتاق، امام علی کے والد اپنا مکان بیچنا چاہتے تھے۔ انہوں نے مجھے دعا کے لیے کہا تھا کہ میاں صاحب سے عرض کریں ہمارا مکان بک جائے۔ میں نے میاں صاحب سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا امام علی کے والد کو کہنا اگر انہوں نے کسی کا قرضہ دینا ہے تو مکان بیچ لیں ورنہ نہ بیچیں اور گھر کے اندر روکھی سوکھی کھا کر گزارا کریں اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا۔ عصر کی نماز کے بعد ذوالفقار کے ہمراہ شرقپور شریف چلا گیا جہاں میاں صاحب نے پولیس والوں کی دعوت کی ہوئی تھی، عرس مبارک کے موقع پر انتظامی امور سنبھالنے کے لئے میاں صاحب پولیس اہلکاروں اور دیگر افراد کو شرقپور شریف دعوت دیتے انہیں سیکورٹی اور دیگر معاملات احسن انداز سے سرانجام دینے کی نصیحت کرتے، آخر میں وسیع لنگر شریف کا انتظام ہوتا۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت سرکارؒ کے ایک مرید کا واقعہ

29 نومبر 2002ء: فجر کی نماز کے بعد میاں صاحب میرے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھ کر کنوئیں پر چلے گئے۔ آپ نے فرمایا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے پاس ایک حکیم فتح محمد رہا کرتا تھا، وہ اکثر اعلیٰ حضرت سے لوگوں کی شکایتیں کرتا ایک دفعہ آپ نے اس کو کچھ رقم دی اور فرمایا جاؤ تم سیر کر آؤ یہ 1924ء کا واقعہ ہے، پاکستان بننے کے دو سال قبل وہ شرقپور شریف آیا۔ اس وقت اعلیٰ حضرت اس دنیا فانی سے پردہ فرما چکے تھے، حکیم فتح محمد بہت مہنگا حکیم تھا چھوٹی چھوٹی بیماری کے بھی وہ پانچ سو روپے اور عمدہ کھانے کا تقاضا کرتا، زیادہ تر شرقپور شریف کے قصاب حضرات اس کے پاس علاج کے سلسلہ میں جاتے۔

حاجی آصف کی والدہ کی تیمارداری

03 دسمبر 2002ء: حرفاان ہوٹل میں افطاری کرنے کے بعد ڈاکٹر خالد کے ہمراہ شیخ زاید ہسپتال روانہ ہو گئے جہاں میاں آصف (ملتان والے) کی والدہ کا آپریشن تھا، تیمارداری کے بعد آصف صاحب میاں صاحب کے ساتھ ہی شرقپور شریف آ گئے، پندرہ منٹ ٹھہرنے کے بعد میاں آصف واپس لاہور آ گئے۔

ڈاکٹر محسن کے گھر آمد

04 دسمبر 2002ء: سحری اور نماز پڑھنے کے بعد میاں صاحب لاہور ڈاکٹر محسن کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے پوچھا کیا آپ رات لاہور میں ہی تھے۔ آپ نے فرمایا نہیں ہم تو شرقپور شریف سے آ رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب بہت حیران ہوئے اور آپ کی ہمت کی داد دی، ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کی رپورٹس دیکھیں جو حوصلہ افزا تھیں۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحب اور اپنے بھتیجے میاں آفتاب صاحب کو عید کے سلسلہ میں گفٹ بھی دیے، تھوڑی دیر رکنے کے بعد آپ پروفیسر اقبال مجددی (اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور میں تاریخ کے پروفیسر تھے) کے ہاں تشریف لے گئے، محمد عالم مختار حق صاحب بھی ادھر آ گئے، نقشبندیہ سلسلہ پر

Marfat.com

تھوڑی دیر علمی گفتگو کرنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف آ گئے۔ میں مغرب کے بعد شرقپور شریف پہنچا تھوڑا سا آرام کرنے کے بعد میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے کتاب ''دیوان سنگھ مفتون'' کا صفحہ 158 سے 164 تک پڑھنے کے لیے فرمایا۔

ڈاکٹر محسن اور میاں آفتاب کی شرقپور شریف آمد

06 دسمبر 2002ء: آج عید تھی، سارا دن لاہور رہا، شام کو محمد سلیم (فتح گڑھ) کو ساتھ لے کر شرقپور شریف آ گیا۔ محمد سلیم بیرون ملک جانے کا خواہش مند تھا۔ میں نے میاں صاحب سے دعا کے لئے عرض کیا مگر آپ نے پہلے لنگر شریف کھانے کو فرمایا، محمد سلیم رات شرقپور شریف ہی ٹھہرا، اگلی صبح میاں صاحب میرے ساتھ کنوئیں پر تشریف لے گئے، میاں صاحب نے محمد سلیم سے کہا کہ وہ باہر جانے کی بجائے پاکستان میں اپنے کاروبار کی طرف توجہ دے اللہ تمہیں ادھر ہی برکت دے دے گا۔ عصر کے بعد ڈاکٹر محسن نذیر صاحب میاں آفتاب صاحب کے ہمراہ پہلی مرتبہ شرقپور شریف تشریف لائے۔ خاطر مدارت کرنے کے بعد میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحب، میاں آفتاب اور میاں ابوبکر صاحب کو شیر ربانی فری ڈسپنسری میں ایکسرے مشین، ای سی جی مشین اور ایمبولنس دکھائی، ڈاکٹر صاحب نے کہا ان علاقوں میں ان چیزوں کی بہت ضرورت ہے، یہ کام حکومت کے کرنے والے ہیں جو میاں صاحب ایک فرد واحد کی حیثیت سے کر رہے ہیں۔

صاحبزادگان نے میاں صاحب کو پیسے دیے

08 دسمبر 2002ء: آج میاں صاحب نے صاحبزادگان سے فرمایا مجھے پیسوں کی ضرورت ہے جس پر میاں عدیل نے میاں صاحب کو -/4880 روپے میاں تنویر نے -/4200 اور میاں حنان نے بھی کچھ پیسے دیے جو میں نوٹ نہ کر سکا۔ میاں صاحب نے تمام صاحبزادگان کو دعائیں دیں۔

شیر ربانی ڈائجسٹ کا اجراء

09 دسمبر 2002ء: آج صبح میاں صاحب لاہور روانہ ہوئے، پروفیسر خالد بشیر

Marfat.com

صاحب (گجرات) بھی میاں صاحب کے ہمراہ تھے، پہلے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے گھر اور پھر عبدالوحید صاحب (سرتاج فلور ملز والے) کی طرف چلے گئے۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد میاں صاحب حرفاان ہوٹل تشریف لے گئے، 12 بجے حاجی عبدالرؤف (آر زیڈ پریس والے) اور ان کے دوست رائل پارک سے محمد اقبال صاحب میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، تین بجے خالد بشیر صاحب کے دوست پروفیسر علیم تفضل اور پروفیسر انجم (ان کا تعلق شعبہ انگریزی سے ہے) تشریف لائے میاں صاحب سے بیعت کا شرف حاصل کیا، عصر سے کچھ دیر پہلے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، ماسٹر احمد علی شرقپوری، قاضی ظہور احمد اختر، قدر آفاقی، ڈاکٹر نذیر احمد، اللہ رکھا، نذیر احمد صدیقی اور سعید احمد صدیقی صاحب تشریف لے آئے، ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے تمام حضرات کو بڑا پر جوش اور میاں صاحب کے مشن کو آگے بڑھانے کے متعلق لیکچر دیا۔ مغرب کی نماز کے بعد تمام حضرات میاں صاحب کی اجازت سے روانہ ہو گئے۔ میاں صاحب کے علاوہ پروفیسر خالد بشیر، پروفیسر علیم تفضل اور یہ خادم موجود تھا، میاں صاحب نے ایک انگریزی ڈائجسٹ شروع کرنے کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ میں نے انگریزی رسالے کا نام ''شیر ربانی ڈائجسٹ'' رکھنے کا مشورہ دیا جس کو میاں صاحب سمیت تمام افراد نے پسند فرمایا۔ پروفیسر علیم تفضل کو ان کے گھر گلشن راوی اتارنے کے بعد رات 9 بجے میاں صاحب شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

حاجی ارشد کی اہلیہ کا انتقال

11 دسمبر 2002ء: حاجی محمد ارشد صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا تھا، اس سلسلہ میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب رات کو ہی پشاور کے لیے روانہ ہو گئے تھے، میں لاہور میں میاں صاحب کے کچھ کام کاج سے فارغ ہو کر حاجی اسلم (اعظم مارکیٹ) کی دکان سے صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی دیسی ادویات لے کر شرقپور شریف آ گیا، میاں صاحب ان دنوں دیوان سنگھ مفتون کی کتاب کے مطالعہ میں مصروف رہتے۔ عشاء کی نماز کے بعد میاں صاحب نے فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی دوسری جلد کی تیاری کے سلسلہ میں چند ایک ہدایات دیں۔

Marfat.com

میاں صاحب کی حاجی ارشد سے تعزیت

16 دسمبر 2002ء: حاجی ارشد صاحب اپنے بھائی کے ہمراہ شرقپور شریف پہنچے تو میاں صاحب نے ان کی اہلیہ کی وفات پر ان سے تعزیت فرمائی۔ اس وقت ڈاکٹر خالد، شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ، حسن ڈرائیور اور ذوالفقار علی میاں صاحب کے کمرہ میں موجود تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد میں نے میاں صاحب سے عرض کیا شیر ربانی ڈائجسٹ کا ڈیکلریشن کس کے نام پر لینا ہے۔ آپ نے فرمایا تم اپنے نام سے لے لو۔ اگلے روز میاں صاحب نے ماسٹر احمد علی شرقپوری کو شیر ربانی فری ڈسپنسری کی رجسٹریشن کروانے کا حکم دیا۔

میاں صاحب کی بائیں آنکھ میں انفیکشن

25 دسمبر 2002ء: میاں صاحب کی بائیں آنکھ بہت زیادہ سرخ تھی آپ نے آنکھوں والے ڈاکٹر سے رابطہ کرنے کو فرمایا، اگلے روز صبح آٹھ بجے میاں صاحب نے حرفاان ہوٹل میں روزنامہ پاکستان کے ایڈیٹر نذیر حق صاحب سے ملاقات کی، انگریزی مضامین پڑھنے اور نئے مضامین لکھنے کے حوالے سے تعاون کرنے کو فرمایا۔ نذیر حق صاحب نے کہا کہ میں انگریزی سے اردو ترجمہ کر سکتا ہوں مگر اردو سے انگریزی ترجمہ نہیں کر سکتا، پھر بھی میں جتنی کوشش کر سکا ضرور کروں گا۔ نذیر حق صاحب کے جانے کے بعد ڈاکٹر خالد صاحب تشریف لائے انہوں نے میاں صاحب کے پاؤں کی صفائی کی اور مرہم لگائی، میاں صاحب کے پاؤں پر چھوٹی چھوٹی پھنسیاں نکلی ہوئی تھیں وضو وغیرہ کرنے کی وجہ سے ان میں ریشہ پڑ چکا تھا، مغرب کی نماز سے قبل آپ شرقپور شریف واپس آ گئے۔ آپ نے فرمایا انگریزی کے مضامین اکٹھے کر کے ایک رسالہ شائع کرنا خاصا مشکل کام ہے۔ اللہ تعالیٰ مددگار رہے اب جیسے بھی ہو یہ کام تو ضرور کرنا ہے۔

میاں صاحب کی حاجی رفاقت سے ملاقات

28 دسمبر 2002ء: میاں صاحب اشفاق پٹواری کے ساتھ لاہور آ گئے، میری موٹر سائیکل اشفاق پٹواری کو دے دی اور میاں صاحب مجھے اپنے ساتھ گاڑی میں بٹھا کر اکبری منڈی

Marfat.com

حاجی صداقت علی کے پاس آ گئے، چند منٹ ملاقات کے بعد میاں صاحب حرفاان ہوٹل آ گئے، جہاں ماسٹر عظمت علی اور حاجی محمد حیات پہلے سے موجود تھے۔ میاں صاحب ماسٹر عظمت کے ہمراہ شرقپور شریف روانہ ہو گئے اور میں ذوالفقار علی کے ہمراہ ساڑھے سات بجے شرقپور شریف پہنچا، میاں صاحب کی آنکھ میں ڈراپس ڈالے جس سے آنکھ کی سرخی کم ہو رہی تھی۔

میاں خلیل کا پیر طیب کے نام رقعہ

11 جنوری 2003ء: صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری نے ماسٹر شرافت کو پیر طیب علی شاہ بخاری (کرمانوالہ شریف) کے نام ایک رقعہ لکھوایا، مجھے فرمایا لیٹر پیڈ کی کاپیاں اور بنوا لاؤ۔ میں نے عرض کیا فوٹو کاپی بنوانے کی بجائے اگر چھپوا دوں۔ آپ نے فرمایا اچھی بات ہے ایک ہزار چھپوا لاؤ۔

میاں صاحب کا تحفہ اور محمد اسلم کے آنسو

29 جنوری 2003ء: بابا عبدالرؤف صاحب (آرزیڈ پریس) آج حج پر جا رہے تھے۔ میاں صاحب نے ہزار روپے والا ایک اور پانچ سو والے دو ہار (نوٹوں والے) خواجہ غلام جیلانی سے بنوائے، لاہور عبدالرؤف صاحب کے گھر تشریف لے گئے، اپنی طرف سے ہزار روپے والا اور ایک پانچ سو والا مجھے باباجی کے گلے میں ڈالنے کو فرمایا: دوسرا پانچ سو والے ہار کے متعلق آپ نے فرمایا محمد اسلم نامی شخص جو سرگودھا کا رہنے والا ہے اس کی فلائٹ کا نمبر 1449 ہے، ایک ایکسیڈنٹ میں وہ معذور ہو گیا ہے لہٰذا تم حاجی کیمپ جا کر اعلان کروانا اور یہ ہار میری طرف سے اس کو دے دینا، آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے اور میں گیارہ بجے کے قریب حاجی کیمپ چلا گیا، میرے حاجی کیمپ پہنچنے سے پہلے بابا عبدالرؤف صاحب اندر جا چکے تھے، ان کے بیٹے ظہیر صاحب بعد میں آئے، لہٰذا ان کی اپنے والد گرامی سے ملاقات نہ ہو سکی تھی۔ مجھے کہنے لگے معروف صاحب میاں صاحب کی سارے پاکستان میں واقفیت ہے آپ مجھے اندر لے کر جائیں تمھارے لیے کوئی مشکل نہیں، میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اس کو کیا جواب دوں، کسی نے میرا نام لے کر پکارا، میں نے ادھر اُدھر دیکھا مجھے کوئی بھی نظر نہ آیا۔ کسی نے مجھے پھر آواز دی

Marfat.com

میں نے حاجی کیمپ کی طرف دیکھا تو سکاؤٹ کی وردی میں ملبوس ماسٹر احمد یار عابد مجھ سے گلے آ کر ملا اور مجھے اپنے ساتھ اندر لے گیا میں ظہیر اور ان کے بھائی ندیم کو بھی اندر لے گیا۔ حاجی کیمپ کے اندر داخل ہو کر میں نے ظہیر صاحب سے کہا میاں صاحب کی دعاؤں سے آپ اندر آ گئے ہیں۔ ظہیر صاحب نے کہا اس میں کوئی شک نہیں کہ میاں صاحب کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ ماسٹر احمد یار گرمیوں کی چھٹیوں میں اکثر میاں صاحب کے پاس آجاتا دو دو ماہ میاں صاحب کی خدمت میں گذارتا، ماہنامہ نور اسلام کی تیاری کے سلسلہ میں کافی مدد کرتا۔ میں نے ماسٹر احمد یار کی مدد سے حاجی کیمپ میں محمد اسلم کو ڈھونڈنا شروع کیا کافی تگ و دو کے بعد حاجیوں کی ایک گاڑی حاجی کیمپ سے باہر نکلنے کے لیے بالکل تیار کھڑی تھی۔ ہر بس میں محمد اسلم کو آواز دے کر پکارتے شاید کہیں مل جائے، خیر ایک گاڑی میں محمد اسلم نے ہمیں آواز دی۔ ہم نے اسے کہا ہم شرقپور شریف سے آئے ہیں۔ میاں صاحب نے آپ کے لئے یہ گفٹ بھیجا ہے، وہ سیٹ کے سہارے سے اٹھا ہمارے گلے لگا، اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، شکریہ کے ساتھ اس نے میاں صاحب سے دعا کی درخواست کی، اس سے پہلے بس حاجی کیمپ سے باہر نکلتی، ہم بس سے اتر کر بابا عبدالرؤف صاحب کے پاس آ گئے۔

مولانا شاہ احمد نورانی کی شرقپور شریف آمد

یکم مارچ 2003ء: آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت میاں شیر محمد صاحب المعروف شیر ربانی اور حضرت الحاج میاں غلام اللہ صاحب ثانی لا ثانی رحمہما اللہ تعالیٰ کے عالی مرتبت سجادہ نشین حضرت شیخ المشائخ الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ نے فضیلۃ الشیخ مولانا فضل الرحمٰن مدنی ابن قطب مدینہ الشیخ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی خلیفہ مجاز شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمہم اللہ تعالیٰ کے وصال پر ملال پر اپنے کاشانہ اقدس میں جلسہ تعزیت کا اہتمام کیا کیونکہ آپ کے حضرت فضیلۃ الشیخ مولانا فضل الرحمٰن مدنی اور ان کے والد ماجد مولانا ضیاء الدین احمد مدنی رحمہما اللہ تعالیٰ سے دیرینہ خصوصی تعلقات تھے۔ آپ بارہا مدینہ منورہ حاضر ہوئے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کے بعد وقت نکال کر ان گرامی مرتبت ہستیوں کے ہاں آنا جانا ہوتا جس کی بنا پر طرفین میں تعلق نہایت مضبوط و

Marfat.com

مستحکم ہوئے۔حضرت شیخ المشائخ الحاج میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم سے مدینہ طیبہ میں ایک قطعۂ اراضی حاصل ہوا۔وہاں آپ نے شیر ربانی رباط تعمیر کرائی' متعدد کمروں پر مشتمل بلڈنگ اپنی مثال آپ ہے جو احد شریف کے دامن میں بنی ہوئی ہے آپ گاہے گاہے اپنی قیام گاہ پر زائرین حرمین شریفین کی بڑی فیاضی سے ضیافت فرماتے رہتے۔چونکہ قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا ان مقدس ہستیوں کے ساتھ قریبی رشتہ داری ہے،حضرت میاں صاحب نے مناسب خیال کیا کہ اپنے انہی دیرینہ تعلقات کی بنا پر مولانا شاہ احمد نورانی علیہ الرحمتہ سے تعزیت بھی کی جائے اور موجودہ اسمبلی میں سینٹ کی سیٹ پر نمایاں کامیابی حاصل ہونے پر ہدیۂ تبریک وتحسین پیش کیا جائے چنانچہ آپ نے اپنے آستانہ عالیہ پر آج نہایت ہی اعلیٰ وعمدہ ضیافت کا اہتمام فرمایا جو قائد اہل سنت کی شایان شان کہا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ہوگا اس استقبالیہ وجلسہ تعزیت میں کثیر علماء ورفقانے شرکت فرمائی۔چند نام بطور سند درج کیے جاتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی

حضرت صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (سابق ایم پی اے)

حضرت صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی (ایم این اے)

صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری نقشبندی مجددی

صاحبزادہ میاں عدیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

صاحبزادہ میاں تنویر احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

صاحبزادہ میاں محمد صالح شرقپوری نقشبندی مجددی

مکرم جناب میجر جنرل کے ایم اظہر لاہور

جناب پیر اعجاز احمد ہاشمی مرید کے

علامہ محمد عارف صاحب توری لاہور

مولانا قاری زوار بہادر صاحب لاہور

مولانا عبد الغفور نقشبندی لاہور

مولانا محمد اشرف آصف جلالی لاہور

Marfat.com

مولانا حافظ حمید اختر صاحب (مرحوم) گکھڑ

حاجی محمد حیات نقشبندی جلیانہ لاہور

یہ ہدیہ سپاس قبلہ میاں صاحب کی طرف سے مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب نے پیش کیا

بخدمت اقدس، عالی مرتبت، گرامی منزلت، عالمی مبلغ اسلام، قائد ملت نازش اہل سنت حق و صداقت کی نشانی مولانا علامہ الحاج الحافظ شاہ احمد نورانی صدیقی مدظلکم العالی

سلام ورحمت، معروض کہ!

تقریباً ایک صدی سے خطۂ پنجاب میں قطب ربانی، قندیل نورانی حضرت میاں شیر محمد صاحب المعروف شیر ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نقشبندی مجددی شرقپوری اور حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ صاحب نقشبندی مجددی شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فیوض و برکاتِ روحانی وجسمانی کا بحرِ بیکراں جاری وساری ہے اوران شاء اللہ العزیز یہ سلسلہ نہ صرف ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا بلکہ پیہم ترقی کی منازل طے کرتا رہے گا۔اس آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی شہرت ومقبولیت آفاقی ہے، بین الاقوامی سطح پر اس کا ایک نام اور پہچان ہے۔اس آستانہ عالیہ سے وابستگان ومعتقدین ومریدین لاکھوں کی تعداد میں دنیا کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے ہیں۔حضرت شیر ربانی علیہ الرحمۃ کے چند ایک خلفاء کے نام پیش کئے جاتے ہیں جن کی شرعی اور روحانی تبلیغ میں حضرت شیر ربانی کی نگاہِ کرامت وفراست کارفرما ہے۔

- ☆ پیر طریقت حضرت سید محمد اسماعیل شاہ علیہ الرحمۃ کرمانوالے شریف
- ☆ پیر طریقت حضرت سید نورالحسن شاہ علیہ الرحمۃ کیلیانوالہ شریف
- ☆ پیر طریقت حضرت صاحبزادہ محمد عمر علیہ الرحمۃ بیربل شریف
- ☆ پیر میاں عبدالرحمٰن نقشبندی قصوری علیہ الرحمۃ قصور
- ☆ پیر طریقت میاں رحمت علی علیہ الرحمۃ گھنگ شریف
- ☆ پیر طریقت حاکم علی شاہ علیہ الرحمۃ لاہور

یہ وہ بلند مرتبت مسلمہ روحانی شخصیات ہیں جنہوں نے براہِ راست شرقپور شریف سے فیضان شیرِ ربانی کو اپنے اپنے دامن میں سمیٹا، یہ اولیاء کرام ومشائخ عظام، منبع انوار شرقپور سے چمکے اور خاص وعام کو نقشبندی مجددی رنگ میں رنگ دیا۔

Marfat.com

آج جب ہم براہ راست یا بالواسطہ فیض یافتگانِ شیر ربانی کو دیکھتے ہیں تو شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا نظر آتے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ منہ وکرمہ تعالیٰ کہ مجھے حضرت شیر ربانی و حضرت ثانی لا ثانی رحمہما اللہ تعالیٰ کے کاز کو آگے بڑھانے کی توفیق عطا فرمائی۔ مجھ سے جو کچھ ہو سکا کیا اور ان شاء اللہ العزیز علالت کے باوجود یہ خدمت تا حین حیات سرانجام دیتا رہونگا نیز اس عطا پر بھی میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ شکر بجالاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹوں کو بھی ہر قسم کی نعمتوں سے بہرہ مند فرمایا' ملک وملت اور اسلام وسنیت کی خدمت کے لیے وقف کیا۔

ان تمہیدی کلمات کے بعد آج میں اس پر بھی نازاں ہوں کہ عالم اسلام کی محبوب شخصیت' ماہر علوم جدیدہ وقدیمہ' قائد ملت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی دامت برکاتہم نے اپنی ان گنت' گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر آستانہ عالیہ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ پر حاضری کے ساتھ ساتھ ہمیں خدمت کا موقعہ فراہم کیا۔ ہاں یاد رکھیئے آپ یہاں پہلی بار ہی جلوہ افروز نہیں ہوئے بلکہ اس سے قبل بھی حضرت شیر ربانی علیہ الرحمۃ کے تبرک سے مستفیض ہوتے رہے ہیں تاہم میں آپ کی اس تشریف آوری پر دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ نیز تازہ کامیابی و کامرانی پر ھدیہ سپاس وتبریک پیش کرتے ہوئے یک گونا مسرت محسوس کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سینٹ کے انتخاب میں بڑی شان وشوکت سے سرخروئی عطا فرمائی۔ اس مختصر وقت میں' قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہ کی ملی' ملکی' مسلکی' قومی' رفاہی خدمات کا احاطہ مقصود نہیں۔ آپ لوگ ان کی تمام تر ایسی سرگرمیوں سے بخوبی آگاہ ہیں۔ لہٰذا ان تمام امور سے صرف نظر کرتے ہوئے آپ کی یہاں تشریف آوری پر شکریہ ادا کرتا ہوا یقین دلاتا ہوں کہ کسی بھی مرحلہ پر میری یا وابستگان آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شرقپور کو کسی بھی خدمت کے لیے آواز دیں گے تو میں' میرے بیٹے اور مریدین سبھی لبیک کہیں گے۔ ملک وملت اور مسلک کی تعمیر وترقی کے لیے آپ ہمیں کمربستہ پائیں گے۔ (ان شاء اللہ العزیز)

حضرت! میں آپ اور آپ کے رفقاء و جملہ مہمانان گرامی کا تہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ یہاں تشریف لائے دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں ملک وملت اور مسلک حق کی آبیاری' ترویج وترقی کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین ثم آمین

Marfat.com

بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وبارک وسلم

دعا گو:

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت شیر ربانی' حضرت ثانی لاثانی رحمہا اللہ تعالیٰ

بانی ومہتمم دارالمبلغین حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ (برائے طلباء وطالبہ) وشیر ربانی فری ڈسپنسری شرقپور شریف

اس کے بعد مولانا شاہ احمد نورانی صاحب نے خطاب فرمایا:

استقبالیہ پیش کرنے کے بعد نقیب محفل نے نعروں کی گونج میں قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی کو دعوت خطاب دی۔ آپ اپنی نشست پر قیام فرما ہوئے اور اپنے ایمان افروز' روح پرور' مسحور کن عربی لہجہ میں خطبہ پڑھنے کے بعد بیان شروع فرمایا:

سب سے پہلے میں حضرت عالی مرتبت سجادہ نشین شرقپور شریف آستانہ عالیہ شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب' ثانی لاثانی میاں غلام اللہ رحمہما اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں' سراپا سپاس ہوں کہ مجھ فقیر کو یاد فرمایا اور تعزیت کی۔ یہ تقریب قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین احمد مدنی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے مولانا فضل الرحمٰن مدنی علیہ الرحمۃ کے لیے منعقد کی گئی اور مجھے اس میں شمولیت کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔

عجیب وغریب اتفاقات ہوتے ہیں سب سے پہلے میں نے اپنے والد ماجد مولانا شاہ عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا یہ جو مولانا ضیاء الدین احمد ہیں وہ تو پنجاب کے رہنے والے ہیں' یہ اس وقت کی بات ہے جب میرا بچپنا تھا ہاں 1936ء کی بات ہے میری عمر گیارہ سال تھی' ایک سال مدینہ منورہ میں قیام رہا' میرا مکان مولانا کے مکان کے قریب تھا وہیں پر کھانا کھا لیتے' میں اپنے بھائی جیلانی میاں صدیقی اور حماد سبحانی کے ساتھ مدینہ طیبہ میں پڑھتا رہا۔

تجوید وقرآت کے لیے شیخ القراء کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ ایک دن میں نے مولانا سے پوچھا آپ کہاں کے رہنے والے ہیں فرمایا سیالکوٹ' میں نے کہاں سیالکوٹ کہاں ہے۔ فرمایا پنجاب میں:

میرے والد ماجد 1922ء میں پہلی مرتبہ ینبوع بندرگاہ سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ ایک

Marfat.com

واقعہ میرے والد ماجد نے بیان فرمایا۔ اس وقت لوگ جدہ بندرگاہ سے ینبوع بندرگاہ جاتے۔ ہم لوگ ینبوع بندرگاہ اترے۔ سامان وغیرہ اٹھایا اور اونٹوں کا اہتمام کیا۔ بہت سے حاجی مسجد میں چلے گئے اور میں روضہ مبارک کی طرف منہ کر کے درود و سلام پڑھنے لگا۔ ایک صاحب نے میرا منہ صحیح سمت کر دیا جب درود و سلام سے فارغ ہو کر دعا مانگی دیکھا وہ صاحب قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے میں نے نام پوچھا' کہا مجھے ضیاء الدین کہتے ہیں۔ حج کے لیے آیا' اب مدینہ منورہ واپس جا رہا ہوں۔

جب نجدیوں نے مدینہ منورہ پر حملہ کیا تو حکومت ترکیہ نے ان سے خالی کرالیا۔ شریف مکہ کی حکومت ختم ہوگئی' ہم شام سے آرہے ہیں اور اب مدینہ منورہ جا رہا ہوں' سلطنت عثمانیہ کی حکومت ختم ہوئی تو مدینہ منورہ آ گئے۔ اباجی (مولانا عبدالعلیم میرٹھی علیہ الرحمۃ) نے فرمایا میری محبت ان سے برابر قائم رہی۔ ہم نے قبا شریف میں زمین خرید کر کچا سا مکان بنالیا' چار کمرے نیچے اور تین اوپر' پھر ہم نے روضہ مبارکہ کے قریب مکان لے لیا۔

حضرت مولانا ضیاء الدین کہا کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وآلہ وسلم آپ نے ایمان دیا' آپ نے اسلام دیا' آپ نے جماعت میں لیا۔

حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری دامت برکاتہم العالیہ کو اللہ تعالیٰ صحت کاملہ اور شفائے عاجلہ مرحمت فرمائے۔ ہماری پہلی ملاقات مدینہ منورہ میں ہوئی۔ میں شادی کے بعد مدینہ منورہ میں ہی رہا۔ میں میاں صاحب کے قریب ہی رہتا تھا' جب آپ قبا شریف تشریف لاتے کبھی میں اور کبھی آپ تیسرے چوتھے دن قیام گاہ پر آنا جانا رہتا۔ ایک دن مولانا ضیاء الدین احمد مدنی نے فرمایا آج رات کھانا یہیں کھانا ہے۔ پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری اور میاں جمیل احمد شرقپوری بھی آئیں گے۔ دستر خوان بچھا ہوا تھا مجھے فرمایا حضرت میاں جمیل احمد کو لائیں' میری اہلیہ نے کہا جب تک وہ نہیں آئیں گے حضرت کھانا نہیں کھائیں گے کسی نے خبر دی انہیں مولانا فضل الرحمٰن لے کر چلے گئے ہیں۔

اسی دوران میرے بچے کی ولادت ہوئی' باہر سے دعوت آئی' سبحان اللہ کیا کہنا۔ مدینہ منورہ' ربیع الاول شریف میں پورا مہینہ دو دن شاید گھر کھانا کھایا ہو' مدینہ منورہ کے رہنے والے اپنے گھروں میں محفل میلاد کراتے ہیں اور ہر محفل میلاد میں کھانا کھلاتے ہیں' بریانی کھلاتے ہیں' دنبے کا

Marfat.com

گوشت کھلاتے ہیں' بکرے کا گوشت کھلاتے ہیں' اتنی دعوتیں' قباء شریف میں رہتا' لوگ مولانا فضل الرحمٰن کی نسبت بہت پیار فرماتے' اندازہ یہ ہوا کہ حکومت نجدیوں کی ہے مگر دلوں پر نہیں' آج بھی شب و روز درود و سلام کی آوازیں آتی رہتی ہیں۔

حضرت قطب مدینہ سے ایک دن میں نے عرض کیا پاکستان جا رہا ہوں؟ آپ نے فرمایا آپ کی ضرورت بھی ہے۔

ہاں: تو حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری کا دستر خوان وہاں (مدینہ منورہ) میں بھی بڑا وسیع ہوتا' آپ کا جہاں قیام رہتا آپ کا دستر خوان وسیع رہتا' میں کئی مرتبہ حاضر ہوا۔ آپ بہت کرم فرماتے تھے۔ پرانی یادیں تازہ ہوئی ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن بھی بہت کرم فرماتے۔ آپ خوش نصیب ہیں اللہ تعالیٰ خوش نصیبوں میں ہمارا حشر فرمائے۔

میں زینت آستانہ عالیہ حضرت میاں صاحب کا مشکور ہوں' شکر گزار ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ عطا فرمائے' میں جب بھی دیکھتا ہوں' سوچتا ہوں' وہاں روزمرہ ملاقات ہوتی اور یہاں درمیان میں تھوڑی سی غلط فہمی پیدا ہوئی۔ میں اس کی معذرت چاہتا ہوں میں معافی چاہتا ہوں' تھوڑی بہت بات ہو ہی جایا کرتی ہے' بھائیوں میں ہو ہی جاتی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت کاملہ اور شفائے عاجلہ کے ساتھ ساتھ برکتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

بعدہٗ

دیگر علمائے کرام نے بھی دونوں بلند ہستیوں کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا ہر ایک نے اپنے اپنے تعلق و نسبت کو احسن طریقہ سے گوش گزار کیا جن میں خاص طور پر:

حضرت الحاج مولانا علامہ محمد عارف صاحب نوری خطیب لاہور

ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب لاہور

حضرت مولانا عبدالغفور نقشبندی لاہور

مکرم جناب پیر اعجاز احمد ہاشمی مرید کے

مولانا محمد منشا تابش قصوری' مرید کے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

حضرت میاں صاحب کے ملفوظات

نقیب محفل نے حضرت شیخ المشائخ کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ بھی اپنے ملفوظات گرانمایہ

Marfat.com

سے مستفیض فرمایئے' چنانچہ حضرت قبلہ میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے خطبہ ارشاد فرمانے سے قبل فرمایا:

''جیسے مجھے بیان کرنا آتا ہے ویسے ہی کرونگا۔''

پھر آپ نے مختصر سا خطبہ پڑھا اور چند کلمات سے نوازا:

الحمدللہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ المجتبیٰ:

بعد از خطبہ آپ نے فرمایا:۔

گزارش ہے کہ حضرت نے جو کچھ فرمایا ٹھیک فرمایا میں نے ایک ارشاد نبوی ﷺ پڑھا ہے اس کا ترجمہ کرونگا ''آدمی کے ساتھ ملواس ملنے والے کے ساتھ اہل علم بھی ہوتے' اور مجھ جیسے دیہاتی بھی ہوتے ہیں۔''

مولانا صاحب باوجود کوتاہیوں کے بہت شفقت فرماتے تھے یہ بزرگوں کا شیوہ ہے کہ جو بے سمجھ اور کم عقل لوگ ہیں ان کے ساتھ بھی برتاؤ کرتے ہیں۔

جیسے حضرت نے فرمایا حضرت تو دین و دنیا کے بحرِ بیکراں اور بے نیاز بھی ہیں تاہم اتنی بے نیازی ہونی نہیں چاہیے۔

بہ دریا در منافع بے شمار است
اگر خواہی سلامت بر کنار است

حضرت نے بڑی شفقت فرمائی تشریف لائے' میں ان کا بہت ممنون ہوں۔ میرا معاملہ کچھ ایسا ہی ہے' صحت کے باعث آ جا نہیں سکتا۔ حرفا ان ہوٹل' چائنہ چوک' لاہور میں تعزیت کرسکتا تھا' بہر حال آپ نے بڑی مہربانی فرمائی تشریف لائے۔

ہمارا معاملہ تو درویشانہ ہے' احتیاطاً مولوی عبدالغفور کو بلایا' ان سے تفصیلی بات چیت ہوئی' اور آپ تشریف لائے۔ پھر فضیلۃ الشیخ مولانا فضل الرحمن مدنی علیہ الرحمۃ کے لیے فاتحہ پڑھی گئی اور ایصال ثواب کے ساتھ دعائے مغفرت' بلندی درجات ہوئی۔

حضرت شیخ المشائخ الحاج صاحبزادہ میاں جمیل احمد نقشبندی مجددی شرقپوری مدظلہ نے فرمایا' آیئے حضرات شیر ربانی لنگر کی برکات سے بھی بہرہ مند ہوں' سبحان اللہ۔ حضرت میاں صاحب نے ضیافت کا بڑی فیاضی اور کشادگی سے اہتمام فرما رکھا تھا۔ ان عالی مرتبت شخصیات' گرامی قدر

Marfat.com

علمائے ذی وقار اور مہمانان خصوصی نے نہایت فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نقشبندی مجددی شرقپوری لنگر سے حظ وافر اٹھایا۔ ان کثیر علمائے کرام سے جو کچھ بچ رہا اگر دو سو مہمان مزید بھی ہوتے تو نہایت اطمینان سے سیر ہو جاتے۔

سبحان اللہ نوع بنوع کھانے' روسٹ کی ہوئی تین قسم مچھلی' بکرے کا گوشت' ریشین سلاد' قلفہ' مشروبات اور ثمرات و فواکہ' بریانی' زردہ پلاؤ' شاہی ٹکڑے وافر مقدار میں موجود تھے۔ سبھی حضرات کہہ رہے تھے یہ حضرت میاں صاحب ہی کا کام ہے ہماری بساط کہاں کہ ایسا نورانی میاں کے حضور اتنا اعلیٰ اور وافر مقدار میں تبرک پیش کر سکیں۔

القصہ دعا پر محفل اختتام پذیر ہوئی

افسوس آج ہمارے ہاں ملت اسلامیہ کی نامور ہستی حق و صداقت کی نشانی نہ رہی' 11 دسمبر 2003ء بروز جمعرات سینٹ کے اجلاس میں شمولیت کی تیاری کر رہے تھے کہ فرشتہ اجل نے آلیا اور آپ ملت اسلامیہ کو روتا ہوا چھوڑ کر اپنے خالق کے حضور پہنچ گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

اللہ تعالیٰ انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے (آمین)

مولانا شاہ احمد نورانیؒ کی شرقپور شریف آمد کو مولانا منشا تابش قصوری صاحب نے مرتب کیا

3 مئی 2003: کو حوزۂ نقشبندیہ کا لائحہ عمل برائے علمی تحقیقات اور اغراض و مقاصد کا پمفلٹ ارباب دانش و بینش کو ارسال کیا گیا، اس کو محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا، حوزہ نقشبندیہ کا لائحہ عمل اور اغراض و مقاصد کی تفصیل اس طرح سے ہے:

لائحہ عمل برائے علمی تحقیقات

۱۔ نقشبندی سلسلہ کی تاریخ و تعلیمات سے متعلق درجہ اول کے تمام ماخذ و مراجع جمع کیے جائیں۔

۲۔ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کے ذخیرہ کتب مخزونہ کتاب خانہ پنجاب یونیورسٹی لاہور کو سلسلۂ نقشبندیہ کی کتب کے لیے مخصوص ذخیرہ بنا دیا جائے۔

۳۔ اس امر کے لیے ساری دنیا کے علمی مراکز سے رابطہ قائم کیا جائے اور ان سے اس ذخیرے کے لیے کتابیں بھیجنے کے لیے درخواست کی جائے۔

۴۔ مطبوعہ کتب جو دنیا میں طبع ہوئی ہیں (سلسلہ نقشبندیہ) خرید کر جمع کی جائیں۔

۵۔ غیر مطبوعہ کتب یعنی مخطوطات دنیا میں جہاں جہاں سلسلہ نقشبندیہ سے متعلق محفوظ ہیں ان

Marfat.com

کے عکس کتب خانے کے لیے منگوائے جائیں۔

۶۔اس کار خیر کے لیے باقاعدہ علماء و محققین کا ایک بورڈ تشکیل دیا جائے جو ان مراجع کی فہارس تیار کرے پھر ان کے عکس لینے کی کوشش کی جائے۔

۷۔پاکستان اور دنیا بھر میں نقشبندی سلسلے کے مراکز اور خانقاہوں سے رابطہ علمی قائم کیا جائے اور ان مقامات میں اگر کتب خانے موجود ہیں تو وہاں سے نادر کتب و مخطوطات کے عکس بنوائے جائیں۔

۸۔سلسلہ نقشبندیہ کے مخطوطات خریدنے کے لیے پنجاب یونیورسٹی لائبریری (ذخیرہ میاں صاحب) کو خطیر رقم دی جائے جو میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب کے نام سے بینک میں جمع رہے اور مخطوطات خریدتے وقت بینک سے ادا کر دی جائے۔

۹۔روس سے آزاد ہونے والی مسلم ریاستوں (خصوصاً بخارا، سمرقند، تاشقند اور قزان وغیرہ) میں جا کر وہاں سے نقشبندی سلسلے کی قدیم مطبوعات و مخطوطات حاصل کیے جائیں کیونکہ یہ علاقے اس سلسلہ کے اولین مراکز تھے۔

اغراض و مقاصد

۱۔سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کے لیے کوشش کرنا۔

۲۔اس سلسلے میں علمی و تحقیقی کام کرنے کی ترغیب دینا۔

۳۔سلسلہ نقشبندیہ پر تحقیقی کام کرنے والوں کی ہر طرح سے معاونت کرنا۔

۴۔اس سلسلے کی تاریخ، افکار و تعلیمات سے متعلق ایک جامع فہرست مرتب کر کے شائع کرنا جو اردو و انگریزی زبانوں میں ہونی چاہیے یعنی

A Bibliography of the Naqshbandiah Order

۵۔اس مقصد کے لیے ایک کتب خانے کا قیام جس میں اس سلسلے سے متعلق تمام مآخذ و مراجع جمع کیے جائیں (تفصیل لائحہ عمل کے تحت لکھی جا چکی ہے)

۶۔بعض اکابر نقشبندی مشائخ کے یوم منانے کے لیے محافل کا قیام مثلاً

☆......حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری

☆......حضرت خواجہ محمد پارسا بخاری

Marfat.com

☆......حضرت خواجہ عبید اللہ احرار

☆......حضرت خواجہ باقی باللہ

☆......حضرت مولانا جامی

☆......حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی

☆......حضرات صاحبزادگان حضرت مجدد الف ثانی

☆......حضرت شیخ آدم بنوری

☆......حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں شہید

☆......حضرت شاہ غلام علی دہلوی

☆......حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

۷۔نقشبندی سلسلے کے اہم مآخذ جدید تقاضوں کے مطابق ایڈٹ کر کے شائع کرنا۔

۸۔یورپین زبانوں میں اس سلسلہ کے قدیم واصل مآخذ کے تراجم تحقیق وحواشی کے ساتھ شائع کرنا یعنی

Translation Of The Original Sources Into European Languages

جن دانشوروں نے حوزۂ نقشبندیہ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ان کی تفصیل اس طرح سے ہے:

ڈاکٹر شیر محمد زمان ۔(ستارہ امتیاز) چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان اسلام آباد

ڈاکٹر ریاض الاسلام ۔انسٹی ٹیوٹ آف سنٹرل اینڈ ویسٹ ایشین سٹڈیز ۔کراچی یونیورسٹی کراچی۔

ڈاکٹر سید عارف نوشاہی ۔سرپرست ادارہ معارف نوشاہیہ ماڈل ٹاؤن اسلام آباد

ڈاکٹر خضر نوشاہی سرپرست اعلیٰ ادارہ معارف نوشاہیہ ساہن پال شریف منڈی بہاء الدین

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ۔مدیر ماہنامہ "جہانِ رضا" ومہتمم مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

محمد نذیر رانجھا ۔لائبریرین پاکستان اسلامی نظریاتی کونسل حکومت پاکستان اسلام آباد

ڈاکٹر محمد اسحق قریشی ۔وائس چانسلر انڈی پینڈنٹ یونیورسٹی جناح کالونی فیصل آباد

طالب ہاشمی ۔اسلامی تاریخ کے ایک ذی وقار اور زود نویس مصنف لغت وفنِ رجال پر خصوصی

Marfat.com

دسترس۔(اعوان ٹاؤن' لاہور)

مسعود ملت ابوالسرور پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد (تخصصِ رضویت)

پروفیسر ڈاکٹر معین الدین عقیل صدر شعبۂ اردو' کراچی یونیورسٹی کراچی

بشیر احمد قدر آفاقی ۔دانشور۔مصنف۔صدارتی ایوارڈ یافتہ

نذیر حق۔ڈپٹی ایڈیٹر روزنامہ ''پاکستان'' لاہور

حوزۂ نقشبندیہ کی پہلی مشاورتی میٹنگ

28 جولائی 2003:ایک بجے بعداز دوپہر سبزہ زار سکیم (رہائش گاہ الحاج چودھری خوشی محمد) میں اراکین حوزۂ نقشبندیہ کی پہلی مشاورتی میٹنگ زیر صدارت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی منعقد ہوئی۔آغازِ کار قدر آفاقی صاحب کی تلاوتِ قرآن مجید کے بعد ہوا۔پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب نے حوزہ کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور نقشبندیہ مجددیہ سلسلے کے اصیل متون کی انتقادی اشاعتوں پر زور دیا اور کہا کہ ان پر مُفید حواشی اور تعلیقات کا اضافہ کیا جائے۔اس سلسلے میں انہوں نے حیدر آباد دکن کے ایک علمی ادارے لجنہ معارف نعمانیہ کی مثال پیش کی جو ابھی تک فعال ہے اور اس ادارے نے جو اہم متون شائع کیے' ان میں سے بعض کے کوائف بھی بیان کیے۔

میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں مجددی صاحب کی پیش کردہ تجاویز کو سراہا اور فرمایا کہ ہم اپنے وسائل کے مطابق اس کام کو بتدریج بڑھاتے جائیں گے۔اس ضمن میں انہوں نے حکیم محمد موسیٰ امرتسری کی قائم کردہ مرکزی مجلس رضا اور مکتبہ قادریہ (جامعہ رضویہ نظامیہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور) کے مختصر سرمایہ سے قیام کی مثالیں پیش کیں اور کہا کہ ان شاءاللہ سب کچھ ہو گا مگر دستیاب وسائل کے مطابق آہستہ آہستہ۔

اس اجلاس میں عہدہ داروں کا انتخاب بھی عمل میں لایا گیا جو اس طرح ہے:

۱۔صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی	صدر
۲۔پروفیسر محمد اقبال مجددی	نائب صدر
۳۔محمد عالم مختار حق	سیکرٹری

Marfat.com

۴۔ قاضی ظہور احمد اختر　　　　نائب سیکرٹری

دیگر اراکین

(۱) قدر آفاقی (۲) پروفیسر علیم تفضل (۳) ماسٹر احمد علی (۴) ڈاکٹر نذیر احمد (۵) پروفیسر خالد بشیر (۶) سعید احمد صدیقی (۷) محمد حیات (۸) محمد معروف احمد

علمی خطوط کو علیحدہ کیا گیا

07 ستمبر 2003ء: فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی پہلی جلد کی تیاری کے سلسلہ میں کتابیں پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو بھجوادی گئیں، مگر شرقپور شریف میں بھی ابھی باقی کتابوں کو ترتیب وار کرنا ضروری تھا کیونکہ بعض کتابوں کے ایک سے زائد نسخے تھے اس کے علاوہ خطوط اور پمفلٹ ابھی ہزاروں کی تعداد میں تھے جن کو ترتیب وار کرنا ضروری تھا، سب سے پہلے باقی ماندہ کتابوں اور پمفلٹ کو علیحدہ کیا گیا اس کے بعد خطوط کی جانچ پڑتال کی گئی، علمی، تاریخی اور دعائیہ خطوط کی علیحدہ علیحدہ فائلیں تیار کی گئیں علمی خطوط کی فائل کو میاں صاحب کی نظر سے گزارا گیا، ان میں سے بعض خطوط کو میاں صاحب نے شائع کرنے کی اجازت دے دی۔ 7 ستمبر کو بھی میاں صاحب خطوط کی فائل کا مطالعہ کر رہے تھے کہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو سے ڈاکٹر سرفراز نعیمی کا ٹیلی فون آیا انہوں نے میاں صاحب کو افطار پارٹی میں مدعو کیا تھا۔ میاں صاحب نے صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب کو بلایا اور انہیں جامعہ نعیمیہ جانے کے لیے فرمایا مگر میاں سعید صاحب طبیعت خراب ہونے کے باعث نہ جاسکے۔ میاں صاحب نے صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوریؒ کو جامعہ نعیمیہ جانے اور کسی خادم کو ساتھ لے جانے کی ہدایت فرمائی۔

دین محمد کاتب کا واقعہ

9 ستمبر 2003ء: آج صبح میاں صاحب محمد عالم مختار حق کو ساتھ لیکر پروفیسر اقبال مجددی کے گھر تشریف لے گئے حوزۂ نقشبندیہ کے تحت مخطوطات کی نقول اور فلمیں بنوانے کے متعلق گفتگو ہوتی رہی، تقریباً آدھا گھنٹہ بعد میاں صاحب علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے گھر گئے۔ فاروقی صاحب اپنی یادوں کے دیئے جلاتے رہے۔ میاں صاحب نے اس موقعہ پر اعلیٰ

Marfat.com

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور حاجی دین محمد کاتب کا واقعہ سنایا، اعلیٰ حضرت نے اپنے خادم عبدالرحمٰن (گھڑی ساز) کو اپنے ہاتھوں سے لکھا ہوا اسم ذات ''اللہ'' چھپوانے کے لئے لاہور بھیجا، خادم پرنٹنگ کے مراحل سے ناواقف تھا وہ جس پریس پر جاتا وہ اس کو ٹریسنگ بنوانے کو کہتے انہیں پتہ نہیں تھا کہ ٹریسنگ کہاں سے بنوانی ہے۔ کسی نے ان کو دین محمد کاتب کا بتایا وہ دین محمد کاتب کے پاس چلے گئے اور کہا میں شرقپور شریف سے آیا ہوں مجھے اس کی ٹریسنگ بنوانی ہے، دین محمد کاتب نے اس کی ٹریسنگ بنا دی۔ خادم نے اس کا معاوضہ پوچھا تو دین محمد کاتب نے معاوضہ لینے سے انکار کر دیا، کافی اصرار کے باوجود دین محمد صاحب نے معاوضہ نہ لیا۔ عبدالرحمٰن باہر آ گیا اور ایک مولوی صاحب کو لے آیا۔ انہوں نے دین محمد کاتب کو اجرت لینے کے بارے میں وعظ کیا۔ دین محمد کاتب نے ان کی گفتگو سن کر جواب دیا میں نے اللہ کے شیر کو پکڑ لیا ہے اور تم مجھ سے چھڑانا چاہتے ہو۔ دین محمد کا جواب سن کر مولوی صاحب اور خادم لاجواب ہو گئے۔ خادم جب شرقپور شریف واپس آیا تو اس نے اعلیٰ حضرت سے کہا کاتب نے پیسے نہیں لیے، آپ نے اس کو خاموش رہنے کو فرمایا۔ اس واقعہ کے چار سال بعد اعلیٰ حضرت نے لاہور ٹم ٹم (کار) بھیجی تاکہ وہ لاہور سے دین محمد کاتب، غلام محمد اینڈ سنز اور (تیسرے کا نام لکھنا بھول گیا) کو لے کر شرقپور شریف آئے، گاڑی نعمت کدہ ہوٹل لوہاری کے قریب کھڑی تھی، اس وقت گاڑی بہت کم ہوتی تھی، دین محمد کاتب سب سے پہلے گاڑی کے پاس پہنچے اور شوفر (ڈرائیور) کو پندرہ روپے بطور کرایہ دیے۔ شوفر نے کرایہ لینے سے انکار کر دیا اور کہا مجھے میاں صاحب نے بیس روپے پہلے ہی ادا کر دیئے ہیں ، دین محمد کاتب نے دل میں خیال کیا کہ آج تم فیل ہو گئے ہو، دین محمد نے سوچا میاں صاحب کے بارے میں یہ بھی سنا ہے کہ جو کوئی جو بھی خواہش لے کر جائے آپ اس کی خواہش پوری کرتے ہیں اور اگر آج مجھے وہ زردہ پلاؤ کھلائیں گے تو سب ٹھیک ورنہ سب باتیں غلط ہیں۔ گاڑی تمام حضرات کو لیکر شرقپور شریف پہنچی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کو اطلاع دی گئی، آپ نے سوائے دین محمد کاتب کے تمام حضرات کو لنگر شریف کھانے کو فرمایا۔ چند لمحوں بعد دین محمد کاتب کے لیے زردہ پلاؤ آ گیا، لنگر شریف کھانے کے بعد تمام حضرات اعلیٰ حضرت کے انتظار میں بیٹھ گئے، دین محمد کاتب کا خیال تھا اعلیٰ حضرتؒ کا بڑا نام ہے لہٰذا وہ بڑے اعلیٰ لباس اور ان کے ساتھ بے شمار خادم ہوں گے، مگر میاں صاحب سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ آپ بیٹھک میں تشریف لائے اور

Marfat.com

دوزانوں باری باری تمام حضرات سے ملاقات کرنے کے بعد واپس بالائی منزل پر تشریف لے گئے۔ دین محمد کاتب کو بعد میں معلوم ہوا کہ یہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ ہیں۔ تھوڑی دیر بعد اعلیٰ حضرت نے دین محمد کو بالائی منزل پر بلایا آپ کے تخت پوش (چارپائی) پر کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا، کچھ کتابوں کو ایک طرف کر کے دین محمد کاتب کو بیٹھنے کو فرمایا۔ دین محمد کاتب کی اندر اور باہر والی جیبوں کو نوٹوں سے بھر دیا اپنے دست مبارک سے دین محمد کاتب کو پگڑی باندھی، چاولوں کی ایک بوری بھی دی، واپسی پر دین محمد کاتب نے تمام حضرات میں برابر کے چاول تقسیم کر دیے۔

دین محمد کاتب خطاطی کے ماہر تھے بڑے بڑے کتبے اور اشتہارات بڑے سلیقے اور نفیس انداز میں لکھتے کہ دیکھنے والا دنگ رہ جاتا، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کے مزار مبارک کے اندر آپ نے چند آیات لکھیں کام ختم ہونے پر مجاوروں نے معاوضہ ادا کرنے کی کوشش کی تو آپ نے معاوضہ لینے سے انکار کر دیا۔ مجاوروں نے کہا داتا صاحب کے خزانوں میں کمی نہیں آنے لگی بہتر ہے ہر کوئی اپنی اجرت لیتا ہے آپ بھی اس کام کا معاوضہ لے لیں۔ انہوں نے کہا میں نے داتا حضور کا کام کیا ہے اور معاوضہ بھی انہیں سے لوں گا، یہ کہہ کر دربار شریف کے اندر آئے دعا مانگی اگر معاوضہ دینا ہی ہے تو مجھے حج کروا دیں، یہ کہہ کر واپس آ گئے۔ مجاوروں نے پوچھا کیا معاوضہ لے آئے ہو دین محمد کاتب نے کہا ہاں لے آیا ہوں۔ چند دن بعد سبزی لینے بازار آئے راستے میں لوگوں کا ہجوم دیکھا پوچھنے پر پتہ چلا کہ ایک قافلہ حج کو جا رہا ہے، سبزی والا رومال دکاندار کو ہی دے دیا اور کہا میری ماں کو بتا دینا دین محمد حج پر چلا گیا ہے۔ سبزی والا ہنس پڑا بغیر پیسوں کے حج پر کیسے جاؤ گے، دین محمد نے سبزی والے کی بات سنی ان سنی کر دی اور قافلے میں شامل ہو گیا۔ قافلہ چلتے چلتے دہلی پہنچ گیا۔ حج کے لئے رقم اکٹھی کرنے کے لئے دین محمد نے کتابت شروع کر دی، بحری جہاز روانہ ہونے کا دن آ گیا مگر دین محمد کے پاس مطلوبہ رقم اکٹھی نہ ہو سکی۔ انہوں نے خیال کیا حج نہیں تو حاجیوں کی زیارت ہی کر آتے ہیں لہذا بحری جہاز پر سوار حاجیوں کی زیارت کو چلے گئے، جہاز کی روانگی کا وقت قریب آیا تو کیپٹن نے اعلان کیا تمام وزیٹر حضرات جہاز سے اتر جائیں اس اعلان کے بعد مسافروں کے ساتھ آنے والے تمام دوست، رشتہ دار جہاز سے اترنے لگے، راستے میں ایک شخص کو منادی کرتے ہوئے سنا کہ جس کسی نے حج پر جانا ہے وہ فی سبیل اللہ ٹکٹ لے سکتا ہے دین محمد کاتب بھاگ کر اس شخص کے پاس گئے پوچھنے پر

Marfat.com

پتہ چلا جس کی ٹکٹ ہے وہ شخص سخت بیمار پڑ گیا ہے ڈاکٹروں نے سفر سے منع کر دیا، دین محمد صاحب نے ٹکٹ پر اپنا نام درج کروایا، تھوڑی دیر بعد جہاز روانہ ہو گیا۔ دین محمد کاتب بھی بغیر کسی زادراہ کے اس قافلے کا حصہ بنا۔ دین محمد صاحب نے بحری جہاز میں ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اکیلا بیٹھا ہوا تھا، پوچھنے پر معلوم ہوا وہ اکیلا ہی حج پر جا رہا تھا۔ اس کے پاس کھانے پینے کے لیے کافی مقدار میں سامان موجود تھا جس میں دیسی گھی کے تین بڑے ڈبے، چاول اور دیگر خورد و نوش کی اشیاء تھیں، دین محمد صاحب دیسی گھی والے چاول پکا کر اس بوڑھے شخص کو بھی کھلاتا اور خود بھی کھاتا۔ تین سال مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ رہنے کے بعد دین محمد کاتب واپس پاکستان، لاہور، کشمیری بازار اپنی رہائش گاہ پر آ گئے۔

میاں صاحب نے فرمایا پہلے ماہنامہ نور اسلام کا دفتر لوہاری تھانہ کے پاس تھا۔ میری دین محمد کاتب سے ملاقات منیر صاحب کی معرفت ہوئی تھی۔ منیر صاحب خود بھی کاتب تھے۔ جب میاں صاحب کی ملاقات دین محمد کاتب سے ہوئی اس وقت ان کی عمر 80 سال تھی، صلاح الدین ٹمبر مارکیٹ میں ان کا اڈہ تھا، پہلی دفعہ 30/40 کا پوسٹر یوم حضرت غوث اعظم لکھنے پر میں نے اس کو مبلغ سو روپے دیئے۔ قبلہ میاں صاحب نے چند ایک واقعات اور سنائے مگر میں وہ نوٹ نہ کر سکا۔

حوزۂ نقشبندیہ کے سلسلہ میں جلسہ

27 ستمبر 2003: حوزۂ نقشبندیہ کا یہ اجلاس صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صدر حوزۂ نقشبندیہ کی سربراہی میں چودھری خوشی محمد کی رہائش سبزہ زار سکیم میں منعقد ہوا' جناب محمد عالم مختار حق (سیکرٹری حوزۂ نقشبندیہ) کی تلاوتِ قرآن مجید کے بعد جناب محمد شہزاد مجددی نے نعت پڑھی اور پھر صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نے حوزۂ نقشبندیہ کا تعارف کروایا کہ یہ ادارہ خالصتاً اس سلسلہ کی علمی تحقیقات کی غرض سے قائم کیا گیا ہے۔ اس کے اغراض و مقاصد کی دستاویزات حاضرین میں تقسیم کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم اس ادارے سے سلسلہ نقشبندیہ کے اصل مآخذ جدید تحقیقی تقاضوں کے مطابق ایڈٹ کروا کر شائع کریں گے۔ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے بتایا کہ انہوں نے اپنا ذاتی کتب خانہ پنجاب

Marfat.com

یونیورسٹی لائبریری لاہور میں محفوظ کروادیا ہے جس میں اس سلسلہ کے مآخذ ومراجع جمع کیے جا رہے ہیں۔ اہلِ علم و محققین اس طرف توجہ کریں۔ صاجزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے اس ادارے کی طرف سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' کے عہد کی معاشرتی اور فکری تاریخ مرتب کروا کر شائع کرنے کے عزم کا بھی اظہار فرمایا۔ صاجزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ ہم نے سلسلہ نقشبندیہ کے مخطوطات' جو یورپ میں محفوظ ہیں کی مائیکروفلمز منگوانے کا بھی آغاز کردیا ہے۔ ادارے کے تعارف کے بعد پروفیسر محمد اقبال مجددی (صدر شعبہ تاریخ اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور) کے خطاب کا آغاز ہوا۔ ان کا موضوع گفتگو تھا ''حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک احیائے دین اور اس کے اثرات''

پروفیسر مجددی نے سب سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی کے عہد کی سیاسی' سماجی اور فکری تاریخ پر روشنی ڈالی کہ کس طرح اس عہد میں عقلی علوم کو اسلام اور اسلامی عقائد کے خلاف استعمال کیا گیا' علماء سوء اور صوفیہء خام نے اکبر بادشاہ کا ساتھ دے کر اس کی فکری پشت پناہی کی' اکبر نے ''صلح کل'' کا لبادہ اوڑھ کر اسلام اور مسلمانوں کے بجائے ہندو نوازی کا آغاز کیا۔ بدقسمتی سے اس عہد (گیارھویں صدی ہجری) میں ایران اور وسطی ایشیا میں غیر اسلامی تحریکیں پنپ رہی تھیں۔ جب وہاں ان کے عقائد کے خلاف اقدام اٹھائے گئے تو ان کے لیڈر فرار ہو کر ہندوستان پہنچے۔ اکبر کے زیر اثر یہاں پہلے ہی آزاد خیالی کی فضا پیدا ہو چکی تھی۔ اس قسم کی تحریکوں اور اس طرح کے خیالات رکھنے والوں کا شاہی اہتمام سے استقبال کیا گیا۔ ان غیر اسلامی فرقوں میں ایک فرقہ نُقطویہ بھی تھا جس کے ایک اہم رکن شریف آملی کے ساتھ اکبر کے سب سے محبوب اور مقرب ابوالفضل کی مراسلت بھی تھی جس میں اس نے فرقہ نُقطویہ کے عقائد کے ساتھ ہم آہنگی کا اظہار کیا ہے۔ اکبر بادشاہ جو پہلے ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھا کو راہ راست سے ہٹانے میں سب سے اہم خدمت اسی فرقہ کے افراد نے انجام دی اور اسے یہ باور کروایا گیا کہ اسلام کی عمر صرف ہزار سال تھی اب اس کی عملی صورت نہیں رہی بلکہ اب ہمارے عقائد پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔ فرقہ نقطویہ کے عقائد ایسے عقائد تھے جن کی کسی اسلامی فرقے میں گنجائش نہیں تھی اس سے تعلق رکھنے والے ہزار ہا افراد کو جب ایران میں قتل کیا گیا تو یہ لوگ وہاں سے بھاگے اور اکبر کی ''صلح کل'' کی پالیسی میں فکری پناہ لی۔

Marfat.com

رہی سہی کسر صوفیہ خام نے نکال دی اور اکبر کے لیے جوان پڑھ تھا''انسان کامل'' کی ایسی تشریح اور توضیحات کیں کہ وہ خود کو انسان کامل کا درجہ دینے لگا۔ حال ہی میں افغانستان سے ایک نادرالوجود مخطوطہ''بازنامہ'' مولفہ شیر محمد پاکستان لایا گیا ہے جس کے مولفہ نے اسے اکبر بادشاہ کے نام مُعنوَن کرتے ہوے جہاں اسے بہت سے دوسرے القاب سے نوازا ہے وہاں اسے ''قطب الاقطاب'' بھی لکھا ہے۔ جس سے اس نتیجہ پر پہنچنا دشوار نہیں رہ جاتا کہ وہ خود کو کیا تصور کرنے لگا تھا۔

پروفیسر مجددی نے بتایا کہ ان حالات میں ہندوستانی معاشرت میں دو متحارب گروپ وجود میں آئے ایک بادشاہ کی حامی جماعت اور دوسرا گروہ راسخ العقیدہ مسلمانوں کا تھا۔ اول الذکر گروہ کو اس عہد کے لٹریچر میں ''دین فروشان'' بے دین (بدایونی: منتخب التواریخ) مسلمانان ہندومزاج' جماعت شوم (بقول شیخ عبدالحق محدث دہلوی) علمائے سوء (بقول حضرت مجددالف ثانی) کے القاب سے یاد کیا گیا ہے۔

دوسری جماعت علمائے حق کی تھی جسے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے ''جرگہ ممدان دولتِ اسلام'' کا نام دیا۔

اکبر کے آخری دور حکومت میں افغانستان سے ایک ایسی ہستی نے ہندوستان کا رخ کیا جس نے اکبر کی ساری فکری آلودگی کی گھٹا دور کی۔ یہ بزرگ شخصیت حضرت خواجہ باقی باللہ'' کی تھی جو ۱۰۰۷ھ میں دہلی تشریف لائے۔ آپ نے ان بدلے ہوے مخدوش حالات کا بغور جائزہ لیا اور ان حالات میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کیا۔ آپ نے راسخ العقیدہ امراء و علماء کو اپنا ہم خیال بنا کر حالات کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ان امراء میں نواب مرتضٰی خان فرید بخاری' خان اعظم' شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی' شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور میرزا حسام الدین احمد شامل تھے۔ ان حضرات نے حضرت خواجہ کی راہنمائی میں عوام و خواص کے دلوں میں اسلام کی حقانیت پیدا کرنے کی کوشش کی اور ایک ایسا خاموش ذہنی و فکری انقلاب برپا کیا کہ حضرت خواجہ کے وصال (۱۰۱۲ھ) کے بعد یہ گروہ منظم صورت میں انہی خطوط پر سوچتے اور عمل کرتے ہوے آگے بڑھا۔

اب یہ اصحاب مشترکہ سعی کرتے ہوے ایسی منزل تک جا پہنچے جہاں امید کی کرنیں روشن نظر آنے لگیں یعنی ۱۰۱۴ھ میں جب اکبر نزع کے عالم میں تھا۔ جانشینی کا مسئلہ درپیش ہوا تو

Marfat.com

اسی راسخ العقیدہ گروہ کی کوششوں سے نورالدین جہانگیر اکبر کا جانشین بنایا گیا۔اس میں سب سے اہم کردار نواب مرتضٰی فرید خاں بخاری نے ادا کیا۔ یہ حضرات اب حضرت مجدد الف ثانی کے گرد جمع ہو گئے اور آپ نے حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے اسی فکری و دینی انقلاب کے عمل کو جاری رکھا اور ان امراء کو اپنا ہم خیال بنا کر انہیں ان حالات میں اکبر کے بعد جہانگیر کی تخت نشینی کو اسلام کی فتح قرار دیا اور لکھا کہ جہانگیر تخت نشین نہیں ہوا ہے بلکہ اسلام کی فتح ہوئی ہے۔ان حالات میں آپ نے مسلمانانِ ہند کے لیے حسب ذیل لائحہ عمل مرتب فرمایا:

(i) سلاطین و امراء کو خطوط لکھ کر انہیں زمانہء ماضی (عہدِ اکبر) میں مسلمانوں اور پھر اسلام کے ساتھ جو ناروا سلوک کیا گیا تھا اس سے آگاہ کیا۔

(ii) ترویجِ شریعت کے لیے بادشاہ کی تائید و حمایت حاصل کی اور بتایا کہ اس دور میں اس کے بغیر یہ کام دشوار ہے۔

(iii) بادشاہ سے قرابت قریبہ رکھنے والے ارکان سلطنت کو پہلے تو اسلام کی حقیقی روح سے روشناس کروایا پھر انہیں اس قرابت سے فائدہ اٹھانے پر زور دیا کہ بادشاہ کو ایسے مسائل دینیہ سے آگاہ کیا جائے جن پر عقائد اسلامیہ کی بنیاد ہے۔

(iv) سب سے اہم قدم یہ اٹھایا کہ اس امر پر نہایت درجہ بے چینی کا اظہار کیا کہ جتنی جلدی ممکن ہو دین دار طبقے کو بادشاہ اسلام (جہانگیر) کا قرب حاصل کر لینا چاہیے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ زمانہ ماضی کی طرح علمائے سوء اور مسلمانان ہندو مزاج بادشاہ کے مزاج میں رسوخ حاصل کر لیں اور ملت اسلامیہ کو پھر سے ان حالات سے دو چار ہونا پڑے جن کا اکبری عہد میں ان کو سامنا کرنا پڑا تھا۔

نواب مرتضٰی خاں فرید بخاری کو لکھا "یہ حقیر صرف تائید و ترویج شریعت حقہ کی خاطر ......آپ کی خدمت میں متوجہ ہوا ہے (مکتوبات ۱/۵۱)

خان اعظم میرزا عزیز کو حکیمانہ خط لکھا:

آج ہم آپ کے وجود شریف کو غنیمت جانتے ہیں اور اس کمزور شکست خوردہ معرکہ میں مرد میدان صرف آپ ہی کی ذات کو تصور کرتے ہیں یہ قولی (زبانی) جہاد جو اس وقت آپ کو میسر ہے جہاد اکبر ہے۔۔۔ہم جیسے بے دست و پا فقراء اس دولت سے محروم ہیں (مکتوبات ۱/۶۵)

Marfat.com

اس جرگہ مردان دولتِ اسلام (امراء وعلمائے حق) کی سعی پیہم سے آخر جہانگیر کو اسلام کی حقانیت کا احساس ہونے لگا تو اس نے نواب مرتضیٰ خان فرید بخاری اور ملک کے مفتی میراں صدر جہاں سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ''چار علمائے دین کی ایک جماعت ہر وقت دربار میں میرے ساتھ رہے جو مجھے مسائلِ شریعت سے آگاہ کرے۔''

حضرت مجدد الف ثانی نے اس کا فوری نوٹس لیا اور فرمایا کہ چار علماء کے بجائے صرف ایک عالم ہی کافی ہے اور وہ ''عالم آخرت'' ہو اگر ایک سے زیادہ علماء جمع ہونگے تو وہ زمانہ ماضی کی طرح حُبّ جاہ کے لیے ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ جو حشر اسلام اور مسلمانوں کا اکبر کے ''عبادت خانہ'' میں ہوا اس کا بھی وہی انجام ہوگا۔ حضرات غور فرمایے کیسا حکیمانہ نکتہ ہے گویا آپ کے مبارک ہاتھ ملتِ اسلامیہ کی نبض پر تھے کہ بروقت آپ نے اس کا تدارک فرمایا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے بروقت آپ کو خبردار کیا اور آپ نے ایسی حکمت عملی اپنائی جس سے نہ صرف اکبر کے الحاد اور دین الٰہی کا اس کے مرتے ہی خاتمہ ہو گیا بلکہ ہندوستان کے اسلامی معاشرہ میں اس کی عظمتِ رفتہ بحال ہوگئی۔

پروفیسر مجددی نے حضرت مجدد الف ثانی کی تحریک احیائے دین کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے فرمایا کہ یہ اسی تحریک کے اثرات تھے کہ جہانگیر کا جانشین ایک متبع شرع (یعنی شاہ جہاں) بادشاہ کو بنایا گیا' جس نے شریعت اسلامیہ کی ترویج اور ملتِ اسلامیہ کے احیاء کے لیے بہت کوشش کی۔

لیکن شاہ جہان کے آخری ایام حکومت میں اس کے فرزند اکبر داراشکوہ نے جنگ تخت نشینی میں کامیابی کے لیے اپنے دین دار بھائی اورنگزیب عالمگیر کے مقابلے میں ہندوؤں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے ان کے علوم وفنون کی طرف توجہ کی اور ان کے عقائد اور اسلامی عقائد کو ملانے اور انہیں ایک ہی منبع سے فیض یاب ہونے کے سلسلے میں کئی کتابیں لکھیں اور ایک ایسی فضا پیدا کردی جس سے اکبری الحاد کے پھر سے سر اٹھانے کے خدشات پیدا ہو گئے۔ ان حالات میں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے جانشینوں خصوصاً حضرت خواجہ محمد معصومؒ نے حضرت مجدد الف ثانی کی طرح بروقت بیدار ہو کر پھر سے ''جرگہ مردان دولتِ اسلام'' مرتب کیا

Marfat.com

اور مسلمانان ہندومزاج جو اکبری روپ میں زندہ ہو کر ملت اسلامیہ کا شیرازہ بکھیرنے کے درپے ہوئے تھے ان کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور جنگ تخت نشینی میں داراشکوہ کے مقابلے میں اورنگزیب عالمگیر کا ساتھ دے کر اسے کامیاب بنایا۔ گویا یہ دوشہزادوں کے مابین جانشینی کی جنگ نہیں تھی بلکہ دونظریات کا ٹکراؤ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے علماء حق اور راسخ العقیدہ صوفیہ کو اورنگزیب کی صورت میں کامیابی عطا کی جو اسی مجددی تحریک کے اثرات کا پرتو تھا۔

پروفیسر مجددی کے لیکچر کے بعد ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا کہ اس وقت یہودی عالمِ اسلام کے خلاف صف آرا ہیں یورپی دنیا ان کا ساتھ دے رہی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مسلمان ان کے خلاف متحد ہو جائیں' انہوں نے مسلمانوں کے خلاف یہود کے کئی اقدامات کا تذکرہ کیا۔ افغانستان اور عراق کی تباہی پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اب ایسے نشانے کئی اسلامی ممالک بنیں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں محفوظ رکھے۔ انہوں نے ان حالات میں حوزۂ نقشبندیہ کے قیام کو سراہا کہ اس وقت دنیا کو اور خصوصاً عالم اسلام کو صوفیہ کرام کی تعلیمات کے عملی نمونے کی اشد ضرورت ہے۔ آخر میں میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی نے ملتِ اسلامیہ کے لیے دعائے خیر کی اور یہ مبارک اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

(یہ روداد حوزۂ نقشبندیہ 2013ء میں چھپ چکی ہے جس کو محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا)

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کی پاکستان آمد

13 نومبر 2003ء: آجکل ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب لندن سے تشریف لائے ہوئے تھے، حرفاان ہوٹل میں پروفیسر اقبال مجددی، سعید صدیقی اور قاضی ظہور احمد (پھلرون) کی موجودگی میں ڈاکٹر صاحب کو حوزہ نقشبندیہ کی پہلی میٹنگ کی فلم دکھائی گئی انہوں نے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر اور پروفیسر اقبال مجددی کی تقریروں کو بہت سراہا، حوزۂ نقشبندیہ کی اصلاحات کے حوالے سے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے میاں صاحب سے چند ایک امور پر بات چیت بھی کی تاکہ حوزۂ نقشبندیہ کے سلسلہ میں علمی کام کو مزید تیز کیا جاسکے۔ ظہر کی نماز سے ایک گھنٹہ بعد میاں صاحب خانانی اینڈ کالیا میں عبدالستار میمن سے ملاقات کرنے کے بعد شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ مغرب کی نماز سے قبل آپ شرقپور شریف واپس آ گئے۔

Marfat.com

نعیم عصمت کی شرقپور شریف آمد

15 نومبر 2003ء: لندن سے نعیم عصمت اپنے ماموں کے ہمراہ شرقپور شریف تشریف لائے، انہوں نے چند دن شرقپور شریف میں ہی قیام کیا میاں صاحب سحری وافطاری میں ان کے لئے خاص اہتمام فرماتے۔

رسالہ ''نقطہ نظر'' خریدنے کا حکم

18 نومبر 2003ء بروز منگل: فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی پہلی جلد پر تبصرہ اسلام آباد سے شائع ہونے والے ششماہی رسالہ ''نقطہ نظر'' میں شائع ہوا اس کی عکسی نقل سید جمیل احمد رضوی صاحب کی معرفت حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے مطب سے لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میاں صاحب نے وہ رسالہ خریدنے کو فرمایا، ایک دو روز میں میاں صاحب کی خدمت میں رسالہ پیش کر دیا، میاں صاحب نے رسالہ پڑھنے کے بعد فرمایا علمی لحاظ سے رسالہ بہت اہم ہے۔

میاں صاحب کی علیم تفضّل سے تعزیت

19 نومبر 2003ء: آج صبح میاں صاحب پروفیسر علیم تفضل صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کی تائی کی وفات پر ان سے اور ان کے والد گرامی سے تعزیت فرمائی، آپ تقریباً آدھا گھنٹہ پروفیسر علیم تفضل صاحب کے گھر پر رہے، تعزیت کے بعد آپ نے مجھے پنجاب یونیورسٹی لائبریری روانہ کر کے خود حرفاان ہوٹل چلے گئے اور میں فہرست ذخیرۂ کتب کی دوسری جلد کی تیاری میں کچھ کام کرنے کے بعد سید جمیل احمد رضوی کے ہمراہ چیف لائبریرین وحید صاحب کے پاس چلا گیا، انہیں دوسری جلد کی تیاری کے سلسلہ میں میاں صاحب کا پیغام دیا کہ دوسری جلد کی تیاری کے سلسلہ میں جو بھی ضروری دفتری کارروائی ہے اس کو جلد از جلد مکمل کر لیا جائے، وحید صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد میں حرفاان ہوٹل آ گیا یہاں ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب، پروفیسر علیم تفضل صاحب اور سعید صدیقی صاحب میاں صاحب کے ہمراہ موجود تھے۔

Marfat.com

ملک زاہد کی شرقپور شریف آمد

24 نومبر 2003ء بروز منگل: عصر کے بعد میاں صاحب ملک زاہد صاحب لاہور والے، میاں جلیل احمد شرقپوری اور میاں ولید احمد جواد کے ہمراہ کنوئیں پر چلے گئے، ملک زاہد صاحب کا میاں صاحب سے کافی پیار تھا میں جب بھی اردو بازار ان کی دکان پر جاتا بڑی شفقت فرماتے، ٹھنڈے یا گرم مشروب پلانے کے بغیر مجھے جانے نہ دیتے۔ مغرب کی نماز کے بعد میاں صاحب آرام کرنے آج باہر آ گئے فرمایا آج سے فقیروں اور درویشوں کا ڈیرہ باہر ہی ہے۔

میاں صاحب کی سرگودھا روانگی

25 نومبر 2003ء: صبح ناشتہ کرنے کے بعد میاں صاحب سرگودھا روانہ ہو گئے، ماسٹر عظمت، ظفر مونا مانیکا، عطاء اللہ اور یہ خادم ہمراہ تھے، صبح دس بجے بھلوال شریف میں حضرت سلمان نوریؒ کے مزار شریف پر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا یہ مزار محکمہ اوقاف کے زیرانتظام ہیں مگر یہاں پیر فضل حسین، پیر امیر حسین، ظہور الحسن، پیر فاضل حسین گیلانی، خادم حسین اور ظل حسنین اپنی علیحدہ علیحدہ گدی پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا حضرت سلمان نوریؒ 914ھ میں پیدا ہوئے اور 1012ھ میں اس دنیا فانی سے پردہ فرما گئے۔ آپؒ سید معروف شاہ، ضلع خوشاب اور نوشہ گنج بخشؒ حضرت سلمان نوریؒ کے مرید ہیں، سلام کرنے کے بعد ساڑھے گیارہ بجے ہم سرگودھا بشیر صاحب کے گھر فیصل ٹاؤن گلی نمبر 4 میں پہنچ گئے، بشیر صاحب کی اپنے گھر کے ساتھ ہی دال واش کرنے کی فیکٹری تھی، تھوڑی دیر آرام کے بعد میاں صاحب جمعہ کی نماز ادا کرنے جامع مسجد شیر ربانی چلے گئے۔ یہ مسجد بشیر صاحب کی رہائش گاہ سے چند گز کے فاصلے پر موجود تھی۔ میاں صاحب نے مجھے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے اقوال پڑھنے کو فرمایا۔ پندرہ منٹ بعد امام صاحب نے خطبہ جمعہ دیا نماز ادا کی گئی، دعا کے بعد آپ نے امام صاحب کو خانہ کعبہ اور مسجد نبوی ﷺ کی تصویر والے جائے نماز پر امامت کرانے سے منع فرمایا، جمعہ کی نماز کے بعد آپ نے بیربل شریف میں جناب خالد سیف اللہ سے ملاقات کی ان کے ساتھ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کے خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد عمر بیربلویؒ اور خواجہ غلام مرتضیٰ بیربلوی کے مزار اقدس

Marfat.com

پر حاضری دی۔ جناب خالد سیف اللہ صاحب کافی دیر میاں صاحب سے محو گفتگو رہے۔ مغرب کے بعد میاں صاحب واپس سرگودھا بشیر صاحب کے پاس آ گئے۔ رات وہیں قیام فرمایا، اگلے روز آپ فجر کی نماز اور ناشتہ کرنے کے بعد دوبارہ خالد سیف اللہ سے ملاقات کرنے بیربل چلے گئے مگر خالد سیف اللہ اسلام آباد چلے گئے تھے، وہاں سے میاں صاحب خوشاب روانہ ہو گئے، یہاں حضرت سید معروف شاہ کے دربار شریف پر حاضری دی۔ آپؒ کی ولادت 909ھ یا 911ھ میں پاکپتن شریف کے نواح میں بستی چشتیاں میں ہوئی، آپؒ کا وصال 987ھ بمطابق 8 مارچ 1579ء میں موضع کھرولیاں تروضلع شاہ پور میں ہوا عرس مبارک ہر سال 9، 10 محرم الحرام کو منعقد ہوتا ہے، چار واسطوں کے بعد آپ کا شجرہ نسب حضرت فرید الدین گنج شکرؒ، 22 واسطوں سے حضرت ابراہیم بن ادھمؒ اور ستائیس واسطوں کے بعد حضرت عمرؓ سے جا ملتا ہے۔

ظہر سے پہلے میاں صاحب کلر کہار انٹرچینج پر ایک پہاڑی پر واقع خوبصورت دربار پر حاضری کے لیے چلے گئے، جو بادشاہاں کے نام سے مشہور ہے۔ مزار شریف کے اندر دو تربت ہیں ایک حضرت سخی سید احمد شاہؒ جن کی پیدائش 1496ء کو دہلی میں اور وصال 1578ء کو خوشاب میں ہوا۔ دوسری تربت حضرت سخی سید محمود شاہؒ کی ہے ان کی پیدائش 1499ء کو دہلی میں ہوئی اور شہید 1579ء کو خوشاب میں ہوئے، پندرہ واسطوں سے آپ کا تعلق حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بڑے فرزند ارجمند حضرت سید عبدالوہابؒ سے جا ملتا ہے۔ آپ کی خوشاب تشریف آوری 1529ء سے 1531ء کے درمیان ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کو تبلیغ اسلام کے لیے وقف کر رکھا تھا، مسافروں کے لئے پانی کا بندوبست کرتے، آپ بادشاہاں کے نام سے مشہور ہیں۔

ظہر کے وقت آپ اتراء ظفر صاحب کے ہاں تشریف لے گئے لنگر شریف تناول کرنے کے بعد نماز ظہر ادا کی اور پھر تھوڑی دیر کے لیے غلام محمد میاں صاحب کو اپنے گھر لے گیا، عصر کی نماز کے بعد میاں صاحب واپس سرگودھا کے لیے روانہ ہو گئے۔

میاں صاحب کی ڈھوک شیر ربانی روانگی

30 نومبر 2003ء: میاں صاحب صبح ساڑھے سات بجے سرگودھا سے چکوال کے لیے روانہ ہوئے، عصر سے کچھ دیر پہلے ڈھوک شیر ربانی پہنچ گئے، نماز کے فوراً بعد آپ نے

Marfat.com

چند ایک ضروری امور کی تکمیل کے لیے مجھے اور ماسٹر عظمت کو لاہور بھیج دیا، 4 دسمبر کی شام ماسٹر عظمت کے ساتھ دوبارہ چکوال، ڈھوک شیر ربانی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ میاں صاحب نے ہمیں چائے کے ساتھ خوشاب کا ایک مشہور تحفہ ''ڈھوڈھا'' بھی کھلایا۔ جمعۃ المبارک کی نماز سے قبل قاری عبدالباسط (تلہ گنگ) اور اس خادم نے تقریر کی، ماسٹر عظمت نے جماعت کرائی، دعا کے بعد میاں صاحب نے تمام حاضرین کو لنگر شریف کھلایا، عصر کی نماز کے بعد ڈھوک شیر ربانی سے چند کلو میٹر آگے، چوآسیدن شاہؒ روڈ پر حضرت مرید حسین شاہؒ کے دربار پر چلے گئے، شیشے کے بکس میں ایک پتھر پران کے پیر کی تصویر واضح نظر آتی، لوگ بڑی بڑی دور سے یہ منظر دیکھنے کے لئے آتے۔ ایک روز قبل میاں خلیل احمد شرقپوری بھی اس دربار پر تشریف لائے، دربار شریف پر موجود انتظامیہ نے ہمیں مرید حسین شہید پر لکھی جانے والی دو عدد کتابیں دیں اور ہم نے ان کو منبع انوار دی، مغرب کی نماز کے بعد حاجی نور محمد صاحب جو ثانی لاثانی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کے مرید تھے وہ میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ انہوں نے ہی اس ڈھوک کو آباد کیا تھا، حاجی نور محمد صاحبؒ دو دفعہ پیدل ڈھوک شیر ربانی سے شرقپور شریف میاں ثانی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے راستے میں اگر انہیں کوئی لفٹ دیتا تو وہ نہ لیتے، انہوں نے میاں صاحب سے عرض کیا حضور ایک دفعہ میں اپنے دوست کے ہمراہ شرقپور شریف حضرت ثانی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے دوست کو دمہ کی شکایت تھی، ثانی صاحبؒ نے ہمیں لسی اور روٹی کا لنگر شریف دیا میرے دوست نے کہا حضور مجھے دمہ کی شکایت ہے اور لسی وغیرہ میرے لیے مضر ہے، مگر ثانی صاحب نے اس کو تناول کرنے کو فرمایا، ایک ہفتہ شرقپور شریف میں رہنے کے بعد ثانی صاحبؒ سے اجازت لی، آپؒ نے داڑھی مبارک رکھنے اور نماز پنجگانہ ادا کرنے کی تاکید کی، واپس آکر میرے دوست نے داڑھی مبارک رکھی اور نماز کو قائم کر لیا، اس کی دمہ کی شکایت بھی جاتی رہی۔ ایک عرصہ بعد میرے دوست نے نمازیں پڑھنی چھوڑ دیں اور غفلت کو اپنے اوپر غالب کر لیا اس لاپرواہی کی وجہ سے اس کو دمہ کی شکایت دوبارہ ہو گئی، مجھے اس نے بہت دفعہ کہا کہ حضرت ثانی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہونا ہے مگر میں شرمندگی کے باعث اس کو ساتھ لے کر شرقپور شریف نہ آیا۔ بہر حال وہ خود بھی اگر شرقپور شریف آنا چاہتا تو آسکتا تھا مگر وہ اکیلا شرقپور شریف نہ آیا۔

Marfat.com

امرود کے بیج سے میاں صاحب کی داڑھ میں تکلیف

6 دسمبر 2003ء: فجر کی نماز کے تھوڑی دیر بعد آپ ڈھوک شیر ربانی سے روانہ ہو گئے، نو بجے کے قریب شرقپور شریف پہنچ گئے، چند گھنٹے آرام کرنے کے بعد ظہر کی نماز کے بعد لاہور حرفاان ہوٹل پہنچ گئے جہاں میاں جلیل احمد شرقپوری، پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، نذیر صدیقی، نوید صدیقی اور ماسٹر احمد علی پہلے سے موجود تھے، میاں صاحب میاں جلیل احمد شرقپوری اور ڈاکٹر صاحب سے علیحدہ علیحدہ ملاقات کرنے کے بعد پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے ہاں تشریف لے گئے، انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کینیڈا سے تشریف لائی تھیں ان کو آپ کی ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی والی کتاب کی ضرورت تھی، اقبال مجددی صاحب نے میاں صاحب کو پشاور کے امیر شاہ صاحب کی مرتب کی ہوئی شرح بخاری مولفہ حضرت شاہ محمد غوث لاہور، دکھائی، کافی دیر میاں صاحب ان کا مطالعہ اور اقبال مجددی صاحب سے اس بارے میں معلومات لیتے رہے، آٹھ بجے حاجی اسلم صاحب (اعظم مارکیٹ والے) کے گھر گارڈن ٹاؤن تشریف لے گئے۔ رات نو بجے دانتوں کو چیک کرانے کے سلسلہ میں ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کے پاس چلے گئے ڈاکٹر صاحب تو موجود نہ تھے ان کے ایک اسسٹنٹ نے میاں صاحب کے دانت کو چیک کیا، میاں صاحب کے ایک دانت میں کھوڑ تھی اس میں امرود کا بیج پھنسا ہوا تھا جب بھی میاں صاحب کوئی شئے تناول کرتے وہ بیج آپ کو تکلیف دیتا، بہر حال ڈاکٹر صاحب کی اسسٹنٹ نے کھوڑ میں سے امرود کے بیج کو نکال دیا اور بعد میں کھوڑ کو کسی چیز سے پر کر دیا، صبح ناشتے سے پہلے برش کرتے ہوئے رات پر کی ہوئی فلنگ بھی نکل گئی، صبح آٹھ بجے آپ نے دو دن پہلے کے آئے ہوئے کراچی سے محمد رمضان (وکیل) کے بھائی اور ایک عزیز کو اجازت دے دی۔

حوزۂ نقشبندیہ کے سلسلہ میں مشاورتی مجلس

10 دسمبر 2003: یہ مشاورتی مجلس حاجی خوشی محمد (سبزہ زار) کی رہائش گاہ پر منعقد ہوئی۔ اس نشست کا اہتمام پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی (ڈائریکٹر شیر ربانی فاؤنڈیشن مانچسٹر

Marfat.com

انگلینڈ) کے اعزاز میں کیا گیا۔ ڈاکٹر نذیر احمد شرقپوری نے تلاوتِ قرآن مجید کا اعزاز حاصل کیا۔ بعدازاں جناب پروفیسر محمد اقبال مجددی نے حوزۂ نقشبندیہ کے پانچ نکاتی اشاعتی پروگرام پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ ایسے امور کی انجام دہی کے لیے مستقل مزاجیت اور مقصد سے لگن کی ضرورت ہے۔ پھر آپ نے تمثیلاً حیدرآباد دکن کے اشاعتی ادارے لجنہ لاحیاء معارف نعمانیہ کا ذکر کیا جہاں سے ۱۹۴۰ء تک ۳۷ مخطوطات شائع ہو چکے تھے۔ مجددی صاحب کے پانچ نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ بعض نادر الوجود اور منحصر بہ فرد خطی نسخوں (متعلق بہ سلسلۂ نقشبندیہ) کے عکس شائع کیے جائیں۔

۲۔ قدیم اور اصل مآخذ (سلسلۂ نقشبندیہ) کو جدید تقاضوں کے مطابق ایڈٹ کر کے شائع کیا جائے (مثلاً زُبدۃ المقامات، حضرات القدس، روضۃ القیومیہ اور مقامات معصومی وغیرہ)

۳۔ حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی بعض نادر اور قدیم کتب کی اشاعت۔

۴۔ حوزۂ نقشبندیہ کا سب سے اہم مقصد قدیم اور اصل لٹریچر کی اشاعت کرنا ہے۔

۵۔ سلسلۂ نقشبندیہ کے تقریباً ایک سو ایسے خطی نسخے دنیا میں موجود ہیں جن کی اشاعت کے بغیر تاریخ و تعلیمات پر تحقیقی کام کماحقہ نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ان کی اشاعت جہاں تک ممکن ہو کی جائے۔

جناب بشیر احمد صدیقی صاحب نے بتایا کہ صوبہ سرحد کے بعض کتب خانوں میں خاصی تعداد میں خطی نسخے موجود ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے کتب خانوں کی فہرستیں تیار کرائی جائیں۔ اب تو انٹرنیٹ نے آسانی پیدا کر دی ہے اس کے ذریعے خطی نسخوں کی نقول حاصل کی جاسکتی ہیں۔

صدیقی صاحب نے ایک موقع پر شیخ عبدالقادر جیلانی کی مجلس وعظ کا ذکر کیا کہ وہ ایک شخص پر مغز ماری کر رہے تھے جب کہ ہزاروں لوگ آپ کے ارشادات گرامی سننے کے لیے بیتاب تھے۔ استفسار پر آپ نے بتایا کہ اس شخص کی عمر سات روز باقی ہے اس لیے اس پر زیادہ توجہ دے رہا ہوں۔ چنانچہ وہ شخص واقعی سات روز بعد انتقال کر گیا۔

علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے جناب صدیقی صاحب نے ایک اور واقعہ یوں بیان کیا کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی مجلس میں موجود ایک صحابی سے فرمایا کہ تمہاری زندگی صرف ایک گھنٹہ باقی رہ گئی ہے بتاؤ اس عرصہ میں تم کون سا کام کرنا چاہتے ہو؟ اس صحابی نے فوراً عرض کیا

Marfat.com

یارسول ﷺ! مجھے اس ایک گھنٹہ میں آپ صرف علم سکھا دیجیے۔ وہ صحابی عصر اور مغرب کے درمیان انتقال کر گئے۔ سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے انہوں نے محدث ابن جوزی کا واقعہ بیان کیا کہ انہوں نے احادیثِ نبویہ قلمبند کرنے کے دوران قلموں کے تراشے جمع کرر کھے تھے اور وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں تو وہ تراشے غسل کا پانی گرم کرنے کے لیے ایندھن کے طور پر استعمال کیے جائیں۔

صدیقی صاحب نے ایک موقع پر بیان کیا کہ امام غزالی نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ ان چھ قسم کی عورتوں سے شادی نہ کی جائے: (انانہ' منانہ' حفانہ' حداقہ' براقہ' شداقہ)۔

اس اجلاس میں میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی نے پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کی اس تجویز کا ذکر کیا جس میں حوزہ کی طرف سے کوئی ماہوار اطلاع نامہ چھاپنے کی ضرورت پر زور دیا گیا تھا۔ مجددی صاحب نے اس تجویز کا مشروط خیر مقدم کیا اور کہا کہ اس میں ماہوار پابندی نہیں ہونی چاہیے بلکہ جب اچھا اور مفید مواد میسر آ جائے' اسے رسالہ کی صورت میں چھاپ دیا جائے۔ اس تجویز کو پسند کیا گیا۔

اس علمی نشست کے اختتام پر جناب صدیقی صاحب نے دعائے خیر فرمائی۔

مجددی صاحب نے بعد میں میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب سے ذکر کیا کہ المکتبۃ العلمیہ لیک روڈ لاہور پر ایک کتاب ''السفینۃ القادریہ للشیخ جیلانی مع غبطۃ الناظر فی ترجمۃ الشیخ عبدالقادر'' ابن حجر عسقلانی مطبوعہ بیروت کا صرف ایک ہی نسخہ برائے فروخت موجود ہے' اسے فوراً منگوالیں۔ چنانچہ یہ نسخہ چودھری خوشی محمد صاحب اسی وقت جا کر خرید لائے۔

اس روداد کو جناب محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا۔

میاں صاحب کی ساجدہ علوی سے ملاقات

11 دسمبر 2003ء: پنجاب یونیورسٹی سے فارغ ہونے کے بعد سید جمیل احمد رضوی صاحب کو الخیر یونیورسٹی چھوڑ کر میاں صاحب کی خدمت میں حاجی خوشی محمد کی دکان (ملتان روڈ) پر آ گیا، جہاں آج میاں صاحب کی ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ سے ملاقات تھی، دوپہر ساڑھے بارہ بجے ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ تشریف لائیں میٹنگ میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، پروفیسر اقبال

Marfat.com

مجددی، میوزیم لاہور کے ڈپٹی ڈائریکٹر، علامہ غلام مصطفےٰ مجددی اور سعید احمد صدیقی شامل تھے، میاں صاحب نے مہمانوں کے لیے کیک بسکٹ، پیسٹری، گاجر کا حلوا، چائنز سویاں اور چائے کا بندوبست کیا ہوا تھا، ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ اٹھارھویں صدی کے مشہور لوگوں پر ریسرچ کر رہی تھیں۔ انہوں نے میاں صاحب کی خدمت میں مراۃ العالم (تاریخ جہانگیر) کے نام سے دو جلدوں میں پیش کیں، اورنگ زیب کے حوالے سے چند ایک واقعات بیان بھی کیے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ علمی گفتگو جاری رہی، ڈاکٹر ساجدہ صاحبہ نے تمام حضرات سے علمی تعاون کی اپیل کی انہوں نے گفتگو میں اردو زبان کی اہمیت پر بہت زور دیا، دو بجے میاں صاحب نے مجھے ڈاکٹر ساجدہ علوی کو ان کے گھر شادمان چھوڑنے کو فرمایا۔ میں نے راستے میں ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ سے پوچھا کہ آپ کا اور آپ کے بزرگوں کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ سے ہے انہوں نے کہا نہیں، میں نے پوچھا آپ نے پھر سلسلہ نقشبندیہ پر ہی کیوں کام کیا، ڈاکٹر صاحبہ نے فرمایا، میں نے تحقیق کی ہے باقی تمام سلاسل کے مقابلے میں سلسلہ نقشبندیہ کی تمام شعبوں میں بڑی خدمات ہیں، تاریخ میں سلسلہ نقشبندیہ کے اکابرین کی قربانیوں کی جو مثالیں ملتی ہیں وہ کسی اور سلسلہ میں کم ہیں، ڈاکٹر صاحبہ نے فرمایا، کینیڈا کی حکومت اپنے ملک میں ستر سے زائد زبانوں کو پڑھا رہی ہے ہر ایک زبان پر کینیڈین حکومت ایک کثیر رقم خرچ کرتی ہے، ڈاکٹر صاحبہ کینیڈا میں اردو کی پروفیسر ہیں انہوں نے چار اردو کی کتابیں مرتب کی ہیں جو کینیڈا کے کالجوں اور سکولوں میں پڑھائی جا رہی ہیں، باتوں باتوں میں ڈاکٹر صاحبہ کا گھر بھی آ گیا۔ میں انہیں گھر چھوڑ کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ باقی تمام مہمانان گرامی بھی جا چکے تھے، میاں صاحب داتا صاحب دربار کے پاس مکتبہ نبویہ، علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے پاس تشریف لے آئے مجھے اڑھائی سو روپے دیے اور امام احمد رضا خان بریلوی پر چھپنے والی کتاب خریدنے کو فرمایا، (کتاب کا نام یاد نہیں) میاں صاحب خود علامہ اقبال احمد فاروقی کے ہمراہ داتا صاحب دربار کی پشت پر واقع آنکھوں کے ہسپتال چلے گئے جہاں فاروقی صاحب کا بیٹا آنکھوں کی بینائی کم ہونے کی وجہ سے داخل تھا۔ میاں صاحب علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے بیٹے کی تیمارداری کرنے کے بعد تقریباً ایک گھنٹے بعد واپس فاروقی صاحب کی دکان پر آ گئے اور مغرب کی نماز کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر ساڑھے آٹھ بجے کے قریب شرقپور شریف پہنچ گئے۔

Marfat.com

شیر ربانی ڈائجسٹ کے لیے نئے مضامین کی تیاری

12 دسمبر 2003ء: سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے پاس آتا، نئے مضامین ڈاکٹر صاحب چیک کرتے میں کمپیوٹر میں اغلاط وغیرہ لگانے کے بعد دوبارہ ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں پیش کر دیتا، ابھی تک ڈائجسٹ کا پہلا شمارہ تیار نہ ہو سکا تھا، میاں صاحب آج اپنی گاڑی اور خادم کے بغیر لاہور حاجی خوشی محمد کی دکان پر آ گئے، سارا دن ادھر ہی رہے پروفیسر علیم تفضل، حاجی ارشد صاحب (پشاور) اور ڈاکٹر خالد میاں صاحب کے پاس موجود تھے، عصر کے وقت آپ ڈاکٹر خالد کے ہمراہ شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔

ڈاکٹر ساجدہ علوی کی علمی سرگرمیاں

13 دسمبر 2003: ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ میکگل یونیورسٹی مانٹریال (کینیڈا) سے پاکستان تشریف لائی ہوئی ہیں۔ ''اٹھارھویں صدی عیسوی (۱۷۰۷۔۱۸۰۳ء) کے صوفیہ وعلماء کے احوال وآثار اور تدریسی وتبلیغی سرگرمیوں میں ان کے خانقاہی نظام کا تحقیقی وتنقیدی جائزہ'' کے موضوع پر تحقیقی کام کر رہی ہیں۔ چونکہ اس عہد میں سلسلہ نقشبندیہ کا بھی اہم کردار ہے اس لیے انہیں حوزۂ نقشبندیہ میں مدعو کیا گیا۔ اس سلسلے میں انہیں بعض مشکلات درپیش تھیں۔ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے حوزہ کی طرف سے معاونت کی پیشکش کی اور اس سلسلے میں بعض دانشوروں نے میاں صاحب کی دعوت پر آج کی منعقدہ مجلس بمقام چودھری خوشی محمد (سبزہ زار، نزد شاہ نور سٹوڈیو، ملتان روڈ، لاہور) میں شرکت کی۔ چنانچہ محترمہ کی بیان کردہ بعض مشکلات کے سلسلے میں مجددی صاحب نے کہا کہ آپ کو اس سلسلے میں پیشتر ازیں فلاں فلاں کتابیں بھیجی جا چکی ہیں اور مزید مآخذ کی نشاندہی بھی کی۔ ڈاکٹر انجم رحمانی صاحب (ڈپٹی ڈائریکٹر لاہور میوزیم) نے اپنے بیرونی ممالک کے اسفار کے علمی تجربات بیان کیے اور محترمہ کے لیے جناب متین کاشمیری اور ڈاکٹر خضر نوشاہی کا نام بطور کارکن تجویز کیا جو ان دنوں پاکستان کے شمالی علاقہ جات کی خانقاہوں اور مدرسوں میں جا کر مخطوطات پر کام کر رہے ہیں۔ محترمہ نے انہیں مناسب معاوضہ کی بھی پیشکش کی۔ آخر طے پایا کہ کل گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں ہم لوگ

Marfat.com

متین کاشمیری صاحب اور ڈاکٹر خضر نوشاہی صاحب کو بلائیں گے آپ بھی تشریف لے آئیں معاملہ طے کرلیں گے۔

میاں صاحب کا ایکو ٹیسٹ

16 دسمبر 2003ء: آج کراچی سے مولوی شیر محمد اور عبدالستار میمن تشریف لائے میاں صاحب ساڑھے تین بجے مہمانوں کے ساتھ حرفاان ہوٹل آگئے مہمانوں کو ادھر رکوا کر خود چیک اپ کے لیے پنجاب کارڈیالوجی سنٹر چلے گئے، آج آپ کا ایکو (ECCO) ٹیسٹ ہونا تھا، میاں صاحب کو بیڈ پر لٹانے کی تیاری ہورہی تھی کہ بیڈ ایک طرف کو الٹ گیا میاں صاحب ایک طرف کو گر پڑے، وارڈن کی مدد سے میاں صاحب کو دوبارہ بیڈ پر لٹایا گیا، میاں صاحب کو گرنے کے باوجود کوئی چوٹ وغیرہ نہیں آئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد آپ کو ڈاکٹر محسن نذیر صاحب ایکو کے لیے ایک کمرہ میں لے گئے، کافی دیر ٹیسٹ ہوتا رہا، میاں صاحب باہر آئے تو میں نے ٹیسٹ کی رپورٹ کے متعلق پوچھا تو ڈاکٹر صاحب نے فرمایا میاں صاحب کی طبیعت پہلے سے کافی بہتر ہے، ٹیسٹ کے بعد آپ واپس حرفاان ہوٹل مہمانوں کے پاس آگئے۔

میاں سعید کا شوکت خانم ہسپتال سے چیک اپ

20 دسمبر 2003ء: کافی دنوں سے صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری کی طبیعت خراب تھی لہٰذا سی ٹی سکین کے لیے قبلہ میاں صاحب کے حکم کے مطابق میں ان کے ساتھ شوکت خانم ہسپتال چلا گیا، سارا دن ہسپتال میں ہی لگ گیا، مغرب کے بعد شرقپور شریف واپس آئے بہرحال سی ٹی سکین کی رپورٹ نارمل تھی، اسی روز صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی طبیعت بھی خراب تھی ان کا بلڈ پریشر (230/100) ہائی جا رہا تھا، میاں خلیل احمد صاحب رات کافی دیر تک میاں جلیل احمد صاحب کے ڈیرہ پر ہی بیٹھے رہے۔

میاں جلیل کے گن مین پر گولیوں سے حملہ

21 دسمبر بروز اتوار 2003ء: میں وضو وغیرہ کرنے کے لیے صبح چار بجے میاں

Marfat.com

صاحب کے کمرہ سے باہر گیا واپس آیا تو میاں صاحب نے فرمایا میاں جلیل احمد صاحب کا ٹیلی فون آیا ہے کہ ارشد گن مین کو گولیاں لگ گئی ہیں، ظہور احمد بھی ارشد کے ساتھ تھا وہ بچ گیا ہے، میاں صاحب نے نماز فجر ادا کی اور ظہور احمد سے بذریعہ ٹیلی فون اس حادثے کے بارے میں تفصیل پوچھی۔ ظہور احمد نے بتایا، کہ وہ تین بجے لاہور سے شرقپور شریف کو آرہے تھے، اٹاری کے قریب ٹھیکری والا سٹاپ پر پندرہ سولہ ڈاکو لوٹ مار میں مصروف تھے، سخت سردیوں کے دن تھے دھند کی وجہ سے زیادہ دور تک کوئی شئے نظر نہ آتی تھی، اچانک ہماری گاڑی کے آگے پیچھے ڈاکو اسلحہ تان کر کھڑے ہو گئے۔ ایک ڈاکو نے ظہور احمد کی کنپٹی پر بندوق رکھی اور باہر نکلنے کو کہا، ارشد چونکہ گن مین تھا مگر اس وقت وہ گاڑی چلا رہا تھا اور رائفل ظہور کے پاس تھی، ارشد نے جلدی میں رائفل پکڑی، اسی وقت ڈاکو نے فائر کھول دیا مگر وہ فائر مس ہو گیا، ارشد نے بھی فائرنگ شروع کر دی اور ڈاکوؤں نے بھی، دو فائر ارشد کو لگنے کے باوجود ارشد فائرنگ کرتا رہا، ڈاکو بھاگ نکلے، ظہور احمد ارشد کو ساتھ والی سیٹ پر لٹا کر گاڑی میو ہسپتال لے آیا، اسی وقت حسن ڈرائیور کے ساتھ میاں جلیل احمد شرقپوری بھی پہنچ گئے، ایمرجنسی میں فوری علاج شروع ہو گیا، ایک گولی پیٹ میں لگی اور دوسری ساتھ چھو کر گذر گئی تھی، تھوڑی دیر بعد ڈاکٹروں نے ارشد گن مین کی حالت کو خطرے سے باہر قرار دے دیا، ساڑھے نو بجے میاں صاحب صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب کی گاڑی پر ارشد کی عیادت کے لیے میو ہسپتال روانہ ہو گئے، تھوڑی دیر ہسپتال رکنے کے بعد میاں صاحب حرفاان ہوٹل آ گئے جہاں گجرات سے پروفیسر خالد بشیر اپنے پرنسپل مفتی عبدالرزاق کے ہمراہ تشریف لائے ہوئے تھے، ملاقات کے بعد آپ واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے، میں خالد بشیر صاحب کے ساتھ شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحبؒ کے پاس چلا گیا۔ جب تک ارشد گن میں ہسپتال رہا میاں صاحب باقاعدگی سے ہسپتال اس کی تیمارداری کے لیے آتے رہے۔

میاں صاحب کی للہ شریف روانگی

24 دسمبر 2003ء: میاں سعید احمد شرقپوری کے سسرال للہ شریف صاحبزادہ ندیم الرسول کی وفات پر غلام رسول کی گاڑی پر تعزیت کے لیے چلے گئے۔ میاں صاحب نے پیر

Marfat.com

مطلوب الرسول صاحب، صاحبزادہ مطلوب الرسول صاحب اور صاحبزادہ عبدالرسول صاحب سے تعزیت فرمائی۔ تقریباً ایک بجے تعزیت کر کے میاں صاحب پیر کھارا شریف روانہ ہو گئے دربار شریف پر سلام اور چند منٹ رکنے کے بعد آپ ساڑھے چار بجے واپس شرقپور شریف آ گئے۔

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے اعزاز میں ایک علمی نشست

26 دسمبر 2003ء: آج کی غیر اعلانیہ علمی نشست جناب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب (ڈائریکٹر شیر ربانی فاؤنڈیشن مانچسٹر انگلینڈ) و سابق صدر شعبہ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی لاہور کے اعزاز میں سابقہ مقام پر ہی منعقد کی گئی۔

آپ گزشتہ ماہ لاہور تشریف لائے تھے اور کل ان کی واپسی تھی۔ لہٰذا میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے انہیں شایان شان طریقہ سے الوداع کہنے کے لیے حوزۂ نقشبندیہ کے چند وابستگان کو بلوالیا تھا۔ جن میں صدیقی صاحب کے برادر خُرد جناب نذیر احمد صدیقی، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی اور پروفیسر محمد اقبال مجددی وغیرہ شامل ہیں۔ سب سے پہلے تو راقم نے میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب سے اظہار افسوس کیا کیونکہ ان کے برخوردار میاں جلیل احمد صاحب (ایم این اے) پر قاتلانہ حملہ ہوا (روزنامہ خبریں 22-12-2003) جس میں وہ بال بال بچ گئے مگر ان کا گن مین (محمد ارشد جٹ) فائرنگ سے شدید زخمی ہو گیا تھا۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ میاں جلیل احمد گاڑی میں موجود نہیں تھے۔ گاڑی انہیں لاہور چھوڑ کر واپس جا رہی تھی کہ ڈاکوؤں نے گاڑی چھیننے کی غرض سے فائرنگ کر دی مگر ٹریفک کی آمد و رفت کے سبب وہ اپنے مذموم ارادے میں کامیاب نہ ہو سکے اور راہِ فرار اختیار کر گئے۔ بعد میں بھی اسی قسم کی کوشش کی گئی۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے ہماری کسی سے دشمنی نہیں۔

فاروقی صاحب کی تجویز پر حوزۂ نقشبندیہ کے خبرنامہ کی صدائے بازگشت پھر سنی گئی۔ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب کا موقف ہے کہ میری صحت علالت کے سبب اعتدال پر نہیں ہے اس لیے میں کماحقہ اس میں حصہ لینے سے قاصر ہوں۔ فاروقی صاحب کا کہنا ہے کہ آپ آئے روز علمی محافل کا اہتمام کرتے ہیں اس میں جو کچھ کہا سنا جائے اس کی روداد قلمبند کر کے ایک رسالہ/ پمفلٹ کی صورت میں چھاپ کر اہلِ علم کی خدمت میں روانہ کر دی جائے خواہ

Marfat.com

100 کی تعداد میں کیوں نہ چھاپی جائے تا کہ حوزہ کی کارگزاری سے لوگوں کو آگہی ہوتی رہے۔

انہوں نے مزید تجویز کیا کہ جس طرح میں نے ''جہانِ رضا'' میں مولانا احمد رضا خان کے بارے میں ان پر ہونے والے کام کی اطلاع کا الگ صفحہ مخصوص کر رکھا ہے اسی طرح اس خبر نامہ میں حضرت مجدد الف ثانی کے سلسلہ میں مختلف اداروں کی طرف سے ہونے والے کام کی اطلاعات بھی اس میں شامل کی جایا کریں۔ جیسے آپ نے پچھلے دنوں ''مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی'' کے چند سیٹ افغانستان سے منگوائے۔ آپ اس کا تعارف خبر نامہ میں شامل کر سکتے ہیں کہ مکتبہ القدس کوئٹہ سے چھپنے والے امرتسری ایڈیشن کی طبع جدید کا سٹاک کس طرح افغانستان پہنچا اور آپ نے کن مراحل سے گزر کر ایسے ملک سے جہاں آگ اور خون کی ہولی کھیلی جارہی ہے' اس کے نسخے حاصل کیے۔ پھر اس نسخے کی خوبیاں اجاگر کریں (میں یہاں تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے ان مکتوبات کا ایک سیٹ از رہ کرم سب سے پہلے اپنے اس نیاز مند کو عنایت فرمایا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء) اس طرح حضرت مجدد الف ثانی پر کوئی کتاب' کوئی تحریر سامنے آئے تو اس کا تعارف بھی کرا دیا جائے۔ مجددی صاحب کی تجویز تھی کہ اس خبر نامہ کو ماہ بہ ماہ پابند نہ کیا جائے بلکہ جب بھی مستند قسم کا مواد مہیا ہو چھاپ دیا جائے۔ جناب صدیقی صاحب نے اس تجویز کو سراہا اور یہ اضافہ فرمایا کہ خبر نامہ نمبر وار شائع کیا جایا کرے یعنی شمارہ نمبر 1' 2' 3 وغیرہ۔ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب کی تجویز تھی کہ ہم خبر نامہ کمپوز کروا کے اس پر نظر ثانی اور اس کی نوک پلک کی درستی کے لیے فاروقی صاحب کے حوالے کر دیا کریں مگر فاروقی صاحب فی الحال تو طرح دے گئے ہیں مگر یہ کام ان شاء اللہ تعالیٰ فاروقی صاحب کے تعاون سے جلد شروع کیا جائے گا۔

جناب صدیقی صاحب نے علم اور کتاب کی اہمیت اجاگر کرنے کے سلسلے میں کہا کہ اَلْعِلْمُ صَیْدٌ وَالْکِتَابُ قَیْدٌ (بعض کتابوں میں قیدوا العلم بالکتاب کے الفاظ ملتے ہیں) معنی و مفہوم کے لحاظ سے دونوں ایک سے ہی ہیں البتہ الفاظ کا ہیر پھیر ہے۔

بات کسی طور زمانہ قدیم کے متعلق چل نکلی جب زندگی بڑی سیدھی سادہ اور تکلفات سے مبرا تھی یعنی پتھر اور دھات کے زمانہ کی۔ اس ضمن میں صدیقی صاحب نے بتایا کہ پیالہ دراصل ''پی آلہ'' ہے یعنی پینے کا آلہ (برتن) جو بعد میں کثرت استعمال سے پیالہ بن گیا۔ اس پر

Marfat.com

فاروقی صاحب نے پیالہ سازی کی تاریخ بتانا شروع کردی کہ قدیم زمانے میں جب یہ آسائشیں مفقود تھیں لوگ قدرت کے نشانوں سے ہی کام نکال لیا کرتے تھے جیسے آگ کے لیے چقماق سے کام لیتے' پانی کے لیے چلو استعمال کرتے یا کپڑا بھگو کر پانی حاصل کرلیتے۔ اس لیے بستیاں زیادہ تر پانیوں (سمندر' دریا) کے آس پاس قائم کرتے۔ ایسا ہوا کہ ایک مرتبہ دریا کے کنارے چکنی مٹی ایک شخص نے بیٹھے بیٹھے اپنے گھٹنے پر لیپ کردی اور جاتے ہوئے اسے اتار کر پھینک دیا دوسرے روز اس شخص کا ادھر گزر ہوا تو مٹی خشک ہو کر ایک پیالے کی شکل اختیار کر چکی تھی اور یوں پیالے نے رواج پایا۔

ایک موقع پر میں نے گفتنی ناگفتنی کا استعمال کیا جس پر صدیقی صاحب گویا ہوئے کہ یہ بڑے خوبصورت الفاظ آپ نے استعمال کیے مگر یہ باتیں اب خواب وخیال ہوگئی ہیں۔ نئی پود تو علم سے بالکل دور ہوتی جارہی ہے اور الفاظ کی نزاکتوں اور ان کے برمحل استعمال سے بے بہرہ۔ حالت یہ ہے کہ ایک صاحب نے شکار کے سلسلے میں لکھ دیا کہ تعلیم یافتہ کتے کا شکار حلال ہے حالانکہ یہاں ''سدھایا ہوا'' ترجمہ کرنا چاہیے تھا۔ اسی طرح جہاں قربانی کے جانوروں کی تفصیل بیان کی گئی ہے وہاں "ذکرٍ او انثی" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس کے معنی نر اور مادہ کے ہیں مگر ان صاحب نے ترجمہ میں مرد اور عورت لکھ دیا۔

اسی دوران میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب کی طرف سے حاضرین کی تواضع کے لیے خاص طور پر فاروقی صاحب کے لیے' ہمیں تو یوں سمجھیں کہ طفیلی تھے' مرغ کے سیخ کباب میز پر سجا دیے گئے۔ اس پر جناب صدیقی صاحب نے فرمایا کہ میاں صاحب نے من و سلویٰ کی یاد تازہ کردی۔ پہلے میٹھا (جس وقت ہم لوگ گئے تھے چائے کے ساتھ عمدہ قسم کی شرقپوری مٹھائی پیش کی گئی تھی) اور پھر نمکین۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب ان دنوں ''جہانِ مجدد'' (مجموعہ مقالات ومضامین برمجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ) پر کام کررہے ہیں۔ اس کی کتاب خوانی کے فرائض راقم الحروف اعزازی طور پر سرانجام دے رہا ہے۔ اس سلسلے میں جن کٹھنائیوں سے گزرا اس کا ذکر بھی ہوا۔ اس پر میاں صاحب نے فاروقی صاحب سے فرمایا ''پروفیسر صاحب کو ان (راقم (محمد عالم مختار حق)) کے متعلق لکھیں جس کے یہ مستحق ہیں۔ فاروقی صاحب نے کہا کہ آپ لکھیں یا مجددی صاحب۔

Marfat.com

میں تو اس سلسلے میں لاتعلق رہا ہوں۔ پھر میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب کے ارشاد پر مجددی صاحب نے لکھنے کی ہامی بھر لی۔ اس سلسلے میں میں نے بتایا کہ ''جہان مجدد'' تین ہزار صفحات پر مشتمل ہے جو چار حصوں میں سمائے گا۔ اس پر صدیقی صاحب نے کہا کہ اسلام آباد میں سیرۃ النبی کانفرنس کے موقع پر مسعود صاحب نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ یہ کام پچیس جلدوں پر محیط ہوگا۔ میں نے کہا ممکن ہے اس وقت پروگرام میں حضرت مجدد الف ثانی کی تصانیف وغیرہ بھی چھاپنے کا ان کا ارادہ ہو۔ میں نے کہا کہ میری طرف سے کتابت خوانی مکمل ہو چکی ہے۔ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے کہا کہ آپ ان کے پیکٹ تیار کر دیں ہم انہیں حسب سابق بھجوا دیں گے۔ میں نے کہا اس کے ساتھ بعض تجاویز اور اعتراضات بھی بھیج رہا ہوں، جن پر ان کی نظر ثانی کی ضرورت ہے مثلاً خانہ کعبہ کا اولیائے کرام کے طواف کو جانا.......... فاروقی صاحب نے کہا کہ بعض اولیاء جیسے رابعہ بصریہؒ کے استقبال کے لیے خانہ کعبہ کا جانا کتابوں میں مذکور ہے۔ میں نے کہا یہاں بعض کا ذکر نہیں بلکہ بالکلیہ اولیاء کرام کا ذکر ہے۔ رابعہ بصریہؒ کا تو ایک مستثنیٰ معاملہ ہے۔ اسے تمام اولیاء کرام پر تو منطبق نہیں کر سکتے۔ فاروقی صاحب نے بیان جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ میں آج کل ''رجال الغیب'' پر ایک کتاب لکھ رہا ہوں اس میں میں نے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک بزرگ کا ذکر کیا جو خانہ کعبہ کا طواف کر رہے تھے اور انوار الٰہیہ اس کا احاطہ کیے ہوئے تھے۔ میں یہ منظر دیکھ کر ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تو دیکھا کہ انہوں نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا، وہ حافظ قرآن تھے۔ انہوں نے ابتدائی سورۃ فاتحہ سے قرآن مجید پڑھنا شروع کیا۔ وہ طواف میں عام لوگوں کی طرح ہی چل رہے تھے اور نہایت ہی ترتیل وسکون کے ساتھ تلاوت کرتے جا رہے تھے جس کا میں ایک ایک حرف سمجھ رہا تھا جب وہ حجرِ اسود سے کعبہ شریف کے دروازے تک پہنچے تو پورا قرآن شریف ختم کر لیا جسے میں نے ایک ایک حرف سنا۔ پھر کعبہ شریف کے دروازے سے حطیم تک پہنچنے تک دوسرا قرآن مجید ختم کر لیا۔ فاروقی صاحب نے مزید بتایا کہ ہمارے ایک خارجی پروفیسر دوست حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اس کرامت کا انکار کرتے تھے کہ وہ گھوڑے پر سواری کے وقت ایک پاؤں رکاب میں رکھتے اور دوسرا پاؤں دوسری رکاب میں رکھنے تک قرآن مجید ختم کر لیتے۔ میں نے کہا کہ جناب آپ بھی اگر رسالت مآب ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہوتے تو آپ بھی سائیکل کے ایک پائیدان پر پاؤں رکھتے اور دوسرا

Marfat.com

پاؤں دوسرے پائیدان پر رکھنے تک قرآن مجید ختم کر لیتے۔ پروفیسر صاحب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس واقعہ کے بھی منکر تھے کہ انہوں نے نحیف الجثہ اور آنکھوں میں آشوب ہونے کے باوجود درِ خیبر کو اکیلے اکھاڑ پھینکا تھا۔

فاروقی صاحب نے ذکر کیا کہ ایک روز ایک بی بی مکتبہ نبویہ پر آئی اور کافی دیر تک کتابوں کی ورق گردانی میں منہمک رہی۔ میں نے اس کے اوضاع واطوار سے اندازہ لگایا کہ ہو نہ ہو یہ ساجدہ علوی صاحبہ ہیں چنانچہ میں نے اس بی بی سے کہا کہ آپ ساجدہ علوی ہیں؟ ''جی ہاں میں ساجدہ علوی ہی ہوں''۔ آپ مولوی شمس الدین صاحب (م۔68۔1۔11) نادر کتب فروش کے پاس بھی تصوف کی کتابوں کے سلسلے میں آیا کرتی تھیں؟ اس نے کہا ''ہاں'' اچھا آپ فاروقی صاحب ہیں؟ ''جی'' ''آپ ہی سے ملنے تو میں آئی ہوں''۔ پھر اس نے اپنے موضوع کے بارے میں بتایا کہ ''میں اٹھارھویں صدی عیسوی میں اورنگ زیب کے بعد سے پاکستان میں خانقاہ اور مدرسہ کے کردار پر کام کر رہی ہوں''۔ اس سلسلے میں آپ سے معاونت کی خواہاں ہوں۔ پھر میں نے اس سلسلے کے بعض مآخذ کی نشان دہی کی اور انہیں بریف کیا (ساجدہ علوی صاحبہ ان دنوں انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز میکگل یونیورسٹی مانٹریال (کینیڈا) میں بطور پروفیسر آف انڈو اسلامک ہسٹری اور چیئرپرسن اردو لینگویج اینڈ کلچر کے عہدے پر فائز ہیں۔) یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ جناب میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے بھی موصوفہ کے اعزاز میں اسی مقام پر مورخہ 13 دسمبر 2003ء کو ایک تقریب کا اہتمام کیا تھا اور ان کے پراجیکٹ میں معاونت کے لیے بعض اہل علم کو دعوت دی تھی۔

فاروقی صاحب کے مولانا شاہ احمد نورانی (م 2003-12-11) سے گہرے مراسم تھے۔ اسی بنا پر مرحوم کو ان کی علمی، دینی وسیاسی خدمات پر خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لیے انہوں نے جنوری 2004ء کا ''جہان رضا'' کا شمارہ مخصوص کیا ہے اور میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب سے درخواست کی کہ آپ بھی ان پر لکھیں۔ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی صاحب نے کہا کہ نورانی میاں پچھلے دنوں شرقپور تشریف لائے تھے اور جو کچھ ارشاد فرمایا وہ ٹیپ شدہ موجود ہے۔ آپ کو ٹیپ مہیا کر دی جائے گی آپ اسے ہی صفحہ قرطاس پر منتقل کر کے چھاپ دیں۔ فاروقی صاحب کا جواب تھا ''نہ نہ۔ یہ تو جال ڈال کر مچھلی پکڑنے کی

Marfat.com

بات ہوئی۔ پہلے جال ڈالیں، پھر مچھلی قابو کریں، پھر اسے صاف کر کے مصالحہ لگائیں پھر بھون کر کھائیں۔ نہ بابا یہ کام مجھ سے نہیں ہوسکتا۔ آپ اپنے تاثرات خود لکھ کر دیں خواہ پانچ سات سطریں ہی سہی"۔ میاں صاحب نے وعدہ کرلیا۔

صدیقی صاحب نے فاروقی صاحب سے کہا کہ آپ مجھے مسٹر ہمفرے کی کتاب Colonization Ideal کہیں سے مہیا کر دیں۔ فاروقی صاحب نے کہا کہ انگریزی ایڈیشن تو نہیں ملے گا البتہ اس کا اردو ترجمہ "ہمفرے کے اعترافات" کے نام سے بازار میں دستیاب ہے۔ اسے انجمن نوجوانانِ پاکستان گارڈن ٹاؤن لاہور نے شائع کیا۔ میرے ساتھ کسی کو بھیجیں میں دلوا دوں گا۔ صدیقی صاحب نے کہا کہ ہمفرے برطانوی جاسوس تھا اور اس نے اس کتاب میں اعتراف کیا ہے کہ مجھے شیخ محمد بن عبدالوہاب نے یہ اطمینان دلایا تھا کہ وہ میرے پروگرام پر عمل پیرا ہوگا مگر دو نکات پر اس نے اظہار معذوری کیا:

۱۔ انہدام خانہ کعبہ

۲۔ قرآن مجید میں تحریف

فاروقی صاحب نے بتایا کہ "ہدایت الطالبین" تالیف شاہ ابو سعید نقشبندی مجددی دہلوی مرتبہ مولانا نور احمد امرتسری ادارہ فیوضات مجددیہ خانقاہ فضلیہ شیر گڑھ (اوگی) ضلع مانسہرہ نے از سر نو کمپوز کرا کے اسی سال شائع کر دی ہے۔

ایک موقع پر صدیقی صاحب نے بتایا کہ ایک مرتبہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب (پیرس) نے بیان کیا کہ ترکی میں دنیا بھر سے سب سے زیادہ مخطوطات موجود ہیں۔ اس گفتگو کے بعد فاروقی صاحب نے اجازت چاہی۔ ان کی دیکھا دیکھی دوسرے حضرات بھی باری باری رخصت ہو گئے اور یہ علمی نشست اختتام پذیر ہوئی۔ اس نشست کی روداد کو جناب محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا۔

میاں صاحب کی عارف نوشاہی سے ملاقات

11 جنوری 2004ء: حرفان ہوٹل میں سات بج کر چالیس منٹ پر عارف نوشاہی کی میاں صاحب سے ملاقات ہوئی، چوہدری محمد حنیف، سید جمیل احمد رضوی، محمد عالم مختار حق اور

Marfat.com

عامر لطیف بھی اس موقع پر موجود تھے، عارف نوشاہی گورڈن کالج راول پنڈی میں فارسی کے پروفیسر رہ چکے ہیں، تہران یونیورسٹی سے خواجہ احرارؒ کے ملفوظات پر پی ایچ ڈی فارسی میں کی اور ان دنوں پنجاب یونیورسٹی میں فارسی مخطوطات پر کام کر رہے تھے، ملاقات کے دوران میاں صاحب نے انہیں اپنے ازبکستان، تاشقند، ثمرقند، بخارا کے سفر اور حسین حلمی ایشیق سے ملاقات کے واقعات سنائے، کھانا اور قہوہ کے بعد میں پروفیسر عارف نوشاہی کو ان کے ایک دوست پروفیسر سلیم مظہر کی رہائش گاہ پر چھوڑ آیا، پروفیسر سلیم مظہر پنجاب یونیورسٹی میں فارسی کے پروفیسر ہیں۔

محمد عالم کو گردے کی تکلیف

24 جنوری 2004: آجکل آپ تقریباً ہر روز پروفیسر اقبال مجددی صاحب سے ملاقات کرنے ان کی رہائش گاہ سبزہ زار چلے جاتے۔ میاں صاحب کے پہنچنے سے پہلے محمد عالم مختار حق صاحب بھی ادھر آجاتے، گردے میں تکلیف کی وجہ سے محمد عالم مختار حق صاحب آج تشریف نہ لاسکے تھے۔ پروفیسر اقبال مجددی نے میاں صاحب سے کہا ''مقامات معصومی'' کی تکمیل میں ابھی سو صفحہ باقی ہیں، اس کتاب میں ایک واقعہ درج ہے وہ آپ کو سنائے دیتا ہوں:

> ''شیخ محمد حنیف صاحبؒ افغانستان میں رہتے تھے ایک روز خواب میں دیکھتے ہیں کہ وہ سرہند شریف میں حضرت خواجہ محمد معصوم کے دست حق پر بیعت ہونے کا شرف حاصل کر رہے ہیں، اس خواب سے چند روز بعد بے قراری کے عالم میں شیخ محمد حنیف سرہند شریف روانہ ہو جاتے ہیں، بیعت ہونے کے چند روز بعد حضرت صاحب شیخ صاحب کو خرقہ خلافت عطا فرما کر رخصت کر دیتے ہیں، واپس آنے کے بعد افغانستان میں دوست احباب سے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہیں تو شیخ صاحب کی بات پر کوئی یقین ہی نہیں کرتا، لوگوں نے شیخ صاحب سے کہا کہ آپ ایک دعوت کا اہتمام کریں اور حضرت خواجہ محمد معصومؒ کو دعوت دیں اگر وہ دعوت میں تشریف لے آئے تو ہم مان جائیں گے، ورنہ ہم سمجھیں گے کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔ چند روز بعد شیخ صاحب نے ایک دعوت کا اہتمام کیا، اس وقت ٹیلی فون

Marfat.com

اور ڈاک کا نظام نہیں تھا مگر پھر بھی دعوت کے روز حضرت خواجہ محمد معصوم اپنے صاحبزادے کے ہمراہ افغانستان میں شیخ محمد حنیفؒ کی رہائش گاہ پر غائبانہ طور پر پہنچ گئے۔ آپ نے وہاں پر موجود لوگوں سے فرمایا اللہ کے بندوں کو کسی امتحان میں نہیں ڈالنا چاہیے، اس سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے، تھوڑی دیر قیام کے بعد آپ اپنے صاحبزادے کے ہمراہ واپس تشریف لے گئے۔"

محمد عالم مختار حق کی عیادت اور اقبال مجددی صاحب کو ان کے کالج چھوڑنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے، سہ پہر تین بجے آپ لاہور تشریف لے آئے، حاجی خوشی محمد کی دکان پر وحید صاحب (چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی، قائداعظم کیمپس، لاہور) سے ملاقات کی اور ان سے فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی دوسری جلد کی چھپوائی کے متعلق پوچھا۔ وحید صاحب نے کہا اس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں، میں نے ایک میٹنگ بلائی ہے ان شاء اللہ جلد شائع ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا آئے دن لائبریری میں نہایت قیمتی کتابیں چوری ہونے کے واقعات ہو رہے ہیں دعا فرمائیں۔

حوزۂ نقشبندیہ کے نام کی تجویز

13 فروری 2004ء: حوزۂ نقشبندیہ کے سلسلہ میں لاہور میں میاں صاحب کی زیر نگرانی ہفتہ وار ایک محفل کا انعقاد ہوتا رہتا، محفل میں علمی دنیا سے تعلق رکھنے والے حضرات تشریف لاتے، بعض احباب کی تجویز تھی کہ "حوزہ نقشبندیہ" اردو میں غیر مانوس ترکیب ہے اس کی بجائے "مرکز تحقیقات" نام رکھا جائے، مگر محمد عالم مختار حق صاحب نے فرمایا کہ مرکز کے نام سے کئی ادارے ملک میں کام کر رہے ہیں بے شک حوزہ نیا لفظ ہے اور زیادہ تر فارسی میں مستعمل ہے ہمیں اسے اردو میں اپنا کر اہل علم میں متعارف کرانا چاہیے۔ چنانچہ اسی کو پسند کیا گیا اور فیصلہ ہوا کہ "حوزۂ نقشبندیہ" ہی نام رہے گا۔

"لطائف المدینہ" کی اشاعت کا فیصلہ

21 فروری 2004ء: کی میٹنگ میں پروفیسر اقبال مجددی نے مقامات معصومی میں

Marfat.com

سے خواجہ محمد معصوم کے سفر حج کے دوران مزارات کی حاضری بالخصوص مزار حضرت مجدد پر حاضری کے وقت انوار مزار کی گنبد خضری کے انوار سے مشابہت کا واقعہ سنایا، اس محفل میں انہوں نے "لطائف المدینہ" کی اشاعت کا بھی ذکر کیا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا کشف

27 فروری 2004ء: پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر میاں صاحب نے فرمایا کہ 1910ء میں جب حضرت ضیاء معصوم صاحب (مرشد امیر حبیب اللہ خان شاہ کابل) پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لیے قاضی سلمان منصور پوری (اہل حدیث) کو اپنے ساتھ لے لیا۔ حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لیے بیٹھے تو قاضی جی نے دل میں کہا کہ شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو، ان سے الگ ہو جانا چاہیے، ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے کر اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ سلمان بیٹھے رہو ہم کوئی بات تجھ سے راز میں نہیں رکھنا چاہتے۔

پھر میاں صاحب نے ملک حسن علی شرقپوری (دیوبندی) کے متعلق بتایا کہ وہ سنی تھے مگر ہمارے مقابلے میں اہل حدیث بن گئے، ان کی والدہ گیارہویں شریف کا باقاعدہ ختم دلایا کرتی تھی۔ 1965ء میں پروفیسر محمد اسلم نے مجھ سے گلہ کیا کہ آپ نے یوم مجدد الف ثانیؒ پر کبھی مجھ سے تقریر نہیں کروائی، میں نے کہا تم وہابی ہو اس لیے تمہیں دعوت نہیں دیتا، اس نے کہا آپ بلائیں تو سہی میں آپ والی تقریر کر دوں گا۔ اس کے بعد پروفیسر اقبال مجددی نے یہ تجویز پیش کی کہ "تکمیل الایمان" از شیخ عبدالحق محدث دہلوی پختہ عقیدہ کی کتاب ہے اس کا حوزہ کی جانب سے اردو ترجمہ شائع کرنا چاہیے اور مکتوبات مجدد الف ثانی کے درس کا اہتمام اگر نہ ہو سکے تو کم از کم سماعت کا ہی بندوبست کیا جائے۔

کراچی سے مہمانوں کی شرقپور شریف آمد

29 فروری 2004ء: آج شام کراچی سے حاجی الیاس اپنے دو بیٹوں شعیب اور جمیل تین بھتیجوں احمد، وقاص اور منیر کے ہمراہ شرقپور شریف تشریف لائے۔ یکم مارچ کو ناشتہ

Marfat.com

کرنے کے بعد میاں صاحب نے تمام مہمانوں کو نیازی اڈہ نزد بکر منڈی اتارا جہاں انہوں نے سوات سیر کے لیے جانا تھا، میاں صاحب نے کراچی سے آئے ہوئے تمام مہمانوں کو بدھ تک راولپنڈی آنے کو فرمایا۔ حاجی الیاس صاحب کسی کام سے لاہور ہی رک گئے اور دو دن بعد واپس کراچی چلے گئے، آجکل قبلہ میاں صاحب جمعہ اور اتوار کا دن چھوڑ کر روزانہ پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لاتے اور اپنی نگرانی میں شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کرواتے۔ جمعہ اور اتوار کے روز آپ زیادہ تر شرقپور شریف میں ہی رہتے۔

میاں صاحب کی ڈھوک شیر ربانی روانگی

4 مارچ 2004ء: میاں صاحب چکوال، ڈھوک شیر ربانی کے لیے روانہ ہو گئے، عطاء اللہ اور ظفر باورچی ہمراہ تھے، رات آٹھ بجے تمام مہمان چکوال لیاقت اڈہ پر اترے جہاں سے میں ان کو لے کر ڈھوک شیر ربانی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ڈھوک شیر ربانی بڑا ہی صحت افزا مقام ہے، کچھ ہی دور پہاڑی سلسلہ اور گرد و غبار سے پاک ایک چھوٹا سا قصبہ ہے، سفر سے تھکے ہوئے تمام مہمان کھانا کھانے کے بعد جلد ہی سو گئے۔ بروز جمعرات ناشتہ کے بعد میاں صاحب مہمانوں کو لے کر حضرت مرید حسین شہید کے مزار پر چلے گئے، یہاں حاضری کے بعد چوآسیدن شاہ کے مزار پر زیارت کے لیے چلے گئے، اس کے بعد کلر کہار حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پوتوں کے مزار پر حاضر ہوئے، آپ مرہٹوں کے ساتھ لڑائی میں شہید اور بادشاہاں کے نام سے مشہور ہوئے، پہاڑی کی چوٹی پر بنا ہوا یہ دربار شریف اپنی نظیر آپ ہے، اس کے ساتھ والی پہاڑی پر ان کے کزن سید افضل شاہؒ کا مزار ہے، دونوں پہاڑیوں کو لفٹ کے ساتھ جوڑا ہوا ہے، زائرین لفٹ کے ذریعے ایک پہاڑی سے دوسری پہاڑی کا سفر باسانی طے کر لیتے ہیں، لفٹ کا یہ سفر دیکھنے کے لائق ہے، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے پوتے شہید ہوئے تو ان کے کزن سید افضل شاہؒ اسی پہاڑی پر افسردہ بیٹھے رہے اور چند سال بعد وہ بھی اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔

بھلوال میں حضرت سلیمان نوریؒ اور خوشاب میں حضرت سید معروف شاہؒ کے مزار اقدس پر حاضری دینے کے بعد آپ لاہور روانہ ہو گئے، تقریباً دوپہر بارہ بجے سانده میں حاجی

Marfat.com

خادم حسین باورچی کے گھر کھانا کھانے کے بعد لاہور ریلوے اسٹیشن پر آ گئے۔ میاں صاحب نے مہمانوں سے فرمایا جب تک پہلی سیٹی نہ بج جائے تب تک ہمارا انتظار کرنا۔ میاں صاحب فتح گڑھ آ گئے، چکوال روانگی سے ایک روز قبل میاں صاحب نے گلاب جامن (شرقپور شریف کی سوغات) کے چار عدد کنستر میرے گھر رکھوا دیے تھے، کاشف کامران کی مدد سے میں نے جلدی جلدی چاروں کنستر گاڑی میں رکھے اور لاہور ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے۔ گلاب جامن مہمانوں کے حوالے کرنے کے بعد میاں صاحب حرفاان ہوٹل، شادمان تشریف لے آئے۔

میاں صاحب کی راولپنڈی روانگی

2اپریل بروز جمعہ 2004ء: شیر ربانی ڈائجسٹ کا شمارہ تیار ہو چکا تھا مگر اس کو ابھی تقسیم کرنا تھا، جمعہ کی نماز کے بعد میاں صاحب راولپنڈی کے لیے روانہ ہو گئے، گاڑی آپ نے مجھے چلانے کو فرمایا، رات پونے نو بجے راولپنڈی میں جناب بشیر صاحب کے گھر پہنچ گئے، فتح شیر اور شبیر طالب علم ہمراہ تھے۔

میاں صاحب کی صفدر اعوان اور حامد نواز سے ملاقاتیں

3اپریل بروز ہفتہ 2004ء: جناب رنگ الٰہی صاحب، غلام محی الدین اور نذیر احمد صدیقی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، رنگ الٰہی صاحب نے شیر ربانی ڈائجسٹ کی تعریف کی چند ایک قیمتی مشورے دیے اور 12 عدد رسالے قیمتاً خریدے۔ دس بجے کے قریب ملک صفدر اعوان صاحب تشریف لائے کافی دیر میاں صاحب سے محو گفتگو رہے، ان کی موجودگی میں جناب حامد نواز (ڈی سی او) صاحب بھی آ گئے وہ میاں صاحب سے بڑے مؤدبانہ انداز میں ملے، شیر ربانی ڈائجسٹ کے سو عدد رسالے قیمتاً خریدے۔ میاں صاحب نے حامد نواز سے رسالے میں اشتہارات کے سلسلہ میں کوشش کرنے اور مزنگ لاہور میں میاں خلیل احمد شرقپوری کی جگہ کے کاغذات مکمل کرانے کے متعلق بھی فرمایا، جناب حامد نواز صاحب نے دونوں کام کرنے کا وعدہ فرمایا اور میاں صاحب کو ایک خواب بھی سنایا:

"اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ راولپنڈی میں بشیر صاحب کے گھر تشریف

Marfat.com

لاتے ہیں میں بھی ادھر ہوں میاں صاحب نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے، راستے میں چند ایک بزرگ دیکھے، کوئی کافیاں پڑھ رہا ہے اور کوئی اللہ اللہ میں مصروف ہے، پھر ایک کھلا میدان نظر آیا، تھوڑا سا فاصلہ طے کیا تو دو بزرگ بیٹھے نظر آئے۔ ان میں سے ایک حضرت مجدد الف ثانی اور دوسرے حضرت غوث پاک تھے، اعلیٰ حضرت سرکار حضرت مجدد الف ثانی صاحبؒ کے پاس بیٹھ گئے، اور میں حضرت غوث پاکؒ سے باتوں میں مصروف ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اچانک منادی ہونے لگی کہ حضور پاک ﷺ تشریف لا رہے ہیں۔ آپ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ اونچی جگہ پر تشریف فرما ہو جاتے ہیں، اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ مجھے آگے آنے کی دعوت دیتے ہیں لیکن ڈر کی وجہ سے میں آگے نہ جا سکا۔"

ظہر کی نماز کے بعد جناب صوبیدار اشرف اپنے چھ سات ساتھیوں سمیت میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میاں صاحب نے مجھے ان کو مدرسے چھوڑ کر آنے کو فرمایا۔ عصر کی نماز سے پہلے میاں صاحب ڈاکٹر شیر زمان صاحب (چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل) سے ملنے ان کی رہائش گاہ پر چلے گئے۔ میاں صاحب نے ان کو شیر ربانی ڈائجسٹ دیا، انہوں نے میاں صاحب کی اس کوشش کو بہت سراہا۔ انہوں نے بغور ڈائجسٹ دیکھا اور اس بارے میں اپنی قیمتی آراء پیش کیں۔ چند منٹ رکنے کے بعد میاں صاحب ڈھوک شیر ربانی روانہ ہو گئے۔

میاں سعید احمد کے صاحبزادوں کی ڈھوک آمد

4 اپریل بروز اتوار 2004ء: حاجی ارشد صاحب پشاور سے ڈھوک شیر ربانی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، میاں سعید احمد شرقپوری اور ان کے بچے چار دن سے اپنے ننھیال للہ شریف آئے ہوئے تھے میاں صاحب نے ان کو بھی ڈھوک شیر ربانی آنے کو فرمایا۔

میاں صاحب کی کھیوڑہ مائن کی سیر

5 اپریل بروز پیر 2004ء: آج براستہ چوآ سیدن شاہ کھیوڑہ چلے گئے، -/365 روپے فی کس کے حساب سے ٹرین کی ٹکٹیں لیں۔ میاں صاحب بھی ہمارے ساتھ کھیوڑہ کان میں

Marfat.com

ٹرین پر بیٹھ کر گئے۔ ٹرین سے اتر کر آپ وہیل چیئر پر مائن کا مشاہدہ کرتے رہے، مائن میں نمک سے بے شمار چیزیں ڈیزائن کی گئی تھیں جو تعریف کے قابل تھیں، نمک سے مدنی مسجد بنائی گئی، شملہ پہاڑی، انگوری باغ، انگوری پہاڑیاں، نمک کا بنا ہوا بغیر ستون کے پل صراط جو 80 فٹ گہرا ہے، شیش محل، میلاد چوک، میلاد چوک کے بورڈ پر یہ شعر لکھا ہوا تھا:

سج گئے محفل نعت سجانے والے   سوہنے محبوب کا میلاد منانے والے

تحریر، پیر سید محبوب الحسن گیلانی

آستانہ عالیہ ڈھولنوال لاہور

نمک کے پانی کا تالاب جو 80 فٹ گہرا تھا، اس کو زیادہ تر میٹھے سوڈے کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کان میں 100 کے لگ بھگ تالاب ہیں۔ مائن میں ہوا کے لیے گیارہ درے اور پانچ دروازے رکھے گئے ہیں۔ نمک کی اس کان کا سلسلہ 327 کلومیٹر لمبا ہے، جس میں اب تک صرف 3 کلومیٹر تک کام ہو سکا ہے۔ تقریباً گیارہ بجے کھیوڑہ نمک کی کان سے نکل کر براستہ پنڈدادن خان، للہ شریف پہنچ گئے، میاں تنویر احمد شرقپوری کو ساتھ لے کر میاں صاحب شرقپور شریف آ گئے۔

میاں صاحب کی پنڈلیوں پر انفیکشن

15 اپریل بروز جمعرات 2004ء: آجکل میاں صاحب کی پنڈلیوں پر انفیکشن ہو گئی تھی، اس سلسلہ میں شادمان میں ڈاکٹر عدنان صاحب کو چیک کرایا ڈاکٹر صاحب نے ادویات کے علاوہ رات کو سوتے وقت پاؤں کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر آرام کرنے کو کہا، جمعہ کی نماز شرقپور شریف میں ادا کرنے کے بعد آپ راولپنڈی روانہ ہو گئے۔ میاں صاحب کے ہمراہ محمد شفیع ڈرائیور، عطاء اللہ اور عامر لطیف (نیاپل) تھے، راولپنڈی تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد آپ رات آٹھ بجے ڈھوک شیر ربانی چکوال تشریف لے آئے۔ میں لاہور میں چند ایک کام کرنے کے بعد امام علی اور صوبیدار عبدالکریم کے ہمراہ حاجی آصف کی گاڑی پر رات نو بجے چکوال ڈھوک شیر ربانی میاں صاحب کی خدمت میں آ گیا۔ ہفتہ کے روز حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کی یاد میں دوپہر بارہ بجے ایک محفل کا انعقاد کیا گیا تھا، وزیر احمد (تتراں) نے نعت شریف پڑھی، قاری

Marfat.com

عبدالباسط (تلہ گنگ)، جناب گل محمد (تلہ گنگ) اور مولانا غلام رسول صاحب چکسواری نے اپنے اپنے انداز میں اولیا کرام کے حالات زندگی پر بڑی جامع تقاریر کیں، لنگر شریف کو تقسیم کرنے کے بعد آپ لاہور روانہ ہوگئے، رات حرفاان ہوٹل میں ہی قیام فرمایا۔

یوم مجدد الف ثانیؒ کا انعقاد

19 اپریل 2004ء: آج یوم مجدد الف ثانی کا انعقاد حسب پروگرام بمقام 198 ملتان روڈ بالمقابل بابر ہوٹل (دفتر حاجی خوشی محمد) میں منعقد ہوا۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ میاں جمیل احمد مدظلہ نے ادا کیے جب کہ نقابت کی ذمہ داری مولانا محمد منشا تابش قصوری (استاد جامعہ نظامیہ لاہور) کو سونپی گئی۔ جلسہ کا افتتاح ماسٹر احمد علی (مدیر ہفت روزہ ''مجدد الف ثانی'') کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا جس کے بعد مولانا تابش صاحب نے تبرکاً ہدیہ نعت بحضور سرور کائنات ﷺ پیش کیا یہ نعت مولانا منشاء تابش قصوری صاحب کی اپنی لکھی ہوئی ہے:

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
رہے پیشِ نظر ہر دم میرے روضہ محمد کا
خدایا مجھ کو دکھلا دے کبھی جلوہ محمد کا
یہی ہے آرزو دل کی یہی میری تمنا ہے
رہوں میں دیکھتا پیہم رخِ زیبا محمد کا
نہ جنت کی مجھے حسرت نہ مال وزر کا طالب ہوں
الٰہی میرا منشا ہے دکھا چہرہ محمد کا
اسے کیا حاجت دنیا، اسے کیا خوف محشر کا
جو جان ودل سے عاشق ہوگیا بندہ محمد کا
محمد سرِ وحدت ہیں، محمد رازِ فطرت ہیں
خدائی میں ہے جاری بالیقیں سکہ محمد کا
بیاں اوصاف تابش کیا کرے کوئی محمد کے
ہے جب مدحت سرا مدحت سرا اللہ محمد کا

Marfat.com

اس کے بعد مولانا تابش صاحب ہی نے مختصراً افتتاحی کلمات یوں ادا کیے:

"گرامی قدر حضرات! تحریک مجددیہ کے بانی حضرت الحاج میاں جمیل احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ عرصہ دراز سے جگہ جگہ عرس کا اہتمام کر رہے ہیں، ساتھ ہی ساتھ آپ نے قلمی محاذ پر حضرت مجدد الف ثانی پر جو آج تک کام کیا ہے اس کی نشر و اشاعت میں حصہ لے رہے ہیں جو اہل علم و فضل سے پوشیدہ نہیں۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ماہنامہ "نور اسلام" شرقپور شریف سے تقریباً پچاس سال سے باقاعدگی سے جاری ہے اور کسی رسالے کا اتنا عرصہ باقاعدگی سے نکلتے رہنا یہ بھی ایک عزیمت کی نشانی ہے۔ بڑے بحران آئے مگر الحمدللہ شیر ربانی کی خصوصی نگاہ کے صدقے نور اسلام آج تک جاری و ساری ہے اور ان شاء اللہ جاری رہے گا۔ یوں تو نور اسلام کا ایک مقام ہے مگر خصوصیت سے نور اسلام کے جو نمبر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے ان میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی کے احوال و مقامات پر ایک ضخیم نمبر سب سے پہلے شائع ہوا۔ اس کے بعد "اولیائے نقشبند نمبر" شائع ہوا اور اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کی ذات بابرکات پر عظیم و ضخیم نمبر تین جلدوں میں شائع ہوا۔ ان نمبروں میں لکھنے والے پروفیسر حضرات، محقق حضرات اور صاحب علم و فضل خاص مقام رکھتے ہیں۔ یہ نمبر آج بھی تاریخی حیثیت رکھتے ہیں خصوصی طور پر امام اعظم نمبر جس دور میں شائع کیا گیا اس دور میں پاکستان کے اکثر کتب خانوں میں امام اعظم کی سیرت پر کوئی کتاب نہیں ملتی تھی۔ امام اعظم نمبر بڑی تحقیق اور آن بان سے جلوہ گر ہوا۔ صاحبان علم و فضل نے اسے حرزِ جاں بنایا، اخبار و رسائل نے بڑے جاندار تبصرے کیے اور آج وہ نمبر اتنا مقبول ہے کہ کئی ادارے اسے کتاب کی صورت میں شائع کرتے آ رہے ہیں جس پر حضرت میاں صاحب نے کسی قسم کی رائلٹی وغیرہ کا کبھی مطالبہ نہیں کیا بلکہ ناشرین کو عام اجازت دی کہ مکتبہ نور اسلام شرقپور شریف کی طرف سے جو کتابیں شائع ہوئی ہیں، جو چاہے شائع کرے، ہمارا مشن ان کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہے۔ الحمدللہ مجدد الف ثانی نمبر بھی اتنا مقبول ہوا کہ کئی ادارے اسے کتاب کی صورت میں شائع کر رہے ہیں۔ آج کی تقریب بھی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کے حضور نذرانہ عقیدت و محبت پیش کرنے کیلئے منعقد کی جا رہی ہے۔ جناب چوہدری خوشی محمد صاحب کی بھی سعادت اور خوش بختی ہے کہ ان کے اس کاشانہ میں حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق روح پرور بیان ہو رہے ہیں، آپ کی سیرت، اور آپ کے احوال پر روشنی ڈالی جا رہی ہے۔ حضرت مجدد

Marfat.com

الف ثانی نے اکبر کے دین الٰہی کے ابطال میں جو تحریک چلائی اسے رب العلمین نے پوری دنیا میں قبولیت سے بہرہ ور فرمایا۔ آج بھی عالم اسلام میں جہاں کہیں جہادی تحریکیں جاری ہیں، ان میں حضرت مجدد الف ثانی کی روح کارفرما ہے، چیچنیا اور دیگر مقامات پر جو مجاہد مصروف جہاد ہیں وہ حضرت مجدد الف ثانی کے فیوض و برکات کا ہی ثمرہ ہے۔ امام شامل کی جہادی تحریک آج بھی جاری ہے اور ان شاء اللہ ایک دن یہ تحریک کامیابی کی صورت میں ظہور پذیر ہوگی اور چیچنیا ہی نہیں بلکہ پورا علاقہ جہاں جہاں حضرت مجدد الف ثانی کا نام ہے، مسلمانوں کے زیر انتظام آئے گا''

مولانا منشاء تابش قصوری صاحب کے بعد پروفیسر محمد اقبال مجددی نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا:

میری تقریر کا عنوان ہے، علامہ سید سلیمان ندوی کے حضرت مجدد الف ثانی پر اعتراض کا جواب:

علامہ سید سلیمان ندوی (ف ۱۹۵۳ء) دور آخر کے اکابر علماء میں سے تھے وہ ایک دل آویز شخصیت کے مالک اور اس درجہ کے عالم تھے کہ ان کا تعارف مجھ جیسا بے علم کروانے سے قاصر ہے۔ سیرۃ مبارکہ پر ان کی لکھی ہوئی کتاب اردو میں ہونے کے باوجود شہرۂ آفاق ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم سے متعلق ایک اہم بات کہنے اور وضاحت کرنے کی ضرورت ہے کہ ایک مرتبہ قیام پاکستان سے پہلے علامہ صاحب سرہند شریف کے قریب بستی ملک حیدر (بسی) گئے وہ ایک دعوت کا موقع تھا۔ ان کے ہمراہ دوسرے علماء بھی تھے جن میں مولانا آزاد سبحانی قابل ذکر ہیں۔ دعوت سے فراغت کے بعد سرہند شریف جا کر روضہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کی زیارت کا پروگرام بنا، مزار کے احاطہ میں پہنچ کر سب احباب مزار شریف کی زیارت کیلئے جانے لگے تو علامہ سید سلیمان ندوی نے کہا کہ میں اندر نہیں جاؤں گا کہ وہاں شرک اور بدعت ہے۔ علامہ صاحب مسجد کے قریب ایک چبوترے پر باہر بیٹھ گئے۔ علامہ صاحب کے ایک مرید خاص مولانا غلام محمد صاحب ''تذکرہ سلیمان'' ص ۷۷ میں لکھتے ہیں کہ عین اسی وقت عالم مثال میں علامہ سید سلیمان ندوی پر حضرت مجدد الف ثانی نے ظہور کیا اور اس طرح سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا:

حضرت مجدد الف ثانی نے دریافت کیا: شما مکتوبات ما خواندہ؟

علامہ سید سلیمان نے جواب دیا: بلے خواندہ ام

Marfat.com

حضرت مجدد الف ثانی نے پوچھا: آں رافہمیدہ؟

علامہ سید سلیمان نے جواب دیا: اندکے ازاں فہمیدہ ام

یہاں تک پہنچے تھے کہ علامہ صاحب بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ان کے ساتھی مزار حضرت مجدد الف ثانی کی زیارت سے واپس آئے تو دیکھا کہ حضرت علامہ بے ہوش پڑے ہیں۔ دوستوں نے بار بار پوچھا اور کریدا لیکن علامہ صاحب نے کچھ نہیں بتایا آخر ایک روز اس بے ہوشی کا اصل سبب بیان فرمادیا کہ حضرت امام ربانی کی روحانی قوت کی تاب نہ لا کر بے ہوش گیا تھا۔ (تذکرہ سلیمان ص ۷۷) حضرت علامہ سید سلیمان ندوی کے ملفوظات میں اور عجیب معارف حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں لکھے ہیں کہ:

ایک محفل میں حضرت شیخ اکبر اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ذکر آیا تو حضرت سیدی علامہ سید سلیمان ندوی نے کیسی گر کی بات بتائی، ارشاد فرمایا:

شیخ محی الدین ابن عربی نے توحید کی تعلیم پر زور دیا اور اس کو فلسفیانہ انداز میں پیش فرمایا، ان کی اصطلاحات کے ذریعہ جو ضلالت پیدا ہوئی وہ توحید کی راہ سے آئی اور لوگ انا الحق کے مدعی بن گئے، اور حضرت مجدد الف ثانی نے اتباع سنت پر زور دیا مگر ساتھ ہی نبوت کی فلسفیانہ توضیح وتشریح پیش فرمائی اس کے ذریعہ جو ضلالت آئی وہ نبوت کی راہ سے تھی اور انا النبی اور انا مہدی کہنے والے پیدا ہوئے۔ (معارف سلیمان نمبر مئی ۱۹۵۵ء ص ۳۰۱)

اکبر بادشاہ کو ۲۸ جلوس (۹۹۰/۱۵۸۲ء) میں یہ باور کرایا گیا کہ اسلام کے ہزار سال پورے ہو گئے ہیں اس کے بعد حالات ایسے ہوئے کہ بے دینوں نے اکبر سے ایک ایسا محضر نامہ تیار کروایا جس پر دستخط کرتے وقت ملا مبارک ناگوری نے اسلامی شریعت کی منسوخی پر بڑی خوشی کا اظہار تحریری طور پر کیا تھا۔ (مقامات معصومی جلد اول) نقطوی فرقہ کے مشہور شاعر تشبیہی کاشی نے اکبر بادشاہ کے حضور ایک قصیدہ پڑھا جس میں اکبر سے کہا گیا تھا کہ وہ تقلید پرستوں کو ختم کردے تاکہ حق اپنے مرکز پر استوار ہو جائے اور خالص توحید کو رواج ہو۔ اکبر کے حواریوں نے عوام کی آنکھ میں دھول جھونکنے کیلئے کہا تم نبوت کا دعویٰ نہ کرنا بلکہ خلیفۃ اللہ ہونے کا اعلان کردو، اس نے اپنا کلمہ وضع کیا جس کے یہ الفاظ تھے:

لا الٰہ الا اللہ اکبر خلیفۃ اللہ ملا شیری اکبر کا ایک درباری اور دین الٰہی میں اکبر کا مرید

Marfat.com

خاص تھا اس نے اپنے ایک شعر میں کہا ہے کہ اکبر نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔

بادشاہ امسال دعویٰ نبوت کردہ است

گر خدا خواہد پس از سالی خدا خواہد شدن

اگر اکبری عہد کی مختلف مذہبی تحریکوں کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجائیگی کہ ہر عہد کا سب سے اہم مسئلہ مسلم معاشرہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ومقام متعین کرنا اور معاشرے میں اسے برقرار رکھنا تھا۔ نظریہ مہدویت، عقیدۂ امامت، نظریہ الفی اور دین الٰہی کی تحریکوں نے کسی نہ کسی طرح سید الانبیاء آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ وارفع مقام پر ضرب لگائی تھی۔ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا سب سے عظیم کارنامہ یہ ہے کہ ان حضرات نے نبی آخر الزمان ﷺ کے اس بلند ترین مقام کی ایسی اور اس انداز سے وضاحت کی کہ اس قسم کی تمام گمراہیوں اور ضلالتوں پر ضرب کاری لگی۔

رسالہ اثبات النبوۃ میں حضرت مجدد الف ثانی نے نبوت کی حقیقت، معجزہ کی حقیقت، نبوت ومعجزہ پر اعتراضات اور شبہات کے جواب دیے ہیں۔ اس رسالہ میں ابوالفضل کے ساتھ حضرت مجدد کی ملاقات کا حال درج ہے جس میں مسئلہ رسالت زیر بحث آیا۔ جس سے اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ نبوت کے خلاف اکبر اور اس کے حواری جو کچھ شکوک وشبہات پیدا کر رہے تھے عین اس وقت آپ نے ۹۹۰ھ کو یہ رسالہ تالیف کیا۔ رسالہ تہلیلیہ میں بھی کلمہ طیبہ کا مفہوم اور معاشرہ میں اس کی عملی صورت پر دلائل جمع کیے گئے ہیں۔ یہ دراصل اکبر کے اپنا کلمہ وضع کرنے کے دوران لکھا گیا ہے۔ چودھویں صدی عیسوی میں فیروز شاہ تغلق کے عہد میں دہلی میں ایک شخص رکن نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔

جونپور کے سید محمد مہدی کی ولادت ۸۴۷ھ/۱۴۴۳ء کو ہوئی۔ ۲۵ سال کی عمر میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور ۹۱۰ھ/۱۵۰۴ء کو انتقال کر گیا۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے رسالہ مبداء معاد کے ایک مقام کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: جاننا چاہئے کہ آنحضرت خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی رحلت فرمانے کے ہزار سال بعد آپ کی امت کے جن اولیا کا ظہور ہوگا اگرچہ ان کی تعداد بہت ہی کم ہوگی لیکن وہ کامل واکمل ہونگے تاکہ اس شریعت کو پورے طور تقویت دے سکیں۔ حضرت مہدی کہ جن کی تشریف آوری کے متعلق حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ و

Marfat.com

التحیات نے بشارت دی ہے۔ ہزار سال کے بعد ظاہر ہوں گے اور حضرت عیسیٰ خود بھی ہزار سال کے بعد نزول فرمائیں گے۔

شیخ طاہر لاہوریؒ کے نام آپ کا مکتوب ہے: منقول ہے کہ حضرت مہدی اپنی سلطنت کے زمانے میں جب دین کی ترویج کریں گے اور احیائے سنت کا حکم دیں گے تو مدینہ کا عالم جس نے بدعت پر عمل کرنا اپنی عادت بنالی ہوگی اس کے قتل کا حکم دیں گے۔

اپنے فرزند گرامی خواجہ محمد صادق علیہ الرحمت کو لکھتے ہیں: جاننا چاہئے کہ منصب نبوت حضرت خاتم الرسل علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات پر ختم ہو چکا ہے لیکن اس منصب کے کمالات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کی وجہ سے آپ کے تابعداروں کو بھی پورا پورا حصہ حاصل ہے۔ یہ کمالات طبقہ صحابہ میں بہت زیادہ ہیں اور تابعین اور تبع تابعین میں بھی یہ دولت کچھ نہ کچھ سرایت کیے ہوئے ہے۔ اس کے بعد یہ کمالات پردہ خفاء میں چلے گئے اور ولایت ظلی (ولایت صغریٰ) کے کمالات کا غلبہ ہو گیا لیکن امید ہے کہ ہزار سال گزرنے کے بعد یہ دولت از سر نو تازہ ہو کر غلبہ وشیوع (یعنی عموم) حاصل کرلے اور کمالات اصلی ظہور میں آئیں اور ظلی پوشیدہ ہو جائیں اور حضرت مہدی علیہ الرضوان اس نسبت عالیہ کو ظاہر وباطن کے ساتھ رواج دیں گے۔

تاریخ الفی میں ایسے تمام اصحاب کے نام درج ہیں جنھوں نے ہندوستان میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، تاریخ الفی کا جو ایڈیشن ایران سے طبع ہوا ہے وہ ۹۸۴ھ تک کے واقعات پر ختم ہو جاتا ہے۔ گویا حضرت مجدد الف ثانی جن کی ولادت مسلمہ طور پر ۹۷۱ھ کو ہوئی تھی اس وقت صرف تیرہ سال کے تھے یعنی حضرت مجدد الف ثانی کے فکری عروج سے قبل ہی متعدد افراد مہدویت کا دعویٰ کر چکے تھے یعنی اس دعویٰ کا حضرت مجدد الف ثانی کے افکار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہندوستان میں جس شخص نے پر زور طور پر مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور حکومت سے الجھنے کی کوشش کی وہ جونپور کے سید محمد مہدی تھے جن کا انتقال ۹۱۰ھ کو ہو گیا یعنی حضرت مجدد الف ثانی کی ولادت سے ساٹھ سال پہلے ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ حضرت شیخ اکبر ابن عربی کا جہاں تک سوال ہے کہ ان کے افکار سے توحید کے راستے ضلالت پیدا ہوئی، ایک بے معنی سوال ہے شیخ اکبر کے نظریہ وحدت الوجود کو صوفیہ خام نے اکبر کے زیر اثر ایسے معنی ضرور پہنائے جن سے وحدت ادیان تک پہنچنے میں زیادہ دقت نہ ہوئی۔ یہ تمام تر قصور اس وقت کے حالات کا تھا جس میں 'صلح

Marfat.com

کلی'' کے علمبردار مصلحتی طور پر وحدت ادیان کا پرچار کرنے لگے تھے۔علامہ سید سلیمان ندوی کے ہندوستان کے دور وسطی کی تاریخ سے متعلق مقالات وغیرہ نہایت سطحی نوعیت کے ہیں حیات شبلی کا مقدمہ اس کی مثال ہے جس میں تذکرہ علمائے ہند اور حدائق الحنفیہ سے آگے نہ بڑھ سکے اور علامہ شبلی سے پہلے کی مذہبی اور علمی حالت کا جائزہ نہایت ناقص رہا ہے۔حضرت علامہ صاحب کا حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ پر اعتراض یقیناً بے معنی اور آپ کی تحریک احیاء دین کے سرسری مطالعہ کا نتیجہ ہے۔

پروفیسر اقبال مجددی کے بعد پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ سے کیا۔

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم،

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدر محترم میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری مدظلہ العالی!

میں آج سامعین کی حیثیت سے حاضر ہوا تھا۔مجھے محسوس ہوتا ہے کہ حاضرین محفل میں تقریر کرنے والوں کی کمی ہے اور جناب تابش قصوری نے اپنی دوستی نبھانے کیلئے یا مجھے سرفراز کرنے کیلئے یہ حکم دیا ہے کہ اہل علم کی محفل میں میں بھی گفتگو کروں حالانکہ یہاں سارے ہی اہل علم ہوں گے۔یہاں مجھ جیسے ناچیز آدمی کی گفتگو زیب نہیں دیتی۔میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں جناب میاں جمیل احمد شرقپوری کی خدمت میں جن کی کوششوں سے تھوڑے ہی سہی لیکن وقت کے بعض دانشور آجاتے ہیں اور ہم جیسے نالائق لوگوں تک ان کے کلمات پہنچتے ہیں جن سے ہمارے علم اور واقفیت میں اضافہ ہوتا ہے۔پچھلے اجلاس میں ہمارے فاضل دوست پروفیسر محمد اقبال مجددی نے ایک بڑی پر مغز گفتگو فرمائی جس میں حضرت مجدد صاحب کے دور،آپ کے حالات اور آپ کے زمانے کی چیزیں پیش کیں چونکہ ان کا مطالعہ اس موضوع پر بڑا گہرا ہے اس لیے ان کی گفتگو سے ہم نے بہت استفادہ کیا۔اللہ ان کو خوش رکھے،وہ اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں،میاں صاحب کا حلقہ آہستہ آہستہ ان دانشوروں تک پھیلتا جا رہا ہے جو غائر تحقیق اور خصوصیت کے ساتھ حضرت مجدد پر کام کر رہے ہیں۔ایک زمانہ تھا میاں صاحب بڑے بڑے جلسے کرایا کرتے تھے، بڑے بڑے علماء کو بلایا کرتے تھے۔آج جس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ یہ مختصر محفل ہے تو ہم کہتے ہیں

Marfat.com

کہ یہ مذاق ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میاں صاحب نے اپنی زندگی میں بڑے بڑے جلسے کرائے، بڑے بڑے علماء کو بلایا، سبحان اللہ، ماشاءاللہ ایسے ایسے مقرر حضرات تشریف لایا کرتے جن کی گرج وچمک آج تک ہمیں یاد ہے لیکن وقت بدلنے کیساتھ انہوں نے تحقیقی اور تحریری کاموں کی طرف توجہ منعطف کرلی ہے اور پچھلے دنوں جو نشستیں ہوئی ہیں اس سلسلے میں میاں صاحب نے حوزہ نقشبندیہ کی روداد شائع کی۔

میں مولانا محمد عالم مختار حق کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس مختصری روداد میں بہت سی معلومات، بہت سے حالات کو پیش کیا ہے اور میں آج سٹیج سے ایک سپیکر کی حیثیت سے فائدہ اٹھا کر یہ کہوں گا کہ اگر میاں صاحب مجھے روداد حوزہ نقشبندیہ کی 100 کاپیاں دے دیں تو میں جہان رضا کے حلقہ قارئین میں ڈاک کے ذریعہ بھیجوں تا کہ ان کو بھی پتا چلے کہ میاں صاحب اپنی مختصری نشستوں میں اتنا بڑا کام کر رہے ہیں۔ان میں سے بعض معلومات ایسی ہیں جو لوگوں تک پہنچنی چاہئیں ان میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جن سے لوگوں کو شناسائی ہونی چاہئے، بہرحال یہ ایک Request ہے۔

ع گر قبول افتد زہے عزوشرف

ورنہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں اپنے اپنے حصہ میں اپنے اپنے حلقہ میں ان چیزوں کو جانا چاہئے۔میں میاں صاحب کو ''شیر ربانی ڈائجسٹ'' کی اشاعت پر بھی ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔ انگریزی میں انہوں نے سبحان اللہ بہت خوبصورت ڈائجسٹ تیار کیا اور لوگوں تک پہنچایا۔مجھے بھی عنایت فرمایا کہ تم بھی یہ پڑھو، یہ ان کی مہربانی ہے اور ان کی بخشش ہے۔میں چاہتا ہوں کہ آج مقررین میں اس نجی محفل میں ایک کتاب کا تعارف کراؤں۔وہ کتاب نقشبندی حضرات پر آئی ہے۔سری نگر کشمیر سے چھپ کر آئی ہے اور چلتے چلتے وہ خدا معلوم کن مرحلوں کو طے کر کے مجھ تک پہنچی ہے۔میں اس کتاب کا تعارف اس لیے کرانا چاہتا ہوں کہ یہ محفل ایسی ہے کہ اس میں ایسی چیزیں آپ تک پہنچنی چاہئیں۔تلاش کرنا، حاصل کرنا یہ بعد کی بات ہے۔اس کتاب کا نام ہے ''حضرت خواجہ نقشبند اور طریقت نقشبندیہ'' یہ ۱۲۰۰ صفحے کی کتاب ہے سبحان اللہ! جہازی ایڈیشن پر چھپی ہوئی ہے، بڑا خوبصورت ڈیلکس قسم کا ایڈیشن جو سری نگر سے چھپ کر آیا ہے۔اس کے مولف پروفیسر ڈاکٹر شمس الدین احمد سری نگر میں ہیں، اس وقت وہ نقشبندیوں پر کام کر رہے ہیں

Marfat.com

اور خاص طور پر وادی کشمیر میں نقشبندی اور مجددی اثرات پر بڑا اچھا لٹریچر شائع کر رہے ہیں۔انہوں نے یہ کتاب شائع کی۔اس کا ایڈیشن سبحان اللہ میرے لیے تبرک ہے اور میں مصنف کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے بہت زیادہ کام کیا، بڑی محنت سے انہوں نے اس کو پیش کیا۔اس کتاب میں انہوں نے حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کے حالات لکھے، ان کے وطن کے احوال لکھے۔

ان تمام حالات کو انہوں نے لیا اور مجھے ایک اور چیز بہت پسند آئی، یہ کہ مصنف گرامی قدر کتاب لکھنے کیلئے پہلے تاشقند پہنچا، بخارا پہنچا اور بخارا سے تین میل دور ''قصرِ عارفاں'' جہاں حضرت خواجہ نقشبند کا مزار ہے، اور جہاں بیٹھ کر حضرت خواجہ نقشبند نے سلسلہ نقشبندیہ کو دنیا بھر میں پھیلایا، وہ چلتے چلتے وہاں پہنچے۔یہ وہ زمانہ تھا جب روس کی بادشاہی تھی۔خانقاہ مقدسہ کی مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ تھی۔مدرسے بند تھے لیکن وہ شخص دن رات چلتا گیا اور اس نے تمام حالات کو قلم بند کیا میرے لیے وہ بھی ایک بڑی چیز ہے کہ آج سے تین سال پہلے خواجہ نقشبند جہاں آرام فرما ہیں، اس سرزمین میں وہاں کے حالات، لوگوں کے حالات لکھے تھے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک اس کتاب کا اہم حصہ ہے اور یہ بہت عمدہ حصہ ہے۔میں اپنے دوستوں کو اس کتاب کے حاصل کرنے کیلئے ضرور توجہ دوں گا وہ یہاں سے نہ ملے گی، انڈیا سے ملے گی یا کہیں اور سے ملے گی، میرے پاس آگئی تو میں اپنے احباب کو ضرور نذرانہ پیش کروں گا اور یہ چیز ان تک پہنچاؤں گا۔میں ضمناً اس کتاب کا ذکر کر رہا تھا کیونکہ حضرت مجدد صاحب پر ماشاء اللہ بڑا کام ہو رہا ہے۔میاں صاحب اپنے انداز میں کام کر رہے ہیں۔ڈاکٹر پروفیسر محمد مسعود احمد صاحب مجددی کراچی میں بیٹھ کر ''جہان مجدد الف ثانی'' مرتب کر رہے ہیں۔ہمارے پاس محمد اقبال مجددی صاحب ہیں۔یہ اپنی بساط کے مطابق سبحان اللہ حضرت مجدد پر بہت سی چیزیں لا رہے ہیں، مستقبل میں ان شاء اللہ بڑی تحقیق کے ساتھ ان کے قلم سے اور بڑی عمدگی کے ساتھ چیزیں آئیں گی اور ہمیں توقع ہے کہ وہ دنیائے مجددیت میں، بہت معلومات بہم پہنچائیں گے۔میں اپنے دوسرے احباب کا بھی تہ دل سے ممنون ہوں۔اب میں ذاتی بات کرتا ہوں، یہ جو محمد عالم مختار حق ہیں، یہ میرے علمی دوست ہیں۔چالیس (۴۰) سال سے ان کے ساتھ رفاقت ہے۔اب یہ میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب کے حلقہ نیاز مندان میں آگئے ہیں وہ ان کی علمیت کو، ان کی

Marfat.com

جدوجہد کو بہت پسند کرتے ہیں۔اوران کو بلاتے بھی ہیں،ان کو پاس بٹھاتے ہیں،ان سے باتیں بھی سنتے ہیں،حقیقت یہ ہے کہ محمد عالم مختار حق ایسا شخص ہے کہ جس کی باتیں سنی چاہئیں۔یہ بڑا متحمل مزاج آدمی ہے،ہماری طرح Aggressive نہیں ہے۔ہم تو جس سے بات کرتے ہیں،میرے پوتے بھی کہتے ہیں کہ ابا جی! جب آپ بات کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ سامنے والے آدمی کو کھا جائیں گے۔یہ ہمارا وصف ہے کھا جانے والا۔لیکن محمد عالم مختار حق نے نہایت محبت کیساتھ اپنا رویہ اپنایا ہوا ہے۔کئی دفعہ ان کے خلاف ہم بات کرتے ہیں تو اس کو بھی مائنڈ نہیں کرتے۔انہوں نے روداد حوزہ نقشبندیہ تیار کی،میرے جیسے گناہگار کا بھی روداد میں بڑی محبت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور لوگوں تک پہنچایا۔کوئی بات نہیں اگرچہ فاروقی اتنا پڑھا لکھا نہیں ہے لیکن میاں جمیل احمد صاحب کے حلقہ مجددیت میں بیٹھتا تو ہے،میں ان کا تہ دل سے ممنون ہوں۔پھر میں گزارش کروں گا میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری سے کہ تھوڑا سا دامن پھیلا دیں۔ تقریب کو ذرا وسیع کرنا چاہئے یہ چھوٹے چھوٹے گھونسلے ہمیں نہ بنانا چاہئیں۔زیادہ نہیں سو دو سو آدمی تو ہونے چاہئیں۔میاں صاحب کو الحمدللہ! اللہ تعالیٰ نے اتنی ہمت دی ہے اور ان کا حلقہ احباب بھی وسیع ہے اوران کے ذرائع بھی ہیں۔آئندہ کیلئے میں چاہتا ہوں کہ جب میاں صاحب ہمیں بلائیں،تو کم از کم سو دو سو آدمیوں کا ایک مجمع ہو،یہ محفل ہے جو آج سجی ہے۔اگرچہ بڑی بابرکت ہے لیکن یہ محفل میرے مکتبہ میں روز اتنی سجتی ہے۔میں چاہتا ہوں کہ آئندہ کیلئے میاں صاحب اپنے حلقے کو وسیع تر کریں۔

علامہ اقبال احمد فاروقی کے بعد ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے فرمایا:

محترم المقام جناب حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب،جو اس محفل کے روح رواں ہیں اور تشریف فرما ہیں اور محترم اور معزز حاضرین کرام! سب سے پہلے دو تین باتیں عرض کروں گا اس کے بعد اس محفل کے حوالے سے چند باتیں گوش گزار کرونگا۔پہلی بات یہ کہ میرا جی چاہتا ہے کہ محترم المقام حضرت جناب پیر جمیل احمد صاحب کی خدمت میں داد تحسین پیش کروں کہ انہوں نے باوجود اس پیرانہ سالی کے اور صحت کی جو صورت حال ہے وہ کسی پر مخفی نہیں ہے،حضرت مجدد کی شمع کو روشن رکھا ہوا ہے۔اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ہم جیسے جو ناکارہ لوگ ہیں اور جو کسی کام کے قابل نہیں ہیں،انہیں بھی فعال بنا رکھا ہے اور یوں ایک لحاظ سے ہمیں حسنات جمع کرنے کا

Marfat.com

موقع فراہم کر رکھا ہے۔

دوسری بات یہ کہ بابا فرید سائیں کا جو دیوان ہے اس کو میں نے عربی میں ترجمہ کر دیا ہوا ہے اور وہ بڑے عرصے سے چھپ چکا ہے۔ اس کی عرب میں مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس وقت بیروت اور کویت کے دو پبلشرز اسے چھاپنے کے لیے رابطے کر رہے ہیں۔ لیکن بعد میں کچھ دوستوں نے یہ کہا کہ آپ نے تو صرف عربی میں اس کا متن لکھ دیا ہے نہ اس کی ساتھ پنجابی کا اصل ٹیکسٹ ہے نہ کچھ اور چیز ہے تو پنجابی کا ٹیکسٹ ہونا چاہئے تھا تو میں نے انہیں کہا کہ دیکھیے! بات یہ ہے کہ یہ عرب ہمارے جو بھائی ہیں وہ تو انگریزی نہیں پڑھ سکتے تو پنجابی انہوں نے کہاں پڑھنی ہے۔ فارسی ان کے قریب تر ہے۔ فارسی کا بھی ایک لفظ ان کی زبان پر نہیں چڑھتا تو ان کے لئے تو بیکار ہے تو کہنے لگے پھر بھی بہر حال آپ نے جو عربی میں لکھا ہے اس کے ساتھ اگر کوئی اور چیز ہوتی تو ذرا انٹرنیشنل ایڈیشن بن جاتا بابا سائیں کے کلام کا۔

میں نے کہا کہ اگر آپ انٹرنیشنل ایڈیشن بنانا چاہتے ہیں تو پھر میں آپ کو اس کا ایک نمونہ تیار کر کے دیتا ہوں۔ اس کے بعد پھر میں آپ سے پوچھوں گا کہ اب کیا کرنا چاہئے چنانچہ میں نے بابا سائیں کے کلام کا جو پہلے ہی ترجمہ کیا ہوا تھا اسے سامنے رکھ کر جو پہلے دس اوراق ہیں ان میں پنجابی کے جو الفاظ ہیں ان کی تشریح کی۔ اور اس کے ساتھ جو اشعار ہیں، وہ بابا سائیں کی پنجابی ہے جو ذرا تھوڑی سی مشکل ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ان کا جو زمانہ ہے اور جہاں جہاں وہ پھرتے رہے ہیں، دہلی کے آس پاس، یوپی میں اِدھر اُدھر، ان کی جو پنجابی زبان ہے اس میں سندھی، سرائیکی اور پنجابی کے جتنے لہجے ہیں ان سب کا اثر ہے بلکہ اس زمانے کی جو مختلف قومیں دہلی کے آس پاس پرورش پا رہی تھیں ان کے الفاظ یا ان کے اثرات ہیں۔ ان کے الفاظ کو صحیح طور پر ضبط کرنا کہ تلفظ کیا ہے، پروسیجر کیا ہے، ان کو کیسے ادا کرنا ہے اور پھر ان کا معنی، بڑا مشکل کام ہے۔ تو سب سے پہلے تو میں نے یہ کیا ہے کہ ان کا جو کلام ہے ان کے جو الفاظ ہیں، ان کے جو اشعار ہیں، ان پر میں نے زبر زیر جہاں ضروری تھی وہاں لگا دی۔ یہ بھی میں آپ کو بتا دوں کہ دنیا بھر میں قرآن مجید کا جو رسم الخط ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ رومن سکرپٹ ہے اس میں اگر حرف لکھ دیے جائیں تو لوگ آسانی سے پڑھ لیتے ہیں۔ یہ بالکل غلط ہے دنیا میں اس وقت جو خط رائج ہیں ان تمام میں سب سے زیادہ آسان اور صحت کیساتھ پڑھا جانے والا جو ایک معمولی سے معمولی

Marfat.com

پڑھا لکھا آدمی بھی اسے صحت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے وہ صرف اور صرف قرآن کریم کا نسخہ ہے۔تو میں نے یہ مناسب سمجھا کہ بابا سائیں کا جو کلام ہے، قرآن کریم کے رسم الخط کی مدد لے کر کے اسے پورا کروں۔ چنانچہ میں نے سارا کلام بابا سائیں کا پنجابی میں، اردو میں، فارسی میں، عربی میں اور سب سے آخر انگریزی میں کردیا۔ چنانچہ یہ پانچ زبانیں بابا سائیں کے کلام میں اکٹھی ہوگئیں۔ یہ بالکل مکمل کرنے کے بعد محکمہ اوقاف کے پاس چھاپنے کے لیے دے دیا۔اس کی طرف انہوں نے اشارہ فرمایا۔ میں اولیاء اللہ کے ساتھ جو عقیدت رکھتا ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اور رسول ﷺ کی برکت ہے کہ مجھے دارارقم اور صفہ مسجد نبوی سے اسلام کی جو لہریں اٹھتی رہی ہیں اور صوفیہ کے ذریعہ ہم تک پہنچیں اور آج ہمارے سامنے ہیں۔ میرے دل، میرے جگر، میری روح اور میرا جو مزاج ہے اس میں وہی رچی بسی ہیں۔ میں نے اولیاءِ کرام اور خاص کر پنجاب، سندھ اور سرحد کے سولہ شاعروں کے کلام کے ترجمہ کا منصوبہ بنایا ہے، ان میں سے پانچ شاعر مکمل کر چکا ہوں۔

ہر شاعر کا جو کلام ہے حالانکہ وہ چھوٹا سا مختصر کلام ہے، وہ سارا ترجمہ کردیا ہے۔اور اگر دیوان ذرا بڑا ہے تو اس میں سے سلیکشن کر کے ان کے کلام اور ان کی زندگی پر اور ان کے فن پر اور ان کی شخصیت کے بارے میں جو مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی ہے عرب دنیا میں تعارف کرانے کے لیے عربی زبان میں مرتب کردیا ہے۔اس میں میرے پیش نظر دو تین چیزیں ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ بیک وقت عربی زبان کے ساتھ ساتھ ہماری پاکستان کی جو دوسری زبانیں ہیں ان کی بھی خدمت ہے۔ان کے ادب کی بھی خدمت ہے اور ساتھ ساتھ اسلام کی خدمت بھی۔ساتھ ہی یہ بتانا مقصود ہے کہ اس خطے میں اللہ کے ان نیک بندوں نے جس طریقے سے اسلام کی جو خدمت کی ہے آج بھی اسی طرح اسلام کی خدمت کی ضرورت ہے اور اسی قسم کے لوگوں کی ضرورت ہے۔صوفیائے کرام اور اہل طریقت کے اس دور کو مسلمانوں کو زندہ کر کے بچا کر کے آگے لے جانا اللہ تعالیٰ کے ایسے نیک بندوں کے توسط سے ہی ممکن ہے۔

دوسری بات جو میں نے آپ سے عرض کرنی ہے وہ یہ کہ جہاں تک حضرت مجددؒ کے کردار، ان کے جاری مشن کا تعلق، ان کے مرتبے اور مقام کا تعلق ہے میں ایک دو باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا۔سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارے برصغیر کی تاریخ دنیا کے ہر

Marfat.com

اس ملک سے مختلف ہے جہاں پر اسلام گیا اور آج صدیوں تک اسلام وہاں ہونے کے باوجود بھی اکثریت کا مذہب نہیں بن سکا۔ یہ ایسا مسئلہ ہے، ایسا نکتہ ہے کہ اس پر میں نے بہت غور کیا ہے، لکھا بھی ہے، سوچا بھی ہے، پڑھا بھی ہے کہ یہ کیا وجہ ہے کہ ایک ہزار سال تک یہاں مسلمان حکمران بھی رہے اور صوفیہ کے علاوہ علمائے کرام بھی کام کرتے رہے ہیں، ان کی جو کنٹری بیوشن ہے اس سے انکار نہیں کرنا چاہئے۔ ہم میں سے جس نے جو تھوڑی بہت اسلام کی اور مسلمانوں کی خدمت کی ہے اس کی قدر کرتے ہیں، کیونکہ ہم صوفیہ کے پیرو ہیں اور صوفیائے کرام کا طریقہ ہے کہ ہر انسان کا احترام کیا جائے بالکل اسی طریقے سے جس طریقے سے احکام خدا اور سنت رسول اللہ بیان کی جاتی ہے۔ ان لوگوں نے جس طریقہ سے اسلام کی خدمت کی ہے وہ ہمارے سامنے ہے اور اس برصغیر میں ہوا یہ ہے کہ ایک ہزار سال مسلمان حکمران رہے لیکن اس کے باوجود یہاں پر اسلام کو اکثریت کا مذہب نہیں بنایا گیا۔

ایک یہ سنٹرل ایشیا ہے سنٹرل ایشیا کے کسی بھی ملک میں چلے جائیں وہاں مسلمان 70 فیصد سے کسی طرح کم نہیں ہیں آپ افریقہ میں چلے جائیں، مڈل ایسٹ میں چلے جائیں، ایشیا میں جہاں کہیں بھی اسلام گیا ہے وہاں مسلمانوں کی تعداد 70 فیصد سے اوپر ہے۔ یہ عجیب وغریب نکتہ ہے کہ جہاں پر مسلمان اتنا عرصہ ان میں رہے لیکن اس کے باوجود اقلیت میں ہیں۔ لیکن اس سے بھی عجب تر ایک خطہ ہے اور وہ ہے سپین۔ اس کو اندلس کہتے ہیں۔ اندلس ایک ایسا ملک ہے ایسی سرزمین ہے کہ جہاں پر مسلمان گئے، اسلام گیا اور وہاں سے اسلام اور مسلمان دونوں کو مکمل طور پر نکال دیا گیا۔ یہ بالکل مختلف چیز ہے جہاں اسلام گیا، جہاں مسلمان گئے، آج تک وہیں ہیں کسی جگہ سے بھی ان کو ہلایا نہیں گیا۔ لیکن سپین سے اسلام کو بھی نکالا گیا اور مسلمانوں کو بھی، اس کی وجہ بہت طویل ہے۔ اس کے اسباب کے پس منظر میں نہیں جانا چاہتا لیکن آپ کو اختصار کیساتھ اتنا ضرور بتا دینا چاہتا ہوں کہ اندلس میں مسلمانوں کے دو گروہ ہیں۔ ایک عرب تھے اور غیر عرب (بربرین)۔ عرب جو تھے وہ اپنے حال میں مست رہتے اور جو بربرین مسلمان تھے وہ اپنے حال میں مست رہتے، اپنی اپنی حکمرانی، باج گزاری، عیش عشرت اور دنیاداری میں سب لگے رہے۔ کسی کو بھی یہ توفیق نہیں ہوئی کہ مقامی آبادی میں اسلام کو پھیلایا جائے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ وہاں آٹھ سو سال تک مسلمانوں کی حکومت رہی لیکن اس کے باوجود وہاں سے مسلمانوں کو زبردستی

Marfat.com

نکال دیا گیا۔

لیکن اس سے ذرا مختلف ہمارے برصغیر کی تاریخ ہے، ایک ہزار سال سے زائد عرصہ سے یہاں اسلام رہا، مسلمانوں کی حکومت رہی لیکن اسلام اقلیت کا مذہب رہا لیکن بایں ہمہ یہاں اسلام بھی ہے اور مسلمان بھی۔ تو اس کی وجہ یہی ہمارے بزرگ ہیں، یہی اصحاب طریقت میں صوفیائے کرام ہیں، حضرت داتا گنج بخشؒ سے لے کر آج تک یہ جو اللہ کے نیک بندے ہیں انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو اور اپنی کوششوں کو اللہ کے دین کے لیے وقف رکھا، بڑی تواضع، انکساری اور عاجزی کے ساتھ اور ایسے موقف کیساتھ لوگوں کے دلوں کو جیتنے کے لیے انہیں اپنی طرف راغب کرنے کی کوشش رہی اور ایسے ایسے گر استعمال کیے میں تو حیران ہوتا ہوں۔ اسلام کی خاطر ان لوگوں نے اپنی قربانیاں دی ہیں اور اتنی تکالیف برداشت کی ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے کہ انبیائے کرام کے بعد ہمارے یہ جو بزرگ ہیں، برصغیر کے صوفیہ ہیں، انہوں نے اسلام کی خاطر اور مسلمانوں کی خاطر تکالیف اٹھائیں اور وہ اتنی قابل قدر ہیں کہ ہم فخر سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے صوفیائے کرام نے وہ کام کیا ہے کہ جو بنی اسرائیل کے انبیاء کرام نے کیا۔ یہاں پر اسلام کی جڑیں اس لیے مضبوط ہیں کہ یہاں کے صوفیہ نے مقامی لوگوں میں گھس کر ان کے دلوں میں اتر کر ان کو اسلام کی طرف رغبت دلائی اور ان کو اسلام کا حلقہ بگوش بنایا۔ بابا سائیں کا یہی کام تھا کہ جہاں بھی جاتے تھے لوگ ان کے پاس آتے تھے، ان کی زبان میں بات کرتے تھے صوفیہ کا یہی کمال تھا کہ وہ کسی بھی خطہ میں گئے، کسی بھی علاقے میں گئے، مقامی لوگوں کی بولی کے الفاظ کو اس طرح استعمال کیا کہ ایک نئی زبان بن گئی، ایک طرف وہ خود اپنی بات سمجھا سکتے تھے اور دوسری طرف وہ مقامی لوگوں کی بات سمجھ سکتے تھے۔ اس طریقے سے یہ نئی زبانیں پیدا ہوئیں جس کو آپ پنجابی کہیں یا پشتو کہیں یا کشمیری یا سندھی۔ یہ ہمارے صوفیہ کی مرہون منت ہیں۔ اور آپ کو حیرت ہوگی کہ ہمارے پاکستان کی بارہ سے زیادہ زبانیں ہیں جو بڑی معتبر زبانیں ہیں۔ جن میں پنجابی، سندھی، پشتو سرفہرست ہیں، ان تمام زبانوں کا جو لٹریچر ہے جو ادب ہے اس کا ابتدائی مرحلہ ہے، اس کی جو ابتدا ہے، اس کا جو سرعنوان ہے وہ سارا کام سراسر صوفیہ کرام کا مرہون منت ہے۔ صوفیہ کرام نے مختلف موضوعات پر چھوٹے چھوٹے رسالے اور کتابیں لکھیں قرآن کریم کے تراجم اور سورتوں کے تراجم کیے، بعض مسائل مسلمانوں کو سمجھانے کے لیے اتنا کچھ کام کیا ہے کہ سارے

Marfat.com

کا سارا ہمارا ابتدائی لٹریچر وہ اسلام کا لٹریچر ہے۔ اور اسی واسطے بعض اوقات غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے کہ گجرات میں جاؤ تو اردو ہے، سندھ میں جاؤ تو اردو ہے، پنجاب میں آؤ تو اردو ہے، اصل میں ہر جگہ صوفیائے کرام بیٹھے رہے، ہمارے صوفی جو تھے، الفاظ عربی اور فارسی کے ہوتے تھے اور جملے کی ساخت مقامی لوگوں کی زبان میں ہوتی تھی بات وہ بھی سمجھ لیتے تھے اور بات یہ بھی سمجھا لیتے تھے اور اس طریقے سے جو اہم چیز پیدا ہوئی ہے یہی مقامی بولیاں ہیں اور یہی مقام ادب ہے۔ دوسری بات جو حضرات گرامی آج عرض کرنی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے جو کردار ادا کیا ہے ہماری تاریخ میں وہ بڑا شاندار اور فیصلہ کن کردار ہے۔ آپ نے الحاد بے دینی، اعتقادی انتشار، دینِ الٰہی اور بھگتی تحریک کا راستہ روکا۔

آج پھر اس وقت اس لمحے جس میں ہم اور آپ یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اس وقت پھر وہی کوشش ہو رہی ہے۔ بات یہ ہے کہ کیا ہوتا تھا اسلام کی تبلیغ، سبق اور پیغام جب مقامی لوگوں کے دلوں میں اترنے لگتا تھا۔ آپ کو معلوم ہے کہ برصغیر کی اکثریت جو ہے وہ غیر مسلم اقوام پر مشتمل ہے اس وقت بھی بھارت کو جو آبادی ہے اس میں 70 فیصد کم از کم اچھوت اور برہمن ہیں، اس کا مطلب یہ نکلا کہ جو اعلیٰ طبقے کے اونچی ذات کے ہندو ہیں وہ اقلیت میں ہیں لیکن برہمن اتنا مکار اور چالاک ہے کہ اس نے ہمیشہ جب یہ دیکھا کہ اب تو یہ تمام کے تمام اچھوت ہیں، یہ فوج درفوج اسلام میں داخل ہونے لگے ہیں تو وہ ایسی چال چلتے تھے کہ پانسہ پلٹ دیتے اور فسادات کرتے تھے۔ تاریخ میں اگر آپ دیکھیں تو انہوں نے مختلف موقعوں پر ایسے ایسے فسادات اور جھگڑے کھڑے کیے کہ جس کی وجہ سے اسلام کی طرف جو رخ پیدا ہوا تھا، اچھوتوں کا وہ ختم ہو گیا اور اس طریقے سے اسلام کو روکا جاتا رہا، انہوں نے اسلام کو چالاکی سے، مکاری سے، اور طاقت سے روکے رکھا، اگر اسلام کا راستہ اس طریقے سے نہ روکا جاتا اور مسلمان حکمرانوں کو توفیق ہوتی کہ وہ یہ کہتے کہ اسلام کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالے گا صرف اتنا اگر وہ کہہ دیتے تو میرا یہ خیال ہے کہ اسلام کی آج یہ صورت نہ ہوتی اور جو مختلف زمانوں میں چند ایک بزرگ بادشاہ ہوئے جن کی ہم قدر کرتے ہیں، سب ایک جیسے نہیں تھے پانچ انگلیاں جیسے ایک جیسی نہیں ہوتیں تو بادشاہ بھی ایک جیسے نہیں تھے لیکن وہ جو کوششیں تھیں ان کا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکا اس کی وجہ یہ تھی کہ آگے پیچھے اسی قسم کے لوگ آتے رہے۔ سو اب صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ پچھلے ۵۵ سال سے ہندو نے

Marfat.com

برصغیر کے مسلمان کو کتنا ستایا اور وہاں جو لوگ رہ رہے ہیں ان کے اوپر عرصہ حیات تنگ کیا ہوا ہے۔آج اگر آپ وہاں کے کسی مسلمان سے ملیں اور اسے اعتماد میں لے کر اس سے پوچھیں کہ اب آپ یہ بتائیں کہ اب آپ کیا چاہتے ہیں کہ آج اگر آپ کو یہ موقع دیا جائے کہ آپ رائے عامہ کے ذریعے یا رائے شماری کے ذریعے آپ ہندو کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہتے ہیں یا الگ ہونا چاہتے ہیں تو وہ کہیں گے ہم الگ رہنا چاہتے ہیں اور یہ جو پاکستان اور بنگلہ دیش کے لوگ ہیں ان کی صورت حال ذرا مختلف ہے۔آپ جانتے ہیں کہ یہاں پر حال یہ ہے کہ ہمارے اوپر کی سوسائٹی کے لیے فیصلہ کن بات کہنا یہ ان کے ہاتھ میں ہے،عوام بیچارے جو ہیں ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں،ان کے ہاں تو کھانے کیلئے روٹی بھی نہیں۔اس صورت حال میں آپ کو بتادوں، میں بڑا عام سا آدمی ہوں میں کوئی اتنا زیادہ گہرائی میں جانے والا بھی نہیں ہوں لیکن مجھے یوں لگتا ہے کہ یہاں کے جو مسلمان ہیں ان کی اکثریت بھوک اور افلاس کے ہاتھوں اتنی تنگ ہے کہ اگر کسی بھی وقت خدانخواستہ کوئی جھگڑا ہوجائے تو ایسا ایک تصادم ہوگا کہ جس کے نتائج خطرناک ہوں گے۔میں کچھ نہیں کہہ سکتا یہ تمام دولت کے جو وسائل ہیں وہ چند لوگوں نے اپنے ہاتھ میں سمیٹے ہوئے ہیں اور غریب جو ہے اس کے ہاتھ میں کچھ نہیں، یہاں کا یہ حال ہے لیکن کسی طریقے سے آپ بنگلہ دیش میں جائیں تو وہاں۔کے جو مسلمان ہیں کیونکہ وہاں اکثریت غریب لوگوں کی ہے اور وہ غریب لوگ متحد بھی ہیں،وہ اپنی مرضی سے جو بات منوانا چاہتے ہیں منوا لیتے ہیں لیکن وہاں پر ہندو اچھی خاصی تعداد میں موجود ہے اور اگر آپ کو یاد ہے اگر آپ اخبار پڑھتے ہیں تو اخبارات میں یہ بات آچکی ہے کہ بنگلہ دیش کے ہندوؤں نے ان مسلمانوں سے کہ جو اتنے غریب اور افلاس زدہ ہیں لیکن اسلام کے وہ سچے شیدائی ہیں،ان سے تنگ آکر یہ کہنا شروع کردیا ہے کہ بنگلہ دیش میں ہمارے لیے الگ سے ایک خطہ زمین ہونا چاہئے کہ جہاں ہندو ریاست بنائی جائے۔ اب اندازہ لگائیے کہ یہ کیا ذہنیت ہے کہ مسلمان جو ہیں وہ اگر یہ کہیں کہ ہم اکثریت میں اپنے آپ کو ختم نہیں کرنا چاہتے ہم ان میں گھل مل کر اپنے آپ کو نیست و نابود نہیں کرنا چاہتے تو بری بات ہے لیکن اگر ہندو کہے تو جائز ہے آپ کو معلوم ہے کہ کسی زمانے میں یہ خیال تھا کہ آزادی ہوگی۔اگر جائیں گے تو پنجاب ایک آزاد ملک ہوگا کیونکہ پنجاب کا وزیر اعلیٰ وزیر اعظم ہی کہلاتا تھا، سکندر حیات جو ہے وہ وزیر اعظم پنجاب کہلاتا تھا تو یہ خیال تھا کہ پنجاب جو ہے آزاد ہوجائے گا تو

Marfat.com

اس کے ساتھ سرحد اور بلوچستان بھی مل جائیں گے تو اس زمانے میں انبالہ ڈویژن اور پٹیالہ کے جو ہندو تھے انہوں نے یہ مطالبہ شروع کر دیا تھا کہ ہمیں الگ سے ایک خطہ زمین دیا جائے اور ہمیں پنجاب سے الگ کیا جائے کیوں کہ ہم مسلمان اکثریت میں تھے اپنے آپ کو کھونا نہیں چاہتے تھے اگر ہندو کہے تو جائز ہے اور اگر مسلمان مطالبہ کریں، بہت بری بات ہے۔ آج دیکھیے اسرائیل اور یہودی جو ہیں، انہیں اب یہ فکر کھا گئی ہے کہ فلسطینی جو ہیں ان کی تعداد آبادی بڑھ رہی ہے۔ اسرائیل کے اندر جو مسلمان عرب ہیں ان سے وہ ڈر رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اگر وہ سارے کے سارے یہاں آ گئے تو ان کی اکثریت ہو جائے گی۔ اور سیکولرازم کا جو آج نیا دعویٰ کرتی ہے احمد قوریع اس وقت جو وزیراعظم ہے، فلسطین کے بارے اس نے کہا ہے کہ ہم اس کے لیے تیار ہیں کہ فلسطین اور اسرائیل کی فیڈریشن بنادی جائے اور انہیں سیکولر ملک کی حیثیت سے زندہ رہنے کا موقع دیا جائے۔ ہم اس کیلئے کلی طور پر تیار ہیں۔ ایک مسلمان وزیراعظم ہو جائے اور صدر یہودی ہو جائے وہ یہودی چیخ اٹھے ہیں کہ نہ بابا نہ ہم ایسا کرنے کیلئے تیار نہیں۔ اپنا سیکولرازم جو ہے اس کا یہ حال ہے۔ مسلمان عورتیں اور بچے سر پر سکارف رکھے سکولوں میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ نہیں ہوگا یعنی عجیب سیکولرازم ہے کہ مذہب میں مداخلت کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ہم سیکولر ہیں، سیکولرازم تو یہ ہے کہ آپ کسی کے مذہب میں مداخلت نہ کریں، مذہب کے معاملات کو انفرادی طور پر لیں جو جیسے چاہتا ہے کرے لیکن عملی طور پر نہیں، مسلمانوں کو وہ لوگ زندہ رہنے کا حق دینا نہیں چاہتے، مسلمانوں کو ستاتے ہیں کہ یہ اپنا دین چھوڑ دیں، مذہب چھوڑ دیں اور اب جو کوشش ہو رہی ہے انٹرنیشنل وہ میں آپ کو بتاؤں ہم لوگ سمجھتے ہی نہیں بات کو کہ ہمارے پیچھے امریکہ لگا ہوا ہے امریکہ نہیں لگا ہوا، امریکہ تو فائدہ اٹھا رہا ہے اس کو تو ملے ہوئے ہیں دو شکاری جانور، ان کے ذریعے وہ علماء کا شکار کر رہا ہے ایک طرف یہودی ہیں، ایک طرف ہندو، یہ دونوں جو ہیں یہ اس بات پر متفق ہیں کہ ہم امریکہ کے اوپر سوار ہو کر مسلمانوں کو شکار کرتے ہیں اور یوں ہم شکار بن گئے، مروانے والے یہ ہیں، مارنے والا بے شک امریکہ ہے۔

لیکن یہ مسلمانوں کی عادت ہے اب انہوں نے چال یہ چلی ہے کہ مسلمانوں کے دل سے جب تک قرآن کریم اور حضرت محمد ﷺ کی محبت اور ایمان کو نہیں نکالا جاتا اس وقت تک بات نہیں بنتی اور اب یہ جتنے دنیا کے اسلامی ملک ہیں اٹھاون کے اٹھاون ملک، ہر ملک کے اوپر یہ

Marfat.com

بات ٹھونسی جارہی ہے کہ وہ اپنے ملک کا نصاب تعلیم بدلے اور اپنا طور طریقہ بدلے اور سوچ بدلیں اور یہ کہنا بھی چھوڑ دیں کہ حضرت محمد ﷺ سب سے افضل نبی ہیں اور یہ کہنا بھی چھوڑ دیں کہ جہاد فرض ہے اور یہ کہنا بھی چھوڑ دیں کہ یہودیوں نے یہ کیا، عیسائیوں نے یہ کیا، یہ بالکل کسی کے خلاف یہ بھی نہ کہیں کہ بتوں کی پوجا کرنا برا ہے اور قرآن کریم میں جو باتیں ہیں ان سب کو اگر چھوڑ دیں، قرآن کریم کے بارے میں مسلمانوں کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ محفوظ کتاب ہے اس میں کوئی تحریف نہیں اور اسلام بھی محفوظ ہے اس میں کوئی تحریف اور تبدیلی نہیں کی گئی، وہ اس طریقے سے مسلمانوں کو منوانا چاہتے ہیں کہ وہ قرآن اور اپنے مذہب میں تحریف کو مان لیں یا کم از کم چپکے سے برداشت کرلیں انہوں نے کہا کہ جہاد والی آیتوں کو چھوڑ دیں، ہم نے چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا کہ یہودیوں کے خلاف جو آیتیں ہیں وہ بھی قرآن میں سے چھوڑ دو، وہ بھی چھوڑ دیں، اور فلاں چیز بھی چھوڑ دو، چلیں اب اسلام بھی چھوڑ دیں تو کیا فرق پڑتا ہے، اصل میں یہ اس طریقے سے ہو گا نہیں، میں آپ کو ایک بات بتادوں کہ اسلام جو ہے اس کے متعلق علامہ اقبال نے خطبہ الہ آباد 1930ء میں یہ بات کہی ہے کہ ہمیشہ یہ ہوتا رہا ہے کہ اسلام نے مسلمانوں کو بچایا ہے، ہمیشہ اسلام مسلمانوں کے لئے ڈھال کا کام دیتا رہا ہے، یہ کبھی نہیں ہوا کہ مسلمانوں کو اسلام کا ڈیفنس کرنا پڑا ہو، اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے تو یہ ہوگا، یہاں نہیں تو وہاں کسی جگہ بھی، بنوامیہ کچھ نہیں کر سکے تو عباسی آگئے، عباسی کچھ نہیں کر سکے تو فاطمی آگئے، فاطمی کچھ نہیں کر سکے تو عثمانی آگئے، عثمانی کچھ نہیں کر سکے تو ایوبی آگئے، اب وہ چلے گئے سارے کے سارے ختم ہوگئے، اب کوئی اور آجائے گا۔

حضرات گرامی! جو بات میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں، اب اس کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں، پچاس ساٹھ سال میں ہندو نے مسلمانوں کو مارا ہے، ہمارے ساتھ تین جنگیں کی ہیں اور وہ کہتے تھے کہ پاکستان کو نہیں رہنے دیں گے اب ان کو یہ بات سمجھ آئی ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنا، مسلمانوں کو دعوت مبارزت دینا اپنے آپ کو مارنے اور مروانے کے مترادف بات ہے، اب انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ مسلمانوں کو اب مارا جائے لیکن زہر سے نہیں، گولی سے نہیں، گڑ کھلا کر، اب وہ آپ کو گڑ کھلانے کی تیاری کر رہے ہیں، دوستی، پیار اور محبت، آؤ جی، اب ہندو جو ہیں وہ بڑے چالاک ہیں۔ وہ عبدالکلام جیسے لوگوں کو آگے لے آئے ہیں دنیا کو دھوکا دیتے ہیں کہ ہم نے مسلمان کو صدر بنایا ہوا ہے ان کو نہ اسلام سے تعلق ہے اور نہ مسلمانوں سے اب مشکل یہ

Marfat.com

ہوگئی ہے کہ مسلمانوں کی جو لیڈر شپ ہے، جو اوپر کے لوگ ہیں وہ اور ہیں ہم اور، اس صورت حال کو بدلنے کے لیے اب ضرورت ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات پر عمل کیا جائے، یہ وہی بھگتی تحریک دین الٰہی ہے جو حضرت مجدد الف ثانی نے جس کے سامنے بند باندھا تھا اور اس کا رستہ روکا تھا، اب یہ وہی صورت پیدا ہو رہی ہے، بہر حال ہمارا یہ کام ہے کہ ہم حضرت مجدد کی سنت پر عمل کرتے ہوئے یہ کوشش کریں کہ نوجوانوں اور مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کریں اور جس طریقے سے ان بزرگوں نے اس چیز کو ناکام کیا تھا اس کو اب نئے سرے سے واضح کرنے کی ضرورت ہے، جب اکبر نے اپنے دین الٰہی کا اعلان کر دیا تو ایک ہندو جرنیل سے کہا تم بھی اس میں شامل ہو جاؤ تو اس نے کہا کہ جناب میں آپ کے دین الٰہی میں شامل ہونے کے لیے تیار نہیں ہوں، یہ اکبر کا ایک جرنیل کہہ رہا ہے، کہ جناب اس سے بہتر ہے کہ میں مسلمان ہو جاؤں، اگر آپ کسی طریقے سے اپنے مذہب کو اپنے دین کو چھوڑ دیں، تو ان کو یہ فکر لگی ہوئی تھی اور یہی کوشش ہو رہی ہے کہ کسی طریقے سے مسلمانوں کا جو جذبہ ہے، رسول اللہ کی جو محبت ہے، اس کو مسلمانوں کے دل سے نکال دیا جائے اور مسلمان جو ہیں وہ ایسی قوم ہیں ایسی ملت ہیں کہ وہ موت سے نہیں ڈرتے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے محبت، رسول اللہ سے محبت اور قرآن سے محبت کرتے ہیں اور اللہ کے دین سے جو محبت کرنے والے ہیں ان کو یہ امیدیں ہیں کہ اللہ کے حضور میں پیش ہونا ہے اور جتنی جلد اس دنیا کی آزمائش سے نکل جائیں اور شہادت کی موت کے ساتھ نکل جائیں تو اور بہتر ہے، ان حالات میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت مجدد کی جو تحریک ہے اس کو از سر نو زندہ کرنے کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے، آمین

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کی تقریر کے بعد اعلیٰ حضرت احمد رضا خان کے مشہور عالم سلام ''مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' بحضور سرور کائنات ﷺ کے تین اشعار پڑھے گئے، اختتام پر جناب تابش قصوری صاحب نے نہایت جامع دعا مانگی، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے اپنے خطاب میں روداد حوزہ نقشبندیہ کے سو نسخے طلب کیے تھے، میاں صاحب نے ان کی طلب سے دوگنا عطا کرنے کا اعلان کیا، آخر میں میاں صاحب نے پر تکلف کھانے کا انتظام کر رکھا تھا۔

اس روداد کو محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا یہ روداد حوزۂ نقشبندیہ 2004ء میں

Marfat.com

شائع ہو چکی ہے۔

محفل سے فارغ ہونے کے بعد اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے عرس مبارک کے سلسلہ میں اخباروں میں اشتہارات بک کروانے کے لیے مجھے اور عامر لطیف کو اخباروں کے دفاتر بھجوادیا، ان اشتہارات کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے:

نوائے وقت	:-/50150 روپے،	پاکستان	:-/21000 روپے
خبریں	:-/34000 روپے،	آواز اور دی نیشن	:-/14350 روپے

اخبارات کے دفتروں سے فارغ ہونے کے بعد میاں صاحب جلد کے ڈاکٹر عدنان شاہد کو چیک کرانے ان کے کلینک شادمان چلے گئے، میاں صاحب کی جلد کی حالت پہلے سے قدرے بہتر تھی مگر ڈاکٹر صاحب نے ابھی ادویات نہ چھوڑنے اور پرہیز جاری رکھنے کی ہدایت کی، ڈاکٹر کو چیک کرانے کے بعد میاں صاحب نے رات حرفاان ہوٹل میں قیام کیا اور صبح فجر کی نماز کے بعد شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔

سلسلہ نقشبندیہ کی نایاب کتب شائع کرنے کا مشورہ

28 اپریل 2004ء: آج حوزۂ نقشبندیہ کی میٹنگ میں جناب محمد عالم مختار حق صاحب نے کہا ضروری نہیں کہ ہم مخطوطات ہی چھاپیں بلکہ سلسلہ مجددیہ کی جو کتب آج سے اسی نوے برس پہلے چھپی تھیں انہیں ترتیب نو سے زندہ کیا جا سکتا ہے، یہ تجویز بھی میاں صاحب نے مان لی، اقبال مجددی صاحب نے کہا کہ ایک صاحب برطانیہ سے آئے ہیں ان کے پاس قلعہ گوالیار پر ایک کتاب ہے جس میں اس قلعہ کی تصاویر بھی دی گئی ہیں اس کے علاوہ ایک کتاب ''طریق الارشاد'' از میاں فقیر اللہ جلال آبادی ثم شکارپوری جوان کے دوسو سالہ یوم وفات کے موقع پر کابل سے ۱۳۵۹ش میں شائع کی گئی ہے، بھی دکھائی میاں صاحب نے کہا اس کی تین فوٹو بنادیے جائیں۔

میاں صاحب کی نعیم عصمت سے ملاقات

یکم مئی بروز ہفتہ 2004ء: لندن سے جناب نعیم عصمت صاحب میاں صاحب کی

Marfat.com

خدمت میں آئے ہوئے تھے، انہوں نے میاں صاحب کی خدمت میں سام سنگ کا ایک عدد کیمرے والا موبائل پیش کیا، ان کے جانے کے بعد میاں صاحب نے وہ موبائل مجھے دے دیا، موبائل اچھا تھا میں نے عرض کیا اس کو اپنے پاس رکھ لیں، مگر آپ نے موبائل مجھے استعمال کرنے کو فرمایا۔

''لطائف المدینہ'' محمد عالم کے حوالے

6 مئی 2004: آج حوزہ نقشبندیہ کی میٹنگ میں اقبال مجددی صاحب نے ''لطائف المدینہ'' کی عکسی نقل محمد عالم صاحب کے حوالے کی، اس محفل میں میاں صاحب نے اپنی جیل میں رہنے والی داستان بھی سنائی۔

ثانی صاحبؒ کے واقعات منور صاحب کی زبانی

15 مئی 2004ء: ''فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری'' جلد دوم کے سلسلہ میں میاں صاحب سید جمیل احمد رضوی کے ہمراہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری چلے گئے، چیف لائبریرین جناب وحید صاحب کو دوسری جلد کی ٹریننگ دی۔ انہوں نے ٹریننگ کو ایک مرتبہ پھر پڑھنے کا مشورہ دیا، واپسی پر سینئیر لائبریرین منیر صاحب کے بار بار اصرار پر میاں صاحب ان کے گھر تشریف لے گئے، ایک گھنٹہ میاں صاحب ادھر ہی ٹھہرنے کے بعد حاجی خوشی محمد کی دکان پر آ گئے۔ سہ پہر تین بجے میاں صاحب شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں پروفیسر منور صاحب کے گھر آ گئے، پروفیسر صاحب ایک مضمون کو تین سے چار مرتبہ پڑھتے، ہر دفعہ حضرت ثانی صاحبؒ کا کوئی نہ کوئی واقعہ ضرور سناتے۔ آج فرمانے لگے، حضرت ثانی صاحبؒ کے پاس مہر غلام رسول صاحب کا تایا معراج دین آیا کرتا تھا، وہ سنکھیا (زہر) کھاتا، سال میں تقریباً ایک تولہ سنکھیا کھا جاتا۔

پروفیسر منور صاحب نے کہا میں نے ایک روز حضرت ثانی صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کا کیا مقام ہے، وہ فرمانے لگے ہمیں تو اس کا علم نہیں تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے، شرقپور اور گردونواح

Marfat.com

کے لوگ اعلیٰ حضرت کے پاس آتے اور کاروبار کے متعلق دعا کے لئے کہتے، کہ ہمارا کاروبار دن دگنی، رات چگنی ترقی کرے، قرضہ اتر جائے، اولاد کے کاروبار، گویا کہ ہر وقت دنیا حاصل کرنے کے متعلق اعلیٰ حضرت سے استفسار کرتے رہتے۔ اعلیٰ حضرت نے ایک دن ان دنیا کے متلاشی لوگوں سے فرمایا، کیوں نہ آج تم سب کو مالا مال کر دیا جائے، سب حضرات بہت خوش ہوئے، اعلیٰ حضرت نے فرمایا سوچ لو آج تمھاری ہر چیز سونے کی بن جائے گی اس میں تمھارا گھر، اولاد، بیوی، ماں باپ ہر شئے شامل ہوگی، اس پر تمام حضرات نے اعلیٰ حضرت سے معافی مانگی اور آئندہ ایسی غلطی سے اجتناب کیا۔

ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری صاحبؒ اکثر بازار سے چورا (پتی) لے آتے، خود بھی چائے نوش فرماتے اور آنے والے مہمانوں کو بھی پیش کرتے۔ وہ اکثر مجھ سے چائے استعمال کرنے کو فرماتے اور کہتے یہ بوڑھوں کے لئے اچھی ہوتی ہے۔

میاں صاحب کی دیپالپور روانگی

17 مئی بروز پیر 2004ء: میاں عبدالوحید صاحب نے دیپالپور کے علاقے میں رائس مل بنائی تھی، وحید صاحب کے بار بار اصرار پر میاں صاحب نے ان کی رائس مل پر جانے کا ارادہ کیا، صبح سات بجے حاجی اللہ دتہ صاحب، حاجی محمد حیات، عامر لطیف اور ظفر (اتراء) جناب عبدالوحید کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے، میاں صاحب کی طبیعت علیل ہونے کی وجہ سے آپ پچھلی سیٹ پر لیٹ گئے، اشفاق پٹواری، عطاء اللہ، رمضان میواتی میاں صاحب کی گاڑی میں سوار تھے جبکہ یہ خادم میاں صاحب کی گاڑی چلا رہا تھا، دس بجے دیپالپور مکہ رائس مل پر پہنچ گئے، دو پہر ایک بجے دعاء کے بعد میاں صاحب واپس شرقپور شریف کے لئے روانہ ہو گئے، شام چھ بجے چوہدری محمد حنیف صاحب (ڈپٹی چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری) اپنے نو ساتھیوں کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، میاں صاحب نے ان کی ٹھنڈے اور گرم مشروب سے تواضع کی، کافی دیر میاں صاحب کی خدمت میں رہے، اور لائبریری کے حوالے سے چند ایک امور پر تبادلہ خیال کرتے رہے، رخصت ہونے سے قبل میاں صاحب نے تمام حضرات کی خدمت میں گلاب جامن (گلگلے) کا ایک ایک کپ پیش کیا۔

Marfat.com

خالی آٹے کی ٹینکی بھر گئی

31 مئی 2004ء: سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں آجکل میاں صاحب روزانہ پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے جاتے، آج بھی سہ پہر تین بجے پروفیسر صاحب کے گھر چلے گئے، مضامین کی جانچ پڑتال کے دوران پروفیسر صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کا ایک واقعہ سنایا، انہوں نے کہا کچھ عرصہ پہلے میں بیوی کے ہمراہ شرقپور شریف گیا، میری بیوی نے میاں جمیل احمد شرقپوری کی والدہ سے کہا اعلیٰ حضرت سرکار کا کوئی واقعہ ہی سنائیں۔ والدہ محترمہ نے فرمایا اعلیٰ حضرت کے زمانہ میں ایک دفعہ چند ایک مہمان آگئے آپ نے خادمہ سے لنگر شریف لانے کو فرمایا، خادمہ نے باورچی خانہ میں آٹے کی ٹینکی خالی دیکھ کر اعلیٰ حضرت سرکار کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور لنگر خانے میں آٹا موجود نہیں آٹا منگوا دیں، اس پر اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ نے فرمایا صرف تین چار روٹیاں ہی چاہئیں، ذرا دھیان سے دیکھو اتنا تو آٹا ٹینکی میں سے نکل ہی آئے گا۔ خادمہ اعلیٰ حضرت کے حکم کے مطابق دوبارہ لنگر خانے میں گئی اور دیکھ کر حیران ہو گئی کہ ٹینکی آٹے سے مکمل لبریز تھی، میاں جمیل احمد صاحب نے بھی اس واقعہ کی تائید کی۔

میاں صاحب کی ذوالقرنین کی والدہ کے گھر آمد

مغرب کی نماز کے بعد آپ ٹاؤن شپ میں ذوالقرنین صاحب کی والدہ کے گھر تشریف لے گئے، ذوالقرنین صاحب کے بھائی انوار صاحب ان دنوں عمرہ کرنے کے بعد پاکستان آئے تھے، میاں صاحب نے اس سلسلہ میں تمام بھائیوں کی دعوت کی تھی، رات دس بجے میاں صاحب حرفاان ہوٹل تشریف لے آئے۔

ذخیرۂ کتب دوسری جلد کی تیاری

یکم جون 2004ء: ناشتے کے بعد میاں صاحب پروفیسر اقبال مجددی کے گھر تشریف لے گئے، جہاں محمد عالم مختار حق صاحب نے آزاد کشمیر سے چھپی ہوئی نقشبندی بزرگوں پر ایک

Marfat.com

کتاب کی عکسی نقل دی، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد میاں صاحب ''فہرست ذخیرہ کتب میاں جمیل احمد شرقپوری'' کی دوسری جلد کی تیاری کے سلسلہ میں پنجاب یونیورسٹی چلے گئے، وحید صاحب اور چوہدری حنیف صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ سید جمیل احمد رضوی صاحب کے گھر آ گئے، شاہ صاحب نے میاں صاحب کو دوسری جلد کی تیاری کے سلسلہ میں چند ایک مراحل سے آگاہ کیا۔ تقریباً بارہ بجے میاں صاحب شرقپور شریف روانہ ہو گئے مگر مغرب کی نماز کے بعد دوبارہ لاہور حرفاان ہوٹل آ گئے، اگلی صبح میاں صاحب فتح گڑھ تشریف لائے، بارش بہت تیز تھی میں امام علی کے ساتھ میاں صاحب سے فتح گڑھ پل پر ملاقات کرنے چلا گیا، چند منٹ گاڑی میں رکنے کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے، میں امام علی کے ہمراہ فہرست کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

دودھ کی سبیل پر جھگڑا

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے عرس شریف کے پہلے دن حضرت میاں ابوبکر مدظلہ العالی کے چند ایک مرید دودھ کی سبیل سے دودھ لینے گئے مگر سبیل والوں نے دودھ دینے سے انکار کر دیا اور کہا ابھی میاں جلیل احمد شرقپوری نے باقاعدہ افتتاح کرنا ہے اس کے بعد ہم دودھ دیں گے، اس پر انہوں نے سبیل کی انتظامیہ سے جھگڑا کیا، سامان توڑ پھوڑ دیا اور دودھ کی ٹونٹیاں کھول دیں جس سے کافی دودھ ضائع ہو گیا، ان کی اس حرکت پر صاحبزادہ میاں ابوبکر صاحب نے دکھ کا اظہار کیا، آدھی رات کے بعد آسمان پر بادل چھائے، خوفناک آندھی چلی، پنڈال کے تمام شامیانے اکھڑ گئے، زائرین نے بھاگ کر شیڈ کے نیچے پناہ لی۔

میاں سعید احمد شرقپوری کی اہلیہ کا آپریشن

12 جون 2004ء: سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ کا شمارہ شائع ہو چکا تھا جس کو ملک بھر کی لائبریریوں، مختلف اداروں اور سکالرز حضرات کو پوسٹ کیا گیا اس سلسلہ میں کراچی سے پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمدؒ کا خط آیا جس میں انہوں نے میاں صاحب کا شکریہ اور ایک عدد رسالہ ضلع فتح گڑھ (انڈیا) ارسال کرنے کو فرمایا تھا، پروفیسر منور صاحب اس خط کو پڑھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا، ایک مرتبہ مولانا محمد شفیع اوکاڑوی حضرت ثانی لاثانیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ

Marfat.com

میاں صاحب کے ساتھ کافی دیر باتوں میں مصروف رہے۔ آخر میں ثانی صاحبؒ نے انہیں حکم دیا کہ پروفیسر صاحب کو ساتھ لیتے جائیں اور لاہور ان کے گھر چھوڑ دیں، میں ان کے ساتھ لاہور آ گیا، عصر کے بعد میاں صاحب رحمان پورہ چلے گئے جہاں میاں سعید احمد شرقپوری صاحب کی اہلیہ کا آپریشن تھا۔

ڈاکٹر ساجدہ علوی کے اعزاز میں ظہرانہ

12 جولائی 2004ء: آجکل آپ کو کالے رنگ کا سٹول آ رہا تھا، لہذا زینت لیبارٹری میں میاں صاحب کا سٹول چیک کرایا، سٹول کی رپورٹ ڈاکٹر محسن صاحب کو چیک کرائی جس کو انہوں نے تسلی بخش قرار دیا۔ پروفیسر ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ استاد تاریخ، ادب اردو میکگل یونیورسٹی مانٹریال (کینیڈا) اپنے بھائی کی علالت کا سن کر ان کی عیادت کے لیے تشریف لائی ہوئی تھیں، میاں صاحب نے ان کے اعزاز میں حرفاان ہوٹل میں ایک خصوصی دعوت کا انتظام کیا جس میں پروفیسر اقبال مجددی صاحب، محمد عالم مختار حق صاحب نے شرکت کی، میاں صاحب نے ان کو شیر ربانی ڈائجسٹ پیش کیا۔ انہوں نے میاں صاحب کے اس اقدام کو سراہا اور کمزور مضامین کی طرف اشارہ بھی کیا۔

ملک زاہد صاحب کی ٹانگ فریکچر

14 اگست 2004ء: چند روز قبل میاں صاحب کے داماد ملک زاہد صاحب کی ٹانگ فریکچر ہو گئی تھی اس سلسلہ میں میاں صاحب نے اقبال ٹاؤن، فاروق ہسپتال سے ان کی ٹانگ کا سی ٹی سکین کرایا، سی ٹی سکین کی رپورٹ کو ڈاکٹر حضرات نے تسلی بخش قرار دیا، گلشن راوی ملک زاہد صاحب کے گھر پہنچ کر ڈاکٹر خالد نے ان کی ٹانگ کو پلستر کیا، شام ساڑھے چار بجے میاں صاحب پروفیسر منور صاحب کے گھر تشریف لے آئے۔

میاں خلیل احمد کا بلڈ پریشر کنٹرول سے باہر

18 اگست 2004ء: حرفاان ہوٹل میں میاں صاحب حاجی اکرم صاحب (لندن)

Marfat.com

کے بھائی اور رمضان نقشبندی (روزنامہ فخر ملت، فیصل آباد) سے ملاقات کر کے شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔آجکل صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی طبیعت خراب تھی انہیں کافی دنوں سے نیند نہیں آرہی تھی، میاں صاحب نے ان کے علاج کے سلسلہ میں مختلف ڈاکٹروں سے رابطہ کیا تاکہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی طبیعت بہتر ہو سکے۔

میاں صاحب کی علیم تفضّل سے تعزیت

20 اگست 2004: پروفیسر علیم تفضّل صاحب کی بھتیجی فوت ہوگئی تھی اس سلسلہ میں میاں صاحب تعزیت کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے، میاں تنویر صاحب بھی ہمراہ تھے،آپ نے علیم تفضّل اوران کے والد گرامی سے تعزیت فرمائی اور بچی کے درجات کی بلندی اور بہتر نعم البدل کے لیے دعا بھی کی۔تعزیت کے بعد میاں صاحب علیم تفضّل کو بھی ساتھ لے کر محمد عالم مختار حق صاحب کے پاس تشریف لے آئے۔میاں تنویر احمد شرقپوری اور علیم صاحب کو ان کی لائبریری دکھائی ،آپ نے انہیں فرمایا محمد عالم صاحب کی ساری زندگی کا سرمایہ یہ لائبریری ہے،فرد واحد کے لیے اتنی بڑی تعداد میں کتابیں اکٹھی کرنا بڑی ہمت کی بات ہے۔تھوڑی دیر کے لیے پروفیسر اقبال مجددی صاحب سے ملنے کے بعد آپ شرقپور شریف آ گئے۔جمعہ کی نماز اور زائرین سے ملنے کے بعد تقریباً ساڑھے چار بجے ڈھوک شیر ربانی کے لئے روانہ ہوئے، میاں تنویر احمد صاحب، ماسٹر عظمت، عطاء اللہ اور یہ خادم ہمراہ تھا، رات ساڑھے آٹھ بجے ڈھوک شیر ربانی پہنچ گئے۔

میاں تنویر نے چکوال کی سیر کی

21 اگست 2004ء: آج میاں صاحب صبح ناشتے کے بعد صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب کے بیٹے صاحبزادہ میاں تنویر احمد صاحب کو چکوال اور گرد ونواح کی سیر کراتے رہے، دوپہر بارہ بجے واپس ڈھوک شیر ربانی آ کر ظہر کی نماز ادا کی، دوپہر کا کھانا تناول فرمایا، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے، شام ساڑھے پانچ بجے کے قریب آپ شرقپور شریف پہنچ گئے۔

Marfat.com

میاں خلیل احمد شرقپوری مری سے غائب

26 اگست بروز جمعرات 2004ء: صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی طبیعت پندرہ روز سے خراب تھی، بلڈ پریشر، ٹینشن اور نیند نہ آنے کی وجہ سے میاں خلیل احمد صاحب کی دماغی حالت بھی کچھ بہتر نہ تھی۔ بات کرتے وقت میاں خلیل احمد صاحب جلال میں آجاتے، بعض اوقات نوبت گالی گلوچ کی حد تک بھی پہنچ جاتی۔ اس وجہ سے ان کو دوائی وغیرہ دینے میں باقاعدگی نہیں ہورہی تھی، ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق قبلہ میاں صاحب ماحول بدلنے کے لیے میاں خلیل احمد صاحب کو مری لے گئے تاکہ ہوا بدلنے سے ان کی ذہنی کیفیت اور بلڈ پریشر میں کچھ بہتری آجائے، رات آپ ہوٹل میں ہی ٹھہرے، مگر صبح فجر کی اذانوں سے پہلے میاں خلیل احمد صاحب کسی کو بتائے بغیر ہوٹل سے غائب ہوگئے، میاں صاحب اگلے دن تک انتظار کرنے کے بعد واپس شرقپور شریف آگئے۔ دو دن بعد میاں خلیل احمد صاحب کی اطلاع ملی کہ وہ بارہ کہو (راولپنڈی) میں جناب اصغر صاحب کے گھر پر ہیں، چند روز سے میاں سعید احمد شرقپوری کی بھی طبیعت صحیح نہ تھی، نہ کچھ کھاتے اور نہ بولتے تھے، میاں صاحب نے چند روز قبل میاں سعید صاحب کے دماغ کا سٹی سکین کرانے کے لیے مجھے اور ولایت (ڈرائیور میاں سعید احمد صاحب) کو لاہور بھیجا، پنجاب کارڈیالوجی کے ساتھ مڈسٹی (Midcity) ہسپتال میں سٹی سکین کرایا تھا، عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد میاں صاحب نے مجھ سے فرمایا اب تو ہمت جواب دے گئی ہے۔ اس کے بعد میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب اور میاں سعید احمد شرقپوری صاحب کی طبیعت کے متعلق تفصیل سے بتایا، بہرحال آپ کافی پریشان تھے۔

میاں صاحب کی نصیحت

28 اگست 2004ء: بابا برکت، بابا غفور اور ظہور احمد میاں صاحب کے کمرہ میں موجود تھے، آپ نے فرمایا، حضرت علیؓ کا قول ہے اگر اولاد نافرمان ہوجائے تو اس کو اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔

Marfat.com

پنجاب یونیورسٹی لائبریری بھیجنے کے بعد باقی کتابوں کو شرقپور شریف میں ہی الماریوں میں لگا دیا گیا تھا، کتابوں کے علاوہ بے شمار خطوط اور ضروری کاغذات تھے جن کو بوریوں میں ڈال دیا گیا تھا، ان بوریوں کی تعداد تقریباً پانچ تھی۔ میں نے ان بوریوں میں سے خطوط کو علیحدہ اور باقی اوراق کو علیحدہ کیا، مصروفیت کی وجہ سے ہر روز وقت ملنا مشکل تھا اس وجہ سے تقریباً پانچ ماہ لگ گئے۔ آج پروفیسر علیم تفضل صاحب بھی آئے ہوئے تھے انہوں نے بھی میرے ساتھ ان خطوط کو چھانٹنے میں میری مدد کی۔ عصر کی نماز کے بعد تقریباً چھ بجے علیم صاحب چلے گئے کیونکہ انہیں کسی کام سے گجرات جانا تھا۔ مغرب کے بعد میں نے میاں صاحب کی خدمت میں تمام خطوط پیش کئے، میاں صاحب نے علمی خطوط اور دعا سے متعلق خطوط کو علیحدہ کرنے کا حکم دیا، چند ایک خطوط دیکھ کر آپ نے فرمایا یہ بڑا اہم کام ہوا ہے، وہ خط بھی ملے ہیں جن کی مجھے توقع نہ تھی۔

پروفیسر منور صاحب کے گھر افطاری

یکم ستمبر 2004ء: آج میاں صاحب نے پروفیسر منور حسین صاحب کی ان کے گھر پر ہی افطاری کرائی، افطاری میں پروفیسر منور حسین صاحب کے داماد جاوید صدیقی صاحب (پروفیسر این سی اے کالج لاہور)، ان کا بیٹا محمد عدیل (پنٹو)، پروفیسر علیم تفضل، شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ اور یہ ناچیز شامل تھے، پروفیسر منور صاحب شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری میں بھرپور تعاون کر رہے تھے، ڈائجسٹ کے ٹائیٹل کے لئے جاوید صدیقی صاحب نے میاں صاحب سے وعدہ کیا کہ وہ ٹائیٹل خود تیار کریں گے۔

حرفاان ہوٹل میں افطاری

02 ستمبر بروز منگل 2004ء: آج میاں صاحب نے حرفاان ہوٹل میں سید جمیل احمد رضوی صاحب، چوہدری محمد حنیف صاحب (چیف لائبریرین)، منیر صاحب (لائبریرین)، پروفیسر محمد اقبال مجددی ان کا بیٹا محمد عمر، محمد عالم مختار حق، پروفیسر علیم تفضل، شیراز فیض بھٹی، فاروق بھائی، عامر لطیف و دیگر کی افطاری کرائی، افطاری اور نماز کی ادائیگی کے بعد آپ نے سید جمیل احمد رضوی، چوہدری حنیف صاحب سے فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی

Marfat.com

دوسری جلد کی تقریب رونمائی کے حوالے سے صلاح مشورے کیے اور عید کے فوراً بعد تقریب منعقد کرانے کا فیصلہ ہوا۔

میاں صاحب کو چلنے میں دشواری

2 اکتوبر 2004: میاں صاحب کے بائیں پاؤں کے انگوٹھے کا ناخن گوشت میں پوست ہوگیا تھا جس کی وجہ سے پاؤں پر زخم بن گیا اور میاں صاحب کو چلتے وقت تکلیف بھی محسوس ہوتی، ڈاکٹر خالد نے حرفاان ہوٹل میں میاں صاحب کا ناخن کاٹ کر پٹی کر دی۔

میاں صاحب کے دانت محفوظ ہیں

8 اکتوبر 2004: میاں صاحب کے پاؤں کے زخم کافی حد تک بہتر ہو گئے تھے، مگر آپ کا بایاں کان بہہ رہا تھا اور دانتوں میں بھی شدید درد تھا۔ 9 اکتوبر کو عرس حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کا شرقپور شریف میں ختم مبارک ہو رہا تھا اس وجہ سے ڈاکٹر کے پاس جانے کا وقت نہ نکل سکا۔ حضرت ثانی صاحبؒ کا سالانہ ختم مبارک ہر سال 18-17 اکتوبر کو شرقپور شریف میں منعقد ہوتا ہے، مگر رمضان شریف کی وجہ سے اس سال ختم مبارک کی تاریخ تبدیل کر دی گئی، ملک میں دہشت گردی کے واقعات کی وجہ سے حکومت نے ملک بھر میں اجتماعات پر پابندی عائد کر دی تھی، اس کے باوجود زائرین کی ایک کثیر تعداد نے اس محفل میں شرکت کی، چند روز سے حاجی محمود احمد صاحب بھی مدینہ منورہ سے آئے ہوئے تھے وہ تقریباً سارا دن میاں صاحب کی خدمت میں ہی رہتے۔ میاں صاحب نے فرمایا میرے دانتوں میں شدید درد ہے اس سلسلہ میں ڈاکٹر عبدالمجید صاحب (نزد بادشاہی مسجد) کو دکھایا گیا، ڈاکٹر صاحب نے چند ایک انٹی بائیٹک کیپسول اور پیناڈول گولی استعمال کرنے کو فرمایا، چند دن کیپسول اور گولی کھانے کے باوجود افاقہ نہ ہوا، ڈاکٹر یوسف (گگو منڈی) نے میاں صاحب کو چیک کیا اور دوائی بدل دی جس سے افاقہ ہو گیا، میاں صاحب کا جو بھی دانت ہلتا ڈاکٹر سلطان جاوید صاحب اس کو نکالتے، میں وہ دانت اپنے پاس محفوظ کر لیتا، 2008ء تک آپ کے جو بھی دانت نکلے وہ میرے پاس تبرکاً محفوظ ہیں۔ ابھی دانت کا درد ختم ہوا ہی تھا کہ آپ کا بایاں کان بہنا شروع ہو گیا، دایاں کان تو پہلے ہی بند

Marfat.com

تھا اب بائیں کان کی سماعت بھی کم ہوتی جارہی تھی۔ فی الوقت ڈاکٹر خالد نے میاں صاحب کے کان کی صفائی کی، ریشہ وغیرہ صاف کیا ٹیسٹ کے لیے سیمپل بھی لے لیا۔

حضرت ثانی صاحبؒ کی کرامت

11 اکتوبر بروز پیر 2004ء: چند ایک ضروری کام کرنے کے بعد میاں صاحب اچانک سہ پہر تین بجے سرگودھا کی طرف روانہ ہو گئے، حاجی محمود صاحب، عطاء اللہ، بابا ظفر باورچی اور یہ خادم گاڑی چلا رہا تھا، مغرب کی نماز بشیر صاحب کے گھر سرگودھا میں ادا کی۔ رات وہیں قیام کیا، صبح ناشتے کے بعد جوہر آباد بابا علمدار حسین المعروف بابا طاہر شاہ صاحبؒ کے مزار پر چلے گئے، بابا طاہر شاہ حضرت ثانی صاحب کے مرید تھے، اس وقت ان کے دربار کے منتظم حاجی ثناء اللہ صاحب تھے، انہوں نے میاں صاحب سے کہا، بابا صاحب اپنی زندگی میں کسی کو بھی خلیفہ مقرر نہیں کر کے گئے، ہم بس خادم کی حیثیت سے خدمت کر رہے ہیں، انہوں نے میاں صاحب کی خدمت میں وصال کی ویڈیو بھی دی، خیر تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد ڈھوک شیر ربانی روانہ ہو گئے، سید معروف شاہ قادری صاحبؒ اور کلر کہار پر واقع شیخ عبدالقادر جیلانی کے پوتوں کے مزار پر حاضری دی، یہ مزار شریف بادشاہاں کے نام سے مشہور ہے۔ حاضری کے بعد میاں صاحب ڈیڑھ بجے ڈھوک پہنچ گئے۔ عصر کی نماز کے بعد حضرت ثانی صاحبؒ کے مرید حاجی نور محمد صاحب میاں صاحب کی خدمت میں آئے، فرمانے لگے، ایک دفعہ میں قرض کے بوجھ تلے دب گیا، پریشانی کے عالم میں شرقپور شریف حضرت ثانی صاحبؒ کی خدمت حاضر ہوا، پریشانی کے باوجود میں ثانی صاحبؒ سے کچھ گذارش نہ کر سکا، بہر حال ثانی صاحبؒ نے خود ہی میرے لیے دعا فرمائی ''اللہ تمھاری پریشانیاں دور فرمائے''، میں نے بارہ مرلہ پر پیاز کاشت کیا تھا، حضرت ثانی صاحبؒ کی دعاؤں سے میرے ایک پیاز کا وزن آدھا کلو سے زائد تھا، باقی لوگوں کا پیاز تین روپے کلو کے حساب سے فروخت ہوا اور میرا سات روپے کلو میں فروخت ہوا جس سے میرا قرض بھی اتر گیا۔

ڈاکٹر نوید اسلم سے چیک اپ

14 اکتوبر بروز جمعرات 2004ء: ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد لاہور روانہ ہوئے،

Marfat.com

خانانی اینڈ کالیا میں عبدالستار صاحب سے ملنے کے بعد آپ حرفاان ہوٹل تشریف لے آئے، شام چھ بجے ذوالقرنین صاحب میاں صاحب کے کان چیک کرانے کے لیے ڈاکٹر نوید اسلم کے پاس لے گئے، میاں صاحب کا کان بیس روز سے بہہ رہا تھا، پونے سات بجے باری آئی، ڈاکٹر صاحب نے دائیں کان کو صاف اور بائیں کان سے ریشہ نکالا، پرانی ادویات بند کر کے نئی ادویات لکھ دیں، میاں صاحب رات ہوٹل میں ہی رہے، ذوالقرنین صاحب نے رات کے کھانے کا بندوبست کیا جو بڑا ہی پر تکلف تھا، روانگی سے قبل ذوالقرنین صاحب کو میاں صاحب نے دعائیں دیں، حاجی محمود صاحب کی بھابھی صاحبہ میو ہسپتال میں زیر علاج تھیں وہ ان کی تیمارداری کے لئے میاں صاحب کی اجازت سے ہسپتال روانہ ہو گئے۔

غیر مسلم کا کارنامہ

15 اکتوبر بروز جمعہ 2004ء: فجر کی نماز کے بعد شرقپور شریف کنوئیں پر آئے چند منٹ رکنے کے بعد خواجہ غلام جیلانی صاحب کو ساتھ لے کر لاہور روانہ ہو گئے، مگر چند گز دور جانے کے بعد میاں صاحب نے انہیں گاڑی سے اتار دیا اور لاہور محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر تشریف لے گئے وہ گھر پر موجود نہ تھے، لیکن میاں صاحب کے لئے پیغام چھوڑ گئے تھے۔ میاں صاحب اقبال مجددی صاحب کے گھر چلے گئے، تھوڑی دیر بعد محمد عالم مختار حق صاحب بھی وہاں آگئے، پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے میاں صاحب کو غیر مسلم ''ونسنک' ف۔ ی (و) منسنج' ی۔ پ'' احادیث کا مرتب کردہ اشاریہ ''المعجم المفہرس لا لفاظ الحدیث النبی ﷺ'' آٹھ جلدوں پر مشتمل دکھایا۔ ونسنک جرمن کی نیشنل یونیورسٹی میں احادیث کا درس دیتے تھے۔ انہوں نے اپنی ساری عمر اس اشاریہ کی تیاری میں صرف کر دی تھی (اب پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے ذخیرہ کتب، پنجاب یونیورسٹی، لاہور میں موجود ہے) اقبال مجددی صاحب نے کہا غیر مسلموں نے اسلام پر بے پناہ کام کیا ہے جس کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی، یہ ساری کی ساری کتابیں عربی میں ہیں، ان کتابوں کے علاوہ اقبال مجددی صاحب نے غیر مسلموں کے کارناموں کو سراہا۔ اقبال مجددی نے کہا کہ حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں لکھی جانے والی کتابوں میں سے کوئی ایک کتاب حوزہ نقشبندیہ کی جانب سے شائع کر دی جائے، انہوں نے بتایا کہ نواب محمد

Marfat.com

صدیق حسن خان (والی بھوپال) کے رد میں مولانا عبدالحی فرنگی محلی نے کئی رسائل لکھے جواب رسائل مولانا عبدالحیٔ کی چھٹی جلد میں شامل ہیں۔ مولانا عبدالحیٔ صاحب نے جوانی کے عالم میں صرف 32 سال کی عمر میں انتقال کیا اور اپنے پیچھے اپنی کثیر تصانیف کا ذخیرہ چھوڑ گئے۔ نواب محمد صدیق حسن خاں صاحب نے ان کی وفات پر ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ''آج دنیا سے علم اٹھ گیا''۔

کچھ دیر بعد میاں صاحب حاجی خوشی محمد صاحب کے ساتھ شرقپور شریف روانہ ہو گئے، میاں صاحب نے اپنی گاڑی مرمت کرانے کے لئے غلام رسول کے پاس چھوڑ دی تھی۔ آج رمضان المبارک کا چاند نظر آ گیا تھا، میاں صاحب نے فرمایا آج سے میں گھر کے اندر آرام کروں گا اور تم میرے کمرہ میں سو جانا، حاجی محمود صاحب اور دیگر خادمین تراویح میں مشغول ہو گئے، تراویح کی نماز صاحبزادہ میاں تنویر احمد صاحب نے پڑھائی۔

قے آنے سے میاں صاحب کی طبیعت بہتر ہو گئی

21 اکتوبر بروز جمعرات 2004ء: روزہ میاں صاحب کے ساتھ حرفاان ہوٹل میں افطار کیا، فاروق الحسن (فتح گڑھ)، غلام رسول، نظام دین، صوبیدار فضل کریم اور عطاء اللہ شامل تھے، مغرب کی نماز کے بعد ذوالقرنین صاحب کے ساتھ کان کے ڈاکٹر نوید اسلم کے پاس چلے گئے انہوں نے کان کی حالت بہتر بتائی مگر مزید ایک ہفتے تک ادویات جاری رکھنے اور ایک ماہ بعد دوبارہ چیک کرانے کو کہا۔ اس کے بعد آپ ذوالقرنین صاحب کے ہمراہ پنجاب کارڈیالوجی سنٹر کے سامنے ہارٹ سنٹر میں ڈاکٹر اشفاق صاحب کے پاس چلے گئے، ای سی جی اور ایکو ٹیسٹ کے بعد ڈاکٹر صاحب نے رپورٹس کو تسلی بخش قرار دیا مگر ادویات میں تھوڑی بہت تبدیلی کر دی۔ ذوالقرنین صاحب آج کل ڈیفنس فیز تھری میں اپنی نئی کوٹھی بنوا رہے تھے، میاں صاحب ذوالقرنین صاحب کی کوٹھی دیکھ کر واپس حرفاان ہوٹل آ گئے، رات وہیں قیام کیا۔ صبح سحری کے وقت میاں صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی، قے آنے کی وجہ سے طبیعت سنبھل گئی۔ میں نے عرض کیا رات آپ کو چاول نہیں کھانے چاہئیں تھے شاید اس وجہ سے آپ کی طبیعت خراب ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا تمہیں مجھے چاول نہیں دینے چاہئیں تھے۔

Marfat.com

شارٹ کورسز کرانے والے اداروں کا معائنہ

23 اکتوبر 2004ء: آج صبح آٹھ بجے آپ لاہور تشریف لائے، فاروق بھائی کے ہمراہ مختلف اداروں کا معائنہ کیا جو آج کل قرآن سیکھیے، دورہ تفسیر، دورہ قرآن اور ترجمہ وغیرہ کے شارٹ کورسز کروا رہے تھے۔

اراکین حوزۂ نقشبندیہ کی افطاری

2 نومبر 2004ء: آج میاں صاحب نے حوزۂ نقشبندیہ کے تمام اراکین کو دعوت افطار سے نوازا جن اصحاب نے شرکت کی ان کے اسماء درج ذیل ہیں:

پروفیسر محمد اقبال مجددی، سید جمیل احمد رضوی سابق چیف لائبریرین نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور، چوہدری محمد حنیف چیف لائبریرین نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور، محمد عالم مختار حق (سیکرٹری حوزہ نقشبندیہ)، محمد منیر لائبریرین نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی لاہور، محمد شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور، غلام رسول منیجر حرفاان ہوٹل، پروفیسر علیم تفضیل (اسسٹنٹ ڈائریکٹر کالجز پنجاب، لاہور)، عامر لطیف، فاروق الحسن، فضل کریم (ریٹائرڈ صوبیدار) محمد مقبول آپریٹر ایس ایس پی، محمد عمر ابن پروفیسر محمد اقبال مجددی۔

تقریب افطار کے بعد ایک غیر رسمی محفل میں سید جمیل احمد رضوی صاحب نے پروفیسر محمد اقبال مجددی سے دو مخطوطوں کے بارے میں ان کی اسنادی حیثیت کے بارے میں دریافت کیا۔ پہلا مخطوطہ ''مناقب محبوبیہ'' (ملفوظات خدا بخش خیر پوری) جمع کردہ قاضی محمد عاقل سجادہ نشین چاچڑاں شریف ضلع بہاولپور۔ دوسرا مخطوطہ گلزار عشاق (ملفوظات خواجہ نور محمد مہاروی) (مذکورہ مخطوطوں کی نقول پروفیسر ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ میکگل یونیورسٹی مانٹریال (کینیڈا) نے سنٹرل لائبریری بہاولپور سے حاصل کر کے جمیل احمد رضوی صاحب کے سپرد کی تھیں)۔ مجددی صاحب نے جواباً کہا کہ اس سلسلے میں سب سے پہلے اندرونی شہادت دیکھنا چاہئے کہ اس میں کن لوگوں کا ذکر ہے اور وہ کس عہد سے تعلق رکھتے ہیں۔ پھر دیکھا جائے کہ مخطوطہ کا سنہ کتابت کیا ہے اور کاتب کس دور سے تعلق رکھتا ہے۔ انہوں نے سلسلہ چشتیہ کے ملفوظات کی استنادی حیثیت کے

Marfat.com

بارے میں عمومی گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ اٹھارہویں صدی عیسوی میں جمع کردہ ملفوظات کے مجموعے کسی حد تک وضع وجعل سے پاک ہیں جبکہ ابتدائی دور کے اکثر ملفوظات کے مجموعے غیر مستند، وضعی اور رطب ویابس کا مجموعہ ہیں۔ البتہ ملفوظات کے تین مجموعوں کو انہوں نے مستند گردانا۔

۱۔ فوائد الفواد (ملفوظات شیخ المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا دہلوی) مرتبہ امیر حسن علا سجزی معروف بہ خواجہ حسن دہلوی۔

۲۔ سیر الاولیا (تذکرہ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء اور ان کے خلفاء) مولفہ سید محمد مبارک علوی کرمانی المعروف بہ امیر خورد۔

۳۔ خیر المجالس (ملفوظات خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی) مرتبہ حمید شاعر قلندر۔

پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے جمیل احمد رضوی صاحب سے کہا کہ وہ اس سلسلے میں نثار احمد فاروقی کی کتاب ''نقد ملفوظات'' پر بھی ایک نظر ڈال لیں۔ اس پس منظر میں محمد عالم صاحب نے شیخ محمد اکرام کی آب کوثر، رودِ کوثر اور موجِ کوثر کی طرف بھی رجوع کرنے کو کہا۔

میاں صاحب نے تعزیتی پیغام ریکارڈ کرایا

6 نومبر 2004ء: میاں صاحب آج صبح محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر تشریف لائے اور حضرت مولانا محمد امیر شاہ گیلانی یکہ توت (پشاور) کے سانحہ ارتحال ۲۷ اکتوبر ۲۰۰۴ پر تعزیتی پیغام ریکارڈ کرایا۔ یہ پیغام بعد میں پندرہ روزہ ''الحسن'' پشاور کے ''مولوی جی نمبر'' (مئی تا اکتوبر ۲۰۰۴ء) میں شائع ہوا۔

باسمہ سبحانہ

محترم جناب سید غلام الحسنین قادری گیلانی صاحب:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

گزارش ہے کہ آنجناب کا مکتوب نمبر ALM-106 مورخہ ۴ نومبر ۲۰۰۴ء موصول ہوکر کاشف حال ہوا۔ جناب سید محمد امیر شاہ الگیلانی کے سانحہ ارتحال کی اندوہناک خبر پڑھ کر بڑا رنج ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Marfat.com

صاحب اور محمد عالم مختار حق صاحب کی خدمت میں مٹھائی کے ڈبے بھجوائے۔

عید کے روز شرقپور شریف حاضری

14 نومبر بروز اتوار 2004ء: آج عید کا دن تھا، دوپہر ایک بجے عامر لطیف، رانا ندیم شہزاد اور میں شیخ زاید ہسپتال چلے گئے وہاں سے اکٹھے شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ششماہی رسالہ نقطہ نظر کا نیا شمارہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔

میاں صاحب کے کراہنے کی آوازیں

15 نومبر بروز پیر 2004ء: رسالہ نقطہ نظر میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی کتاب ''حضور اکرم ﷺ، بطور مثالی شوہر'' پر تبصرہ شائع ہوا تھا، اور بھیرہ نیوز کی طرف سے شیر ربانی ڈائجسٹ کو ایک خط موصول ہوا اور اس میں پیر کرم شاہ الازہری پر ایک آرٹیکل بھی شائع ہوا، یہ دونوں میاں صاحب نے پروفیسر منور صاحب کو پڑھ کر سنائے، میاں صاحب سہ پہر تین بجے پروفیسر منور صاحب کے گھر سے روانہ ہو کر شرقپور شریف آ گئے، میاں صاحب کی طبیعت آج کل کافی خراب ہے، رات کو سوتے وقت کراہنے کی بھی آواز آتی ہے۔

آستانہ کے ماحول کو صحیح رکھنے کا حکم

20 نومبر 2004ء: شیخ رنگ الٰہی صاحب نے کتاب خانہ گنج بخش، اسلام آباد سے اورنگ زیب بادشاہ کی جانب سے شیخ محمد سعید، شیخ محمد معصوم اور شیخ محمد سیف الدین کے نام لکھے گئے خطوط کی عکسی نقول ارسال کیں، پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے عکسی نقول دیکھ کر فرمایا اورنگ زیب کا تعلق سرہند شریف سے تھا اور اس کی ایک بہن روشن آراء حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے عقیدت رکھتی تھی، شاہ جہان کے دور میں ہی اورنگ زیب کے علاوہ ان کے تینوں بیٹوں ، داراشکوہ، مراد اور شجاع نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا تھا، مگر یہ تینوں اورنگ زیب کے ہاتھوں مارے گئے، داراشکوہ پہلے مسلمان تھا مگر بعد میں ہندوؤں کے شکنجے میں آ گیا۔ اس نے ہندوؤں کی کتابوں کا فارسی ترجمہ کیا اس نے اپنی تصنیف شدہ کتاب میں اپنا نام داراشکوہ حنفی قادری

Marfat.com

لکھا ہے مگر بعد میں جتنی بھی کتابیں مرتب کیں ان سب پر صرف داراشکوہ لکھا، اس نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ نعوذ باللہ قرآن میں توحید کا بیان مختصر ہے لیکن ہندوؤں کی کتاب اوپنشد (دارا کا ترجمہ بنام سرِ اکبر) میں مفصل ہے، گفتگو کے بعد میاں صاحب نے پروفیسر اقبال مجددی کو ان کے کالج چھوڑا، آر۔ زیڈ پریس سے ہو کر شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ جمعہ کی نماز کے بعد آپ نے دعا سے قبل فرمایا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے دربار کے نزدیک ایک ہوٹل کھل گیا ہے، اس سے آستانے کے ماحول میں خرابی پیدا ہو گئی ہے، لہٰذا آستانے سے محبت کرنے والے حضرات یہاں کسی بھی قسم کے کھانے پینے سے اجتناب کریں۔ آج کل میاں صاحب کی طبیعت کافی خراب ہے رات کو سوتے وقت کراہنے کی آواز بھی آتی ہے، عشاء کے بعد میاں صاحب نے فرمایا میرے بازو اور آنکھوں میں بڑی تکلیف ہے۔ میں نے بازو دبائے مگر تھوڑی دیر بعد میاں صاحب نے مجھے آرام کرنے کو فرمایا۔

قاضی ظہور اختر صاحب کا کارنامہ

22 نومبر 2004ء: قاضی ظہور احمد اختر (پھلروان) آج کل دنیا بھر میں جہاں جہاں نقشبندی حضرات کفار کے خلاف جہاد جاری رکھے ہوئے ہیں ان کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے ایک کتاب مرتب کر رہے تھے، پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی نے اس کتاب کی تیاری کے سلسلہ میں ہفتہ، بدھ اور جمعرات کا دن ان کی رہائش گاہ پر مقرر کیا اور اس کتاب کا عنوان ''مسلمانوں کی داستان حریت'' منتخب کیا تھا۔ میاں صاحب چاہتے تھے کہ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صاحب کی موجودگی میں اس کتاب کا مسودہ تیار کیا جا سکے کیونکہ میاں صاحب کی طبیعت آج کل کافی خراب تھی اکثر فرماتے مجھے ہر طرف بیماریوں نے گھیر رکھا ہے لہٰذا میری زندگی کا اب کوئی بھروسہ نہیں، بار بار یہ شعر پڑھتے:

جند ووہٹی مرن ورے جاسی پرنا کے
ساہے لکھے چلی جندو کو سمجھائے
کالے وال رخصت ہوئے چٹیاں لایا ڈیرہ
آکھ کھول محمد بخشا موت سندیسا آیا

Marfat.com

صابر انصاری کے بیٹے کی شادی

23 نومبر 2004ء: ان دنوں غلام قادر بھائی کراچی سے تشریف لائے ہوئے تھے میاں صاحب لاہور یا جہاں بھی جاتے غلام قادر بھائی ساتھ ہی ہوتے، لاہور ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب سے ملاقات کر کے آپ عصر کے وقت شرقپور شریف کنوئیں پر آگئے، جہاں صابر انصاری صاحب (قصور) میاں صاحب کے انتظار میں تھے ان کے بیٹے کی شادی تھی اس سلسلہ میں انہوں نے میاں صاحب کی خدمت میں شادی کا کارڈ پیش کیا۔

میاں صاحب براستہ 'پتن' موہلنوال گئے

25 نومبر 2004ء: صبح پونے آٹھ بجے کے قریب آپ کنوئیں سے ''بھینی'' کی طرف روانہ ہوئے، بھینی پہنچ کر میاں صاحب حاجی اللہ دتہ صاحب کے ٹریکٹر ٹرالی پر سوار ہو گئے۔ ٹریکٹر ٹرالی کو حاجی اللہ دتہ کا بیٹا کاشف چلا رہا تھا، عطاء اللہ میاں صاحب کی گاڑی لے کر واپس آستانے آ گیا، اس وقت میاں صاحب کے ساتھ حاجی غلام قادر، حاجی اللہ دتہ، محبوب (موہلنوال)، ملک خلیل اور یہ خادم تھا۔ میاں صاحب اپنے ساتھیوں کے ہمراہ پتن (دریا) کی طرف روانہ ہو گئے، راستے میں میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی بنائی ہوئی مسجد بھی دکھائی، آپ نے فرمایا میں کافی دیر بعد ادھر آیا ہوں اب تو اس علاقے کے خدوخال بہت زیادہ تبدیل ہو گئے ہیں۔ تقریباً نو بجے میاں صاحب پتن (دریا) پر پہنچ گئے تھے، بیڑی (کشتی) والا میاں صاحب کے انتظار میں تھا، تقریباً سو سال قبل اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ بھی اسی راستے سے دریا عبور کر کے موہلنوال تشریف لے گئے تھے۔ اس وقت معراج دین ملاح نے اعلیٰ حضرت سرکار کو دریا عبور کرایا تھا، اعلیٰ حضرت نے اس کو چار آنے دیے تھے۔ آج جو ملاح میاں صاحب کو دریا عبور کرا رہا تھا وہ معراج دین کا بیٹا حاجی شفیع محمد تھا، کشتی میں ایک ڈبہ پڑا ہوا تھا جس پر چندہ حضرت غوث پاک درج تھا۔ مجھے میاں صاحب نے اس ڈبے میں سو روپے ڈالنے کو فرمایا اور ایک سو روپے حاجی شفیع محمد ملاح کو دیے، قبلہ میاں صاحب اپنا بیگ مجھے دے دیتے اور آپ کے حکم کے مطابق میں اس میں سے رقم خرچ کرتا۔ دریا کے دوسری طرف غلام رسول (مینیجر

Marfat.com

حرفاان ہوٹل) اپنی گاڑی لیے کھڑا تھا، میاں صاحب غلام رسول کے ہمراہ جلیانہ حاجی محمد حیات کے بھائی چوہدری محمد امین کے گھر تشریف لے گئے، کھانا تناول کرنے اور زائرین سے ملنے کے بعد آپ عصر سے پہلے شرقپور شریف واپس آ گئے۔

جلیانہ میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی کا عرس مبارک

26 نومبر بروز جمعہ 2004ء: آج جلیانہ روڑی میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کا سالانہ عرس مبارک تھا، پونے ایک بجے میاں صاحب سٹیج پر تشریف لائے، آپ نے فرمایا: صحت کی خرابی کی وجہ سے اب میں کسی بھی قسم کی تقریبات پر نہیں جاتا، حیات کے بار بار کہنے کی وجہ سے مجھے آنا پڑ گیا، میں بدھ کے روز تھوڑی دیر کے لیے جلیانہ روڑی آیا تھا میں نے اس وقت بھی کہا تھا کہ اب میں آ گیا ہوں جمعہ کے روز میرا آنا مشکل ہے مگر حیات کے بھائی امین نے کہا حضور ہم اعلان کر بیٹھے ہیں صرف دس منٹ کے لیے ہی آ جائیں، لہذا اب جماعت ہو گی، جماعت کے بعد مجھے واپس جانا ہے ہر کوئی اپنی نماز مکمل کرے اور نماز کے بعد اگر میاں سعید احمد تقریر کرنا چاہیں تو کریں، چند لمحوں بعد نماز کے لیے جماعت کھڑی ہو گئی، امامت کے فرائض میاں سعید احمد شرقپوری نے ادا کئے۔ دعا میاں صاحب نے فرمائی، دعا کے بعد میاں صاحب شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ آپ نے گاڑی مجھے چلانے کو فرمایا، عطاء اللہ اور ماسٹر احمد علی شرقپوری پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئے، ٹھوکر نیاز بیگ سے ڈاکٹر خالد کو ساتھ لے کر تین بجے شرقپور شریف پہنچ گئے، مغرب کی نماز کے بعد آپ نے پشاور میں سید امیر شاہ صاحبؒ کی وفات پر ایک تعزیتی خط لکھوایا، جس کو کمپوز کرانے کے بعد پروف ریڈنگ کے لیے محمد عالم مختار حق صاحب کے پاس بھیج دیا۔

میاں صاحب ویگن پر سوار ہو کر لاہور پہنچے

27 نومبر 2004ء: میاں صاحب کی طبیعت دن بدن بگڑتی جا رہی تھی، بازوؤں کے ساتھ ساتھ اب ٹانگوں میں بھی درد رہنا شروع ہو گیا تھا۔ آج آپ صبح فجر کی نماز کے بعد وہیل چیئر پر کنوئیں پر تشریف لے گئے، فاروق بھائی ماسٹر احمد علی اور ان کے بیٹے ڈاکٹر خالد کو چھوڑنے

Marfat.com

موہلنوال گئے ہوئے تھے، تقریباً آٹھ بجے ویگن پر بیٹھ کر میاں صاحب لاہور روانہ ہوئے، عطاء اللہ اور یہ خادم ہمراہ تھے۔ لاہور داتا صاحب" ویگنوں کے اڈہ سے غلام رسول نے میاں صاحب کو گاڑی میں بٹھا کر محمد عالم مختار حق صاحب کے پاس لے گئے، کتاب لطائف المدینہ اور سید امیر شاہؒ کے خط کی پروف خوانی کروانے کے بعد حرفاان ہوٹل تشریف لے آئے، جہاں چوہدری محمود (جلیانہ) کا بیٹا محمد نواز میاں صاحب سے ملاقات کرنے آیا ہوا تھا، میاں صاحب ظہر کی نماز کے بعد محمد رفیق شاہد کے ہمراہ اس کی دکان شیر ربانی پرنٹنگ پریس (فتح گڑھ) تشریف لائے، تھوڑی دیر رکنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف چلے گئے۔

شیر ربانی نمبر کی تیاری میں مشورہ

29 نومبر بروز پیر 2004ء: میاں صاحب تقریباً روزانہ شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں پروفیسر منور حسین اور حوزہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کے حوالے سے پروفیسر اقبال مجددی اور محمد عالم مختار حق سے ملاقات کرتے۔ آج مغرب کے بعد میاں صاحب سے ''شیر ربانی نمبر'' کی تیاری کے سلسلہ میں صلاح مشورہ ہوا اس بارے میں آپ نے چند ایک ہدایات دیں اور فرمایا قاضی ظہور احمد اختر نے بھی اعلیٰ حضرت پر کچھ کام کیا ہوا ہے وہ میں نے میاں جلیل احمد کو دیا تھا مگر اب وہ مان نہیں رہے۔

حضرت زید فاروقیؒ کا واقعہ

30 نومبر بروز بدھ 2004ء: آج آپ ذوالقرنین صاحب کے گھر ڈیفنس تشریف لے گئے، قادر بھائی اور عطاء اللہ ہمراہ تھے، میاں صاحب نے ذوالقرنین سے فرمایا اگر مجھے کچھ ہوگیا تو تم معروف کا خیال رکھنا، آپ شاہ ابوالخیر اور حضرت زید فاروقیؒ کے بارے گفتگو، ان کے آستانے کا نظم و ضبط اور اپنی ان سے ملاقاتوں کے حوالے سے واقعات سناتے رہے۔ آپ نے فرمایا صرف میلاد شریف کے موقع پر لنگر شریف کا اہتمام کیا جاتا ہے باقی سارا سال مریدین حضرات اپنی جیب سے لنگر شریف پکاتے ہیں۔ آپ حضرت زید فاروقیؒ سے ملنے کراچی بھی گئے، جہاں ایئر پورٹ پر ان کو ایک جج کا بھائی اور مجھے نثار لینے آیا ہوا تھا۔ حضرت زید فاروقیؒ نے

Marfat.com

میاں صاحب سے فرمایا کہ یہ شخص (نثار) آپ کو لینے آیا ہے، میاں صاحب نے کہا جی، انہوں نے کہا ٹھیک ہے آپ چلے جائیں اور چار بجے ہم سے ملنے آجایئے گا۔

میاں صاحب نے ٹوٹے پل کے بارے میں بتایا

2 دسمبر بروز جمعرات 2004ء: دو عدد کوئلے والے چولہے، کھلونے اور درس کے بچوں کے لیے بوٹ حاجی اسلم صاحب (اعظم مارکیٹ) کی دکان سے لے کر شرقپور شریف آگیا، عشاء کی نماز کے بعد رات ساڑھے نو بجے میاں صاحب نے زردی کے بغیر انڈے اور چائے نوش فرمائی، کافی دیر محو گفتگو رہے۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص شرقپور شریف باادب آستانے آئے اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ شریف ہی ہو، جلیانہ، موہلنوال اور گردونواح کے لوگوں میں آپس میں لڑائی جھگڑے معمول کی بات ہے، لڑائی میں کئی لوگ زخمی اور مر بھی جاتے ہیں مگر یہ لوگ جب شرقپور شریف آتے ہیں بڑی عقیدت سے آستانے کا کام بھی کرتے ہیں، مزید فرمایا، ماسٹر احمد علی شرقپوری اور مہر غلام رسول (شرقپور شریف) ہمارے دور نزدیک کے رشتہ دار ہیں مگر یہاں آکر انہوں نے کبھی رشتہ داری نہیں جتلائی عام لوگوں میں بیٹھ کر لنگر شریف کھاتے ہیں ، باتیں کرتے کرتے رات کے دو بج گئے، میاں صاحب نے مجھے آرام کرنے کو فرمایا، فجر کی نماز کے فوراً بعد ڈیرے پر تشریف لے گئے، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد سکھانوالہ تشریف لے گئے، گاڑی روک کر ایک ٹوٹے ہوئے پل کی طرف اشارہ کیا، 1955ء سے پہلے یہ پل مسافروں کی گزرگاہ تھا مگر اب تمام لوگ جڑانوالہ سڑک ہی استعمال کرتے ہیں، یہ باتیں میاں صاحب قادر بھائی کا نام لے کر بتاتے، مزید فرمایا، پھریانوالہ سے شرقپور شریف براستہ دریا نزدیک ہے، اس کے بعد آپ شیخوپورہ انٹرچینج سے داخل ہو کر بابو صابو انٹرچینج اتر گئے، پروفیسر اقبال مجددی سے ملاقات کرنے کے بعد پروفیسر منور حسین صاحب کے پاس آگئے، میاں صاحب نے انہیں لطائف المدینہ کا انگریزی خلاصہ کرنے کو فرمایا جس پر پروفیسر صاحب نے کہا یہ تو میری خوش بختی ہے کہ میں اس کا انگریزی ترجمہ کروں۔ دس بجے میاں صاحب براستہ موٹروے جنڈیالہ شیر خان، پیر وارث شاہ کے دربار پر چلے گئے، جنڈیالہ شیر خان سے آپ ہرن مینار چلے گئے، قادر بھائی کو ساتھ ساتھ اس جگہ کے بارے میں معلومات بھی دیتے رہے، ایک بج کر دس منٹ پر شرقپور شریف پہنچ

Marfat.com

گئے، کپڑے وغیرہ تبدیل کرنے کے بعد میاں صاحب نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے پنڈال میں تشریف لے گئے۔

غفار خان کی پاکستان نہ دفن ہونے کی وصیت

4 نومبر بروز ہفتہ 2004ء: صبح دس بجے میاں صاحب بچیکی حاجی رمضان نقشبندی کی رائس مل پر چلے گئے، قادر بھائی، عطاء اللہ، بابا برکت اور یہ خادم ہمراہ تھے۔ حاجی رمضان صاحب نے آٹو میٹک مشینوں سے چاول چھڑانے کے مختلف پراسس دکھائے، تین چار گھنٹے ادھر ٹھہرنے کے بعد میاں صاحب نے بابا برکت کو انور (بچیکی) کے ہمراہ شرقپور شریف بھیج دیا اور خود فیصل آباد میاں جلیل احمد شرقپوری کے پاس چلے گئے، عشاء کی نماز کے بعد میاں صاحب نے فرمایا خبریں اخبار میں آج ولی خان اور غفار خان کی پاکستان دشمنی اور انڈیا کے ساتھ دوستی کے بارے میں بڑی تفصیل سے ایک کالم شائع ہوا ہے۔ کالم میں لکھا ہوا تھا، غفار خان جب انڈیا گیا تو بھارت نے اس کو اس وقت 90 لاکھ روپے دیے تھے یہ روپے اس نے پاکستان لانے سے انکار کر دیا تھا اور کسی دوسرے ملک میں رکھوا دیے تھے۔ غفار خان نے وصیت کی تھی مرنے کے بعد اس کو پاکستان میں نہیں بلکہ جلال آباد افغانستان دفن کرنا۔ بھارت کی طرف سے راجیو گاندھی نے غفار خان کے جنازے میں شرکت کی تھی۔

میاں صاحب کی کالا باغ روانگی

5 دسمبر 2004ء: فجر کی نماز کے بعد میاں صاحب ڈھوک شیر ربانی (چکوال) روانہ ہو گئے، صاحبزادہ میاں عدیل احمد اور قادر بھائی گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے، زیادہ افراد ہونے کی وجہ سے میاں جلیل احمد صاحب کی گاڑی کو بھی ساتھ لے لیا جس کو شفیع ڈرائیور چلا رہا تھا، عطاء اللہ اور ایک خادم اس گاڑی میں تھے، للہ انٹرچینج پر میاں عدیل صاحب کو شفیع ڈرائیور کے ہمراہ ان کے ننھیال بھیج دیا اور ساتھ تحفہ میں چاولوں کی ایک عدد بوری بھی دی، خود میاں صاحب کلر کہار بادشاہوں کے دربار پر حاضری کے لیے تشریف لے گئے، تقریباً پونے گھنٹے بعد میاں عدیل احمد صاحب بھی ادھر تشریف لے آئے، دوپہر بارہ بجے ڈھوک شیر ربانی پہنچ

Marfat.com

گئے۔ایک گھنٹہ آرام کرنے کے بعد میاں صاحب ڈھوک شیر ربانی سے روانہ ہوئے، چکوال موڑ پر میاں عدیل احمد کو اتارا اور خود رات دس بجے کے قریب میانوالی تشریف لے گئے۔ میانوالی میں فیصل ہوٹل کمرہ نمبر 13 میں قیام کیا، رات کا کافی حصہ میاں صاحب نے جاگ کر گزارا، صبح فجر کی نماز اور ناشتہ کرنے کے بعد احمد آباد میں مولانا عبدالستار خان نیازی (تاریخ وفات 5 اپریل 2002ء) کے مزار پر تشریف لے گئے، ان کے مزار کا سنگ بنیاد مولانا شاہ احمد نورانی نے رکھا تھا، فاتحہ خوانی کے بعد میاں صاحب کالا باغ روانہ ہو گئے، پہاڑی علاقہ ہونے کی وجہ سے سفر بڑا ہی کٹھن اور دشوار گزار تھا۔ دریائے سندھ پر لوہے کے جال کا بہت بڑا پل تھا جس کا فرش لکڑی کے بہت موٹے موٹے بلاک رکھ کر بنایا گیا تھا، گاڑی نے بڑی مشکل سے پل عبور کیا نیچے دریا کے پانی کی رفتار کو دیکھ کر خوف محسوس ہوتا تھا، کالا باغ شہر میں تھوڑی دیر رکے، چائے پی، جامع مسجد فیضان مدینہ زیر تعمیر تھی اس میں چندہ ڈالا اور ڈیرہ اسماعیل کی طرف روانہ ہو گئے۔ ڈیرہ اسماعیل سے ساٹھ کلومیٹر پہلے "پیرزو" کے مقام پر بنگش وزیرستان ہوٹل سے کھانا تناول کیا۔ میاں صاحب نے خود دال ماش اور سبزی کے سالن سے روٹی کھائی۔ ڈیرہ اسماعیل سے پہلے ایک سڑک صوبہ ٹانک کو جاتی تھی، میاں صاحب نے ٹانک جانے کا ارادہ کیا اس علاقے کو ہر طرف سے پہاڑوں نے گھیر رکھا تھا، سڑک کہیں سے ٹوٹی اور کہیں سے بہتر تھی، زمین زیادہ تر ریتلی تھی، ٹانک میں پندرہ سے بیس منٹ صوفی رشید سے ملاقات کرنے کے بعد ڈیرہ اسماعیل خان روانہ ہو گئے، ڈیرہ اسماعیل سے ڈیرہ غازی خان، بھکر براستہ حیدر آباد، جھنگ اور پھر رات ساڑھے آٹھ بجے تقریباً گیارہ سو کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد میاں جلیل احمد کے دفتر فیصل آباد آ گئے، نماز اور کھانے کے بعد میاں صاحب آرام کرنے لیٹ گئے۔

میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت کا واقعہ سنایا

7 دسمبر 2004ء: صبح فجر کی نماز اور ناشتہ کرنے کے بعد میاں صاحب واپس شرقپور شریف آ گئے۔ اگلے روز زینت لیبارٹری سے آپ کے بلڈ اور پیشاب کے ٹیسٹ کروائے۔ عصر کے بعد پروفیسر منور صاحب کے گھر تشریف لے آئے، دوران گفتگو پروفیسر صاحب فرمانے لگے میں جب بھی ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کی خدمت اقدس میں حاضر

Marfat.com

ہوتا، ثانی صاحب ہمیشہ میاں جمیل احمد صاحب کا ہی نام لیتے، وہ مجھے ان کا لکھا ہوا مضمون دکھاتے اور اکثر میاں جمیل احمد صاحب کا ہی ذکر کرتے۔ اس دوران میاں صاحب نے بھی اعلیٰ حضرت کے حوالے سے ایک واقعہ سنایا، کہ جلیانہ کے احمد حیات کا تعلق اعلیٰ حضرت سرکار سے تھا وہ اعلیٰ حضرت کا بہت معتقد تھا، ایک دفعہ اس کا بیٹا محمود حیات انگریزی لباس میں اعلیٰ حضرت کو مل کر آیا، پتہ چلنے پر محمد حیات نے اپنے بیٹے محمود حیات کی بہت جھاڑ جھپٹ کی اور اس کو اسلامی طرز کا لباس سلوا کر دیا، کچھ عرصہ بعد محمود حیات اپنے دوست دین محمد کے ہمراہ شرقپور شریف اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، اس دفعہ اپنے والد کے ڈر کی وجہ سے محمود حیات اسلامی لباس پہن کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، جب کہ اس کے دوست نے انگریزی لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے محمود حیات کے دوست سے پوچھا تمھارا نام کیا ہے، اس نے کہا دین محمد۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا، نام دین محمد اور لباس تم نے انگریزی پہن رکھا ہے، محمود حیات کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس طرح کا لباس پہنا کرو جس طرح اس چوہدری کے بیٹے نے پہن رکھا ہے چاہے اس نے زبردستی ہی پہنا ہوا ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا چوہدری محمود حیات اپنے آخری وقت میں اس واقعہ کو یاد کر کے بہت روتا تھا۔

میاں صاحب کی رپورٹس بہتر نہ تھیں

9 دسمبر بروز جمعرات 2004ء: زینت لیبارٹری سے میاں صاحب کی رپورٹ لے کر ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کے پاس پنجاب کارڈیالوجی سنٹر چلے گئے، ڈاکٹر صاحب میاں صاحب کی رپورٹس دیکھ کر پریشان ہوئے اور پوچھا میاں صاحب آجکل ادوایات میں کیا استعمال کر رہے ہیں، چندروز قبل ذوالقرنین صاحب کے ہمراہ ہارٹ سنٹر میں میاں صاحب کا چیک ہوا انہوں نے میاں صاحب کی ادویات میں کچھ اضافہ اور تبدیلی کی جس کی وجہ سے میاں صاحب کی رپورٹس صحیح نہ تھیں، بہرحال ڈاکٹر محسن صاحب نے ہارٹ سنٹر کی تمام ادویات بند کر دیں اور ہر ماہ باقاعدگی سے چیک کرانے کو کہا۔ ڈاکٹر صاحب کو چیک کرانے کے بعد میاں صاحب اردو بازار میں شفیق صاحب (لاثانی بک پیلس) کے پاس آئے قرآن پاک کے پانچ عدد نسخے لیے، غلام رسول کے ساتھ شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ میں ''جہان شیر ربانی'' کی تیاری کے سلسلہ میں سید

Marfat.com

جمیل احمد رضوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا، انہوں نے اس حوالہ سے ایک خاکہ تیار کیا اس کو کمپوز کرانے کے بعد ملک بھر کے پروفیسرز، دانشوروں اور کالم نگاروں کو ارسال کرنا تھا۔

لطائف المدینہ کا انگریزی ترجمہ

14 دسمبر 2004: یہ میٹنگ ''لطائف المدینہ'' کے ''تعارف'' کے انگریزی ترجمہ کے سلسلے میں پروفیسر محمد منور صاحب کی قیام گاہ بالمقابل مانیکا ہاؤس گلبرگ III میں بوقت عشاء منعقد ہوئی۔اس میں تصوف کی بعض اصطلاحات کے انگریزی ترجمہ میں پیش آمدہ مشکلات کے حل کیلئے غور کیا گیا۔مجددی صاحب نے ایسے الفاظ کی ایک الگ فہرست بنانے کی پیش کش کی تا کہ ان پر غور کیا جا سکے۔

پروفیسر منور صاحب کا محتاط انداز

15 دسمبر بروز بدھ 2004: میاں صاحب پروفیسر اقبال مجددی صاحب اور محمد عالم مختار حق صاحب کو پروفیسر منور صاحب کے گھر لے گئے۔پروفیسر منور صاحب لطائف المدینہ کتاب کو سمجھنا چاہتے تھے ان کا خیال تھا انگریزی میں ترجمہ کرتے وقت ایسے الفاظ استعمال نہ کر جاؤں جس کا اصل متن کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو، لہٰذا اس سلسلہ میں پروفیسر اقبال مجددی اور محمد عالم مختار حق صاحب کی ملاقات کرائی گئی۔پروفیسر اقبال مجددی اور محمد عالم مختار حق صاحب نے پروفیسر منور صاحب کو اس کتاب کے بارے میں بڑی تفصیل سے آگاہ کیا۔

جلیانہ کی سیر

16 دسمبر بروز جمعرات 2004ء: رات میاں صاحب نے شیخ ذوالقرنین صاحب کے گھر ہی قیام کیا صبح فجر کی نماز کے بعد شیخ ذوالقرنین صاحب کے ہمراہ جلیانہ چلے گئے، یہاں زائرین کی ایک کثیر تعداد سے ملنے کے بعد آپ شرقپور شریف آ گئے، واپسی پر میاں صاحب نے شیخ ذوالقرنین اور صوبیدار فضل کریم (اکاؤنٹنٹ حرفاان ہوٹل) کو جلیانہ کے گردونواح کی سیر کرائی۔

Marfat.com

عرس شریف کے اخباروں میں اشتہارات

17 دسمبر بروز جمعۃ المبارک 2004ء: صبح فجر کی نماز کے بعد میاں صاحب حرفاان ہوٹل آ گئے، حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری کے عرس پر مختلف اخباروں میں میاں نواز صاحب کی معرفت اشتہارات لگائے گئے، میاں صاحب نے ان کو بلوا کر مبلغ -/20500 روپے کی رقم ادا کی، ان کے جانے کے بعد پروفیسر بشیر احمد صدیقی اور محمد اکرم کے بھائی محمد نثار صاحب سے ملاقات کی۔

میاں صاحب گر گئے

19 دسمبر بروز اتوار 2004ء: رات میاں صاحب نے حرفاان ہوٹل ہی قیام کیا، تقریباً دو بجے رات مجھے اٹھایا اور فرمایا میں واش روم جاتے ہوئے گر گیا ہوں میری کمر میں درد ہے، میں نے کمر دیکھی تو کوئی بیرونی چوٹ نہ تھی، صبح ڈاکٹر محسن صاحب کو چیک کرایا تو انہوں نے (Deep Heat) کریم اور گرم پانی والا مشکیزہ کمر کے نیچے چند روز رکھنے کو فرمایا۔ تقریباً بارہ بجے دوپہر جلیانہ سے ملک ریاض اور ملک نواز، لاہور سے ڈاکٹر بشیر صدیقی، ان کے بھائی نذیر صدیقی، حاجی اکرم (لندن) نثار صاحب، راجہ وقار، حاجی اسلم (اعظم مارکیٹ) ان کا بیٹا محبوب اور ملک محمد افضل (اسسٹنٹ ڈائریکٹر نیب) ملنے کے لئے آئے، عصر کی نماز کے بعد امام علی کے ہمراہ پروفیسر منور صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ اگلے روز میاں صاحب سہ پہر تین بجے فتح گڑھ تشریف لائے، چھپوائی کے معاملے میں چند ایک ہدایات دینے کے بعد فوراً واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔

ملک زاہد صاحب کے ساتھ لاہور کا سفر

22 دسمبر 2004ء: میاں صاحب ملک زاہد صاحب کے ہمراہ اقبال ٹاؤن اپنی بھتیجی کے گھر تشریف لے گئے، وہ اس دفعہ حج پر جا رہی تھیں۔ میاں صاحب نے ان کو اڑھائی ہزار روپے کے دو عدد ہار ڈالے، اس کے بعد آپ الفیصل ٹاؤن میاں محمود صاحب کے گھر تشریف

Marfat.com

لے گئے وہ بھی اس دفعہ حج پر جا رہے تھے ان کو بھی اڑھائی ہزار روپے کا ہار ڈالا، گلشن راوی ملک زاہد صاحب کو ان کی رہائش گاہ پر چھوڑنے کے بعد میاں صاحب حاجی اسلم صاحب کے گھر چند منٹ رکنے کے بعد حرفاان ہوٹل تشریف لے آئے، امام علی میاں صاحب کے انتظار میں حرفاان ہوٹل ہی تھا۔

سفر شام

23 دسمبر 2004ء: حاجی محمد ارشد صاحب، عامر صاحب (پشاور) اور رنگ الٰہی صاحب (اسلام آباد) صبح سات بجے سبزی منڈی راجہ رفیق صاحب کی 19 نمبر آڑھت پر میاں صاحب سے ملاقات کے لئے تشریف لائے، وہ چند روز قبل عمرہ کے سلسلہ میں سعودیہ اور شام گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے میاں صاحب کی خدمت میں صحابہ کرام کے مزارات کی تصاویر پیش کیں، میاں صاحب نے انہیں ان تصاویر کے پیچھے کیپشن لکھنے کو فرمایا، تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی اور قاضی ظہور احمد اختر بھی آ گئے۔ کتابوں کے تیاری کے سلسلہ میں وہ کافی دیر میاں صاحب سے محو گفتگو رہے۔ مغرب کی نماز کے بعد آپ ڈاکٹر محسن کو لے کر جلیانہ روڑی چلے گئے ڈاکٹر صاحب کو بحریہ ٹاؤن اور گردونواح کی سیر کرائی، کھانا کھانے کے بعد ڈاکٹر محسن صاحب واپس تشریف لے گئے، رات آپ نے روڑی پر ملک امین صاحب کے گھر ہی قیام کیا۔

24 دسمبر 2004ء: راجہ رفیق کی آڑھت پر صبح ڈاکٹر بشیر صدیقی، قاضی ظہور احمد اختر، ماسٹر احمد علی، ڈاکٹر خالد، ظریف خان، ملک بلو، حاجی اسلم اور ان کا بیٹا محبوب ملاقات کے لئے آئے، گیارہ بجے آپ شرقپور شریف کے لئے روانہ ہو گئے۔

مسجد حضرت خواجہ محمد زمانؒ کی توسیع

25 دسمبر 2004ء: جلیانہ روڑی میں مسجد حضرت خواجہ محمد زمانؒ کی توسیع کر رہے تھے میاں صاحب نے اس سلسلہ میں انتظامیہ کو مبلغ -/25000 روپے دیے۔ مغرب کی نماز کے بعد کراچی سے حاجی الیاس صاحب کے بیٹے شعیب بھائی اور عمران صاحب تشریف لائے میاں صاحب نے حرفاان ہوٹل میں ان کو اور محمد افضل (اسسٹنٹ ڈائریکٹر نیب) کو اکٹھے کھانا کھلایا،

Marfat.com

کھانے کے بعد شعیب بھائی اسٹیشن پر کیپٹل ہوٹل کمرہ نمبر 216 میں تشریف لے گئے۔

میاں صاحب کا لندن جانے کا پروگرام

26 دسمبر بروز اتوار 2004: محمد ارشاد (علاقہ نواب صاحب) کو میاں صاحب نے کیپٹل ہوٹل بھیج دیا جہاں سے شعیب بھائی کو لے کر حرفاان ہوٹل آ گیا، ناشتہ کرنے کے بعد میاں صاحب شعیب صاحب، عمران صاحب، عبدالستار خانانی اینڈ کالیا ان کے دونوں بھائیوں کو بحریہ ٹاؤن دکھانے کے لئے لے گئے۔ اس وقت آپ نے پھر مسجد کے لئے کچھ رقم دی (وہ میں نوٹ نہ کرسکا)۔ مسجد کی توسیع کے سلسلہ میں بابا محمد حسین نے ایک کنال کا پلاٹ دیا تھا، میاں صاحب شام کو حرفاان ہوٹل آئے، جہاں ڈاکٹر خالد، عامر لطیف، رانا ندیم شہزاد، امام علی، ذوالفقار علی اور رفیق شاہد پہلے سے انتظار میں تھے۔ میاں صاحب نے ان کو چائے پلانے کے بعد اجازت دے دی، رات آپ نے ادھر ہی قیام کیا، صبح چار بجے سے پہلے مجھے اٹھایا اور تہجد کے نفل پڑھنے کو فرمایا، نماز سے فارغ ہونے کے بعد میاں صاحب نے فرمایا ہوسکتا ہے سردیوں میں اس دفعہ میں لندن جاؤں، میں نے عرض کیا اگر میں اپنی ٹکٹ کا بندوبست کرلوں تو آپ کے ساتھ جاسکتا ہوں آپ نے فرمایا تمہیں ایئر پورٹ سے باہر کون جانے دے گا، میں نے عرض کیا اگر ایئر پورٹ پر ڈی پورٹ ہو جاؤں تو واپس آ جاؤں گا، میاں صاحب نے فرمایا اگر عبداللہ کمانی تمہیں سپانسر کرے تو تم جاسکتے ہو۔

عبدالوحید اور جاوید باجوہ سے تعزیت

28 دسمبر 2004ء: صبح ساڑھے چھ بجے جناب نذیر حق صاحب (ایڈیٹر روزنامہ پاکستان) سے حرفاان ہوٹل میں ملاقات ہوئی۔ انہوں نے میاں صاحب کی خدمت میں اتوار کا سنڈے میگزین ''زندگی'' پیش کیا اس میں ''فہرست ذخیرہ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری'' پر تبصرہ شائع ہوا تھا۔ میاں صاحب نے انہیں ''تذکرہ نگویہ'' اور فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی پہلی جلد دی۔ چائے پینے کے بعد میاں صاحب تعزیت کے لیے نذیر حق صاحب کے ساتھ جناب محمد وحید صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ چند دن پہلے ان

Marfat.com

کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ فیصل آباد میں جاوید باجوہ صاحب کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا میاں صاحب گیارہ بجے فیصل آباد ان سے تعزیت کے لیے روانہ ہو گئے۔

ڈھوک شیر ربانی آنے کا حکم

29 دسمبر بروز بدھ 2004ء: صبح پونے پانچ بجے میاں صاحب کا صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب کے دفتر فیصل آباد سے فون آیا کہ تم فارغ ہو کر ڈھوک شیر ربانی آ جاؤ، آنے سے پہلے، عبدالستار (میمن) محمد رفیق شاہد، امام علی، اشفاق پٹواری، محمد منشاء اور حاجی محمد حیات میں سے جو آسانی سے آ سکے وہ ڈھوک شیر ربانی پہنچ جائے، سوائے محمد رفیق شاہد کے کوئی بھی تیار نہ ہوا۔ ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد تقریباً اڑھائی بجے ہم لاہور سے چکوال کی طرف روانہ ہوئے۔ رات دس بجے ہم ڈھوک شیر ربانی پہنچ گئے، کھانا کھایا اور میاں صاحب کے کمرہ میں ہی آرام کے لیے لیٹ گیا، ساری رات میاں صاحب جاگتے ہی رہے۔ جب بھی میری آنکھ کھلتی میاں صاحب مطالعہ میں ہی مصروف ہوتے۔ صبح ناشتے کے بعد آپ نے بشیر صاحب (مقیم ڈھوک شیر ربانی) محمد رفیق، حسن ڈرائیور اور مجھے چکوال سبزی منڈی کچھ سامان خریدنے کے لیے بھیج دیا، سدووال سے ڈھوک شیر ربانی تک سڑک کی تعمیر کا کام شروع تھا اس سلسلہ میں میاں صاحب نے تعمیر میں حصہ لینے والے تمام افسروں اور مزدوروں کی دعوت کر رکھی تھی۔ ظہر کی نماز سے قبل ہی تمام عملہ کھانا کھا کر رخصت ہو گیا، حسن کو میاں صاحب نے میاں جلیل احمد کے دفتر روانہ کر دیا، تین بجے مجھے اور رفیق کو لاہور بھیج دیا اور فرمایا کلر کہار پر حضرت غوث پاک کے پوتوں کے مزار پر ہوتے جانا، رات ساڑھے دس بجے ہم لاہور آ گئے۔

نمک کی کان کی سیر

یکم جنوری 2005ء: سارا دن لاہور میں شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری میں مصروف رہا رات ساڑھے گیارہ بجے امام علی اور محمود سعید (فتح گڑھ) کو ساتھ لے کر ڈھوک شیر ربانی روانہ ہو گیا، ساڑھے بارہ بجے رات کوسٹر چکوال کے لیے روانہ ہوئی اور صبح ساڑھے چار بجے ہم تینوں چکوال سے چند کلومیٹر پہلے سدووال موڑ پر اتر گئے' پیدل ڈھوک شیر ربانی کی طرف روانہ ہو گئے

Marfat.com

ساڑھے پانچ بجے فجر کی نماز ہم نے میاں صاحب کے ساتھ ادا کی، ڈھوک شیر ربانی کے مقامی لوگ بڑے حیران تھے کہ ہم بغیر سواری اس وقت کیسے پہنچ گئے۔ شرقپور شریف کے ملک صفدر علی، حاجی اللہ دتہ، شیخوپورہ کے مولوی کرامت علی صاحب، عبدالستار صاحب اور ان کا بھائی محمد شعیب، حاجی محمد حیات، بابا ظفر باورچی، عطاء اللہ پہلے سے موجود تھے، ناشتہ کے بعد قبلہ میاں صاحب نے فیصل آباد سے صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری سے ہنڈا گاڑی منگوائی جس کو ارشد گن مین اور طارق لے کر تقریباً دس بجے صبح میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے، سب سے آگے میاں صاحب کی گاڑی سپورٹیج جس کو حسن چلا رہا تھا اس گاڑی میں حاجی اللہ دتہ صاحب، عبدالستار صاحب، محمد شعیب صاحب اور مولوی کرامت صاحب تھے، میاں صاحب کی گاڑی کے پیچھے جس کو یہ خادم چلا رہا تھا اس میں ملک صفدر صاحب، طارق، امام علی، محمود سعید اور ماسٹر عظمت بیٹھے تھے، تیسری گاڑی ارشد گن مین چلا رہا تھا، سب سے پہلے کلر کہار پر موجود بادشاہوں کے مزار اقدس پر حاضری دی، تخت بابری اور چشمہ کی بھی سیر کی، کلر کہار سے براستہ مینارا، بوچھال اور للہ شریف سے ہوتے ہوئے پیر کھارا شریف حاضری دی، لنگر شریف کھایا اور کھیوڑہ نمک کی کان کی طرف روانہ ہو گئے، راستے میں ٹوبہ کے مقام پر ایک سادہ سی مسجد میں نماز ظہر ادا کی۔ احمد شہزاد نامی لڑکے نے بارشی پانی کے ساتھ ہم سب کو وضو کرایا میاں صاحب نے احمد شہزاد کو کچھ تبرک بھی دیا، احمد شہزاد بکریاں چرا کر اپنی گذر بسر کرتا تھا۔ کھیوڑہ مائن پر پہنچ کر -/785 روپے کی ٹکٹ خریدی اور ٹرین پر بیٹھ کر کھیوڑہ مائن کی سیر کی، محمد اکرام گائیڈ نے تمام افراد کو مائن کے متعلق معلومات فراہم کیں جس کو بعد میں بابا حیات نے انعام کے طور پر -/65 روپے دیے، محمد اکرام عرصہ بیس سال سے مائن پر گائیڈ کے طور سے کام کر رہا تھا۔ مائن کے باہر نماز عصر ادا کی جماعت بابا حیات نے کرائی۔ کھیوڑہ سے حسن ڈرائیور مولوی کرامت، ملک صفدر، امام علی، ماسٹر عظمت اور محمود سعید کو لے کر لاہور کے لیے روانہ ہو گیا، عبدالستار اور شعیب بھی لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔ میاں صاحب واپس چکوال کے لیے روانہ ہوئے کلر کہار سے رات کا کھانا کھایا ڈھوک شیر ربانی پہنچ کر عشاء کی نماز ادا کی اور آرام کے لیے لیٹ گئے۔ آجکل آپ عشاء کی نماز کے بعد آرام کے لیے لیٹ جاتے، رات ایک دو بجے کے قریب دوبارہ اٹھ جاتے اور اکثر کسی نہ کسی کتاب کے مطالعہ میں مصروف رہتے۔

Marfat.com

ڈاکٹر شیر زمان صاحب کو ڈائجسٹ کا پروف دکھایا

3 جنوری 2005ء: کو مجھے میاں صاحب نے شیر ربانی ڈائجسٹ کا پروف دکھانے کے لیے ڈاکٹر شیر زمان صاحب کے پاس اسلام آباد بھیج دیا، حاجی محمد حیات اور حاجی اللہ دتہ صاحب مرید حسین شہید کے مزار اقدس پر حاضری کے لیے چلے گئے۔ سہ پہر تین بجے میں محمد بشیر صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر شیر زمان صاحب سے ملاقات کے لیے ان کے گھر پہنچ گیا، تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ میاں صاحب کی طرف سے چند ایک تحائف اور سلام پیش کیا، انہوں نے شکریہ ادا کیا اور اسلام کی اشاعت و ترویج کے حوالے سے میاں صاحب کی بے حد تعریف کی۔ میں نے ان کو شیر ربانی ڈائجسٹ کا پروف دکھایا کافی دیر مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے ڈائجسٹ کے معیار کو بہتر کرنے کے لیے اپنی قیمتی آراء پیش کیں۔ میں نے عرض کیا میاں صاحب اس انگریزی ڈائجسٹ میں تمام بزرگان دین پر مضامین شائع کرنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی ہر لحاظ سے اپنی خدمات پیش کرنے کا وعدہ فرمایا۔ عصر کی نماز کے بعد میں ڈھوک شیر ربانی روانہ ہو گیا۔ محمد بشیر کو قبلہ میاں صاحب سے بڑی عقیدت تھی راولپنڈی میں شیر ربانی جوس کارنر کا کاروبار کرتے ہیں۔ رات آٹھ بجے میں سدووال پہنچ گیا، میاں صاحب نے عطاء اللہ اور محمد جمیل (شبیر طالب علم کا بھائی، ڈھوک شیر ربانی) کو سدووال اڈہ پر بھیج دیا۔ میں ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر میاں صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ ڈاکٹر صاحب کی طرف سے سلام اور ڈائجسٹ کے متعلق ان کی قیمتی آراء پیش کیں۔ لنگر شریف کھانے اور نماز پڑھنے کے بعد میں میاں صاحب کے کمرہ میں ہی آرام کے لیے لیٹ گیا۔

جنرل مجید کے فارم کی سیر

4 جنوری 2005ء: فجر کی نماز کے بعد آپ نے پھل کی دو عدد پیٹیاں تیار کروائیں ایک عدد پیٹی صاحبزادہ مقصود الرسول للٰہی اور دوسری پیٹی صاحبزادہ نعیم الرسول للٰہی کی طرف بھیجنے کے لیے سدووال کے حافظ محمد اکبر، حسن ڈرائیور اور عطاء اللہ کے سپرد کیں۔ ظہر کی نماز کے بعد آپ رتہ شریف چلے گئے یہاں بزرگوں کے مزارات کی زیارت کے بعد آپ جنرل مجید کے فارم

Marfat.com

پر تشریف لے گئے، بڑا وسیع فارم تھا جس میں گائے بھینسوں کی بڑی کثیر تعداد موجود تھی چند لمحے رکنے کے بعد آپ کلر کہار سے ہوتے ہوئے چواسیدن شاہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ چواسیدن شاہ روڈ پر میجر شاہ نواز شہید کے مزار پر رکے فاتحہ خوانی کی مزار سے کچھ فاصلے پر ایک چھوٹی سی مسجد جو محمدی مسجد کے نام سے منسوب تھی میں ظہر کی نماز ادا کی، جماعت حافظ محمد اکبر نے پڑھائی، چواسیدن شاہ روڈ کا منظر بہت دلکش تھا کہیں چھوٹے اور کہیں بڑے پہاڑ تھے پہاڑوں پر قدیم تہذیبوں کے آثار بڑے واضح نظر آتے تھے۔ بچے بڑے زیادہ تر پیدل چلتے نظر آئے جس کی وجہ یہاں کے لوگ صحت مند تھے۔ چواسیدن شاہ کا علاقہ بڑا بارونق تھا مزار شریف پر بھی بہت رش تھا۔ تمام حضرات نے مزار شریف پر سلام کیا نماز عصر ادا کی اور واپس کلر کہار روانہ ہو گئے، ہمارے کلر کہار پہنچنے سے پہلے لاہور سے مشتاق عرف بلا (جلیانہ) کی گاڑی پر اشفاق پٹواری اور حبیب اللہ کلر کہار سٹاپ پر پہنچ کر ہمارا انتظار کر رہے تھے۔ میاں صاحب نے ان کو بھی ساتھ لیا اور ڈھوک شیر ربانی کی طرف روانہ ہو گئے، رات تقریباً آٹھ بجے میاں صاحب ڈھوک شیر ربانی پہنچ گئے، جہاں محمد ارشاد (علاقہ نواب صاحب رائے ونڈ روڈ) بابا برکت (جلیانہ) اور محمد طارق (پی اے میاں جلیل احمد شرقپوری) بھی پہنچ چکے تھے۔ تمام حضرات کی میاں صاحب نے پھل (مسمی اور کیلا) کے ساتھ تواضع کی بعد میں لنگر شریف کھلایا، میاں صاحب نے عشاء کی نماز ادا کی اور آرام کے لیے لیٹ گئے۔

سردھی کی سیر

5 جنوری 2005ء: ناشتہ کرنے کے بعد چار گاڑیوں پر مشتمل میاں صاحب کا یہ قافلہ سردھی کی طرف روانہ ہو گیا پہاڑوں کے درمیان بل کھاتی سڑکیں بڑا خوبصورت منظر پیش کر رہی تھیں۔ سردھی میں پہاڑی کی چوٹی پر صاحبزادہ مطلوب الرسول صاحب کی رہائش گاہ ہے یہاں کچھ دیر رکے چائے بسکٹ وغیرہ نوش کیے اور واپس کلر کہار کی طرف روانہ ہو گئے، دربار شریف پر گوبھی اور گاجر آلو کے سالن کے ساتھ لنگر شریف کھایا، صوبیدار فضل کریم صاحب اپنے دو بیٹوں اور دو بھائیوں سمیت کلر کہار تشریف لا رہے تھے للہ انٹر چینج کے قریب ان کی گاڑی خراب ہو گئی، موٹروے پولیس نے کرین کے ذریعے ان کی گاڑی کلر کہار انٹر چینج سے باہر پہنچا دی، تمام قافلہ

Marfat.com

کھیوڑہ روانہ ہوگیا۔اشفاق پٹواری، بابا برکت، حبیب اللہ (جلیانہ)، مشتاق عرف بلا، محمد عمران (وڈیو میکر)، حافظ محمد اکبر اور یہ خادم کھیوڑہ نمک کی کان کی سیر کے لیے چلے گئے باقی افراد میاں صاحب کے ہمراہ باہر ہی ٹھہر گئے۔مغرب کی نماز کے قریب کھیوڑہ کان سے باہر آئے موٹروے پر نماز مغرب ادا کی سرگودھا روڈ پر واقع جھال چکیاں ہوٹل سے رات کا کھانا کھایا (اس ہوٹل کی چنے کی دال بہت مشہور ہے جو دیسی گھی میں تیار کی جاتی ہے، دور دور سے لوگ یہاں کی دال کھانے آتے ہیں) اور پھر بشیر صاحب کے گھر آگئے، آپ نے واپسی پر غسل فرمایا نماز عشاء ادا کی اور آرام کے لیے لیٹ گئے۔میں بھی آپ کے کمرہ میں ہی سو گیا، صبح چار بجے آپ نے مجھے نفل پڑھنے اور بعد میں بازار سے ناشتہ لانے کو فرمایا۔تھوڑی دیر بعد فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد میں اشفاق پٹواری کو ساتھ لے کر ناشتہ لینے چلا گیا تمام حضرات نے انڈوں اور پراٹھوں کا ناشتہ کیا، تقریباً نو بجے صبح میاں صاحب سرگودھا بشیر صاحب کے گھر سے روانہ ہو گئے، تقریباً ایک بجے دوپہر بیر بل شریف جناب خالد سیف اللہ صاحب کے پاس تشریف لے گئے۔پہلے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب کے خلیفہ حضرت عمر بیر بلویؒ کے مزار اقدس پر حاضری دی، خالد سیف اللہ نے قبلہ میاں صاحب کا بڑی گرم جوشی سے استقبال اور بڑے اعلیٰ لنگر شریف کا اہتمام کیا۔کچھ دیر رکنے کے بعد میاں صاحب خالد سیف اللہ کو ساتھ لے کر حضرت معروف قادریؒ کے مزار اور کلر کہار میں حضرت بادشاہوں کے دربار شریف پر حاضری کے لیے چلے گئے۔خالد سیف اللہ صاحب وہاں سے اسلام آباد کی طرف روانہ ہو گئے میاں صاحب اپنے قافلے کو لے کر جوہر آباد بابا طاہر شاہ کے ڈیرے پر چلے گئے۔عصر کی نماز کے بعد آپ لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔عشاء کے بعد آپ جلیانہ پہنچ گئے۔رات آپ نے بابا حیات صاحب کے بھائی چوہدری امین کے گھر پر ہی قیام کیا، صبح ناشتے کے بعد آپ جلیانہ میں اپنے ڈیرے پر چلے گئے وہاں کافی لوگ آپ کی زیارت کو آئے ہوئے تھے۔لوگوں سے ملنے کے بعد حبیب اللہ کے گھر تشریف لے گئے۔حبیب اللہ نے لنگر شریف کا بڑا وسیع انتظام کیا ہوا تھا، وہاں سے بابا برکت اور پھر رشید صاحب کے گھر سے ہوتے ہوئے شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔تقریباً دو بجے دوپہر ماسٹر عظمت کے ہمراہ جمعہ کی نماز کے لیے پنڈال تشریف لے آئے۔نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ کنوئیں پر تشریف لے گئے۔مغرب سے کچھ دیر پہلے واپس آستانہ تشریف لے آئے نماز مغرب ادا کی اور گھر تشریف لے

Marfat.com

گئے۔ عشاء کی نماز کے وقت آپ پھر باہر آئے جماعت اس خادم نے کرائی رات دس بجے کے قریب آپ آرام کے لیے لیٹ گئے۔

ڈاکٹر عبدالمجید سے دانت بنوائے

08 جنوری 2005ء: صبح فجر کی نماز کے بعد آپ نے قادری بھائی (کراچی)، حاجی اللہ دتہ (شرقپور شریف)، دین محمد (گیمبر) اور اس خادم کو ناشتہ کرایا دوپہر ایک بجے تک شرقپور شریف میں ہی میاں صاحب کی تمام فائلوں کو ترتیب دیا، اور پھر لاہور پانی والے تالاب میں ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کے پاس دانتوں کو چیک کرانے چلے گئے۔ چند روز قبل میاں صاحب کا ایک اور دانت ہل رہا تھا جس کو ڈاکٹر صاحب نے نکال دیا تھا اس کی جگہ مصنوعی دانت لگانا تھا۔ میاں صاحب کی نیچے والی داڑھوں میں تین دانت مصنوعی تھے دائیں طرف سے دو اور بائیں طرف سے ایک دائیں طرف سے ایک اور دانت نکال دیا گیا تھا جو کافی دیر سے ہل بھی رہا تھا اس لیے ڈاکٹر صاحب نے دائیں طرف والے مصنوعی دانتوں کے ساتھ ایک اور دانت ایڈجسٹ کر دیا تھا چیک اپ کے بعد ڈاکٹر صاحب نے بروز منگل دوبارہ چیک کرانے کو کہا۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کے پاس 19 نمبر آڑھت پر تشریف لے گئے جہاں سانده کا محمد ظریف اور کھڈیاں سے حاجی محمد رمضان، عبدالجبار ولد منصب علی اور میر حمزہ ولد بشارت علی پہلے سے موجود تھے۔ آپ نے ان سے کافی دیر محو گفتگو رہے، اپنی زندگی کے بارے میں چند ایک واقعات بھی سنائے ان کے جانے کے بعد محمد اختر کے بھائی حاجی محمد اسلم صاحب (فیصل آباد) تشریف لائے۔ مغرب کی نماز کے بعد آپ سبزی منڈی سے روانہ ہوئے محمد اسلم صاحب کو جیل روڈ پر اتارا انہیں شیر ربانی ڈائجسٹ میں اشتہار کے لیے بھی فرمایا خود شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

شفیع اوکاڑوی کے چھوٹے بیٹے کی شرقپور شریف آمد

10 جنوری 2005ء: 9 جنوری بروز اتوار کو جلیانہ لاہور تھوڑی دیر کے لیے گئے اور پھر واپس شرقپور شریف ہی سارا دن گذارا۔ آج بروز پیر جناب محمد شفیع اوکاڑوی کے چھوٹے بیٹے

Marfat.com

شرقپور شریف آئے۔ وہ آجکل مدینہ منورہ میں رہائش پذیر تھے کافی دیر میاں صاحب کے ساتھ محو گفتگو رہے، محمد اکرم صاحب (لندن) کے چھوٹے بھائی کے ہاتھ میاں صاحب نے 75 عدد شیر ربانی ڈائجسٹ لندن بھجوائے اور خود ساڑھے گیارہ بجے کے قریب لاہور پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ قاضی ظہور احمد اختر (پھلرون)، پروفیسر خالد بشیر، امام علی اور کاشف کامران بھی ہمراہ تھے، نقشبندی اولیاء کرام پر انگریزی میں مضامین کی تیاری کے سلسلہ میں پروفیسر خالد بشیر اور پروفیسر منور حسین صاحب کے درمیان کافی دیر علمی گفتگو ہوتی رہی، بعد میں پروفیسر منور حسین صاحب نے اعلیٰ حضرت سرکار اور میاں ثانی صاحب کے بارے چند ایک واقعات سنائے میاں صاحب کی پیجارو خراب تھی اس کو مرمت کرانے کے لیے جاوید مستری (نزد گنگارام ہسپتال) کے حوالے کر کے غلام رسول صاحب کی گاڑی پر شرقپور شریف واپس آ گئے۔

میاں صاحب کے دانتوں کی فلنگ

11 جنوری 2005ء: دانتوں کو چیک کرانے آپ صبح ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کے پاس روانہ ہو گئے، پروفیسر خالد بشیر صاحب بھی ہمراہ تھے، میاں صاحب کے کلینک پہنچنے سے پہلے حاجی محمد اسلم (اعظم مارکیٹ) ڈاکٹر صاحب کی دکان پر موجود تھے، آج ڈاکٹر عبدالمجید صاحب کلینک پر موجود نہ تھے ان کے بیٹے نے میاں صاحب کے دانتوں کی صفائی کی۔ میاں صاحب کا دانت ٹوٹ چکا تھا اس کی جڑ ابھی باقی تھی آج پھر ٹوٹے ہوئے دانت کی جگہ فلنگ نہ ہو سکی، ڈاکٹر صاحب نے پھر ایک ہفتے بعد آنے کو کہا، رات آپ نے سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کے پاس ہی گذاری اور صبح فجر کی اذان سے پہلے شرقپور شریف روانہ ہو گئے، فجر کی نماز آپ نے شرقپور شریف میں ہی ادا کی۔ چند ایک ضروری کام کرنے کے بعد آپ ساڑھے آٹھ بجے لاہور حاجی اسلم صاحب کے گھر برکت مارکیٹ آ گئے ناشتہ حاجی اسلم صاحب کے گھر سے ہی کیا، ساڑھے نو بجے آپ نے مجھے فتح گڑھ اتارا اور خود سبزی منڈی چلے گئے۔ دوپہر بارہ بجے میاں صاحب کے پاس آ گیا، تھوڑی دیر رکنے کے بعد آپ پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر آ گئے، کافی دیر حوزہ نقشبندیہ اور نقشبندی سلسلہ پر کتب کے بارے میں تبصرہ کرتے رہے۔ تین بجے پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں آ گئے، مغرب تک

Marfat.com

آپ پروفیسر صاحب کے گھر پر ہی رہے، مغرب کی نماز کے بعد آپ سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کے پاس آگئے۔ رفیق شاہد بھی تھوڑی دیر بعد سبزی منڈی آگیا۔ میں نے میاں صاحب سے عرض کیا رفیق کی شادی ہو رہی ہے دعا فرمائیں۔ آپ نے دعا بھی فرمائی اور اس کو مبلغ -/20000 روپے بھی دیے، صبح فجر کی نماز پڑھنے اور ناشتہ کرنے کے بعد آپ گوجرانوالہ میں حاجی محمد حنیف صاحب کے گھر آگئے۔

محمد افضل کی دعوت

14 جنوری 2005ء: محمد افضل نامی ایک سرکاری ملازم بھی حرفاان ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس نے میاں صاحب کو آج رات کے کھانے کی دعوت دی تھی، عصر کے قریب صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری اپنے ایک دوست کے ہمراہ جو یو۔ کے سے تشریف لائے تھے ان کے ساتھ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مغرب تک میاں صاحب کے پاس ہی رہے، مغرب کے بعد قبلہ میاں صاحب آغا خاں لیبارٹری نزد ریس کورس پارک اپنے ٹیسٹ کروانے کے لیے چلے گئے۔ عشاء کی نماز کے بعد میاں صاحب کے کمرہ میں ہی محمد افضل نے کھانے کا اہتمام کیا، کھانے کے بعد میاں صاحب نے تمام کا تمام کھانا افضل صاحب کے کمرہ میں ہی بھجوا دیا اور غلام رسول کو ہدایت کی کہ اس کا بل بھی میں خود ادا کروں گا۔ کھانے کے بعد جاوید باجوہ (فیصل آباد) کی طرف سے نئے سال کی ڈائری میاں صاحب کو وصول ہوئی، رات دس بجے تک میاں صاحب اور محمد افضل آپس میں محو گفتگو رہے۔

میاں صاحب کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ

15 جنوری 2005ء: فجر کی نماز کے بعد آپ جلیانہ تشریف لے گئے، جلیانہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ شرقپور شریف روانہ ہو گئے، میری طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے میں فتح گڑھ آگیا۔ آج رات گھر والے طارق بھائی کی شادی کے دن فائنل کرنے جا رہے تھے میری طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے میں گھر میں ہی رہا۔ رانا ندیم مجھے دوائی وغیرہ کھلا کر چلا گیا، دوائی کھانے کے بعد بڑی گہری نیند سو گیا، بلکہ فجر کی نماز کے بعد تھوڑا بہت ناشتہ کیا دوائی کھائی اور پھر

Marfat.com

ظہر کی نماز تک ہوش نہ رہا۔ظہر کے وقت میاں صاحب کا ٹیلی فون آیا طبیعت کے بارے میں پوچھا۔میں عرض کیا کہ ابھی بخار ہے، آپ نے فرمایا امام علی کو پروفیسر منور صاحب کے گھر بھیج دو تا کہ ڈائجسٹ کا کام چلتا رہے۔ میں نے میاں صاحب کے حکم کے مطابق امام علی کو پروفیسر صاحب کے گھر بھیج دیا۔مغرب کی نماز کے بعد عطاء اللہ ڈرائیور نے بتایا کہ میاں صاحب کی گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے، اچانک گاڑی کا ٹائر اور رم پھٹ جانے سے گاڑی دیوار میں جا لگی اس نے بتایا میاں صاحب خیریت سے ہیں مگر گاڑی کا اگلا حصہ تباہ ہو گیا ہے۔ میں نے میاں صاحب سے رابطہ کیا تو آپ نے فرمایا آج تو بزرگوں کے طفیل ہی بچ گئے ہیں ورنہ بچنے کی تو کوئی صورت نہ تھی۔ میں نے عرض کیا اب آپ کہاں ہیں آپ نے فرمایا میں سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کے پاس پہنچ چکا ہوں، میں نے رکشہ لیا اور میاں صاحب کے پاس پہنچ گیا، میاں صاحب کی خیریت دریافت کی آپ نے چائے پلائی اور پوچھا کیسے آئے ہو میں عرض کیا رکشے سے آیا ہوں آپ نے فرمایا سو روپے کرایہ دیا ہوگا۔ میں نے عرض کیا ہاں جی۔ میں نے واقعی سو روپے رکشے والے کو کرایہ دیا تھا۔

منبع انوار کا انگریزی ترجمہ

18 جنوری 2005ء: رات آپ نے سبزی منڈی میں ہی قیام کیا، صبح فجر کی نماز کے بعد شرقپور شریف روانہ ہو گئے مگر ساڑھے گیارہ بجے واپس شرقپور شریف سے لاہور پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے آئے۔ شیر ربانی ڈائجسٹ کے لیے ابھی تک کہیں سے کوئی فریش مضمون نہیں آیا تھا، اس لیے صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کی لکھی ہوئی منبع انوار کا انگریزی ترجمہ جو پروفیسر خالد بشیر صاحب نے کیا تھا اس کی تصحیح کے لیے پروفیسر منور صاحب کی خدمات حاصل کی جا رہی تھی۔

میاں صاحب کا بلڈ پریشر بڑھ گیا

19 جنوری 2005ء: میاں صاحب آج ڈاکٹر عبدالمجید صاحب سے اپنے دانتوں کی صفائی اور چیک اپ کے لیے چلے گئے میں امام علی کے ہمراہ نیشنل کالج آف آرٹس (NCA)

Marfat.com

چلا گیا، جہاں جاوید صدیقی صاحب شعبہ ڈیزائنگ کے ہیڈ تھے۔ میاں صاحب کے حکم کے مطابق ان سے سالانہ کیلنڈر کا ڈیزائن بنوارہا تھا، این سی اے سے فارغ ہو کر میں سبزی منڈی آگیا جہاں میاں صاحب پہلے سے موجود تھے، ظہر کی نماز کے بعد آپ آغا خاں لیبارٹری میں اپنے ٹیسٹ کی رپورٹس لینے چلے گئے، رپورٹس پنجاب کارڈیالوجی میں ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو دکھائی۔ ڈاکٹر صاحب نے رپورٹس تسلی بخش قرار دیں مگر میاں صاحب کا بلڈ پریشر بڑھا ہوا تھا جو اس وقت 170/80 تھا ڈاکٹر صاحب نے سیٹرن کمپنی کا BP آپریٹر خریدنے کو کہا۔ ڈاکٹر محسن نذیر صاحب سے فارغ ہونے کے بعد آپ جاوید صدیقی صاحب کے سٹوڈیو تشریف لے آئے یہاں سالانہ کیلنڈر کے بارے میں چند مشورے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد پروفیسر منور حسین صاحب بھی تشریف لے آئے جاوید صدیقی صاحب کا سٹوڈیو ان کے گھر کے قریب ہی تھا، جو انہوں نے بڑا اعلیٰ تیار کیا ہوا تھا، نماز مغرب ادھر ہی ادا کی جماعت اس خادم نے کرائی نماز سے فارغ ہونے کے بعد جاوید صدیقی صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں چائے بسکٹ پیش کیے اور آخر میں تمام حضرات کی ایک یادگار تصویر بھی بنوائی جواب اس خادم کے پاس موجود ہے۔ عشاء کے قریب میاں صاحب سبزی منڈی آگئے نماز عشاء کے بعد رات ادھر ہی قیام کیا۔

رشوت کا بازار سرعام گرم

20 جنوری 2005ء: فجر کی نماز اور ناشتہ کرنے کے بعد آپ کلمہ چوک کے قریب محمد شبیر صاحب اور ان کے بھائی محمد شریف صاحب سے ملنے چلے گئے۔ میاں صاحب نے ان کو سالانہ کیلنڈر اور عرس شریف کے اشتہار کی تقسیم کی حوالے سے ہدایات دیں، یہی ہدایات امام مسجد مولوی محمد نعیم (امام مسجد دارالعلوم جامع غوثیہ شیر ربانی) اور چونگی امر سدھو بازار میں شیر ربانی کلاتھ مارکیٹ کے مالک میاں غلام رسول صاحب کو بھی دیں۔ ان تمام حضرات سے سرسری ملاقات کے بعد آپ محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر تشریف لے گئے جہاں انہوں نے محمد ریاض کاتب کے لکھے ہوئے دو عدد قطعہ مبارک (یا اللہ، یا محمد) دیے، مختار حق صاحب کو ساتھ لے کر آپ پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر چلے گئے، کتاب لطائف المدینہ کی تیاری کے حوالے سے چند ایک مشورے ہوئے۔ پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے میاں صاحب کو چار جلدوں پر مشتمل کتاب

Marfat.com

مقامات معصومی بھی دی۔ ان سے ملاقات کے بعد آپ مجھے NCA کالج کے باہر اتار کر شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ جاوید صدیقی صاحب کسی کام سے کالج سے باہر تھے۔ لہٰذا میں کالج کے مین گیٹ کے قریب سڑک کے کنارے ان کا انتظار کرنے لگا، میرا دھیان باہر سڑک کی جانب تھا، رانی توپ کے قریب ایک کانسٹیبل موٹر سائیکل سواروں کو روک کر ان سے رشوت لیتا رہا یہ منظر میں مسلسل اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ٹریفک سارجنٹ اس کانسٹیبل کے پاس آیا دونوں نے آپس میں باتیں کیں۔ اگلے لمحے وہ سارجنٹ میری طرف بڑھا میرے قریب آ کر کہنے لگا تم کو کہاں جانا ہے اگر کوئی سواری نہیں مل رہی تو میں اس کا بندوبست کیے دیتا ہوں۔ میں نے کہا میں تو پروفیسر جاوید صدیقی صاحب کا انتظار کر رہا ہوں بہر حال ان کو پتہ تھا یہ لڑکا ہمیں دیکھ رہا ہے، اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ میں مسلسل ادھر کھڑا ہوں۔ تھوڑی دیر بعد جاوید صدیقی صاحب بھی تشریف لے آئے میں ان کو ساتھ لے کر شرقپور شریف روانہ ہو گیا، ان کے ساتھ ان کے بیٹے عدیل صدیقی اور رشید صاحب بھی تھے۔ رشید صاحب بھی NCA کالج میں ملازم تھے، میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے لنگر شریف کھلایا، جاوید صدیقی صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے دربار اقدس اور بیل جس کے ماتھے پر اسم محمد ﷺ نقش تھا اس کی تصاویر بنائیں۔ جاوید صدیقی کے شرقپور شریف سے جانے کے بعد آپ نے گاڑی میں تین عدد گفٹ پیک رکھوائے اور لاہور کے لیے روانہ ہو گئے، ایک گفٹ پیک چوہدری محمد حنیف (ڈپٹی لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور) کو دیا، بکر منڈی کے قریب ٹریفک بلاک ہونے کی وجہ سے آپ واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے، ایک گفٹ پیک سید جمیل احمد رضوی صاحب (ریٹائرڈ چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور) اور تیسرا مجھے اپنے گھر لے جانے کو فرمایا۔

ثانی صاحبؒ کے ہمراہ پروفیسر منور صاحب کا سفر

31 جنوری 2005ء: آج ساڑھے گیارہ بجے اردو بازار سے لطائف المدینہ کا ٹائٹل جو لاثانی بک پیلس (اردو بازار) سے ڈیزائن کرایا تھا، اس کو لے کر پروفیسر اقبال مجددی صاحب کو دکھایا، پروفیسر صاحب نے اس ٹائٹل کو خاص پسند نہ کیا، بہر حال آپ نے اس کو

Marfat.com

پروفیسر صاحب کے خیال کے مطابق درست کرنے کو فرمایا، دن بارہ بجے حرفاان ہوٹل تشریف لائے، جہاں صابر انصاری صاحب (قصور) میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، ملاقات کے تھوڑی دیر بعد آپ پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے، جہاں وہ آجکل منبع انوار کا انگریزی ترجمہ درست کررہے تھے۔ پروفیسر منور صاحب ہر ملاقات میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ اور ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری صاحبؒ کے واقعات ضرور سناتے۔ میں نے ان سے عرض کیا کیا آپ کو کبھی ثانی لاثانی حضرت میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کے ساتھ سفر کرنے کا اتفاق ہوا ہے انہوں نے فرمایا ہاں مجھے دو دفعہ سفر کی سعادت حاصل ہوئی۔ ایک دفعہ میں شرقپور شریف حضرت ثانی صاحب کی زیارت کے لیے گیا تو حضرت صاحب لاہور روانہ ہونے کے لیے بالکل تیار تھے لہٰذا انہوں نے مجھے بھی ساتھ لے لیا۔ حضرت ثانی صاحبؒ بس پر سب سے پہلے سوار ہوکر ڈرائیور کی ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گئے اور مجھے جہاں جگہ ملی میں وہاں بیٹھ گیا۔ آپ میو ہسپتال کے قریب رتن چند کی سرائے کے پاس سب سے آخر میں اتر گئے میں بھی آپ کے ساتھ بس سے اتر گیا۔ بس سے اتر کر آپ نے فرمایا: ''کشتی میں سب سے پہلے سوار اور اترنا سب سے آخر میں چاہیے، میو ہسپتال میں آپؒ کسی عزیز کی تیمارداری کے لیے جارہے تھے بہر حال آپ نے مجھے وہاں سے اجازت دے دی اور خود میو ہسپتال کی طرف پیدل روانہ ہوگئے۔ دوسرا سفر میں نے میاں جمیل احمد شرقپوری کی شادی کے موقعہ پر آپ کے ساتھ کیا۔ میاں جمیل احمد صاحب کی بارات شرقپور شریف سے لاہور اچھرہ آئی تھی واپسی پر اچھرہ سے شاہدرہ تک حضرت ثانی صاحب کے ساتھ رہا۔ شاہدرہ کے قریب حضرت ثانی صاحبؒ نے مغرب کی نماز ادا کی اور شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوگئے اور وہاں سے واپس اپنے گھر آگیا۔ عصر کی نماز کے بعد آپ پروفیسر منور صاحب کے گھر سے روانہ ہوئے اور جاوید صدیقی صاحب کے گھر آگئے۔ کچھ دیر ان سے ملاقات کے بعد آپ واپس سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کے پاس آگئے۔ مغرب کے بعد لنگر شریف کھانے کے بعد آپ نے امام علی کو اجازت دیدی اور خود وہیں قیام فرمایا۔

میاں صاحب کی فتح گڑھ تشریف آوری

یکم فروری 2005ء: آج آپ صبح مجھے میرے گھر چھوڑنے فتح گڑھ آئے۔ آپ

Marfat.com

کے ساتھ موہلنوال کا محمد محبوب بھی تھا۔ میں لطائف المدینہ، سالانہ کیلنڈر کی تیاری کے سلسلہ میں جاوید صدیقی صاحب کے پاس چلا گیا۔ محمد مقصود عرف چاند ڈیزائنر (فتح گڑھ) سے بھی میاں صاحب ایک عدد مزید سالانہ کیلنڈر 2005 تیار کروار ہے تھے اس کی ترتیب کے لیے میں نے چاند کو میاں صاحب سے ملاقات کرنے کے لیے سبزی منڈی بھیج دیا تھا۔ جاوید صدیقی صاحب سے ڈیزائنگ کا کام کروا کر میں میاں صاحب کے پاس پہنچ گیا۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے دست مبارک سے لکھا ہوا اسم ذات ''اللہ'' کا قطعہ مبارک سارا سال چھپتا ہی رہتا تھا اس کا اصل محفوظ نہیں رہا تھا جس کی وجہ سے اس کے اکثر لفظ شہید ہو گئے تھے، لہٰذا میاں صاحب کی اجازت سے اس کو دوبارہ ٹریسا جا رہا تھا۔ یہ سارا کام میں نے اپنی زیر نگرانی محمد مقصود (چاند) سے کروایا، صبح فجر کی نماز کے بعد میں مقصود کے گھر چلا جاتا اور تقریباً دو گھنٹے تک اسم ذات کی ڈیزائننگ میں مصروف رہتے، اس کام کو دیکھ کر قبلہ میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت سرکار کا دوسرے طرز کا لکھا ہوا اسم ذات ''اللہ'' کو بھی ٹریسنے کو فرمایا، مگر مصروفیت کے باعث اس پر مزید کام نہ ہو سکا لہٰذا اب محمد مقصود (چاند) کا ہی ٹریسا ہوا اسم ذات ''اللہ'' چھاپا جا رہا ہے۔ اس سے پہلے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے دور میں اعلیٰ حضرت سرکار کا لکھا ہوا اسم ذات ''اللہ'' دین محمد کاتب نے ٹریسا تھا جس کا واقعہ اس کتاب میں موجود ہے، یہ واقعہ قبلہ میاں صاحب نے مجھے خود سنایا۔

میاں صاحب کی علم دوستی

06 فروری 2005: بروز اتوار طارق بھائی کی شادی تھی اس سلسلہ میں مصروف رہا، بروز پیر دو بجے ڈائجسٹ کے کمپوز شدہ مضامین لے کر پروفیسر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد میاں صاحب بھی تشریف لے آئے۔ ڈائجسٹ کا کام کرنے کے بعد میں ولیمہ کی تیاری کے سلسلہ میں گھر آ گیا۔ منگل کو بھی صبح پروفیسر صاحب کے ساتھ ڈائجسٹ کی تیاری کے بعد گھر آ گیا، بروز بدھ سہ پہر تین بجے امام علی کے ہمراہ پروفیسر منور صاحب کی گھر آ گیا، بارش ہونے کی وجہ سے میں مکمل بھیگ چکا تھا۔ میاں صاحب حاجی وقار صاحب کے ہمراہ پہلے سے ہی پروفیسر صاحب کے پاس پہنچ چکے تھے۔ میں نے امام علی کو اندر بھیج دیا اور خود بھیگنے کی وجہ سے باہر ہی

Marfat.com

رک گیا بہر حال آدھے گھنٹے بعد مجھے میاں صاحب نے اندر بلوالیا، تقریباً دو گھنٹے تک مضامین کی تیاری کے سلسلہ میں کام کرتے رہے۔ اس کے بعد میاں صاحب مجھے اپنے ساتھ لے کر آر۔ زیڈ پریس آگئے۔ پریس میں لطائف المدینہ کتاب چھپ چکی تھی۔ اس کے چند ایک نسخے لے کر آپ محمد عالم مختار حق صاحب، پروفیسر اقبال مجددی صاحب اور پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کو دینے چلے گئے، ان تمام حضرات سے ملاقات کے بعد آپ واپس مغرب کے قریب سبزی منڈی آگئے۔

نایاب کتب کی خریداری

10 فروری 2005ء: آج صبح پروفیسر اقبال مجددی صاحب اور محمد عالم مختار حق صاحب کو ساتھ لے کر شاہ عالمی کے نزدیک قیصر ہوٹل کمرہ نمبر 210 دوسری منزل پر تشریف لے گئے جہاں کوئٹہ کا ایک پٹھان حاجی عبدالکریم نایاب کتابیں لایا ہوا تھا، آپ نے مکتوبات امام ربانی (مترجمہ محمد مراد قازانی، مطبوعہ بیروت، لبنان) کے تین نسخے خریدے۔ ایک اقبال مجددی صاحب اور ایک محمد عالم مختار حق صاحب کو دیا۔ محمد عالم صاحب نے مبلغ-/1300 روپے میں مثنوی مولانا روم کا فارسی ترجمہ اور مبلغ-/1500 روپے میں مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کا تین جلدوں پر مشتمل فارسی ترجمہ بھی خریدا، ابھی میاں صاحب اس ہوٹل میں ہی تھے کہ ڈاکٹر خالد کا فون آیا کہ اس کے بھائی کی طبیعت بہت خراب ہے اور دعا کی درخواست کی۔

ماسٹر احمد علی کے بیٹے کی وفات

تھوڑی دیر بعد غلام رسول کا فون آگیا کہ ماسٹر احمد علی کا بیٹا محمد ہارون فوت ہو گیا ہے۔ پروفیسر اقبال مجددی صاحب کو ان کے کالج اور محمد عالم صاحب کو ان کے گھر چھوڑنے کے بعد آپ حاجی خوشی محمد صاحب کے ڈیرے پر آگئے۔ مجھے حاجی خوشی محمد کے ساتھ جنازہ پڑھنے کے لیے موہلنوال بھیج دیا۔ بارش کی وجہ سے جنازہ چوہنگ کی بجائے موہلنوال ہی پڑھایا گیا۔ افراد زیادہ ہونے کی وجہ سے جنازہ دو مرتبہ ہوا اور ہر مرتبہ پندرہ سو کے قریب افراد شامل تھے۔ پہلی مرتبہ جنازہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری نے پڑھایا، جس میں صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد

Marfat.com

صاحب نے بھی شرکت فرمائی، محمد ہارون کا ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں۔اللہ تعالیٰ محمد ہارون کی مغفرت فرمائے آمین: جنازہ سے فارغ ہو کر واپس میاں صاحب کے پاس سبزی منڈی آ گیا، رات آپ نے یہیں قیام فرمایا۔

جاوید ملک کو میاں صاحب نے خود پیسے واپس کیے

14 فروری 2005ء: دانتوں کے چیک اپ کے لیے گلبرگ میں ڈاکٹر شاہد صدیقی کے پاس چلے گئے۔انہوں نے میاں صاحب کے دانتوں کا ایکسرے کیا، چند ایک قیمتی مشورے دیے جمعرات کو دوبارہ آنے کو کہا، مبلغ چھ سو روپے فیس ادا کی اور ساڑھے بارہ بجے حرفاان ہوٹل تشریف لے آئے۔تھوڑی دیر بعد لندن سے جاوید ملک صاحب میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔کافی دیر میاں صاحب کی خدمت میں رہے، میاں صاحب سے اجازت لینے کے بعد جاتے ہوئے مجھے ایک ہزار روپے بھی دیے جو میں نے لینے سے انکار کر دیا، جاوید ملک صاحب کے بار بار اصرار پر میں نے ایک ہزار روپے ان سے لے کر میاں صاحب کو پیش کر دیے۔میاں صاحب نے جاوید ملک صاحب کو بلوایا اور اپنے ہاتھوں سے وہ پیسے واپس کر دیے۔ ظہر کی نماز کے بعد پروفیسر منور صاحب کے گھر اور عصر کی نماز کے بعد سبزی منڈی آ گئے۔راستے میں آپ کی گاڑی کا شاک ٹوٹ گیا جس کی وجہ سے گاڑی جاوید مکینک کے پاس بھجوا دی۔

ڈاکٹر محسن نے دانت نکلوانے سے منع کر دیا

17 فروری 2005ء: میاں صاحب آج اپنے دانتوں کو چیک کرانے کے لیے ڈاکٹر شاہد قیوم صاحب کے پاس چلے گئے۔آپ کے تین دانت مزید ہل رہے تھے ڈاکٹر صاحب نے ان کو نکالنے کا مشورہ دیا۔ٹیلی فون پر ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو تمام حالات سے آگاہ کیا تو ڈاکٹر محسن صاحب نے فی الحال دانت نکالنے سے منع کر دیا۔لہٰذا دانت نکالے بغیر واپس شرقپور شریف آ گئے۔مغرب کی نماز کے بعد حنیف صاحب گوجرانوالہ سے اپنے سات بیلیوں کے ہمراہ تشریف لائے، عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد حنیف صاحب واپس چلے گئے۔

Marfat.com

میاں صاحب کی گاڑی مرمت نہ ہوسکی

18 فروری 2005ء: میاں صاحب کی گاڑی مرمت کرانے کے لیے فاروق بھائی شرقپور شریف سے لاہور لے آئے نویں دسویں محرم کی وجہ سے گاڑی مرمت نہ ہوسکی۔

جاوید صدیقی کو نایاب تصاویر کی زیارت کرائی

19 فروری 2005ء: میاں صاحب کے حکم کے مطابق میں گاڑی لے کر جاوید صدیقی صاحب کے گھر آگیا کیونکہ انہوں نے شرقپور شریف آنا تھا، مگر وہ اپنے ایک ساتھی رشید صاحب کے ہمراہ اپنی گاڑی پر شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوئے اور میں اکیلا گاڑی لے کر شرقپور شریف آگیا۔ میاں صاحب نے ان کو دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ میں رکھی جانے والی نایاب تصاویر دکھائیں، دربار اقدس کی تصاویر بنانے کے بعد جاوید صاحب رشید صاحب کے ہمراہ واپس لاہور روانہ ہوگئے، رشید صاحب کھیوڑہ کے رہنے والے تھے۔

دو نایاب کتب کی تیاری

21 فروری 2005ء: آج آپ مختار حق صاحب کو لے کر اقبال مجددی صاحب کے گھر تشریف لے گئے، اقبال مجددی صاحب نے مولانا وکیل احمد سکندر پوری اور قاضی ثناءاللہ پانی پتی کی دو نایاب کتب کی کاپی بنوانے کے لیے میاں صاحب کے حوالے کیں۔ میاں صاحب نے انکی ٹریسنگ بنوا کر کتب پروفیسر اقبال مجددی صاحب کو واپس کردیں۔ راستے میں پروفیسر صاحب مولانا وکیل احمد سکندر پوریؒ کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالتے رہے۔ آپ نے فرمایا مولانا وکیل احمد سکندر پوری تیرھویں صدی ہجری/انیسویں صدی عیسوی کے نامور عالم، صوفی، مؤلف کتب کثیرہ اور شاعر تھے۔ آپ کی ولادت ۹/ذی الحج ۱۲۵۸ھ/۱۸۴۲ء کو موضع دلپت پور ضلع سارن میں ہوئی جوان دنوں اتر پردیش کے مشرقی اضلاع کے سرحدی ضلع بلیا کا ایک قصبہ ہے۔ ۶۴ سال کی عمر میں ۱۳۲۲ھ/۱۹۰۴ء کو حیدرآباد دکن میں انتقال ہوا اور وہیں آسودۂ خاک ہیں۔ مولانا سکندر پوری نسباً فاروقی تھے۔ آپ کے اجداد میں شیخ مبارک مدنی چشتی فاروقی (ف ۱۰۱۶ھ) نے ہندوستان

Marfat.com

آ کر قصبہ سکندر پور میں قیام فرمایا وہیں آباد ہو گئے، مولانا وکیل احمد سکندر پوری جتنے بڑے عالم وشکلم تھے اتنے ہی عظیم صوفی بھی تھے۔ آپ نقشبندی مجددی سلسلہ کے معروف بزرگ مولانا میراشرف علی بن میر سلطان علی سے بیعت تھے، شیخ اشرف علی فن ادب وتصوف، حدیث، اسماء الرجال اور فقہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ان کے والد گرامی معروف مجاہد ٹیپو سلطان شہید کے ہاں ملازم تھے۔ اسی طرح میر اشرف علی بھی فن سپاہ گری میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ آخر دنیا ترک کر کے سلوک ومعرفت حاصل کی، طبیعت میں استغنا حد درجہ کا تھا۔

شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں آپ پروفیسر منور صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ مغرب کی نماز کے بعد سبزی منڈی آ گئے، فتح شیر اور حاجی محمود صاحب شرقپور شریف سے لنگر شریف لے کر سبزی منڈی پہنچ گئے۔ اگر آپ لاہور ٹھہرتے تو فتح شیر شرقپور شریف سے ہی لنگر شریف لاتا، عشاء کی نماز میاں صاحب کے ساتھ ادا کی، شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ اور امام علی بھی ہمراہ تھے۔

ساجدہ علوی صاحبہ کے قیمتی مشورے

07 مارچ 2005ء: آج صبح دس بجے پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے کالج پہنچ گیا جہاں محمد عالم مختار حق صاحب پہلے سے موجود تھے۔ میں ان دونوں حضرات کو لے کر پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ کے برادر نسبتی کے گھر شادمان چلا گیا۔ پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ کینیڈا کی میکگل یونیورسٹی میں انڈو اسلامک ہسٹری کی پروفیسر ہیں، آج کل وہ لاہور آئی ہوئی تھیں ان کی آج میاں صاحب سے ملاقات ہے، لہٰذا میں پروفیسر اقبال مجددی اور محمد عالم مختار حق صاحب کے ہمراہ ان کو ان کے بھائی کے گھر سے لینے چلا گیا۔ ہم تقریباً گیارہ بجے پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ کو لے کر حرفاان ہوٹل آ گئے۔ پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ کی خدمت میں شیر ربانی ڈائجسٹ (انگریزی) اور ہفت روزہ اخبار مجدد الف ثانیؒ کے چند ایک نسخے پیش کیے۔ پروفیسر صاحبہ نے فرمایا جس طرح اخبار مجدد الف ثانی میں عرس شریف کی رپورٹ شائع ہوئی ہیں اسی طرح کی چند ایک رپورٹس شیر ربانی ڈائجسٹ کا بھی حصہ ہونی چاہئیں، کیونکہ ہمیں اسلام اور بزرگان دین پر کہیں نہ کہیں تو مضامین مل ہی جائیں گے، مگر ایسی رپورٹس وغیرہ کسی رسالے یا کتاب میں ملنا مشکل

Marfat.com

ہیں۔ پروفیسر صاحبہ نے فرمایا شیر ربانی ڈائجسٹ کے مقاصد کیا ہونے چاہئیں ان کو مدنظر رکھ کر اس کی تیاری کرنی چاہیے۔ میاں صاحب نے اپنی گفتگو میں ماہنامہ نور اسلام میں شائع ہونے والے شیر ربانی نمبر، حضرت مجدد الف ثانی نمبر اور امام اعظم نمبر کے بارے میں بتایا کہ یہ سب نمبر حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کی بدولت پایۂ تکمیل کو پہنچے ہیں۔ انہوں نے ان کی تیاری میں میری بھرپور مدد کی۔ اس کے بعد پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ نے پاکستان میں اردو زبان کی زبوں حالی پر تقریباً آدھے گھنٹے کا لیکچر دیا، انہوں نے فرمایا حکومت کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہر اردو کے فقرے میں انگریزی اور دیگر زبان کے الفاظ شامل ہو رہے ہیں مگر ایسے ادارے جو اردو زبان کی بقاء کے لیے کام کر رہے ہیں وہ بھی اپنی آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا حکومت کے ساتھ ساتھ پاکستان کا میڈیا اس میں برابر کا قصوروار ہے۔ پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ نے میاں صاحب کو آستانہ عالیہ شیر ربانی کے ملفوظات مرتب کرنے کے لیے بھی چند ایک آراء دیں، ان کے بعد پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے فرمایا انڈیا میں پانچ سو ایسے پبلشر حضرات موجود ہیں جو ہر سال نئی ریسرچ کی دو سو سے زائد کتب شائع کرتے ہیں اور چھوٹے پبلشرز ان کے علاوہ ہیں اس کے برعکس پاکستان میں ریسرچ نہ ہونے کے برابر ہے۔

میاں صاحب کی طرف سے تمام حضرات کے لیے پرتکلف لنگر شریف کا اہتمام کیا گیا تھا۔ دعائے خیر کے بعد میں تمام حضرات کو چھوڑ کر واپس حرفاان ہوٹل آ گیا، فورٹریس سٹیڈیم میں انڈیا سے آئی ہوئی کتابوں کی نمائش لگی ہوئی تھی، پروفیسر اقبال مجددی صاحب فورٹریس جانے کے لیے مال روڈ پر ہی اتر گئے۔ ظہر کی نماز کے بعد میاں صاحب بابا غفار صاحب کی دکان (شیر ربانی سٹیل ورکس) ملتان روڈ پر تشریف لائے۔ آپ نے ان سے سٹیل کا کام کروایا تھا جس کے بقایا جات ابھی باقی تھے۔ میاں صاحب نے ان کو مبلغ -/26703 کا بل ادا کیا اور پھر پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے، شیر ربانی ڈائجسٹ کا کام کرنے کے دوران پروفیسر صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے چند ایک واقعات بھی سنائے۔ کہ پیر سید اسماعیل شاہ صاحبؒ کے ایک مرید حکیم فقیر محمد جن کی لاہور ہوٹل کے نزدیک حکمت کی دکان تھی میں اکثر ان کے پاس جا کر بیٹھا کرتا تھا۔ ایک روز مجھے فرمانے لگے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کے رشتہ دار میاں محمد شفیع جو باغبانپورہ میں رہائش پذیر تھے ایک روز اعلیٰ حضرت سرکار کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر ہوئے فرمانے لگے دعاء فرمائیں میں وزیر بن جاؤں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا وزیر بن کر کیا کرو گے فقیر بن جاؤ میاں محمد شفیع بضد رہے کہ آپ وزیر بننے کی دعا کریں۔ اعلیٰ حضرت سرکار نے روٹی کا ایک ٹکڑا ان کے منہ میں ڈال دیا اور فرمایا جاؤ تم وزیر بن جاؤ گے، الیکشن ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو وزیر بھی بنا دیا۔

حضرت توکل شاہؒ انبالوی اور ایک وہابی

08 مارچ 2005ء: ساڑھے گیارہ بجے ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو پنجاب کارڈیالوجی میں چیک کرانے کے بعد میاں صاحب پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے، امام علی بھی ہمراہ تھا، ڈائجسٹ کا کام مکمل کرنے کے بعد قبلہ میاں صاحب نے ایک واقعہ سنایا۔ ایک دفعہ ایک وہابی حضرت توکل شاہ انبالویؒ سے ملنے کے لیے آیا۔ آپ چھت پر چڑھ گئے اور جب وہابی اوپر چڑھنے لگا تو لکڑی کی سیڑھی اوپر کھینچ لی، وہابی نے آپ کی طرف دیکھا تو حضرت توکل شاہ انبالویؒ نے فرمایا مولانا صاحب آپ توسیلے کو نہیں مانتے لہٰذا سیڑھی کے بغیر ہی اوپر آئیں۔ آپ کی اس بات پر وہ وہابی لاجواب ہو گیا، پھر قبلہ میاں صاحب نے فرمایا ایک وہابی جس کا نام بن باز تھا اس کا عقیدہ تھا کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ میں تو درود شریف سنتے ہیں مگر مدینہ منورہ کی حدود سے باہر نہیں حالانکہ نبی اکرم ﷺ تو تمام جہانوں کے لیے رحمت للعلمین ہیں ان کے لیے دور اور نزدیک تو کوئی معنی نہیں رکھتے۔ قبلہ میاں صاحب نے ایک اور واقعہ سنایا کہ انور شاہ کشمیری جو وہابی عقائد رکھتا تھا اور اعلیٰ حضرت سرکار کے پاس بھی آیا کرتا تھا ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت سرکار نے سید نور حسن شاہ صاحب، حکیم محمد اشرف کے والد اور محمد فقیر صاحب کو دیوبند انور شاہ کشمیری کے پاس بھیجا اور فرمایا راستے میں فلاں جگہ پر ایک مجذوب ملے گا اس کو سلام کرتے جانا۔ یہ تینوں حضرات جب اس مجذوب کے پاس پہنچے تو اس کے اردگرد بہت بڑا مجمع لگا ہوا تھا وہ مجذوب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد سرکار کی شان بیان کر رہا تھا، ان تینوں نے سلام کیا اور دیوبند کی طرف روانہ ہو گئے، انور شاہ کشمیری نے ان کا بہت احترام کیا اور کہا اعلیٰ حضرت سرکار سے عرض کرنا کہ میں چند روز تک آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ تینوں حضرات ملاقات کے بعد اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے پاس تشریف لے آئے۔ آپ نے نور حسن صاحب سے پوچھا دیوبند

Marfat.com

میں کیا دیکھا وہ کہنے حضور بچوں کو تعلیم تو حاصل کرتے دیکھا آگے آپ بہتر جانتے ہیں، کچھ عرصہ بعد انور شاہ کشمیری لاہور آئے اور مولانا احمد علی لاہوری کو ساتھ لے کر شرقپور شریف حاضر ہو گئے۔ اعلیٰ حضرت سرکار اس وقت ملکانہ دروازہ کی بیٹھک میں موجود نہ تھے بہر حال تھوڑی دیر بعد تشریف لے آئے۔آپ نے ان دونوں حضرات کو دیکھتے ہی فرمایا آج تو سارے مسئلے حل ہو جائیں گے ہم تو علم غیب اور وسیلے پر یقین رکھتے ہیں ان دونوں حضرات پر وجد طاری ہو گیا اور اعلیٰ حضرت سرکار کی کوئی بات کا جواب نہ دے سکے۔میاں صاحب ان دونوں حضرات کو چھوڑنے ملکانہ دروازے تک آئے، لاہور پہنچنے پر ایک وہابی نے انور شاہ کشمیری سے پوچھا حضرت کہاں سے آئے ہیں تو انہوں نے کہا شرقپور شریف سے۔وہ وہابی بہت حیران ہوا اور جانے کی وجہ پوچھی۔اس پر مولانا احمد علی لاہوری نے جواب دیا اگر ہمارے پاس علم ہے تو عمل ہم نے شرقپور شریف میں دیکھا ہے،قبلہ میاں صاحب کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے پروفیسر منور حسین صاحب نے بھی ایک واقعہ سنایا کہ میں انجمن حمایت اسلام میں بطور پروفیسر کے فرائض انجام دیتا تھا۔وہاں مولانا عبدالحی صاحب بھی پڑھاتے تھے،بوڑھے ہونے کیوجہ سے وہ اپنی آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو چکے تھے۔ان کی علمی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے انجمن حمایت اسلام نے ان کو پھر بھی پڑھانے کے لیے رکھا ہوا تھا، پروفیسر صاحب نے کہا لیکچر لینے کے بعد میں اکثر سٹاف روم میں آجاتا اور مولانا عبدالحی صاحب کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو جاتا۔ایک دن میں نے مولانا صاحب سے پوچھا۔میں بزرگوں کو مانتا ہوں اور آپ وہابی نظریات کے مالک ہیں پھر بھی ہم دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔مولانا عبدالحی کہنے لگے جس چیز کو میں نے دیکھا ہی نہیں میں بھلا اس کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں لوگ درباروں پر جاتے ہیں میں نے ان بزرگوں کو دیکھا ہی نہیں تو پھر ان کو کیوں مانوں۔یہ سن کر پروفیسر صاحب نے کہا میں تو ہر ہفتے شرقپور شریف حاضری کے لیے جاتا ہوں اور مجھے وہاں بہت روحانی سکون ملتا ہے میری بات سن کر مولانا عبدالحی چونک پڑے اور کہا ہاں اگر میں کسی کو بزرگ مانتا ہوں تو میاں شیر محمد شرقپوریؒ ہیں کیونکہ میں ان سے ایک مرتبہ ملا ہوں۔میں نے ان جیسا شخص آج تک نہیں دیکھا۔پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر سے رخصت ہو کر آپ سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کے پاس تشریف لے آئے۔رات آپ نے ادھر ہی قیام کیا۔

Marfat.com

حضرت ثانی صاحبؒ کے سمجھانے کا انداز

09 مارچ 2005ء: آج اقبال مجددی صاحب سے ملاقات ہوئی انہوں نے میاں صاحب کو فورٹریس میں ہونے والی کتابوں کے بارے میں بہت سی معلومات دیں، لاہور سے وین گارڈ پبلشرز نے انڈیا سے تین کروڑ روپے کی کتابیں منگوائی ہیں۔ اقبال مجددی صاحب کے بقول پاکستان میں اس قسم کی کتابوں کی پہلی نمائش ہے اقبال مجددی صاحب نے بتایا ایک ترک سکالر "فوائد سنر گین" کے پاس سترہ ہزار ریفرنس کی کتابیں تھیں۔ انہوں نے اپنی زندگی میں اس ذخیرہ کو فرینکفرٹ یونیورسٹی کو بطور عطیہ دے دیا تھا۔ میاں صاحب اقبال مجددی اور محمد عالم مختار حق صاحب کو لے کر شاہ عالمی چوک میں آ گئے، جہاں ایک پٹھان سے مندرجہ ذیل کتب خریدیں۔

۔طبقات الاولیاء	-/350 روپے
۔الطرق الصوفیہ	-/750 روپے
۔مسند امام ابو حنیفہ	-/300 روپے
۔تحفۃ الملوک	-/400 روپے
۔نفحات الانس	-/900 روپے

پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے -/1650 روپے میں نفحات الانس (نفحات الانس عربی ترجمہ از شیخ تاج الدین سنبھلی خلیفہ خواجہ باقی اللہ، بسال ۱۰۴۳ھ) اور دیگر کتابیں خریدیں۔ میاں صاحب اقبال مجددی صاحب کو ان کے کالج چھوڑ کر حرفاان ہوٹل تشریف لے آئے۔ تین بجے پروفیسر منور صاحب کے گھر آ گئے۔ آج پروفیسر منور صاحب نے حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کا ایک واقعہ سنایا انہوں نے کہا ایک دفعہ میں شرقپور شریف حضرت ثانی صاحب کی زیارت کے لیے گیا، آپ مولانا اکبر شرقپوری کو گلستان پڑھا رہے تھے، مولانا اکبر صاحب جہاں غلطی کرتے ثانی صاحب اس کو مکا رسید کرتے۔ پروفیسر صاحب مجھے مار کر بتاتے کہ ثانی صاحبؒ اس طرح سے مکا مارتے۔ پروفیسر منور صاحب کا انداز بہت خوبصورت تھا جب مجھے مکا مارتے تو میری غلطی پر مارتے اور مثال حضرت ثانی صاحبؒ کی دیتے۔ مغرب کی نماز کے بعد حاجی شیخ محمد ارشد صاحب پشاور اور محمد رمضان نقشبندی چیف ایڈیٹر روزنامہ فخر ملت فیصل آباد سے

Marfat.com

تشریف لائے۔ آپ نے ان کی چائے بسکٹ سے تواضع کی اور شیر ربانی ڈائجسٹ دکھایا، جس کو ان دونوں حضرات نے بہت پسند کیا۔

12 مارچ 2005ء: آج صبح حاجی اسلم صاحب سے ان کے گھر گارڈن ٹاؤن چند منٹ کی ملاقات کرنے کے بعد چلڈرن ہسپتال چلے گئے۔ چلڈرن ہسپتال میں محمد حنیف صاحب (گوجرانوالہ) کا چھوٹا بیٹا جس کی عمر بارہ سال تھی چھت سے گرنے کیوجہ سے اس کے بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی، قبلہ میاں صاحب نے حنیف صاحب کے بیٹے کے لیے دعا فرمائی، دعا کے بعد حنیف صاحب نے بتایا بابا سید طاہر شاہ کے مرید خاص محمد نصراللہ کا بیٹا بھی زیر علاج ہے۔ تھوڑی دیر بعد نصراللہ صاحب بھی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے انہوں نے اپنے بیٹے کی تندرستی کے لیے دعا کی درخواست کی، چلڈرن ہسپتال سے فارغ ہو کر آپ دانتوں کو چیک کرانے کے لیے شاہد قیوم صاحب کے کلینک پر چلے گئے۔ ساڑھے گیارہ بجے باری آئی، ایکسرے سے پتہ چلا کہ میاں صاحب کے بائیں طرف نیچے والی سائیڈ کا ایک دانت ٹوٹا ہوا ہے اس کی جڑ ابھی اندر ہی ہے، ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کی اجازت سے اس ٹوٹے دانت کے باقی حصے کو بھی نکال دیا، درد اور انفیکشن کے لیے دوا لکھ دی۔ میاں صاحب فضل دین اینڈ سنز (مال روڈ) سے دوا لے کر شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔

حاجی محمد رمضان کے گھر سے الو نکل آیا

16 مارچ 2005ء: محمد رمضان شیر ربانی رائس مل والے (بچیکی) کی طرف سے ایک عدد خط میاں صاحب کو ملا آپ نے اس خط کو پڑھا اور مجھے بھی پڑھنے کو فرمایا، خط پڑھنے کے بعد میاں صاحب نے مجھے حاجی رمضان صاحب سے رابطہ کرنے کو فرمایا۔ میں نے بذریعہ ٹیلی فون ان کو بتایا کہ میاں صاحب ابھی آپ کی طرف آ رہے ہیں۔ خط میں یہ لکھا تھا کہ ان کے گھر سے الو ملا تھا محمد رمضان صاحب کے والد نے الو کو پکڑا تو وہ فوراً مر گیا، تمام گھر والے کافی پریشان تھے۔ میاں صاحب ڈیڑھ گھنٹے بعد بچیکی پہنچ گئے۔ بیس منٹ ادھر ٹھہرے اور پھر لاہور روانہ ہو گئے۔ نین سکھ کے قریب ایک مسجد میں نماز عصر ادا کی، مغرب سے کچھ دیر پہلے پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آ گئے، صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کی لکھی ہوئی منبع انوار کے نئے ایڈیشن کے چند

Marfat.com

ایک نسخے پروفیسر صاحب کو دیے۔

نعیم عصمت صاحب کی دعوت کا حکم

19 مارچ 2005ء: آج صبح چھ بجے شرقپور شریف سے میاں صاحب کا ٹیلی فون آیا کہ میں پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر آ رہا ہوں تم بھی آ جاؤ، میرے پہنچنے سے پہلے میاں صاحب پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر پہنچ چکے تھے۔ پروفیسر اقبال مجددی نے میاں صاحب کو چند ایک نایاب کتب دکھائیں جس میں سنن ابن ماجہ، حجۃ البالغۃ (The Conclusive Argument from God) کا انگریزی ترجمہ از مارسیا ہرمنسن اور Islamic Ranissance by Mehmood Ahmad Ghazi شامل تھیں، سنن ابن ماجہ (انجاح الحاجۃ حاشیہ علی سنن ابن ماجہ مولفہ مولانا شاہ عبدالغنی مجددی (ف ۱۲۹۶ھ)) کراچی آرام باغ سے شائع ہوئی ہے۔ پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے میاں صاحب کو یہ تینوں کتب خرید کر کے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں رکھوانے کے بارے میں مشورہ دیا۔ میاں صاحب نے مجھے ان تمام کتب کا ایڈریس نوٹ کرنے کے لیے فرمایا، تھوڑی دیر علمی گفتگو کے بعد آپ اقبال مجددی صاحب کے گھر سے روانہ ہو کر سید جمیل احمد رضوی صاحب کے گھر تشریف لے گئے، شاہ صاحب کسی کام سے چشتیاں شریف گئے ہوئے تھے اس لیے ملاقات نہ ہو سکی، نو بجے چوہدری محمد حنیف صاحب سے ملاقات کرنے پنجاب یونیورسٹی لائبریری چلے گئے۔ آپ نے حنیف صاحب کو ذخیرہ کتب کی تیسری جلد تیار کرنے کے بارے میں فرمایا۔ حنیف صاحب نے ہر ممکن تعاون کرنے کی یقین دہانی کرائی، یونیورسٹی سے واپس آپ حرفاان ہوٹل شادمان کی طرف روانہ ہو گئے، بابا احمد حسن، حسن ڈرائیور اور عطاء اللہ میاں صاحب کے ہمراہ تھے۔ میں میاں صاحب کے حکم کے مطابق محمد عالم مختار حق صاحب سے چند منٹ ملاقات کرنے کے بعد حرفاان ہوٹل آ گیا۔ صبح نو بجے محمد اکرم صاحب (لندن) میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے، محمد اکرم صاحب کافی دیر میاں صاحب سے باتیں کرتے رہے، میاں صاحب خاموش ہی رہے۔ اکرم صاحب کے جانے کے بعد میاں صاحب شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ مجھے موٹر سائیکل پر اپنی گاڑی کا پیچھا کرنے کو فرمایا، جیل روڈ پل پر چند منٹ کے لیے گاڑی روکی

Marfat.com

مجھے محمد اکرم صاحب کے کسی بھی معاملے میں نہ آنے کی تاکید فرمائی۔آپ نے فرمایا نعیم عصمت اپنے بھائی کے ہمراہ لندن سے آیا ہوا ہے ان کی دعوت کا انتظام کرو، چند ایک اور ضروری باتیں کرنے کے بعد آپ شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔میں شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں اردو بازار چلا گیا۔

میاں صاحب کی ماسٹر احمد علی کے گھر آمد

20 مارچ 2005ء: صبح دس بجے آپ نے مجھے جلیانہ آنے کو فرمایا۔جلیانہ اپنے ڈیرہ میں دو کمروں کے سامنے ایک دیوار کرائی اور اس میں مٹی ڈلوانے کا کام اپنی نگرانی میں کروا رہے تھے۔لنگر شریف کھلانے کے بعد آپ نے مجھے حرفاان ہوٹل بھیج دیا، میں غلام رسول کو ساتھ لے کر واپس جلیانہ آ گیا، اس وقت میاں صاحب ظہر کی نماز ادا کر رہے تھے۔نماز کے بعد آپ ماسٹر احمد علی (مدیر اخبار مجدد الف ثانی) کے گھر موہلنوال بدر پورہ تشریف لے گئے۔ماسٹر احمد علی صاحب نے اپنے گھر کی پچھلی طرف مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا ہوا تھا۔میاں صاحب جب پہنچے تو ایک مولوی صاحب حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ پر بڑی جامع تقریر فرما رہے تھے۔ آخر میں میاں صاحب نے دعا بھی ان مولوی صاحب سے ہی کرائی۔دعا کے بعد آپ شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔گاڑی یہ خادم چلا رہا تھا عطاء اللہ پیچھے بیٹھا تھا، تقریباً چار بجے سہ پہر ہم شرقپور شریف پہنچ گئے، دور دراز سے آئے ہوئے زائرین کی کافی تعداد میاں صاحب کے انتظار میں تھی۔میاں صاحب نے سب کے لیے دعا خیر فرمائی۔عصر کے بعد صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے میاں جلیل احمد صاحب مغرب کی نماز تک میاں صاحب کے پاس ہی رہے۔

بیرون ملک مسلمانوں کو درپیش خطرات

21 مارچ 2005ء: فجر کی نماز کے بعد غسل اور ناشتہ کرنے کے بعد آپ عطاء اللہ کے ہمراہ حرفاان ہوٹل آ گئے، آج صبح سے بڑی تیز بارش ہو رہی تھی میاں صاحب بارش میں ہی لاہور تشریف لائے۔تقریباً نو بجے نعیم عصمت اور ان کے بھائی فہیم عصمت میاں صاحب کی

Marfat.com

خدمت میں حاضر ہو گئے، فہیم عصمت پہلی دفعہ پاکستان تشریف لائے تھے۔انہی دنوں ان کی گوجرانوالہ میں منگنی کی رسم ادا ہونا تھی۔ میاں صاحب نے ان کو پیر منگل اور بدھ تک حرفاان ہوٹل میں ہی ٹھہرنے کو فرمایا۔نعیم عصمت صاحب بڑے مخلص، مثبت سوچ اور اپنے سینے میں اسلام کا درد رکھنے والے انسان تھے۔وہ اکثر گفتگو میں لندن میں مسلمانوں کے مسائل اور درپیش خطرات کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرماتے۔وہ کہتے کہ تمام مسجدوں میں نماز کے وقت حکومت کے جاسوس ضرور موجود ہوتے ہیں۔ان کے خیال میں بے شمار قوتیں ایسی ہیں جو اسلام کی اصل شکل کو تبدیل کرنے کے لیے دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔منگل کو نعیم عصمت اپنے بھائی کے ہمراہ اقبال ٹاؤن اپنے کسی رشتہ دار کے گھر کچھ سامان وغیرہ لینے کے لیے چلے گئے تھوڑی دیر بعد واپس حرفاان ہوٹل آ گئے۔

میاں صاحب کی عبدالسلام کے گھر آمد

25 مارچ 2005ء: پیر منگل اور بدھ میاں صاحب نعیم عصمت کی خاطر حرفاان ہوٹل میں ہی رہے،ان کے لیے پر تکلف کھانوں کا اہتمام بھی فرمایا، جمعرات کی صبح ناشتے کے بعد آپ نے سو عدد شیر ربانی ڈائجسٹ دے کر انہیں رخصت کر دیا۔جمعہ کے روز ساڑھے بارہ بجے ان کی ڈائریکٹ فلائٹ تھی۔میاں صاحب محمد عالم مختار حق سے ملاقات کرنے کے بعد گھوڑا ہسپتال کے قریب الحبیب پارک ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے مرید خاص عبدالسلام صاحب کے گھر تشریف لائے۔ڈاکٹر مسعود صاحب نے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی حیات طیبہ پر سات جلدوں پر مشتمل ایک سیٹ شائع فرمایا۔اس کا ایک عدد نسخہ عبدالسلام صاحب کے پاس موجود تھا۔میاں صاحب اس کی زیارت کے لیے تشریف لائے تھے مگر اس وقت عبدالسلام صاحب گھر پر موجود نہ تھے۔میاں صاحب نے رکنا مناسب نہ سمجھا اور آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ میں شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں لاہور ہی ٹھہر گیا۔رات دس بجے آج لاہور فتح گڑھ میں رانا ندیم شہزاد کے گھر شیر ربانی ڈائجسٹ کی میٹنگ تھی جس میں شاہد عمران (بیلجیم)، شہزاد گیلانی، میاں معراج دین، محمود سعید، رانا ندیم شہزاد، رفیق شاہد، محمد اکرم صاحب اور یہ خادم موجود تھے، میٹنگ میں ڈائجسٹ کو پورے پاکستان میں پھیلانے اور اس کے نیٹ ورک کو مزید مضبوط بنانے

Marfat.com

کے لیے بڑے اہم فیصلے کیے گئے۔ اگلی میٹنگ بروز ہفتہ شہزاد گیلانی صاحب کے دفتر رکھی گئی۔

شیر ربانی ڈائجسٹ کے لیے بحریہ ٹاؤن کا اشتہار

26 مارچ 2005ء: ساڑھے آٹھ بجے صبح جلیانہ پہنچ گیا جہاں میاں صاحب پہلے سے ہی موجود تھے۔ باباحیات نے ملک ریاض (بحریہ ٹاؤن) سے شیر ربانی ڈائجسٹ کے لیے مبلغ دس ہزار روپے کا اشتہار لے کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد لنگر شریف کھایا، موٹر سائیکل ادھر کھڑا کیا میاں صاحب کے ساتھ شرقپور شریف آ گیا، نماز جمعہ میاں صاحب کے ساتھ ادا کی سارا دن میاں صاحب دور دراز سے آنے والے زائرین کے ساتھ ملاقات میں مصروف رہے۔

بحریہ ٹاؤن کے اشتہار میں حاجی حیات کا اہم کردار

27 مارچ 2005ء: آج میاں صاحب صبح لاہور سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کے پاس تشریف لے آئے۔ میں نو بجے جلیانہ باباحیات صاحب کے گودام پر چلا گیا۔ باباحیات مجھے لے کر بحریہ ٹاؤن ملک احسن جو ملک ریاض صاحب کے اسسٹنٹ تھے کے پاس آ گیا، باباحیات نے ان سے شیر ربانی ڈائجسٹ کے لیے ان کے اشتہار کا ڈیزائن مانگا اور کہا میری ملک ریاض صاحب سے بات ہوگئی ہے۔ ملک احسن نے کہا اگر یہ اشتہار آپ کے ڈائجسٹ میں چھپتا ہے تو اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا، میں نے کہا، شیر ربانی ڈائجسٹ پاکستان کے علاوہ دوسرے ممالک تک بھی جاتا ہے اور ایڈورٹائزمنٹ کے بغیر کوئی بھی کاروبار ترقی نہیں کرتا، لہٰذا مجھے امید ہے کہ ان شاءاللہ تعالیٰ آپ کو اس اشتہار کے بدلے میں اچھا رسپانس ملے گا، بہرحال ملک احسن نے بحریہ ٹاؤن لاہور کے اشتہار کا ڈیزائن دے دیا۔ شام کو شیر ربانی ڈائجسٹ کی میٹنگ ایمپریس روڈ پر واقع ایمپریس ہاؤس نزد ریلوے ہیڈکوارٹر لاہور میں جناب شہزاد گیلانی صاحب کے دفتر ہونا تھی۔ مغرب کے قریب شہزاد گیلانی کے دفتر پہنچ گیا، میرے پہنچنے سے پہلے عامر لطیف، رانا ندیم شہزاد، شاہد عمران، رفیق شاہد اور ڈیزائنر محمد خالد پہلے سے موجود تھے۔ شیر ربانی ڈائجسٹ کے نیٹ ورک کو مضبوط بنانے کے لیے سب حضرات نے اپنے قیمتی مشورے دیے اور ہر ایک نے اپنے ذمہ اس کے کام سرانجام دینے کے لیے ڈیوٹیاں لگا دیں۔ میٹنگ سے فارغ ہونے کے بعد میں واپس

Marfat.com

میاں صاحب کے پاس سبزی منڈی آ گیا۔ میاں صاحب نے گاڑی مجھے چلانے کو فرمایا۔ رات ساڑھے بارہ بجے ہم شرقپور شریف آ گئے۔ میاں صاحب کے ساتھ حاجی محمود صاحب (مدینہ منورہ)، محمد یاسین (شہدوالا) اور عطاء اللہ تھے۔

مولانا فاروق کے مختلف بیانات

28 مارچ 2005ء: آج بابا حیات نے میاں صاحب سے گزارش کی کہ مولانا منصب صاحب (مدرس دارالمبلغین حضرت میاں صاحب شرقپور شریف) نے صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری اور مولانا فاروق صاحب کو اپنے گھر بلوا کر میرے بارے میں غلط باتیں میاں سعید صاحب کو بتائی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ مولانا منصب علی نے صاحبزادہ میاں سعید صاحب کو بتایا کہ بابا حیات لوگوں سے نذرانے لیتا اور پیر بابا حیات کے نعرے بھی لگواتا ہے۔ محفل کے آخر میں لوگ اس کے ہاتھ بھی چومتے ہیں۔ اس وجہ سے مولانا فاروق صاحب کو صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری نے میرے ساتھ جلسوں پر جانے سے منع کر دیا ہے۔ بابا حیات حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کی یاد میں صفر کا پورا مہینہ محافل کا بندوبست کرتا مولانا فاروق صاحب کو گاڑی میں بٹھا کر لے کر جاتا اور رات کو جب محفل ختم ہوتی بابا حیات ان کو ان کے گھر چھوڑ کر آتا۔ شام کو میاں صاحب نے بابا حیات، بابا برکت، حاجی محمود (مدینہ منورہ)، اشفاق پٹواری، مولانا منصب علی صاحب، مولانا فاروق نقشبندی کو بلوا لیا۔ آپ نے سب کے سامنے مولانا فاروق صاحب سے پوچھا کہ آپ کی میاں سعید سے کیا بات ہوئی ہے۔ مولانا فاروق صاحب نے کہا مجھے میاں سعید صاحب نے پوچھا تھا حضرت مجدد پاک کے عرس کیسے ہو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا الحمدللہ بہت اچھے ہو رہے ہیں۔ پھر میاں سعید صاحب نے پوچھا جو پیسے اکٹھے ہوتے ہیں وہ کہاں خرچ ہوتے ہیں، میں نے عرض کیا وہ تمام رقم بابا حیات مجھے دے دیتا ہے۔ پھر میاں سعید صاحب نے پوچھا بابا حیات خلیفہ وغیرہ کے نعرے بھی لگواتا ہے۔ میں نے عرض کیا جن کو پتہ ہے کہ بابا حیات میاں صاحب کا خادم ہے وہ تو نہیں کہتے مگر جو بابا حیات کو نہیں جانتے وہ بابا حیات کو پیر کہہ بھی دیتے ہیں۔ یہ سن کر میاں صاحب نے فرمایا اگر کوئی غلطی سے نعرہ لگا بھی تو بابا حیات کو منع کرنا چاہیے۔ اس پر آپ نے وارننگ دی اگر عرس

Marfat.com

کروانے ہیں تو تمام حضرات کو ان باتوں کا خیال رکھنا چاہیے، اس پر مولانا فاروق صاحب بالکل خاموش رہے بابا حیات بار بار یہی عرض کرتا رہا حضرت آج تک کسی نے نعرہ لگایا ہی نہیں، چند لمحوں بعد آپ نے تمام حضرات کو لنگر شریف کھا کر جانے کی اجازت دیدی۔ آپ کے کمرہ سے باہر حاجی محمود صاحب، مولانا منصب صاحب اور اس خادم کے سامنے مولانا فاروق صاحب نے کہا ابھی رات کے پروگرام میں بابا حیات کے خلیفہ کے نعرے لگے ہیں، یہی بات حاجی محمود اور میں نے بابا حیات کے سامنے مولانا فاروق صاحب سے پوچھی تو وہ اپنی بات سے بدل گئے۔ وہ کہنے لگے آج تک کوئی نعرہ لگا ہی نہیں۔ میں نے مولانا فاروق صاحب سے کہا اگر بابا حیات کے بارے میں آج تک کوئی نعرہ لگا ہی نہیں تو یہ بات آپ کو میاں صاحب کے سامنے کرنا چاہیے تھی۔ بہر حال آپ کی اس چھوٹی سی غلطی کی وجہ سے بابا حیات قبلہ میاں صاحب اور میاں سعید صاحب کی نظروں سے گر گیا ہے، تھوڑی دیر بعد تمام حضرات شرقپور شریف سے روانہ ہو گئے اور میں قبلہ میاں صاحب کے کمرے میں آرام کرنے کے لیے چلا گیا۔ اگلی صبح فجر کی نماز کے بعد آپ نے خود ہی بابا حیات والے واقعے پر تبصرہ کیا۔ میں نے میاں صاحب کو رات والا واقعہ سنایا کہ مولانا فاروق صاحب اگلے لمحے اپنی بات سے بدل جاتے ہیں اور صرف مولانا فاروق صاحب کی بات پر یقین کرنا اچھی بات نہیں۔ ہمیں اپنے طور سے دیگر پیر بھائیوں سے بھی معلومات لینی چاہئیں، میری بات سن کر میاں صاحب کافی دیر خاموش رہے، گھر تشریف لے گئے، تھوڑی دیر بعد غسل فرمایا، اور ڈھوک شیر ربانی کی طرف روانہ ہو گئے۔ عطاء اللہ گاڑی چلا رہا تھا حاجی محمود اور یہ خادم پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، ساڑھے گیارہ بجے ہم ڈھوک پہنچ گئے۔ میاں صاحب نے آج ایک محفل کا اہتمام کیا ہوا تھا تین بجے آپ مسجد میں تشریف لائے، مولانا اسلم ساقی صاحب نے بڑی جامع تقریر کی۔ حاجی محمود صاحب نے نعت شریف پڑھی، ختم شریف کے بعد سلام اور آخر میں دعاء بھی مولانا اسلم ساقی صاحب نے کروائی۔ عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ فیصل آباد صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کے دفتر چلے گئے، صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب نے بھی سالانہ کیلنڈر کا ڈیزائن بنوایا تھا۔ میاں صاحب نے اس ڈیزائن کو بہت پسند فرمایا۔ رات یہیں قیام کیا، صبح فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔ حاجی محمود صاحب کو فیض پور انٹرچینج پر اتار کر حرفان ہوٹل تشریف لے آئے۔ میں شفیق صاحب کے پرنٹنگ پریس چلا گیا جہاں شیر ربانی ڈائجسٹ کے

Marfat.com

دس عدد نسخے بنوا کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کی کرامت

ظہر کی نماز کے بعد میاں صاحب کے ساتھ پروفیسر منور صاحب کے گھر چلے گئے ڈائجسٹ ان کی خدمت میں پیش کیا جو پروفیسر صاحب نے بہت پسند کیا۔ آپ نے پروفیسر منور صاحب سے فرمایا، میں اب روز نہیں آ سکتا معروف اور امام علی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہیں گے یہ کام چلتا رہنا چاہیے۔ پروفیسر صاحب نے فرمایا آپ کی طبیعت علیل ہے آپ جب چاہیں آئیں ڈائجسٹ کا کام ان شاء اللہ چلتا رہے گا۔ پروفیسر صاحب نے قبلہ میاں صاحب کی پھوپھی کے بیٹے میاں محمد سلطان کے بارے میں فرمایا کہ وہ اللہ لوگ انسان تھے، اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ بھی میاں محمد سلطان کے بارے میں فرماتے کہ یہ سرکاری وچھ ہے میاں محمد سلطان بغیر پیسوں کے بڑا دور دراز کا سفر کرتے، نہ ان کو کھانے کی فکر اور نہ پینے کی فکر ہوتی۔ پروفیسر صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کا ایک اور واقعہ سنایا کہ میرا ایک شاگرد جو اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور میں مجھ سے تعلیم حاصل کرتا تھا۔ اس نے مجھے خود اعلیٰ حضرت سرکار کا ایک واقعہ سنایا کہ اعلیٰ حضرت سرکار کے گھر کی کھڑکی کے سامنے ہمارا آبائی گھر تھا میرے چاچا جان کو پتنگ بازی کا بہت شوق تھا۔ اعلیٰ حضرت سرکار اس کو پتنگ بازی سے منع فرماتے مگر وہ باز نہ آتا۔ ایک دن وہ تیسری منزل پر کھڑا پتنگ بازی کر رہا تھا اس کا پاؤں پھسلا اور وہ نیچے جا گرا اعلیٰ حضرت سرکار اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ابھی وہ ہوا میں ہی تھا آپ کی زبان مبارک سے نکلا ''اٹھ اوے'' میرا چاچا بڑی زور سے لکڑیوں پر گرا اور فوراً اٹھ کر ایک طرف کو بھاگ گیا اس کو چوٹ تک نہ آئی، ارد گرد لوگ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ تیسری منزل سے گر کر بھی لڑکا بالکل صحیح سلامت ہے۔

پروفیسر منور حسین صاحب فرماتے ہیں ایک روز میں ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کی زیارت کے لیے شرقپور شریف گیا، میں ابھی بازار سے گذر ہی رہا تھا کہ مسجد کے قریب ایک دکان سے درزی نے مجھے آواز دی کہ پروفیسر صاحب اندر آ جائیں آپ کی قمیص ایک طرف سے پھٹی ہوئی ہے مجھے دیں میں اس کی سلائی کر دیتا ہوں۔ میں نے قمیص دیکھی تو واقعی پھٹی

Marfat.com

ہوئی تھی، قمیص اتار کر میں نے درزی کے حوالے کی میں اکثر ثانی صاحبؒ کی خدمت میں آتا رہتا تھا اس وجہ سے وہ درزی مجھے جانتا تھا۔ قمیص سیتے ہوئے اس نے مجھے اعلیٰ حضرت سرکار کا ایک واقعہ سنایا کہ میری تین بچیاں تھیں اور لڑکا کوئی نہ تھا، میں ایک روز اعلیٰ حضرت سرکار کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعاء کے لیے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ لڑکا بھی عطا کر دے، میرے عرض کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت سرکار نے فرمایا ''تین کا تریکھلا ہوتا ہے، سراج دین چھٹے اور جلال دین ساتویں نمبر پر ہیں''۔ پھر اسی طرح ہوا پہلے پانچ بیٹیوں کے بعد سراج دین اور ساتویں نمبر پر جلال دین پیدا ہوئے۔ سراج دین اس وقت قصور میں ماسٹر ہے اور جلال دین وہ سامنے دکان پر درزی کا کام کر رہا ہے۔ درزی نے کہا اعلیٰ حضرت سرکار کی کیا شان تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔

میاں صاحب کی خاموشی

عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد قبلہ میاں صاحب شرقپور شریف کی طرف روانہ ہو گئے، ڈھاکے کے قریب اشفاق پٹواری صاحب نے میاں صاحب سے ملاقات کی چند لمحوں بعد وہ موہلنوال اور میاں صاحب شرقپور شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ میاں صاحب آجکل پریشان لگ رہے تھے، میں نے آپ سے ایک دو مرتبہ پریشانی کی وجہ پوچھی تو آپ بات کو ٹال گئے اور جواب نہ دیا مگر آپ کی باتوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ شاید آپ اپنے خانقاہی یا گھریلو معاملات کی وجہ سے پریشان ہیں۔

شیر ربانی ڈائجسٹ کی مختلف شہروں میں ڈسٹری بیوشن

31 مارچ 2005ء: 70 عدد شیر ربانی ڈائجسٹ لے کر رات ساڑھے بارہ بجے اسلام آباد روانہ ہو گیا، صبح سات بجے محمد بشیر کے گھر راولپنڈی پہنچ گیا۔ آٹھ بجے محمد شیراز بھٹی ایڈووکیٹ صاحب سے رابطہ ہوا انہوں نے کہا میں فیض آباد اڈا پر کھڑا ہوں بشیر صاحب کی موٹر سائیکل پر فیض آباد اڈے پر پہنچ گیا۔ شیر ربانی ڈائجسٹ مختلف دکانوں پر رکھواتے رہے، عصر کے قریب محمد بشیر صاحب کی دکان شیر ربانی جوس کارنر پر آ گئے۔ محمد بشیر صاحب نے ہمیں جوس اور کھیر وغیرہ کھلائی، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد شیراز بھٹی صاحب گجرات اور میں لاہور کے لیے روانہ ہو گیا۔ رات

Marfat.com

ساڑھے بارہ بجے لاہور اپنے گھر آ گیا۔ اگلی صبح نو بجے میاں صاحب کا فون آیا اور مجھے سبزی منڈی راجہ وقار صاحب کی آڑھت پر آنے کو فرمایا۔ میرے پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد آپ حاجی محمود صاحب، رؤف ڈوگر اور عطاء اللہ کے ہمراہ پہنچ گئے۔

حضرت مجدد پاکؒ کا پہلا سالانہ عرس مبارک

8 اپریل 2005ء: آج آپ شرقپور شریف میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کا پہلا سالانہ عرس مبارک کا انعقاد کرا رہے تھے۔ ڈیڑھ بجے دوپہر آپ پنڈال میں تشریف لے گئے اس وقت ماسٹر احمد علی شرقپوری تقریر کر رہے تھے، ماسٹر احمد علی صاحب کے بعد بابا حیات نے تقریر کی، ان کے بعد صاحبزادہ میاں حنان اور صاحبزادہ میاں صالح صاحب نے قصیدہ بردہ شریف اور نعت شریف پڑھی۔ ان کے بعد حاجی محمود صاحب نے حضرت مجدد الف ثانیؒ پر منقبت پیش کی، آخر میں صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دوقومی نظریے کو بڑے احسن انداز سے پیش کیا، آپ کی تقریر سے سامعین میں نیا جوش اور ولولہ پیدا ہو گیا۔ اپنی تقریر کے آخر میں آپ نے شرقپور شریف میں منعقد ہونے والے عرس شریف کے دوران ماحول کو میلے کی شکل اختیار نہ کرنے کا درس دیا۔ آپ نے فرمایا ہمیں ساتھیوں کی ضرورت ہے جو ان حضرات کو روکیں جو یہاں پر ریڑھیاں لگاتے ہیں۔ آپ فرماتے دربار شریف کے اردگرد ان چیزوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے ایک ٹیم تیار کی گئی جس میں پہلے محمد یوسف بھٹی (آرائیاں) اور بعد میں حاجی اللہ دتہ (شاہدرہ) پیش پیش رہے۔ اب بھی حاجی اللہ دتہ صاحب اپنی ٹیم کے ہمراہ دربار شریف کے اردگرد ماحول کو ریڑھیوں سے ہٹانے کے لیے کوشاں نظر آتے ہیں، حاجی اللہ دتہ کے ساتھ یحییٰ خان، محمد زکریا، حافظ صدیق، محمد اویس، منظور حسین (مانگا منڈی)، محمد اکرم، محمد بوٹا (منڈی فیض آباد)، محمد اصغر (علاقہ نواب صاحب)، بابا محمد دین (کوٹ عبدالمالک) اس کام میں برابر کے شریک ہیں۔ پونے تین بجے ماسٹر احمد علی صاحب نے جماعت کرائی، آخر میں دعاء قبلہ حضرت میاں صاحب نے کرائی۔ شرقپور شریف میں اتوار، پیر اور منگل کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کا سالانہ عرس بھی منایا جا رہا تھا اس سلسلہ میں شرقپور شریف میں تیاریاں بھی زور و شور سے جاری تھیں۔

Marfat.com

جنرل مشرف کا جلسہ اور عوام بے چارے

10 اپریل 2005ء: رانا ندیم شہزاد، عامر لطیف اور یہ خادم لوہاری سے شیر ربانی ڈسپنسری کے لیے ادویات لے کر شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ قصور میں جنرل مشرف کا جلسہ ہو رہا تھا اس لیے اڈہ پر کوئی ویگن یا بس موجود نہ تھی، لہٰذا رانا ندیم کو موٹر سائیکل پر ادویات کے ساتھ شرقپور شریف روانہ کر دیا۔ میں اور عامر جیسے تیسے کر کے سعید چوک پہنچ گئے کہ شاید یہاں سے ہمیں کوئی شرقپور شریف جانے کی سواری مل جائے۔ عرس شریف کی وجہ سے رش بھی بہت تھا، موہلنوال کے محبوب صاحب بھی شرقپور شریف جا رہے تھے اچانک ان کی نظر ہم پر پڑ گئی اور انہوں نے ہمیں بھی ساتھ گاڑی میں بٹھا لیا، شرقپور شریف پہنچے تو حاجی محمد اشرف بھائی اس وقت میاں صاحب کی خدمت میں موجود تھے، جو عرس شریف کی تقریبات میں شرکت کے لیے کراچی سے تشریف لائے تھے۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد اور صوفی سرور

11 اپریل 2005ء: آج صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری نے قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ صوفی غلام سرور نافرمان ہو گیا ہے لہٰذا عرس کے موقع پر آپ اس کی خلافت کی منسوخی کا اعلان کر دیں۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا اگر میں اعلان کر بھی دوں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ وہ کہیں اور سے بھی خلافت لے سکتا ہے۔ صاحبزادہ میاں سعید صاحب نے کہا وہ ہمارا نافرمان ہے آپ اس کی خلافت کی منسوخی کا اعلان کریں وہ چاہے کسی اور سے خلافت لے لے ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ قبلہ میاں صاحب نے تھوڑے سے جلال میں فرمایا بتاؤ کہاں اعلان کرنا ہے، اخبار میں دینا ہے یا اشتہار چھپوانے ہیں بہر حال قبلہ میاں صاحب نے اپنی زبان مبارک سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ میں نے اس کی خلافت منسوخ کر دی۔ صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب کچھ دیر رکنے کے بعد آپ کے کمرہ سے باہر چلے گئے، تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا صوفی سرور کے اشتہار لگانے کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔ میں نے عرض کیا حضور صوفی سرور صاحب کے بارے میں کسی بھی قسم کی تشہیر کرنا مناسب

Marfat.com

نہیں۔آپ نے میرے فیصلے کو سراہااور فرمایا خاموشی ہی بہتر ہے۔ظہر کی نماز کے بعد صاحبزادہ میاں سعید احمد صاحب نے مجھے بلوایا اور صوفی غلام سرور کے بارے میں خلافت کی منسوخی کا اشتہار چھاپنے کو فرمایا۔میں نے عرض کیا حضور صوفی سرور کو اگر سو میں سے دس آدمی جانتے ہیں اور آپ اشتہار لگوا کر باقی نوے آدمیوں کو کیوں بتانا چاہتے ہیں؟ میری اس تجویز پر میاں سعید صاحب متفق ہو گئے، مگر یہ ضرور فرمایا آستانہ عالیہ پر آنے والے زائرین کو ضرور پتہ ہونا چاہیے کہ صوفی سرور کا اب اس آستانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔عصر کی نماز سے قبل پروفیسر منور حسین صاحب، چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی چوہدری حنیف صاحب اور پنجاب یونیورسٹی کے آنکھوں کے سپیشلسٹ ڈاکٹر سعید نیازی صاحب اور دیگر ساتھیوں کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔نماز عصر قبلہ میاں صاحب کے ساتھ ادا کی، آج رات آپ نے گھر کے اندر گزاری۔حاجی محمود اور یہ خادم میاں صاحب کے کمرہ میں ہی رہے، تین ربیع الاول بروز منگل میاں صاحب صبح چھ بجے مہمان خانہ (آستانہ عالیہ کی گلی کی بائیں ہاتھ کی پہلی بلڈنگ مہمان خانہ کے نام سے مشہور تھی جس میں بعد میں شیر ربانی ڈسپنسری کا قیام عمل میں لایا گیا) آ گئے۔ختم شریف سے پہلے اور عشاء کے بعد تک لوگوں سے ملتے رہے۔چند دنوں سے آپ کی طبیعت میں جلال تھا، اس دفعہ عرس شریف کے انتظامات کافی بہتر تھے۔منگل کی رات آپ نے باہر اپنے کمرہ میں قیام کیا۔

عرس کے لیے میاں صاحب کا ادھار رقم لینا

13 اپریل 2005ء: آج صبح ایک شخص میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا پاکستان میں اس کی رہائش ساہیوال کے علاقہ کی تھی۔اس نے کہا مجھے صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری نے آپ کے پاس زیارت کے لیے بھیجا ہے اور مجھے تاکید کی ہے تم بتاؤ کہ میں امریکہ سے آیا ہوں اور میاں خلیل کا مرید ہوں، قبلہ میاں صاحب اس وقت خاموش رہے مگر بعد میں یہ ضرور فرمایا میں نے تو آج تک نہیں کہا کہ فلاں میرا مرید ہے یا کسی اور کا مگر میاں خلیل یہ ضرور کہتا ہے۔ظہر کی نماز کے بعد آپ لاہور حاجی اسلم صاحب کے پاس ان کی دکان اعظم مارکیٹ چلے گئے، حاجی اسلم صاحب کو مبلغ ڈیڑھ لاکھ روپے ادا کیے جو آپ نے عرس شریف کے انتظامات کے

Marfat.com

سلسلہ میں ان سے ادھار لیا تھا۔حاجی اسلم صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد اعوان ٹاؤن ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کے پاس چلے گئے، ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب نے قبلہ میاں صاحب پر 35 صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ تیار کیا تھا۔ میں نے اس مسودہ کا کچھ حصہ پڑھ کر میاں صاحب کو سنایا۔ میاں صاحب پروفیسر ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد فیصل آباد صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کے دفتر روانہ ہو گئے۔فیصل آباد پہنچنے سے پہلے دفتر ٹیلی فون کر دیا تھا کہ میاں صاحب آ رہے ہیں۔عشاء کے بعد میاں صاحب دفتر پہنچے، نماز پڑھنے کے بعد میں میاں صاحب کے کمرہ سے باہر آیا تو ساتھ والے کمرہ میں صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب سخت غصے میں تھے اور اپنے عملے کو ڈانٹ رہے تھے، کہ جب اباجی کا فون آ گیا تھا تو ان کے ضروری لوازمات ان کے آنے سے پہلے کیوں نہیں پورے کیے گئے۔بہر حال صاحبزادہ صاحب نے ان کو وارننگ دی، اڑھائی بجے رات کو میری آنکھ کھلی تو قبلہ میاں صاحب جاگ رہے تھے۔ میں اٹھ کر آپ کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے عرض کیا آپ کی طبیعت ٹھیک ہے آپ نے فرمایا ہاں مگر نیند نہیں آ رہی میں آپ کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا یہاں تک کہ فجر کی اذانیں ہونے لگیں۔ نماز فجر ادا کی، ناشتہ کیا، لاہور حاجی اسلم صاحب کے گھر گارڈن ٹاؤن کے لیے روانہ ہو گئے۔قبلہ میاں صاحب نے حاجی اسلم صاحب کو مزید ساٹھ ہزار روپے دیے، رانا ندیم شہزاد اور امام علی سبزی منڈی راجہ وقار سے پھل لے کر حاجی اسلم صاحب کے گھر آ گئے، سارا پھل میاں صاحب کی گاڑی میں رکھوایا، نو بجے صبح میاں صاحب پروفیسر ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کے گھر پہنچ گئے، کتاب کے مسودہ کا باقی حصہ اور تذکار بگویہ کا کچھ حصہ میاں صاحب کو پڑھ کر سنایا، کافی دیر ٹھہرنے کے بعد آپ حرفاان ہوٹل تشریف لے آئے، رات آپ نے ادھر ہی قیام فرمایا۔

دیوبندی اور وہابی بھی اعلیٰ حضرت کے معتقد

15 اپریل 2005ء: آج آپ پیچش کی تکلیف میں مبتلا تھے صبح دلیہ ناشتے میں لیا اور جلیانہ تشریف لے گئے، آپ کے پلاٹ پر مٹی ڈالنے کا کام ابھی جاری تھا، جس کو محمد منشاء عرف سوہنا اور نیامت ڈوگر اپنی زیر نگرانی علاقے کے پٹھانوں سے مٹی ڈلوا رہے تھے۔حاجی صابر انصاری صاحب دو عدد شامیانے لے کر جلیانہ پہنچ گئے۔آپ نے ان میں سے ایک شامیانے کو

Marfat.com

ادھر ہی لگوایا، ساڑھے گیارہ بجے آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے، جمعہ کی نماز کے بعد پنڈال میں ہی زائرین سے ملتے رہے، مغرب سے کچھ دیر قبل گھر تشریف لے آئے۔ عشاء کی نماز کے بعد کافی دیر معین بھائی جو کراچی سے آئے ہوئے تھے میاں صاحب کی خدمت میں بیٹھے رہے۔ آپ نے ان کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے کافی واقعات سنائے۔ آپ نے فرمایا سنیوں کے علاوہ دیوبندی اور وہابی بھی میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔ رات دس بجے کے قریب آپ نے معین بھائی کو آرام کرنے کی اجازت دے دی اور خود بھی آرام کے لیے لیٹ گئے۔

میاں خلیل احمد صاحب کے دوروں کی تفصیل

16 اپریل 2005ء: میری تین بجے آنکھ کھلی تو میاں صاحب مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کی کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے، صبح آٹھ بجے لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ عبدالستار صاحب (خانانی اینڈ کالیا) سے ملاقات کی اور اٹاری سروبہ محمد نواز سے ملنے ان کی فیکٹری چلے گئے۔ محمد نواز صاحب کی معرفت حضرت مجدد الف ثانیؒ کے عرس شریف کے اشتہار مختلف اخباروں میں لگوائے تھے۔ میاں صاحب نے ان اشتہاروں کی قیمت محمد نواز صاحب کو ادا کی اور واپس شرقپور شریف تشریف لے آئے۔ مغرب کی نماز کے بعد صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری میاں صاحب کی خدمت میں آ گئے، آپ کافی دیر میاں صاحب کو اپنے مختلف دوروں کے متعلق آگاہ کرتے رہے۔ جو آپ پاکستان کے مختلف شہروں سے ہو کر آئے تھے۔

صاحبزادگان کو آپس میں محبت سے رہنے کی تلقین

17 اپریل 2005ء: آج صبح لاہور جلیانہ تھوڑی دیر رکنے کے بعد قبلہ میاں صاحب واپس شرقپور شریف آ گئے، صاحبزادگان کے بارے میں کافی متفکر تھے، آپس میں پیار محبت اور اتفاق سے رہنے کی تلقین کرتے اور ساتھ ان آستانوں کی بھی مثال دیتے جو نااتفاقی کے باعث لڑائی جھگڑوں میں پڑ گئے ہیں اور ان کا انجام بھی بتایا۔ آپ کا خیال تھا پیری کے ساتھ ساتھ اچھی تعلیم حاصل کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

Marfat.com

میاں صاحب کی مفتی مکرم صاحب سے ملاقات

24 اپریل 2005ء: آج صبح پروفیسر اقبال مجددی صاحب اور محمد عالم مختار حق صاحب سے ملاقات کرنے ان کے گھر تشریف لے گئے شیراز بھٹی ایڈووکیٹ بھی ہمراہ تھے۔ حوزۂ نقشبندیہ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ کی حیات مبارکہ کے حوالے سے کافی دیر تفصیلی گفتگو ہوتی رہی۔ بارہ بجے دوپہر آپ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے گھر آ گئے۔ اس وقت قاضی ظہور احمد اختر (پھلروان) اور نذیر صدیقی صاحب بھی وہاں موجود تھے، میاں صاحب تمام احباب کے ساتھ مل کر کتاب تذکار بگویہ میں سے اہلسنت والجماعت کے عقائد کو علیحدہ کرنے لگے، عصر کی نماز کے بعد شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں مجھے فرمایا انڈیا سے جناب مفتی مکرم صاحب تشریف لائے ہیں تم ان سے رابطہ کرو۔ ڈاکٹر مسعود صاحب کے مرید خاص عرفان مظہری صاحب کی معرفت مفتی مکرم صاحب سے رابطہ ہوا۔ اگلی صبح ساڑھے آٹھ بجے عرفان مظہری صاحب کی رہائش گاہ پر ہی ملاقات کا وقت طے پایا، پروفیسر اقبال مجددی، محمد عالم مختار حق، پروفیسر بشیر احمد صدیقی، حافظ محمد نعمان صدیقی اور اس خادم کے ہمراہ میاں صاحب پونے آٹھ بجے محمد عرفان مظہری کے گھر تشریف لے گئے۔ مفتی مکرم صاحب نے میاں صاحب سے فرمایا میری آپ سے یہ تیسری ملاقات ہے پہلی مرتبہ ایران میں ہوئی دوسری مرتبہ لاہور میں اور تیسری مرتبہ اب ہو رہی ہے۔ مفتی مکرم صاحب کے ساتھ ڈاکٹر مسعود صاحب کے بیٹے مسرور احمد بھی تھے، کافی دیر مفتی مکرم صاحب کی میاں صاحب کے ساتھ حضرت زید فاروقیؒ کے بارے میں یادیں تازہ ہوتی رہیں، تھوڑی دیر بعد جناب فضل الرحمٰن صاحب میاں صاحب سے ملنے عرفان مظہری صاحب کے گھر آ گئے۔ فضل الرحمٰن صاحب کے آباؤ اجداد کا تعلق افغانستان سے ہے، مگر اب وہ مستقل طور پر کراچی میں رہائش پذیر تھے۔ جب ان کو پتہ چلا کہ میاں صاحب عرفان مظہری صاحب کے گھر تشریف فرما ہیں تو وہ ملاقات کے لیے ادھر ہی آ گئے۔ میاں صاحب نے ان سے ان کے والد گرامی کی وفات پر دعائے مغفرت فرمائی۔ کچھ دیر رکنے کے بعد آپ نے دعائے خیر فرمائی اور واپسی کے لیے روانہ ہو گئے۔ تمام احباب میاں صاحب کو رخصت کرنے کے لیے گاڑی تک آئے، ظہر کی نماز کے بعد آپ شرقپور شریف واپس آ گئے، میں فہرست ذخیرہ کتب

Marfat.com

صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی تیسری جلد کی تیاری کے سلسلہ میں مصروف ہوگیا۔

میاں صاحب کی ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے گھر آمد

25اپریل2005ء: آج صبح ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب سے ملاقات کرنے ان کی رہائش گاہ اعوان ٹاؤن چلے گئے، مگر صدیقی صاحب اسلامک سنٹر میں لیکچر کے لیے گئے ہوئے تھے۔آپ واپس حرفاان ہوٹل آگئے، اسلام آباد سے جناب شیخ رنگ الٰہی صاحب تشریف لے آئے ۔میاں صاحب کافی دیر ان سے شیر ربانی ڈائجسٹ کے حوالے سے گفتگو میں مصروف رہے۔ رنگ الٰہی صاحب نے شیر ربانی ڈائجسٹ میں بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی، بلکہ شیر ربانی ڈائجسٹ کے ہر شمارے میں صحابہ کرام واولیاء کرام پر تازہ مضمون ارسال کرتے۔

میاں صاحب کی منشا تابش کے گھر آمد

26اپریل2005ء: فجر کی نماز کے بعد آپ مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب کے گھر مرید کے چلے گئے، علیحدگی میں چند منٹ گفتگو کرنے کے بعد آپ واپس لاہور پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر تشریف لے آئے، محمد عالم مختار حق صاحب پہلے سے ہی موجود تھے۔ اقبال مجددی صاحب نے میاں صاحب کو حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے فارسی مکتوبات دکھائے، انہوں نے کہا حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ اپنی زندگی میں لاہور تشریف لائے تھے۔حضرت خواجہ محمد معصوم ''بستی ملک حیدر مضافات سرہند میں پیدا ہوئے اور بعد میں اس کا نام سرہند پڑ گیا، مجددی صاحب نے کہا حضرت مجدد الف ثانی ''حویلی خواجہ قاسم محلہ حاجی سوائی (لاہور) جو آجکل قلعہ گوجر سنگھ کے نام سے مشہور ہے تشریف لائے تھے، مجددی صاحب کا حضرت مجدد الف ثانی کا بڑا گہرا مطالعہ ہے۔

میاں صاحب نے صبح تین بجے چار بسکٹ تناول فرمائے

27اپریل2005ء: آج قبلہ میاں صاحب نے مجھے پونے تین بجے اٹھایا اور پوچھا

Marfat.com

کچھ کھانے کو ہے میں نے بسکٹ پیش کیے جو کمرہ میں ہی موجود تھے، میاں صاحب نے تین سے چار بسکٹ تناول فرمائے۔ آج سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے فجر کی اذان سے پہلے کچھ کھایا ہو۔ میں نے آپ سے طبیعت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا میں ٹھیک ہوں، بہرحال وضو کرنے کے بعد تہجد کے نفل پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ صبح آٹھ بجے حاجی اللہ دتہ صاحب، مہر غلام رسول (شرقپور شریف) اور مجھے محکمہ زراعت کے دفتر شیخوپورہ بھیج دیا، میاں صاحب کی کنوئیں والی جگہ ہموار کرانے کے لیے محکمہ زراعت میں مبلغ -/9840 روپے جمع کرائے۔ انہوں نے ایک ہفتے کا وقت دیا کہ محکمے کا بلڈوزر آ کر زمین کو لیول کر دے گا۔ سہ پہر تین بجے واپس شرقپور شریف آ گئے۔ اس وقت میاں صاحب خود وہیل چیئر بیٹھے آستانے کے گیٹ کے باہر نگرانی کر رہے تھے، بابا غفور کا بیٹا گم ہو گیا تھا اس سلسلہ میں وہ ٹیلی فون سننے کے لیے میاں جلیل احمد صاحب کے دفتر گیا ہوا تھا۔ اس کی غیر موجودگی میں بابا حسین بخش بھی گیٹ چھوڑ کر کسی کو بتائے بغیر کسی کام سے چلا گیا۔ قبلہ میاں صاحب باہر کسی کو موجود نہ پا کر سخت برہم ہوئے اور اتنی دیر گیٹ پر ہی رہے جب تک بابا غفور گیٹ پر نہ آ گیا۔ اس مرتبہ آپ نے سب کو وارننگ دی کہ آئندہ ایسی غلطی نہیں ہونی چاہیے۔

امی جان کا شرقپور شریف میں محفل میلاد ﷺ کا انعقاد

30 اپریل 2005ء: آج صبح چھ بجے حاجی اللہ دتہ شرقپوری اور مفتی نور حسین صاحب تشریف لائے۔ تقریباً ایک گھنٹے کی ملاقات کے بعد آپ حاجی اللہ دتہ کو ساتھ لے کر برکت پورہ ڈاکٹر محمود کی زمینوں پر چلے گئے، ڈاکٹر محمود بھی اپنی زمینوں کو بلڈوزر کے ذریعے ہموار کروا رہا تھا۔ بہرحال جب میاں صاحب ڈاکٹر محمود کی زمینوں پر پہنچے تو ابھی تک کوئی بلڈوزر ادھر موجود نہ تھا آپ نے رکنا مناسب نہ سمجھا، حاجی اللہ دتہ صاحب کو شرقپور شریف اتار کر لاہور ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کے گھر اعوان ٹاؤن چلے گئے۔ تذکار بگویہ کا مسودہ تیار ہو چکا تھا۔ وہ میاں صاحب نے میرے سپرد کیا، اہلسنت والجماعت کی زبوں حالی پر کافی دیر تبصرہ ہوتا رہا۔ آخر میں میاں صاحب نے فرمایا ہر شخص کو مسلک کا تھوڑا بہت کام ضرور کرنا چاہیے۔ ساڑھے دس بجے آپ حاجی اسلم صاحب سے اعظم مارکیٹ میں ملاقات کرنے کے بعد شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے اور میں

Marfat.com

پروفیسر منور صاحب کے گھر چلا گیا۔ میاں صاحب کے ساتھ اس وقت عطاء اللہ اور فتح شیر تھے، پروفیسر صاحب نے امام احمد رضا خان بریلوی پر بڑا ہی علمی مضمون شیر ربانی ڈائجسٹ میں چھاپنے کے لیے دیا۔ مغرب کی نماز سے پہلے میں شرقپور شریف پہنچ گیا۔ آج امی جان نے گھر کے اندر محفل میلاد ﷺ برائے خواتین کا انعقاد کیا ہوا تھا، محفل میں دور دراز سے خواتین نے شرکت کی محفل ساری رات جاری رہی اور صبح فجر کی اذان سے پہلے امی جان نے دعائے خیر فرمائی۔

حضرت سعدی اور سو مہمانوں کی دعوت

یکم مئی 2005: کی صبح آپ جلیانہ روانہ ہو گئے، صابر انصاری بھی اپنے بیٹے کے ہمراہ جلیانہ آ گئے۔ میاں صاحب نے ان کو شامیانوں میں تبدیلی کرنے کو فرمایا اور ساتھ حضرت شیخ سعدیؒ کا واقعہ بھی سنایا کہ ایک مرتبہ ایک امیر شخص نے شیخ سعدیؒ کی دعوت کی اور سو مزید مہمانوں کو بلا لیا۔ دعوت کھانے کے بعد وہ امیر شخص شیخ سعدیؒ کے ہاتھ دھلوانے لگا تو سعدی صاحبؒ نے فرمایا: ''ہائے دعوت شیراز'' یہ الفاظ سن کر امیر شخص نے کل پھر شیخ سعدیؒ کو دعوت دی اور ساتھ سو افراد کی بھی اگلے دن اس شخص نے پہلے کی نسبت بہت اعلیٰ کھانے کا بندوبست کیا۔ اگلے روز دعوت ہوئی دعوت کے اختتام پر وہ شخص حضرت سعدیؒ کے ہاتھ دھلوانے لگا تو سعدی صاحبؒ نے پھر فرمایا: ''ہائے دعوت شیراز''۔ یہ سن کر اس شخص کے دل میں خیال آیا لگتا آج پھر کوئی کمی رہ گئی ہے، لہذا اس نے سعدی صاحب کو اگلے روز پھر آنے کی دعوت دیدی، اگلے روز پھر ایسے ہی ہوا تیس دن وہ امیر شخص شیخ سعدی کی دعوت کرتا رہا مگر ہر روز سعدی صاحب کھانا کھانے کے بعد یہی فرماتے: ''ہائے دعوت شیراز''۔ چالیس دن بعد اس امیر شخص نے سوچا اب شیراز جاؤں گا اور وہاں جا کر دعوت دیکھوں گا تو پتہ چلے گا، خیر کچھ عرصے بعد اس شخص کو کسی کاروباری سلسلہ میں شیراز جانا پڑ گیا۔ وہ وہاں حضرت شیخ سعدی صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے ہاں لنگر خانے میں ساگ پکا ہوا تھا آپ نے اس کے ساتھ اس کو کھانا کھلایا، دوسرے روز لنگر کھانے میں دال شریف تھی۔ اس امیر شخص کو دال کے ساتھ کھانا دیا تیسرے روز پھر دال، تین دن حضرت سعدیؒ کے پاس گذارنے کے بعد اس نے حضرت صاحب سے واپس جانے کی اجازت لی اور دعوت شیراز کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا یہی دعوت شیراز ہے۔ تم نے تو ہمیں چالیس دن کھانا

Marfat.com

نہیں کھلایا بلکہ چالیس مرتبہ کھانے کی دعوت دی ہے اورتم میری طرف سے یہاں تین سال بیٹھے رہو ہم ان شاء اللہ نہیں بھاگیں گے۔

مولانا عبدالغفور شاہ صاحب کی شرقپور شریف آمد

05 مئی 2005ء: آج صبح مولانا عبدالغفور شاہ صاحب (گھوڑے شاہ) میاں صاحب کے پاس شرقپور شریف آئے، منبع انوار کی تیاری کے سلسلہ میں مجھے آپ نے پروفیسر منور صاحب کی طرف بھیج دیا۔ منبع انوار کے کام کے دوران پروفیسر صاحب نے اعلیٰ حضرت سرکار کا واقعہ سنایا کہ میری رہائش پہلے برف خانہ چوک (لاہور ہوٹل) کے قریب تھی اور میرے گھر کے پاس عبدالرحمٰن گھڑی ساز کی دکان تھی۔ میں فارغ وقت میں اکثر اس کے پاس جا کر بیٹھا کرتا تھا ایک روز مجھ سے کہنے لگا، مجھے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ سے بڑی محبت تھی آپ کے دیے ہوئے وظائف میں بڑی باقاعدگی سے کرتا۔ ایک روز میرے دل میں خیال آیا اعلیٰ حضرت سرکار بے شمار لوگوں کو خلافت عطا کر رہے ہیں مگر میری طرف متوجہ نہیں ہوتے، اتنی ہمت نہ تھی کہ یہ بات اعلیٰ حضرت سرکار کے سامنے عرض کرسکوں۔ بہر حال اسی رات خواب میں دیکھتا ہوں اعلیٰ حضرت تشریف لائے ہیں اور مجھے دیکھ کر فرمانے لگے بعض بیلی خلافت کے خواہشمند تو ہوتے ہیں مگر وہ اپنے اندر دھیان نہیں دیتے۔ یہ بات کرتے ہوئے میرے دل کے اوپر والے حصے کو ڈھکن کی طرح اتارا اور دل باہر نکال کر فرمانے لگے دیکھو کتنا چھوٹا سا دل ہے اس میں کیا ڈالوں۔ یہ فرما کر اسی طرح بند کر دیا، پروفیسر صاحب نے ایک اور واقعہ سنایا:

میرے گھر کے نزدیک حکیم فقیر محمد صاحب کا مطب تھا وہ حضرت اسماعیل شاہؒ کرمانوالے کے مرید تھے۔ فرماتے ہیں ایک روز میں حضرت اسماعیل شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ شاہ صاحبؒ فرمانے لگے میں اعلیٰ حضرت سرکار میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے ہم سب بیلیوں کو لنگر شریف کھلایا۔ کھانے کے بعد مجھے فرمانے لگے شاہ صاحب ذرا برتن صاف کر لائیں، میں نے بڑی محبت کے ساتھ برتن کو صاف کیا اور چمکانے کی کوشش کی، واپس آیا تو اعلیٰ حضرت سرکار فرمانے لگے شاہ صاحبؒ جس طرح آپ نے برتن چمکائے ہیں ہم نے اس طرح آپ کے دل کو چمکا دیا ہے، اس کے بعد میرا ستارہ ایسا چمکا کہ ہر

Marfat.com

طرف کرمانوالہ کرمانوالہ ہی مشہور ہوگیا۔

وظائف پڑھنے کی اجازت

پروفیسر منور حسین صاحب سے فارغ ہو کر میں شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں واپس آ گیا، مغرب کی نماز کے بعد ایک شخص منڈی فیض آباد کا رہنے والا تھا اس کا بیٹا صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کے دفتر فیصل آباد میں ملازم تھا۔ قبلہ میاں صاحب کو اس نے ایک رقعہ دیا جس پر کوئی وظائف تحریر تھے اور ان کو پڑھنے کی اجازت طلب کی تھی۔ قبلہ میاں صاحب نے اس شخص سے فرمایا اگر کوئی بندہ ایک ڈاکٹر کا نسخہ لے کر دوسرے ڈاکٹر کے پاس جائے اور پوچھے کہ میں اس کو استعمال کرلوں تو وہ ڈاکٹر اس نسخہ کو استعمال کرنے کی اجازت کیسے دے گا، بڑی حیرت والی بات ہے یہ کام کسی ڈاکٹر کے ساتھ نہیں کرتے مگر ہمارے پاس آجاتے ہیں ہم تو وہی کام کرتے ہیں جو ہمارے بزرگوں نے کیے ہیں اسی میں فائدہ ہے۔

کوئٹہ سے حضرت ابوبکر آغا صاحب کی تشریف آوری

08 مئی 2005ء: ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو چیک کرانے پنجاب کارڈیالوجی سنٹر غلام رسول کی گاڑی پر آگئے۔ ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کی رپورٹس تسلی بخش کہیں مگر ادویات تبدیل کردیں پنجاب کارڈیالوجی سے فارغ ہو کر آپ حرفاان ہوٹل آگئے، آج آپ نے ان حضرات کو بلایا تھا جنہوں نے رفیق شاہد کی شادی میں تعاون کیا تھا، ان میں شاہد عمران، محمد نفیس، عامر لطیف، شہزاد گیلانی، محمد سلیم، محمود سعید، رانا ندیم شہزاد، امام علی، کاشف کامران، صلاح الدین اور یہ خادم موجود تھا۔ قبلہ میاں صاحب نے اپنی طرف سے بھی تحائف دیے، تمام کا تمام سامان میاں صاحب کے سامنے رفیق شاہد کے حوالے کردیا۔ ظہر کی نماز کے بعد آپ نے بابا حیات کو ٹھوکر نیاز بیگ اتارا اور خود شرقپور شریف آگئے۔ اگلے روز صبح آٹھ بجے جلیانہ آئے اپنی زمین کے ساتھ تیار ہونے والی مسجد میں مبلغ پچاس ہزار روپے کا حصہ ڈالا۔ تھوڑی دیر رکنے کے بعد صابر انصاری صاحب کے ہمراہ شرقپور شریف واپس آگئے، اس روز حاجی اللہ دتہ صاحب بھی ساتھ تھے۔ آج شیر ربانی فری ڈسپنسری کا سٹاک چیک کیا، جنوری سے مئی 2005ء تک مبلغ

Marfat.com

68000/- روپے کی ادویات آچکی تھیں۔ مریضوں کے لیے ڈسپنسری کو مزید سہولیات سے آراستہ کرنے کے بارے میں اہم فیصلے کیے گئے۔ عشاء کے قریب کوئٹہ سے جناب ابوبکر آغا صاحب تشریف لائے۔ کافی دیر قبلہ میاں صاحب کے ساتھ محو گفتگو رہے۔ رات انہوں نے ادھر ہی قیام فرمایا۔ اگلے روز واپس چلے گئے۔

میاں صاحب کی داڑھ میں درد

12 مئی 2005: مغرب کی نماز کے بعد آپ نے مجھے فرمایا میری داڑھ میں درد ہے میں نے آپ کی داڑھ چیک کی تو وہ ٹیڑھی ہو چکی تھی۔ میں نے اس کو نکلوانے کا مشورہ دیا، آپ نے فرمایا اس کو بروز ہفتہ نکلوائیں گے۔ خیر اگلے روز جمعہ کی نماز کے بعد داڑھ دوبارہ چیک کی تو اوپر سے ٹوٹ چکی تھی مگر اس کی جڑ ابھی اندر ہی تھی، بروز جمعہ صبح دس بجے سے پہلے گلبرگ ڈاکٹر شاہد قیوم صاحب کے کلینک پر چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب اور عملہ ابھی نہیں آیا تھا، تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صاحب آگئے۔ انہوں نے میاں صاحب کی داڑھ کی جڑ بڑی مشکل سے نکالی۔ اس داڑھ کے ساتھ والا دانت بھی ٹوٹ چکا تھا اس کی جڑ ابھی باقی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے کٹ لگا کر اس دانت کی جڑ کو بھی نکالا اور ایک عدد ٹانکہ بھی لگا، ڈاکٹر صاحب نے چند ادویات لکھ دیں اور ہر گرم شے کے کھانے سے پرہیز کرنے کا کہا۔ ڈاکٹر صاحب سے فارغ ہو کر آپ شرقپور شریف واپس آگئے۔ پشاور سے گل محمد صاحب جو فوت ہو گئے تھے ان کا بیٹا فاروق گل میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت ہونے کے لیے عرض کیا اس نے کہا میرا والد دو ماہ سے مجھے خواب میں یہ نصیحت کر رہا ہے کہ تم شرقپور شریف جا کر قبلہ میاں صاحب کی بیعت کر کے آؤ۔ آپ نے اس کو بیعت فرمایا۔ اس کے چند منٹ بعد لنڈی کوتل سے پیر گل محمد صاحب تشریف لے آئے۔ چند منٹ رکنے کے بعد پیر گل محمد صاحب واپس چلے گئے۔ داڑھ سے مسلسل خون بہنے کی وجہ سے آپ جمعہ کی نماز پڑھنے پنڈال میں نہ جا سکے اور نماز بھی کمرہ میں ہی ادا کی۔ داڑھ نکلوانے کے بعد آپ کو موشن لگ گئے تھے اس سلسلہ میں ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو چیک کرایا تو انہوں نے ڈاکٹر شاہد قیوم کی دی ہوئی دوائی (Dalasin) کیپسول بند کر دیا اور میاں صاحب کو (400mg /Flagyl) کھانے کو دی جب تک میاں صاحب یہ خوراک لیتے رہتے موشن ٹھیک رہتے اور

Marfat.com

جب Flagyl کھانی بند کردیتے تو دوبارہ موشن لگ جاتے، ڈاکٹر محسن صاحب کو دوبارہ چیک کرایا تو آپ کا بلڈ پریشر -/200 پر چلا گیا تھا جس کی وجہ سے ڈاکٹر محسن صاحب نے ادویات میں تبدیلی کردی۔ بار بار موشن آنے کی وجہ سے آپ کی ٹانگوں میں بھی درد شروع ہو چکا تھا۔

میاں صاحب کی بائیں ٹانگ میں شدید درد

22 مئی 2005ء: آج رات آپ نے ساڑھے گیارہ بجے مجھے اٹھایا اور فرمایا میری بائیں ٹانگ میں شدید درد ہے۔ میں کافی دیر آپ کی ٹانگ کو دباتا رہا میرے پوچھنے پر آپ نے فرمایا مجھے دو روز سے ٹانگ میں درد ہو رہا ہے۔ بہر حال ساری رات آپ نے بڑی تکلیف میں گذاری سہارے کے ساتھ آپ باتھ روم جاتے اور سہارے کے ساتھ ہی واپس آتے۔ صبح فجر کی نماز کے بعد دہی کھانے کے بعد بروفن گولی (200mg) کھلائی۔ اس سے کچھ آفاقہ ہوا اضافی دوائی لینے سے پیٹ پھر خراب ہو گیا، جناب فقیر حسین صاحب نے شیر ربانی ڈسپنسری سے شربت لاکر پلایا تو اس سے کچھ بہتری آئی، سارا دن تقریباً صحیح گزرا مگر اگلی رات ڈیڑھ بجے آپ کی بائیں ٹانگ میں پھر درد شروع ہو گیا، بروفن گولی کھلائی اور بائیں ٹانگ کو کچھ دیر دبانے کے بعد آپ کی آنکھ لگ گئی۔

ہومیو پیتھک میڈیسن استعمال کرنے کا مشورہ

08 جون 2005ء: ڈاکٹر محسن نذیر صاحب سے چیک کرانے آج پنجاب کارڈیالوجی تشریف لائے، ٹانگ درد کی تشخیص کے لیے ڈاکٹر صاحب نے چند ایک ٹیسٹ لکھ دیے جو زینت لیبارٹری سے کرائے اگلے روز ان ٹیسٹوں کی رپورٹس ملنی تھی ان رپورٹس کو دوبارہ ڈاکٹر محسن صاحب کو دکھایا ٹیسٹ ٹھیک تھے، اس لیے ڈاکٹر صاحب نے کوئی اضافی دوائی تجویز نہ کی۔ آجکل جناب فقیر حسین صاحب جناح ہسپتال میں سٹور انچارج کی ڈیوٹی دینے کے بعد میاں صاحب کے پاس آجاتے وقتاً فوقتاً بلڈ پریشر چیک کرتے، آج ڈاکٹر محسن صاحب سے ملاقات کے بعد آپ فضل الرحمٰن صاحب کے گھر شادمان آگئے۔ جہاں میاں صاحب کی عیادت کے لیے پروفیسر اقبال مجددی صاحب تشریف لائے۔ اقبال مجددی صاحب نے میاں صاحب سے کہا کہ آپ انگریزی

Marfat.com

میڈیسن کافی عرصہ سے کھا رہے ہیں اب ہومیو پیتھک استعمال کر کے دیکھیں شاید کوئی افاقہ ہو، میاں صاحب نے پروفیسر اقبال مجددی صاحب سے وکیل احمد سکندر پوریؒ اور ثناء اللہ پانی پتیؒ کی کتابوں کی تیاری کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کتابیں چھپوائی کے لیے تیار ہیں۔ میاں صاحب نے فرمایا کوشش کریں اس ہفتے چھپ جائیں، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف آگئے۔

ڈاکٹر ابو بکر صاحب سے چیک اپ

17 جون 2005ء: آج پھر ڈاکٹر محسن صاحب کو چیک کرانے پنجاب کارڈیالوجی صبح دس بجے پہنچ گئے، تکلیف کی وجہ سے آپ ہسپتال کے اندر نہ جاسکے بہرحال ڈاکٹر محسن نذیر صاحب خود ہی باہر آگئے۔ ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کی کمر اور ٹانگ کی تکلیف کے بارے میں ڈاکٹر ابو بکر صاحب سے رابطہ کرنے کو فرمایا اور خود کمر اور ٹانگ کے ایکسرے کروانے کی ہدایت کی۔ ایکسرے کروانے کے بعد اس کے ٹیسٹ اگلے روز ڈاکٹر ابو بکر صاحب کو چیک کروائے اور ٹیسٹ بھی دکھائے، ٹیسٹوں کی رپورٹس صحیح ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر ابو بکر صاحب کسی حتمی نتیجے پر پہنچنے سے قاصر رہے، احتیاطاً انہوں نے چند ایک میڈیسن لکھ دیں اور ایک ہفتے بعد دوبارہ چیک کرانے کو کہا، ڈاکٹر ابو بکر صاحب سے فارغ ہو کر آپ ڈاکٹر یوسف (گگومنڈی) اور فقیر حسین صاحب کے ساتھ شرقپور شریف آگئے اور میں شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آگیا۔

صاحبزادہ ابو بکر صاحب کے گھر ڈاکہ

16 جولائی 2005ء: آدھی رات کے وقت 9 ڈاکو صاحبزادہ میاں ابو بکر صاحب کے گھر ڈاکے کی نیت سے آئے۔ ایک ڈاکو گھر کے اندر داخل ہو گیا اور باقی آٹھ باہر پہرہ دے رہے تھے۔ اچانک صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کے خادم محمد طارق کی نظر ان ڈاکوؤں پر پڑی۔ اس نے تین چار فائر نکالے جس سے تمام کے تمام ڈاکو بھاگ گئے۔ خوش قسمتی سے گھر میں اس وقت کوئی بھی موجود نہ تھا، صاحبزادہ میاں ابو بکر صاحب اپنے گھر والوں کے ہمراہ

Marfat.com

شرقپور شریف سے باہر دوسرے شہر گئے ہوئے تھے۔

میاں صاحب کا ایک اور دانت ہل گیا

19 جولائی 2005ء: آج میاں صاحب نے مجھے فرمایا میرا اوپر والا دایاں دانت ہل گیا ہے، دو دن پہلے میں نے دانت خود چیک کیے تھے اس میں سے کوئی بھی دانت ایسا نہیں تھا جو ہل رہا ہو۔ بہر حال میں نے دانت چیک کیا تو واقعی ہل رہا تھا۔ سمجھ سے بات باہر تھی کہ آئے روز اچھے خاصے دانت کیوں خود بخود ٹوٹ رہے تھے اور ٹیڑھے ہو رہے تھے۔ ڈاکٹر عامر رضا (گلبرگ، لاہور) کو چیک کرانے اگلے روز شام پانچ بجے ان کے کلینک پر پہنچ گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ اوپر والا دایاں دانت ٹوٹ چکا ہے اور جڑ ابھی مسوڑے کے اندر ہی ہے۔ ڈاکٹر عامر رضا نے بڑی مشکل سے جڑ نکالی۔ جڑ بالکل صحیح تھی اس میں کسی قسم کا کیڑا یا کھوڑ وغیرہ نہ تھی، ڈاکٹر صاحب میاں صاحب کے جو دانت نکالتے میں وہ ڈاکٹر صاحب سے لے کر اپنے پاس محفوظ کر لیتا۔ تکلیف کی وجہ سے میاں صاحب کو پونسٹان کی ایک گولی دی، پھر بھی ایک ہفتہ زخم بھرنے میں لگ گیا۔

ڈاکٹر مسعود صاحبؒ سے ملاقات

22 جولائی 2005ء: سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ چھپ چکا تھا، اس کی سو عدد کاپیاں محمود سعید کو دے کر سیالکوٹ اور خود دو سو عدد کاپی لے کر اسلام آباد روانہ ہو گیا۔ اسلام آباد میں شیر ربانی ڈائجسٹ کی ترسیل کے سلسلہ میں ایک ایجنٹ مقرر کیا اور میاں صاحب سے اجازت لے کر وہیں سے کراچی کے لیے بذریعہ ٹرین روانہ ہو گیا۔ سیٹ نہ ملنے کے باوجود سفر کافی اچھا گزر گیا۔ قادر بھائی کے گھر سامان رکھا اور ان کو ساتھ لے کر رسالے کی ڈسٹری بیوشن کے حوالے سے اشرف بھائی اور الیاس بھائی کی دکان پر چلا گیا۔ آپ سے ٹیلی فون پر رابطہ ہوا تو آپ نے سید وجاہت رسول قادری اور ڈاکٹر مسعود صاحب سے بھی ملاقات کرنے کو فرمایا۔ اگلے روز دوپہر 2 بجے کے قریب سید وجاہت رسول قادری صاحب سے ان کے دفتر میں ملاقات ہوئی ان کو شیر ربانی ڈائجسٹ پیش کیا، میاں صاحب سے ٹیلی فون پر بات کرائی، میاں صاحب سے سلام اور

Marfat.com

احوال دریافت کرنے کے بعد انہوں نے فرمایا شیر ربانی ڈائجسٹ میاں صاحب کی بہت اچھی کاوش ہے، اس وقت قادر بھائی اور معین بھائی بھی ہمراہ تھے، شام ساڑھے چھ بجے ڈاکٹر مسعود صاحب سے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا کمانڈر ظفر صاحب اور قادر بھائی ساتھ تھے۔ میری ڈاکٹر صاحب سے یہ پہلی ملاقات تھی، قبلہ میاں صاحب کی طرف سے کچھ تحائف پیش کیے اور میاں صاحب کا ٹیلی فون پر رابطہ بھی کرایا۔ ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کے تحائف بھیجنے پر شکریہ ادا کیا ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب سے کہا میں بھی آپ کی طرح تکلیف میں مبتلا ہو گیا تھا ڈاکٹروں سے بہت علاج کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ اس کے بعد ایک حکیم صاحب سے چند دن دوائی لی جس سے مجھے کچھ افاقہ ہو گیا، قبلہ میاں صاحب سے گفتگو کے بعد میں نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں شیر ربانی ڈائجسٹ پیش کیا۔ آپ نے چند منٹ غور سے مطالعہ کرنے کے بعد پوچھا اس کا بوجھ تم پر ہے میں نے عرض کیا حضور یہ میرے لیے سعادت ہے۔ کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آپ نے ڈائجسٹ کی بہت تعریف فرمائی۔ میں نے میاں صاحب کی طرف سے نئی چھپنے والی کتاب لطائف المدینہ کا مکمل تعارف کرایا۔ میں نے عرض کیا قبلہ میاں صاحب نے آپ کی طرف سے بھیجے جانے والے تمام جہان امام ربانی کے سیٹ مختلف پروفیسروں اور محقق افراد تک پہنچا دیے ہیں اس پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا جہان امام ربانی میں نقشبندی سلسلہ بالخصوص حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ پر کافی علمی مواد اکٹھا کر دیا گیا۔ میں نے آپ کی تائید کی اور عرض کیا کہ قبلہ میاں صاحب کا خیال ہے کہ نقشبندی بزرگوں پر ابھی کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں شیر ربانی ڈائجسٹ میں نئے مضمون تیار کروا کر شائع کیے جاتے ہیں۔ مغرب کی نماز تک یہی علمی گفتگو کا سلسلہ چلتا رہا۔ مغرب کی نماز ڈاکٹر مسعود صاحب کے پیچھے پڑھی، ڈاکٹر صاحب سے چائے وغیرہ کا لنگر شریف نوش کرنے کے بعد اجازت لے کر رات قادر بھائی کے گھر آ گیا۔ اگلے روز معین بھائی اور قادر بھائی کے ہمراہ گلشن مصطفےٰ جناب مقصود قادری صاحب کے گھر آ گیا۔ موصوف بڑی محبت سے ملے انہوں نے میاں صاحب کے لیے چند ایک نایاب کتب کا تحفہ بھی دیا، ظہر کی نماز کے بعد زاہد فخری صاحب کی معرفت رسالے کو مختلف دکانوں اور سٹالوں پر رکھوانے کے لیے مختلف ایجنٹس سے رابطہ کیا۔ فی الوقت کسی بھی ایجنٹ کے ساتھ معاہدہ نہ ہو سکا۔ آخر میں زاہد فخری صاحب اور معین بھائی نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔ قبلہ

Marfat.com

میاں صاحب کے حکم کے مطابق کمانڈر ظفر اوران کے بیٹے اویس کو ساتھ لے کر فاروق اے کے صاحب سے ملاقات کرنے ان کی رہائش گاہ پر چلے گئے، فاروق صاحب ڈاکٹر مسعود صاحب کے مرید اور حضرت امام ربانیؒ کے مکتوبات پر تحقیقی کام میں مصروف تھے،ان کا حضرت مجدد الف ثانیؒ پر بڑا گہرا مطالعہ تھااوران کا انداز گفتگو بہت اعلیٰ تھا۔فاروق صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد میں کمانڈر ظفر صاحب کے ساتھ ان کے گھر آ گیا،کمانڈر ظفر صاحب جہان امام ربانیؒ کا اشاریہ تیار کر رہے تھے۔ میں نے ان کا کام دیکھا تو ان کو جہان امام ربانی کے اشاریے کا کام سید جمیل احمد رضوی صاحب کو چیک کرانے کا مشورہ دیا کیونکہ اس میں ابھی کافی تبدیلی کی ضرورت تھی۔خیر بعد میں ڈاکٹر مسعود احمد اور قبلہ میاں صاحب کے مشورے سے یہ اشاریہ سید جمیل احمد رضوی صاحب نے چیک کیا، میں تین دن کراچی رہنے کے بعد بذریعہ ٹرین فیصل آباد آ گیا۔آپ نے مجھے فیصل آباد سے فارغ ہونے کے بعد شرقپور شریف آنے کو فرمایا۔ فیصل آباد میں محمد رمضان (چیف ایڈیٹر فخر ملت) کے ساتھی محمد شفیق نے ڈائجسٹ کی ترسیل کے سلسلہ میں بہت مدد کی۔اگلے روز فیصل آباد سے روانہ ہو کر رات ساڑھے گیارہ بجے شرقپور شریف آ گیا۔تین سے چار مرتبہ آپ کے کمرہ کا دروازہ کھٹکھٹایا مگر دروازہ نہ کھلا اور میں باہر ہی آرام کے لیے لیٹ گیا، فجر کی اذان سے قبل آپ نے میرا پوچھا تو بابا غفور نے بتایا معروف آ گیا ہے لہٰذا تین بجے آپ سے ملاقات ہوئی سفر کے تمام حالات آپ کے گوش گذار کیے۔آپ نے پوچھا تم رات کو ہی میرے کمرہ میں کیوں نہیں آئے۔ میں نے عرض کیا حضور تین مرتبہ کھٹکھٹانے کے باوجود دروازہ نہ کھلا تو میں باہر بابا غفور صاحب کے پاس ہی آرام کے لیے لیٹ گیا۔

میاں صاحب کی اقبال احمد فاروقی صاحب سے ملاقات

04 اگست 2005ء: قبلہ میاں صاحب کی عیادت کے لیے علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب، محمد عالم مختار حق صاحب اپنے تین ساتھیوں کے ہمراہ شرقپور شریف تشریف لائے۔میاں صاحب نے ان کو اپنے تمام میڈیکل ٹیسٹ دکھائے جو مختلف فائلوں میں بند تھے۔کافی دیر علمی گفتگو ہوتی رہی زیادہ تر موضوع جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی، شیر ربانی ڈائجسٹ اور حوزہ نقشبندیہ تھا۔علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے میاں صاحب کے لیے چھ کتابوں کا تحفہ بھی

Marfat.com

دیا کتابوں کی تفصیل نوٹ نہ کر سکا۔ دوپہر بارہ بجے تمام حضرات کولنگر شریف کھلانے کے بعد آپ نے اجازت دے دی۔

حاجی اللہ دتہ صاحب کی زوجہ کا انتقال

13 اگست 2005ء: میری اپنی کمر اور ٹانگ میں شدید درد تھا بڑی مشکل سے شرقپور شریف آ گیا۔ صبح حاجی اللہ دتہ صاحب کی بیوی فوت ہو گئی تھیں۔ مجھے میاں صاحب نے قل شریف کے ختم شریف میں شرکت کے لیے خان بہادر کی مسجد میں بھیج دیا۔ ختم شریف میں لوگوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

میاں صاحب سے شاہ احمد نورانیؒ کی ملاقات

16 اگست 2005ء: شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں پروفیسر منور حسین صاحب کے پاس آ گیا، کام ختم کرنے کے بعد پروفیسر صاحب فرمانے لگے میں ایک مرتبہ میاں جمیل احمد صاحب سے ملنے لوہاری آیا، میاں صاحب کا دفتر اس وقت نعمت کدہ (لوہاری گیٹ، لاہور) کے پاس ہوا کرتا تھا۔ میں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھوڑی دیر بعد مولانا شاہ احمد نورانی صاحبؒ بھی میاں صاحب سے ملاقات کے لیے آ گئے۔ میاں صاحب نے ان کے لیے نعمت کدہ سے کھانا منگوایا۔ کھانا واقعی بہت لذیذ تھا جس کی مولانا شاہ احمد نورانی صاحب کھانے کے دوران بار بار تعریف کرتے رہے۔

نذرانہ لینے سے انکار

17 اگست 2005ء: سو عدد شیر ربانی ڈائجسٹ لے کر فیصل آباد روانہ ہو گیا، شیخ عبدالمجید صاحب، محمد بوٹا، حاجی اکرم بھولا، محمد رمضان نقشبندی، محمد شفیق اور دیگر احباب نے ڈائجسٹ کے حوالے سے بہت تعاون کیا۔ بعض ایسے لوگ بھی تھے جو چند ہزار روپے کی خدمت کر رہے تھے مگر نہ تو ڈائجسٹ خرید رہے تھے اور نہ ہی اس میں اشتہار وغیرہ لگوانا چاہتے تھے۔ میں نے شیخ عبدالمجید صاحب کی معرفت ان لوگوں کے پیسے واپس کر دیے اور کہا میں یہاں چندہ اکٹھا

Marfat.com

کرنے نہیں آیا، اگر یہ لوگ ڈائجسٹ خریدتے ہیں یا اس میں اشتہار لگواتے ہیں تو ٹھیک ورنہ میں یہ رقم نہیں لوں گا۔ ستر کے قریب ڈائجسٹ مختلف دکانوں پر رکھوانے کے بعد میں واپس میاں صاحب کے پاس شرقپور شریف آ گیا۔

میاں صاحب کی کرامت

سیالکوٹ سے دانش صاحب کے بیٹے ظہیر دانش صاحب ملک افضال صاحب کو لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ ملک افضال صاحب کی گھی کی ایجنسی تھی اور فی سبیل اللہ کمر درد کا دم کرتے تھے۔ انہوں نے میاں صاحب کو دم کیا، دم کرنے کے بعد میاں صاحب نے ان کو لنگر شریف کھانے کو فرمایا۔ مجھے آپ نے مبلغ ایک ہزار روپے ظہیر دانش کو دینے کو فرمایا۔ میں ظہیر دانش کو میاں صاحب کے ساتھ والے کمرہ میں لے گیا اور میاں صاحب کی طرف سے ایک ہزار روپے دیے اور کہا میاں صاحب نے فرمایا ہے کہ جتنی خدمت ملک افضال کی کرو گے وہ بتا دینا وہ بھی مل جائے گی، ظہیر دانش ایک ہزار کا نوٹ پکڑ کر چوم کر کہنے لگا سیالکوٹ سے آتے ہوئے راستے میں میں نے خیال کیا تھا کہ آج قبلہ میاں صاحب اگر بطور تبرک کچھ رقم عنایت فرمائیں تو کیا بات ہے اور ایسے ہی ہوا۔ دم کے بعد میاں صاحب کی تکلیف میں معمولی سا افاقہ ہوا مگر مکمل تکلیف رفع نہ ہوئی۔

محمد عالم صاحب کے گھر ڈاکہ

24 اگست 2005ء: میاں صاحب کے کسی کام کے سلسلہ میں آج محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر گیا تو معلوم ہوا ان کے گھر ڈاکہ پڑا ہے، مختار حق صاحب صبح فجر کی نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد گئے واپس آئے تو تالے ٹوٹے ہوئے تھے، ڈاکو تقریباً تین لاکھ روپے کی نقدی اور زیورات لوٹ کر فرار ہو گئے۔ اس افسوس ناک خبر کے بعد میاں صاحب کی خدمت میں شرقپور شریف آ گیا، آپ کو اطلاع دی، مختار حق صاحب سے ٹیلی فون پر افسوس کیا۔ پھر مجھے فرمانے لگے عشاء کی جماعت کراؤ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ میں نے جماعت کرائی، نماز کے بعد آپ جلد ہی بستر پر لیٹ گئے۔

Marfat.com

مولوی اسماعیل صاحب کا انتقال

29 اگست 2005ء: گن مین محمد ارشد اور ماسی شہناز صاجزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری کے چھوٹے صاجزادے میاں معیظ شرقپوری صاحب کو منصورہ، لاہور کے قریب ایک ہسپتال میں چیک کرانے جا رہے تھے، ڈاکٹروں کے بقول میاں معیظ شرقپوری کی جسمانی حالت کچھ بہتر نہ تھی۔ میں ان کے ساتھ لاہور آ گیا، آج رانا ٹاؤن (نزد ناتاری) میں مولوی اسماعیل صاحب کا انتقال ہو گیا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد ان کا جنازہ تھا۔ میاں صاحب کے حکم کے مطابق میں جنازہ میں شرکت کے لیے ادھر آ گیا۔ ان کی وصیت کے مطابق جنازہ سید طالب حسین گردیزی صاحب نے کرایا۔ جنازہ کے بعد مولوی اسماعیل صاحب کے خالو غلام محمد (پریس والے) نے میرا ان کے بیٹوں کے ساتھ تعارف کرایا۔ میں نے میاں صاحب کی طرف سے تعزیت کی۔ جنازے سے فارغ ہونے کے بعد شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آ گیا۔

ثانی صاحبؒ کے عرس پر سب سے بڑا فور کلر اشتہار

12 ستمبر 2005ء: اس مرتبہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کے سالانہ عرس شریف کا اشتہار فور کلر (30*40) سائز کا تیار کروایا اس کا پروف قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس کو بہت پسند کیا۔ میں نے عرض کیا سائز بڑا ہونے کی وجہ سے اس پر پچاس سے ساٹھ ہزار روپے تک خرچہ آ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تم چھوٹے سائز کا ہی بنواتے تو کیا بہتر نہ تھا۔ میں نے عرض کیا حضور اہل تشیع حضرات جہاں بھی محفل کراتے ہیں ان کا اشتہار (40*30) سائز کا ہی چھپتا ہے، میری بھی خواہش تھی کہ میں بھی حضرت ثانی صاحب کے عرس پر (30*40) سائز کا اشتہار ہی شائع کروں۔ میری بات سن کر آپ مسکرا دیے۔

لاہور کے گردونواح میں بڑی فلیکس کا انتظام

17 ستمبر 2005ء: حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کا سالانہ عرس شریف

Marfat.com

کا اشتہار (سائز 40*30) چھپوا کر شرقپور شریف آ گیا۔ قبلہ میاں صاحب نے اشتہار کو بہت پسند کیا۔ پہلی مرتبہ (30*40) سائز کا فور کلر اشتہار چھپا تھا اس کو لگانے کے لیے سپیشل رولے بھی تیار کیے گئے۔ قبلہ میاں صاحب نے پوچھا اس اشتہار پر کتنا خرچہ آیا ہے میں نے عرض کیا پچاس ہزار روپے، آپ نے اس اشتہار پر آنے والے خرچے کی تفصیل پوچھی تو میں نے عرض کیا فاروق بھائی نے مبلغ -/10000 روپے، فضل الرحمٰن صاحب (شو مارکیٹ) مبلغ -/3500 روپے، حاجی اسلم صاحب (اعظم مارکیٹ) نے مبلغ -/5000 روپے، صابر انصاری (قصور) اور میاں عبدالوحید (سرتاج فلورمل، داروغہ والا) نے بھی کچھ رقم دی تھی، قبلہ میاں صاحب نے تمام حضرات کے لیے خصوصی دعا فرمائی، حصول برکت کے لیے اشتہار کے آخر میں ان حضرات کا نام بھی درج کر دیا جاتا تھا۔ اس عرس پر پہلی مرتبہ لاہور کے گردونواح میں صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری نے 40*20 فٹ کی چار عدد فلیکس لگوائیں، تفصیل مندرجہ ذیل ہے

ا۔ داتا صاحب کے دربار شریف کے باہر

۲۔ بابو صابو انٹرچینج پر

۳۔ ریلوے اسٹیشن پر

۴۔ شاہدرہ موڑ پر

''انوار جمیل'' ایک خوبصورت کوشش

02 اکتوبر 2005ء: رمضان شریف کی وجہ سے عرس شریف اس مرتبہ 17، 18 اکتوبر کی بجائے یکم دوم اکتوبر کو شرقپور شریف میں منعقد ہوا۔ ملک کے نامور مقررین کے علاوہ اس مرتبہ میاں صاحب نے دارالمبلغین حضرت میاں صاحب کے طالب علموں کو بھی تقریر کے لیے تیار کیا تھا۔ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری نے اس مرتبہ ملک بھر کی سیاسی شخصیات کو بھی شرقپور شریف میں مدعو کیا ہوا تھا اور ان کے لیے علیحدہ لنگر شریف کا بھی انتظام تھا۔ عرس شریف کے موقع پر شیخوپورہ کے جناب عبدالستار عاصم صاحب نے قبلہ میاں صاحب پر ''انوار جمیل'' کے نام سے ایک کتاب شائع کی۔ عاصم صاحب کی بہت بڑی کاوش تھی کہ انہوں نے چند دنوں میں اس کتاب کو مرتب کر کے شائع کر دیا۔ یہ کتاب عرس شریف کے موقع پر تمام کی تمام فروخت ہو

Marfat.com

گئی۔عرس شریف کے تیسرے روز قبلہ میاں صاحب نے عاصم صاحب سے مبلغ -/800 روپے کے عوض آٹھ کتابیں خریدیں، عاصم صاحب نے دو عدد کتب مجھے بھی تحفتاً دیں۔

خوفناک زلزلہ

08 اکتوبر 2005ء: آج صبح آٹھ بجے کے قریب پاکستان کے شمالی علاقہ میں خوفناک زلزلہ آیا، 7.6 سکیل پر آنے والے اس قیامت خیز زلزلے نے کئی شہروں کو اپنی لپیٹ میں لیا اور سینکڑوں دیہات صفحہ ہستی سے مٹ گئے، ہزاروں افراد لقمہ اجل بن گئے، تیس لاکھ افراد سے زائد بے گھر ہو گئے۔ کچھ عرصہ بعد مجھے بھی ان شمالی علاقہ جات میں جانے کا موقعہ ملا، اس خوفناک زلزلے کے آثار اب بھی نمایاں نظر آتے ہیں، زلزلے سے چند منٹ قبل پرندے زور زور سے چیخے، پھر شیر کی دھاڑ جیسی ایک خوفناک آواز سنائی دی۔ اس کے بعد زمین اپنی جگہ سے کھسک گئی، لینڈ سلائنڈنگ کی وجہ سے ہزاروں گھر ملبہ تلے دب گئے، ایک لمحہ کے اندر لاکھوں افراد اپنی زندگی سے ہاتھ دو بیٹھے۔ اب بھی ان پہاڑوں کی حالت دیکھ کر خوف محسوس ہوتا ہے۔

شرقپور شریف سے امدادی سامان کشمیر روانہ

16 اکتوبر 2005ء: مفتی نذیر صاحب اپنے بھائی کے ہمراہ گیائیں گوجرہ آزاد کشمیر سے میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ ان سے شمالی علاقہ جات میں آنے والے زلزلے سے ہونے والی تباہی سن کر بہت دکھ ہوا۔ پورے پاکستان سے امداد کے ٹرک ان علاقوں میں جا رہے تھے۔ بروز منگل میاں صاحب کی طرف سے بھی امدادی سامان کے ٹرک بھجوائے جا رہے تھے، میاں صاحب کا زیادہ تر وقت آجکل تلاوت قرآن پاک میں ہی گزرتا۔

میاں خلیل احمد صاحب کی طبیعت مسلسل خراب

22 اکتوبر 2005ء: آج نذیر حق صاحب (ایڈیٹر روزنامہ پاکستان) اپنے بیٹے کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں آئے۔ کافی دیر ملک میں زلزلہ کی تباہ کاریوں کے متعلق گفتگو میں مصروف رہے۔ ان کے جانے کے بعد ڈاکٹر نواز وڑائچ، محمد اکرم (ٹیکنیشن جنرل ہسپتال)،

Marfat.com

فقیر حسین صاحب اوران کا بیٹا الٹرا ساؤنڈ مشین کے ہمراہ تشریف لائے۔انہوں نے میاں صاحب کا الٹرا ساؤنڈ کیا، پیشاب زیادہ آنے کی وجہ انہوں نے مثانے میں غدود بڑھ جانے کی وجہ بتائی۔ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کو چند ایک مشورے دیے۔اس کے بعد میاں صاحب قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف ہوگئے،آجکل صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کی طبیعت بھی کافی پریشان کن تھی، بلڈ پریشر بڑھنے کی وجہ سے میاں خلیل احمد صاحب مسلسل بولے ہی جارہے تھے۔

پریس حضرات کی شرقپور شریف دعوت

31 اکتوبر 2005ء: آج قبلہ میاں صاحب نے شرقپور شریف میں آرزیڈ پریس، شفیق احمد شاکر پرنٹر، شیر ربانی پریس اور دفتری خانے سے تعلق رکھنے والے افراد کی دعوت کی ہوئی تھی اس دعوت میں ڈاکٹر بشیر صدیقی اپنے بیٹے سعید صدیقی اور نصیر صدیقی صاحب کے ہمراہ بھی شریک تھے، نصیر صدیقی صاحب چند دن قبل فالج کے حملے میں معذور ہوگئے تھے وہ بولنے کی سکت سے بھی محروم ہوگئے تھے۔

ڈاکٹر محسن صاحب کی شرقپور شریف آمد

05 نومبر 2005ء: ڈاکٹر محسن نذیر صاحب میاں آفتاب صاحب کے ہمراہ شرقپور شریف تشریف لائے، ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کو چیک کیا اور سیدھا لیٹنے کا مشورہ دیا، میاں صاحب نے میاں آفتاب صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ وہ ڈاکٹر صاحب کو شرقپور شریف لے کر آئے ہیں۔اس پر میاں آفتاب صاحب نے فرمایا ڈاکٹر صاحب آج بضد تھے کہ انہوں نے آج شرقپور شریف ضرور جانا ہے، اس لیے میں ان کے ساتھ آیا ہوں۔ان کے جانے کے بعد ڈاکٹر بشیر صدیقی اور ارشد بن احمد (سیکرٹری وزیر صحت، سیکرٹریٹ، لاہور) میاں صاحب کی خدمت میں آئے۔ارشد بن احمد صاحب نے قبلہ میاں صاحب کی طبیعت دریافت کی جس پر میاں صاحب نے فرمایا بس بزرگوں کی دعاؤں سے ہی گذارا ہو رہا ہے۔

Marfat.com

میاں صاحب نے رات جاگ کر گذاری

09 نومبر 2005ء: آج کافی دیر آپ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، چوہدری حنیف صاحب (ڈپٹی لائبریرین پنجاب یونیورسٹی، لاہور)، پروفیسر خالد بشیر، شیراز فیض بھٹی اور انوار حسین صاحب (بھائی ذوالقرنین) سے پاکستان میں آنے والے زلزلہ اور تذکار بگویہ کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ پروفیسر خالد بشیر صاحب کے علاوہ تمام حضرات مغرب کے قریب شرقپور شریف سے روانہ ہوگئے، قبلہ میاں صاحب ساری رات میاں محمد بخش کا کلام پڑھتے، کبھی بیٹھ جاتے، آپ نے ساری رات جاگ کر گذاری۔ صبح فجر کی نماز کے بعد وہیل چیئر پر آپ کنوئیں پر تشریف لے گئے، آپ تقریباً پانچ ماہ بعد کنوئیں پر گئے تھے، ان دنوں کنوئیں کے قریب چار کنال کا رقبہ خریدا تھا میاں صاحب اس رقبہ پر چند منٹ ٹھہرنے کے بعد واپس گھر آگئے، ناشتہ کرنے کے بعد مجھے میاں صاحب نے پروفیسر محمد رفیق صاحب (گورنمنٹ کالج، شعبہ فارسی) کے پاس بھیج دیا، میاں صاحب کی طرف سے ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (جلد دوم) پیش کی ان کے کمرہ میں اس وقت جناب پروفیسر وحید قریشی اور پروفیسر انجم رحمانی صاحب بھی موجود تھے۔ ان دونوں پروفیسر حضرات کی خدمت میں شیر ربانی ڈائجسٹ (انگریزی) پیش کیا۔ تمام حضرات نے ڈائجسٹ دیکھ کر میاں صاحب کے اس اقدام کو بہت سراہا۔ اس وقت میرے ساتھ شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ صاحب بھی تھے۔ ان سے ملاقات کرنے کے بعد علیم تفضل صاحب کو ساتھ لے کر پنجاب یونیورسٹی لائبریری چلے گئے، میاں عبدالوحید صاحب (چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری) سے ملاقات کی انہوں نے تمام لائبریری کا وزٹ کرایا، لائبریری کو جدید تقاضوں کے مطابق استوار کرنے کی بھرپور کوشش کی جارہی تھی تھوڑی دیر رکنے کے بعد میں واپس شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں آگیا۔

اعلیٰ حضرت شیر ربانیؒ کا مرید

18 نومبر 2005: آج اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کا سالانہ عرس مبارک جلیانہ روڑی میں منعقد ہو رہا تھا، عرس میں صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری بھی

Marfat.com

تشریف لائے تھے۔ دعاء سے قبل مولوی عبدالغفور شاہ صاحب نے بھی تقریر کی۔ ان کی عمر اس وقت 107 برس تھی اور انہوں نے کئی مرتبہ اعلیٰ حضرت سرکار کی زیارت بھی کی تھی۔ انہوں نے فرمایا ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت سرکار ہمارے گاؤں تشریف لائے۔ آپ نے ہمارے گھر قیام کیا۔ ہمارے گاؤں کے ایک شخص نے اعلیٰ حضرت کو کھانے کی دعوت دی آپ سرکار نے دعوت قبول کی اور فرمایا میری شرط یہ ہے کہ کھانا کوئی بے نمازی تیار نہ کرے۔ اگر کوئی بے نمازی کھانا تیار کرے گا تو میں نے کھانا نہیں کھانا۔ لہٰذا اگلے روز آپ سرکار اس شخص کے گھر دعوت پر چلے گئے۔ آپ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو آپ نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں نے تم کو پہلے ہی کہا تھا کہ کسی بے نمازی سے کھانا تیار مت کروانا مگر تم نے پھر بھی خیال نہیں کیا۔ اس پر وہ شخص کہنے لگا حضور میں نے تو اس بات کا بہت دھیان رکھا ہے۔ اعلیٰ حضرت سرکار نے فرمایا یہ روٹیاں ہمیں بتا رہی ہیں کہ ہمیں بے نمازی نے پکایا ہے۔ جب اس شخص نے تصدیق کی تو واقعی روٹیاں پکانے والے بے نمازی تھے۔ اس وقت آپ سرکار نے ایک موچی کے گھر کی روٹی اچار کے ساتھ تناول فرمائی۔ مولانا عبدالغفور صاحب نے فرمایا کہ میں پیدائشی اندھا تھا میرے نانا مجھے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب کے پاس لے آئے، آپ نے میرے لیے دعا فرمائی کچھ عرصہ بعد میں اپنے والد گرامی کے ہمراہ اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا اور دعا کے لیے درخواست بھی کی، اس پر اعلیٰ حضرت احمد رضا خان بریلوی صاحب نے فرمایا دعا تو آپ کے لیے میاں شیر محمد شرقپوری صاحب نے کر دی ہوئی ہے، مولانا عبدالغفور صاحب کی تقریر کے بعد صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب نے دعا فرمائی، مغرب کے قریب میں شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ قبلہ میاں صاحب کی پنڈلیوں اور پاؤں میں سوزش اور ریشہ پڑ گیا تھا، آپ کے زخموں پر ڈرمو ویٹ کریم اور کینا ڈیکس کریم لگائی، ویلوسیف دوائی کھانے کو دی، تکلیف کی وجہ سے رات کو بعض اوقات آپ کے کراہنے کی آواز بھی آتی رہی۔

ڈاکٹر ندیم محمود مرزا سے چیک اپ

22 نومبر 2005: آج صبح زینت لیبارٹری لاہور سے چند ایک ٹیسٹ کرانے کے

Marfat.com

بعد آپ شرقپور شریف روانہ ہوگئے۔ شام مغرب کے وقت آپ واپس لاہور سکن سپیشلسٹ کو چیک کرانے ڈاکٹر ندیم محمود مرزا کے پاس آگئے۔ ڈاکٹر صاحب نے آپ کو گاڑی میں ہی چیک کیا۔ بیرونی استعمال کے لیے ایک کریم استعمال کرنے کو دی، چیک اپ کے بعد آپ فقیر حسین صاحب کو جنرل ہسپتال اتار کر واپس شرقپور شریف روانہ ہوگئے۔

امی جان کا مفید مشورہ

29 نومبر 2005: حاجی محمد اشرف (کراچی) کے بھانجے محمد انیس صاحب شرقپور شریف تشریف لائے، دو دن میاں صاحب کی خدمت میں ہی رہے۔ میاں صاحب نے کراچی میں تقسیم کرنے کے لیے ان کو تقریباً 60 کلو گلاب جامن (گلگلے) دیے۔ 31 نومبر کو وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی شرقپور شریف لا رہے تھے، صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب نے ان کے لیے ایک جلسہ رکھا ہوا تھا۔ عشاء کی نماز سے قبل قبلہ میاں صاحب نے مجھ سے پوچھا کیا تم پرویز الٰہی کے جلسے میں جاؤ گے۔ میں نے عرض کیا مجھے تو جلسہ میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں آپ نے مسکرا کر فرمایا اچھا عطاء اللہ تو ضرور جائے گا اس کو سیاست سے لگاؤ ہے۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف ہوگئے اور میں صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب مجھے فرمانے لگے، تم اباجی کو منع کرو کہ وہ پرویز الٰہی کے جلسہ میں شرکت نہ کریں۔ اگر وہ جلسہ میں جائیں گے تو تم دوزخی اور اگر نہ گئے تو تم جنتی۔ میں نے عرض کیا حضور آپ خود اباجی سے بات کریں میں قبلہ میاں صاحب کے معاملات میں مداخلت نہیں کر سکتا، مگر صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب اپنی بات پر قائم رہے اور اسی بات کو بار بار دہراتے رہے۔ تلاوت قرآن پاک سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے مجھے اپنے کمرہ میں بلا لیا، میں نے قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ پرویز الٰہی کے جلسہ میں شرکت نہ کریں۔ آپ نے فرمایا میاں جلیل کہتا ہے آپ جلسہ میں تھوڑی دیر کے لیے ضرور آئیں، اور میاں خلیل کہتا ہے کہ جلسہ میں شرکت نہ کریں، کچھ دیر بعد آپ نے فیصلہ کیا کہ میں 31 نومبر کو شرقپور شریف سے لاہور چلا جاؤں گا اور اس بات کو پوشیدہ رکھا مگر جلسہ کے ایک

Marfat.com

روز قبل اس بات کی خبر گھر کے اندر امی جان کو ہوگئی انہوں نے قبلہ میاں صاحب کو جلسہ کے روز لاہور نہ جانے کا مشورہ دیا اور فرمایا کہ آپ اپنے کمرہ میں ہی ٹھہریں اگر پرویز الٰہی آپ کے پاس آتا ہے تو ملاقات کر لیں اگر نہیں آتا تو جانے کی ضرورت نہیں۔ قبلہ میاں صاحب نے اس فیصلے سے اتفاق کیا، صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب نے بھی اس مشورے کو مان لیا۔

چوہدری پرویز الٰہی کی شرقپور شریف آمد

31 نومبر 2005: پونے ایک بجے دوپہر وزیر اعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی بذریعہ ہیلی کاپٹر شرقپور شریف تشریف لائے۔ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب نے گھر کے لان میں ان کے لیے چائے وغیرہ کا انتظام کیا ہوا تھا، ڈیڑھ بجے صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب کے ہمراہ قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ صاحبزادہ میاں ابوبکر صاحب صاحبزادہ میاں عدیل صاحب، صاحبزادہ میاں تنویر احمد صاحب اور دیگر مہمانان گرامی بھی ہمراہ تھے۔

پرویز الٰہی نے قبلہ میاں صاحب سے پوچھا:

حضور آپ کی طبیعت کیسی ہے؟

قبلہ میاں صاحب: آپ نے فارسی کا ایک شعر پڑھا اس کا مطلب تھا اللہ تعالیٰ جس حال میں بھی رکھے اس کا شکر ہی ادا کرنا چاہیے۔

پرویز الٰہی: آپ کے درجات بلند ہوں، ہمارے پرانے دوست میاں سعید احمد شرقپوری صاحب نظر نہیں آرہے۔

قبلہ میاں صاحب: میاں سعید احمد تو اپنی مرضی کے مالک ہیں میاں تنویر صاحب کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ ان کے بیٹے ہیں۔

چوہدری پرویز الٰہی صاحب نے صاحبزادہ میاں عدیل احمد صاحب اور صاحبزادہ میاں تنویر احمد صاحب کو گلے لگایا۔

قبلہ میاں صاحب نے ترکی سے لائی ہوئی ایک شیلڈ چوہدری پرویز الٰہی کو دی۔

چوہدری پرویز الٰہی صاحب نے شیلڈ کا شکریہ ادا کیا اور قبلہ میاں صاحب سے دعا کے لیے درخواست کی۔

Marfat.com

کرسیاں ہونے کے باوجود پرویز الٰہی صاحب جتنی دیر میاں صاحب کے پاس ٹھہرے وہ کھڑے ہی رہے۔ قبلہ میاں صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد چوہدری پرویز الٰہی گورنمنٹ سکول روانہ ہو گئے، جہاں انہوں نے ایک بہت بڑے جلسہ سے خطاب کیا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں لاہور سے جڑانوالہ ڈبل سڑک، شرقپور شریف سے شیخوپورہ ڈبل سڑک، لڑکے اور لڑکیوں کے لیے ڈگری کالج کا اعلان، شرقپور شریف میں ایک ہسپتال کا قیام اور شرقپور شریف کو تحصیل کا درجہ دینے کے متعلق وعدے کیے۔ تقریر کے بعد چوہدری پرویز الٰہی صاحب میاں جلیل احمد شرقپوری کے ہمراہ بذریعہ ہیلی کاپٹر شرقپور شریف سے روانہ ہو گئے۔

نقشبندی پیر، شجرہ بتانے سے قاصر

03 دسمبر 2005: آج پروفیسر منور حسین صاحب کے ساتھ سارا دن شیر ربانی ڈائجسٹ کا کام کرنے کے بعد ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے مرید صوفی عبدالستار طاہر مسعودی اور ملک محمد سعید مجاہد آبادی کو ساتھ لے کر شرقپور شریف آ گیا، کھانا کھانے کے بعد میاں صاحب کافی دیر ان سے جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کی مختلف جلدوں میں سے اقتباسات نکال کر ان سے گفتگو میں مصروف رہے۔ میاں صاحب کے خیال میں ان اقتباسات پر شاید تنقید کا سامنا بھی ہو سکتا تھا، بہر حال رات دس بجے آپ نے مجھے ان کو واپس لاہور چھوڑنے کو فرمایا۔ ملک محمد سعید کو تاج کمپنی اور صوفی عبدالستار صاحب کو والٹن چھوڑنے کے بعد اگلے روز میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا، میاں صاحب کی طبیعت میں دن بدن کمزوری بڑھتی جا رہی تھی۔ کئی مرتبہ کراہنے کی بھی آواز آتی۔ آج چین سے میاں صاحب کی خدمت میں پانچ افراد ملنے کے لیے آئے۔ ایک اپنے آپ کو نقشبندی پیر کہتا تھا، اس کا نام ابراہیم سلیمی تھا، باقی چار افراد اسلام آباد میں اردو اور عربی کے کورسز کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام محمد موسیٰ اور دوسرے کا نام محمد یوسف تھا۔ باقی دو کے نام میں نوٹ نہ کر سکا، موسیٰ بہت اچھی اردو بول لیتا تھا، میاں صاحب نے نقشبندی پیر ابراہیم سلیمی سے اس کے شجرہ کے بارے میں پوچھا جو وہ بتانے سے قاصر رہا۔ ابراہیم سلیمی نے میاں صاحب سے ذکر جہر اور ذکر خفی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا سلسلہ نقشبندیہ میں دونوں ذکر کیے جاتے ہیں مگر ذکر خفی کو ذکر جہر پر فوقیت حاصل ہے۔ بہر حال میاں صاحب

Marfat.com

نے ان کو چند ایک کتب اور دیگر تحائف کے ساتھ رخصت کر دیا۔لنگر خانے کے باہر ان کی ملاقات صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری سے ہوگئی، میاں جلیل احمد صاحب ان کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے دربار اقدس پر سلام کے لیے لے گئے۔

میاں صاحب کی میاں محمد زبیر سے ملاقات

07 دسمبر 2005: حیدر آباد سندھ سے ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے مرید خاص میاں محمد زبیر صاحب شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ وہ میاں صاحب کے ساتھ مکتوبات مسعودی پر کافی دیر علمی گفتگو کرتے رہے۔

سعید احمد صدیقی صاحب پر فالج کا حملہ

10 دسمبر 2005: پروفیسر اقبال مجددی، علامہ اقبال احمد فاروقی، علامہ غلام مصطفےٰ مجددی (شکر گڑھ) اور محمد عالم مختار حق صاحب شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی خدمت میں حاضر تھا اس لیے شرقپور شریف نہ آسکا۔ ڈاکٹر بشیر صدیقی دسمبر کے آخری ہفتے مانچسٹر واپس جا رہے تھے اور وہ آجکل قبلہ میاں صاحب پر اپنی یادداشتوں کے حوالے سے ایک کتاب ''میرے مخدوم'' قلم بند کر رہے تھے، بیماری اور کمزوری کی وجہ سے وہ خود نہیں لکھ سکتے تھے اس مسودے کے پہلے 114 صفحے جناب سعید احمد صدیقی صاحب نے لکھے تھے۔ اس کے بعد ان کو فالج کا حملہ ہوگیا، لہذا سعید احمد صدیقی صاحب کی جگہ اب یہ خادم لکھتا اور ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب لکھواتے جاتے۔

آغا ابوبکر صاحب کا میاں صاحب سے بذریعہ فون رابطہ

13 دسمبر 2005: سعید احمد مجاہد آبادی سے مکتوبات مسعودی اور دیگر کتب لے کر شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں آگیا۔ آپ نے گاجر کے حلوے کے بیس عدد ڈبے تیار کروائے۔ مجھے ان حلوے کے ڈبوں کو لاہور علمی حضرات میں تقسیم کرنے کو فرمایا۔ سعید صدیقی صاحب نے آج قبلہ میاں صاحب کو ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی کتاب کے پہلے ستر صفحے

Marfat.com

پڑھ کر سنائے، ظہر کے بعد میں سعید صدیقی صاحب کے ہمراہ لاہور آ گیا، دوران سفر قبلہ میاں صاحب سے ٹیلی فون پر رابطہ ہوا تو آپ نے فرمایا کوئٹہ سے حضرت آغا ابو بکر صاحب لاہور تشریف لائے ہیں، ان کی نسبت حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ سے ہے۔ میں نے ان سے رابطہ کیا تو L-293 ماڈل ٹاؤن میں ٹھہرے ہوئے تھے اور مجھے اسی وقت ملاقات کرنے کو فرمایا۔ میں نے قبلہ میاں صاحب کی طرف سے سلام، پانچ عدد گاجر کے حلوے کے ڈبے ،فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (جلد اول، دوم)، حوزہ نقشبندیہ کا تعارفی لٹریچر لطائف المدینہ اور شیر ربانی ڈائجسٹ کی چند ایک کاپیاں پیش کیں، آغا ابو بکر صاحب کا قبلہ میاں صاحب سے بذریعہ ٹیلی فون رابطہ بھی کرایا۔ آغا ابو بکر صاحب نے میاں صاحب کا احوال دریافت کرنے کے بعد حلوے کا شکریہ اور علمی کاوش کو بہت سراہا۔ میں کافی دیر حضرت آغا ابو بکر صاحب کی خدمت میں رہا۔ انہوں نے کہا میاں صاحب نے حوزہ نقشبندیہ کے حوالے سے جو کام شروع کیا ہے یہ وقت کی اہم ضرورت ہے کیونکہ سلسلہ نقشبندیہ کے عقائد کو اجاگر کرنے کی اشد ضرورت ہے، بلکہ سلسلہ نقشبندیہ سے تعلق رکھنے والے تمام آستانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونا چاہیے۔ اس سلسلہ سے تعلق رکھنے والے ہر فرد کو اپنے نام کے ساتھ نقشبندی مجددی لکھوانا چاہیے۔ انہوں نے مزید فرمایا، احمد رضا خان بریلوی حضرت امام ابو حنیفہؓ کے پیروکار تھے اور وہ اپنے آپ کو بریلوی بھی نہیں کہلاتے تھے۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے بارے میں فرمانے لگے ان کے آباؤ اجداد کا تعلق سلسلہ نقشبندیہ سے ہے۔ انہوں نے چند سال رضویت پر کام کیا اور پھر سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و اشاعت کی طرف راغب ہو گئے۔ انہیں اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ کو ہی آگے بڑھانا چاہیے تھا، کافی دیر سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج و ترقی کے حوالے سے ان کی گفتگو سے مستفید ہوتا رہا۔ ملاقات کے آخر میں میں نے دعاء کے لیے درخواست کی تو آغا ابو بکر صاحب نے فرمایا دعاء عبادت کا نچوڑ ہوتی ہے، جب آپ عبادت نہیں کریں گے تو دعاء کیسے مانگیں گے۔ بہر حال آپ نے میرے لیے دعاء فرمائی۔ اس کے بعد ان سے اجازت لے کر پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آ گیا۔ پروفیسر منور حسین صاحب حضرت فاطمہؓ پر انگریزی میں مضمون لکھ رہے تھے۔ جب میں ان کے گھر پہنچا تو ان کے سامنے کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کیا تلاش کر رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا حضرت فاطمہ حضور پاک ﷺ

Marfat.com

کے دل کا ٹکڑا تھیں میں "دل کے ٹکڑا" کی انگریزی تلاش کر رہا ہوں۔ میں یہاں "piece of heart" نہیں لکھ سکتا، ایک کتاب میں شیکسپئر نے "دل کے ٹکڑا" کی انگریزی heart-dear کی ہے جو مجھے پسند ہے، پروفیسر منور صاحب بڑی تحقیق اور محنت کے ساتھ اپنے ہر مضمون کی تیاری کرتے۔

منشا تابش صاحب کی شرقپور شریف آمد

16 دسمبر 2005: مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب کو ساتھ لے کر شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں آ گیا۔ چند منٹ ملاقات کرنے کے بعد مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب مرید کے واپس چلے گئے۔ ان کے جانے کے بعد گجرات سے فیاض احمد سیٹھی، پروفیسر خالد بشیر صاحب اور شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ شیراز فیض بھٹی دو دن پہلے انڈیا سے واپس آئے تھے وہ وکیلوں کے سرکاری دورہ پر چندی گڑھ اور سرہند شریف گئے تھے، عشاء کے بعد روزنامہ اسلام آباد کے چیف ایڈیٹر شیر بہادر چغتائی اور پی این آئی نیوز ایجنسی کے نیوز ایجنٹ میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ انہوں نے میاں صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ رات خواب میں مجھے آپ کی زیارت ہوئی اس لیے آپ سے ملاقات کرنے شرقپور شریف آیا ہوں۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا میں تو کچھ بھی نہیں یہ تو ہمارے بزرگوں کا کمال ہے انہی کے صدقے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں، چائے اور مٹھائی کا لنگر شریف کھلانے کے بعد آپ نے ان کو اجازت دے دی، تھوڑی دیر بعد آپ آرام کے لیے لیٹ گئے مگر تقریباً ساری رات جاگتے ہی رہتے۔ تھوڑی دیر کے لیے آنکھ لگتی مگر زیادہ دیر کتابوں کے مطالعہ میں مصروف رہتے۔

نعیم عصمت کے بھائی کی شادی

23 دسمبر 2005: 396 راوی بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن میں جناب نعیم عصمت صاحب (مانچسٹر) سے ملاقات کی۔ ان کے بھائی فہیم صاحب کی شادی 25 دسمبر کو ہو رہی تھی۔ اس سلسلہ میں قبلہ میاں صاحب کی طرف سے تحفہ پیش کیا۔ تھوڑی دیر بعد سید جمیل احمد رضوی

Marfat.com

صاحب کے پاس چلا گیا جہاں ان سے اشاریہ نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر کے بارے میں چند ایک ہدایات لیں، پھر پروفیسر منور حسین اور ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد واپس میاں صاحب کے پاس آ گیا، ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کی پچھلے دنوں طبیعت کافی خراب تھی اس وجہ سے وہ چند دن ہسپتال داخل رہے آج ہی واپس آئے۔ ان کے گھر مہمانوں کا کافی رش تھا اس وجہ سے ان کی کتاب (میرے مخدوم) پر مزید کام نہ ہو سکا۔ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کی عیادت کرنے کے بعد میں یہاں سے روانہ ہو کر شرقپور شریف قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد صاحب کی بارات

24 دسمبر 2005: آج رات دس بجے صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد کی بارات گلشن راوی روانہ ہوئی، بارات میں تقریباً اڑھائی سو افراد شامل تھے۔ قبلہ میاں صاحب شرقپور شریف میں ہی رہے۔ بارات رات تین بجے شرقپور شریف واپس آئی۔ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب نے اگلے روز (25 دسمبر بروز اتوار) ولیمہ کی دعوت عام کا اعلان کیا ہوا تھا۔ ولیمہ میں مرغ پلاؤ، قورمہ اور زردہ کی 55 سے 60 دیگیں پکائی گئیں۔ تقریباً تین سے چار ہزار افراد نے ولیمہ کی دعوت کھائی، کافی مقدار میں کھانا بچ بھی گیا تھا۔ ولیمہ کا کھانا دوپہر 12 بجے سے شروع ہوا اور مغرب کی نماز تک جاری رہا۔ اگلے روز صاحبزادہ میاں عدیل صاحب کا نکاح صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب کی بیٹی سے ہو رہا تھا، اس سلسلہ میں میاں عدیل صاحب کے ماموں جناب نعیم الرسول اور ان کے رشتہ دار قبلہ میاں صاحب کے پاس آئے اور کافی دیر آپ کو اس بات پر راضی کرنے کی کوشش کرتے رہے کہ آپ نکاح پڑھوا لیں مگر رخصتی نہ کریں، مگر قبلہ میاں صاحب نے اس تجویز کو نہ مانا۔

دعوت ولیمہ میں سات سو افراد کی شرکت

26 دسمبر 2005ء: آج دعوت خاص تھی جس میں صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب نے تمام رشتہ داروں اور قریبی احباب کو دعوت دے رکھی تھی۔ اس دعوت ولیمہ میں بریانی،

Marfat.com

مرغی کا گوشت، بکرے کا گوشت، سیخ کباب، گاجر کا حلوا، پیٹھے کا حلوا، مچھلی، رشین سلاد، کولڈ ڈرنک اور چائے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ اس ولیمہ میں تقریباً چھ سو سے سات سو خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ آج کے روز صاحبزادہ میاں عدیل صاحب کا بھی نکاح صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کی بیٹی سے مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر طے ہوا۔ حق مہر کی رقم صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری نے اپنی جیب سے ادا کی۔ نکاح مولانا محمد منشاء تابش قصوری، مولانا ظہور صاحب اور قاری اسلم صاحب نے پڑھوایا۔ گواہوں میں صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، اور صاحبزادہ میاں عدیل صاحب کے دو ماموں (صاحبزادہ نعیم الرسول للہی اور صاحبزادہ تکریم الرسول للہی) شامل تھے۔ نکاح کے بعد ڈاکٹر محسن نذیر، میاں آفتاب صاحب، مولانا محبوب حسین شاہ (مدرس بیربل شریف)، خالد سیف اللہ صاحب (بیربل شریف) کے علاوہ کئی حضرات نے اس خوشی کے موقع پر میاں صاحب کو مبارکباد دی۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نام سے ویب سائٹ تیار

31 دسمبر 2005: آج جناب فواد احمد صاحب (صوبہ سندھ سے تعلق رکھتے تھے) کو لے کر ویب سول کے دفتر کلمہ چوک آ گیا، جہاں انہوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نام سے مبلغ بیس ہزار روپے میں ایک ویب سائٹ بنوائی۔ حاجی اسلم صاحب نے آسانی کے لیے یہ رقم قسطوں میں ادا کرنے کی بھی پیش کش کی، یہاں سے فارغ ہو کر پروفیسر علیم تفضل، پروفیسر خالد بشیر صاحب اور رانا ندیم شہزاد کے ہمراہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری چلا گیا، جہاں سید جمیل احمد رضوی صاحب اور پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ (کینیڈا) سے ملاقات ہوئی۔ ساجدہ علوی صاحبہ ان دنوں پنجاب میں اٹھارھویں اور انیسویں صدی کے چشتی مشائخ پر تحقیقی کام کر رہی تھیں اور سید جمیل احمد رضوی صاحب ان کے معاون کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔ ساجدہ علوی صاحبہ نے مجھ سے فرمایا: آپ کو میاں صاحب کے معمولات اور ملفوظات قلمبند کرنے چاہئیں۔ میں نے عرض کیا کہ مکمل تو نہیں مگر خاص خاص واقعات میں اپنی ڈائریوں میں محفوظ کر رہا ہوں۔ محترمہ ساجدہ علوی صاحبہ نے چند روز تک شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں آنے کا وعدہ کیا اور ڈیڑھ بجے واپس اپنے گھر شادمان روانہ ہو گئیں۔ شاہ صاحب کو ان کے گھر چھوڑ کر پروفیسر علیم تفضل صاحب

Marfat.com

کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں شرقپور شریف آ گیا۔ دو روز قبل پروفیسر علیم تفضل صاحب کے گھر چھ لاکھ روپے کی ڈکیتی ہوئی تھی۔ انہوں نے میاں صاحب سے اس سلسلہ میں دعاء کے لیے درخواست کی۔ میاں صاحب نے ان کو اس کیس کی پیروی کرنے کو فرمایا۔ مغرب کی نماز کے بعد پروفیسر علیم تفضل صاحب اجازت لے کر واپس لاہور تشریف لے گئے اور میں میاں صاحب کے پاس ہی ٹھہر گیا۔ آجکل بابا ظفر اور یہ خادم رات میاں صاحب کی خدمت کے لیے آپ کے کمرہ میں ہی رہتے۔ مجھے میاں صاحب کے کاموں میں دیر ہو جاتی لہٰذا اکثر شرقپور شریف رات دس بجے کے بعد پہنچتا اس لیے میاں صاحب بابا ظفر کو اپنے کمرہ میں ہی لیٹا لیتے۔

میاں صاحب کی بائیں ٹانگ میں شدید درد

یکم جنوری 2006 رات ڈیڑھ بجے آپ اٹھ گئے، آپ کی بائیں ٹانگ میں درد تھا مجھے دبانے کو فرمایا، فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ مڑ بھنگواں کے رہنے والے حافظ صاحب کے پاس چند منٹ رکنے کے بعد واپس شرقپور شریف آ گئے۔ آپ لاہور سے آئے ہوئے قدر آفاقی اور مولانا عبدالغفور صاحب (گھوڑے شاہ) سے ملاقات میں مصروف ہو گئے اور میں ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر کے اشاریہ کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

عبدالرؤف صاحب کے داماد کا انتقال

03 جنوری 2006: آج صبح ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب سے ملاقات کے لیے ان کے گھر اعوان ٹاؤن چلا گیا۔ جناب نعیم عصمت صاحب بھی ادھر موجود تھے۔ کافی دیر ان سے شیر ربانی ڈائجسٹ اور دیگر امور پر گفتگو ہوتی رہی۔ شام کے وقت جناب عبدالرؤف صاحب (آر۔ زیڈ پریس) ملتان روڈ چلا گیا۔ پچھلے دنوں ان کے داماد انتقال کر گئے تھے ان سے تعزیت کی عشاء کی نماز ادھر ہی ادا کی۔ رات نو بجے گھر کی طرف روانہ ہوا تو مال روڈ کے قریب گھر سے فون آ گیا کہ والد صاحب کی طبیعت بہت خراب ہے میرے گھر پہنچنے سے قبل والد صاحب کو محمد خالد صاحب (ہمسایہ) کی پک اپ میں چارپائی پر لٹا کر ہسپتال لے جایا جا رہا تھا۔ بھائی فاروق اور بھائی طارق بھی ہمراہ تھے۔ میں نے والد صاحب کو دیکھا تو والد صاحب کی سانس رک چکی تھی

Marfat.com

بہرحال ان کو شالیمار ہسپتال لے جایا گیا جہاں ایمرجنسی میں موجود ڈاکٹر صاحب نے انتقال کی تصدیق کردی۔ 04 جنوری ظہر کی نماز کے بعد مولانا چشتی صاحب (خطیب جامع مسجد گلزار مدینہ فتح گڑھ) نے جنازہ پڑھایا، صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری اور صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری نے بھی جنازے میں شرکت فرمائی۔ نماز جنازہ کے بعد صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب روانہ ہوگئے اور صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب امام علی کے گھر کافی دیر تشریف فرما رہے۔ اگلے روز ظہر کی نماز کے بعد رسم قل ادا کی گئی دو تین روز تک گھر پر ہی رہا۔ 09 جنوری بروز پیر قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں شرقپور شریف آ گیا۔

میاں صاحب کی محمد الطاف سے تعزیت

22 جنوری 2006: قبلہ میاں صاحب کے قریبی ساتھی صوفی اسماعیل صاحب جو انگلینڈ میں رہائش پذیر تھے چار ماہ قبل ان کا انتقال ہوگیا تھا، ان کے بیٹے محمد الطاف صاحب آج کل پاکستان آئے ہوئے تھے۔ قبلہ میاں صاحب نے صوفی اسماعیل صاحب کے ایصال ثواب کے لیے شرقپور شریف میں آج ایک محفل کا انعقاد کیا تھا۔ محفل کا آغاز دوپہر بارہ بجے تلاوت قرآن پاک سے ہوا جناب محمد الطاف صاحب بھی محفل کے آغاز سے قبل تشریف لے آئے، محفل ظہر کی نماز تک جاری رہی۔

ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی شرقپور شریف آمد

23 جنوری 2006: آج صبح ساڑھے گیارہ بجے پروفیسر علیم تفضل صاحب ساجدہ علوی صاحبہ اور سید جمیل احمد رضوی کو ساتھ لے کر شرقپور شریف آ گئے۔

ساجدہ علوی صاحبہ: میاں صاحب آپ کی طبیعت کے احوال کیسے ہیں؟

قبلہ میاں صاحب: بظاہر تو ٹھیک ہیں مگر کچھ عوارضات ہیں جن کی وجہ سے میں یہاں سے باہر نکل نہیں سکتا، یہاں باتھ روم وغیرہ کی سہولت موجود ہے، اپنی تمام رپورٹس محترمہ ساجدہ علوی صاحبہ کو دکھائیں۔

ساجدہ علوی صاحبہ: رپورٹس دیکھ کر فرمایا کچھ عوارضات کا تعلق روحانیت سے بھی ہوتا ہے۔

Marfat.com

قبلہ میاں صاحب: ہم تو کچھ بھی نہیں ہم تو صرف اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور اپنے والد گرامی میاں غلام اللہ شرقپوری کے سلسلے کو زندہ رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ساجدہ علوی صاحبہ: یہ تو آپ کا تقویٰ اور کسر نفسی ہے۔

سید جمیل احمد رضوی صاحب: شاہ صاحب نے ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی کے بارے میں ساجدہ علوی صاحبہ کو تفصیلات سے آگاہ کیا۔

ساجدہ علوی صاحبہ: نور اسلام کے اشاریے میں اشاریہ عنوانات پر بھی کام کرنا چاہیے۔

معروف احمد: اس طرح تو یہ کام بہت وسیع ہو جائے گا اور ہمارے پاس شاید اتنا وقت نہیں ہے۔

ساجدہ علوی صاحبہ: یہ کام روز روز نہیں ہوتے، لہٰذا اس وقت تیار کرنا آسان بعد میں جو کام رہ جائے وہ رہ ہی جاتا ہے

سید جمیل احمد رضوی: ہمارے پاس اتنے وسائل نہیں، کوشش کریں گے کہ اشاریہ عنوانات کو بھی شامل کر لیا جائے۔

کچھ دیر اردو زبان اور حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے حوالے سے چند ایک یادداشتیں تازہ ہوتی رہیں، پونے ایک بجے چوہدری حنیف صاحب (چیف لائبریرین)، ڈاکٹر سعید نیازی (آئی سپیشلسٹ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور) اور ان کے ماموں بھی تشریف لے آئے اور اس روحانی محفل کا حصہ بن گئے۔ چند لمحے رکنے کے بعد قبلہ میاں صاحب مجھے اپنے ساتھ گھر کے اندر لے گئے، اپنے سامنے کھانا لگوایا۔ تمام مہمانوں کو گھر کے اندر کھانے پر بلایا گیا، کھانے میں قبلہ میاں صاحب کے علاوہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب، صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب، محترمہ ساجدہ علوی صاحبہ، سید جمیل احمد رضوی صاحب، ڈاکٹر سعید نیازی صاحب اور ان کے ماموں، چوہدری حنیف صاحب، پروفیسر علیم تفضل، شیراز فیض بھٹی صاحب نے شرکت کی۔

ساجدہ علوی صاحبہ: قبلہ میاں صاحب کا وسیع دسترخوان دیکھ کر ساجدی علوہ صاحبہ نے فرمایا میں تو دعوت شیراز کی تمنا لے کر آئی تھی۔

قبلہ میاں صاحب: یہ دعوت شیراز ہی ہے۔

صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری: ہمارے لنگر میں کبھی دال پکتی ہے، کبھی گوشت اور کبھی سبزی آج لنگر میں تمام چیزیں موجود ہیں۔

Marfat.com

کھانا کھانے کے بعد قبلہ میاں صاحب اور محترمہ ساجدہ علوی صاحبہ کے علاوہ تمام حضرات واپس باہر میاں صاحب کے کمرہ میں آ گئے، قبلہ میاں صاحب نے ساجدہ علوی صاحبہ کی اپنے گھر والوں سے ملاقات کرائی۔ میاں صاحب نے گھر والوں کو بتایا یہ بہت باہمت خاتون ہیں اور کینیڈا کی میکگل یونیورسٹی میں شعبہ تاریخ کی پروفیسر ہیں۔ والدہ صاحبہ نے ساجدہ علوی صاحبہ کو ایک عدد چادر کا تبرک دیا، ظہر کی نماز کے بعد تمام مہمان قبلہ میاں صاحب سے اجازت لے کر اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے مزار اقدس پر حاضری کے لیے چلے گئے اور پھر وہیں سے لاہور روانہ ہو گئے۔

ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ نے UPS کا تحفہ دیا

26 جنوری 2006: آج قبلہ میاں صاحب نے جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی پر تحریر کردہ تبصرہ، مٹھائی کی ٹوکریاں اور لیڈیز جینٹس سوٹ دے کر لاہور روانہ کر دیا۔ جہان امام ربانی کے بارے میں تبصرہ ابوالبقاء قدر آفاقی صاحب کو لاہور نور اسلام کے دفتر چیک کرایا اور مغرب کے قریب ساجدہ علوی صاحبہ کے گھر چلا گیا، میاں صاحب کی طرف سے مٹھائی، جینٹس اور لیڈیز سوٹ پیش کیے۔ انہوں نے مجھے ایک عدد یو پی ایس (UPS) دیا۔ میں نے اس کی قیمت دینی چاہی جو انہوں نے لینے سے انکار کر دیا خیر کافی دیر نقشبندی اور چشتی بزرگوں کے حوالے سے گفتگو ہوتی رہی، ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ اور ان کے خاوند محمد صابر صاحب کو لاہور میں قبلہ میاں صاحب سے ملاقات کی دعوت دی، 30 جنوری بروز پیر بیت النور (میاں غلام رسول کے ہوٹل)، جوہر ٹاؤن میں دوپہر ایک بجے ملاقات کا وقت طے پایا۔

ڈاکٹر ساجدہ علوی کی اپنے خاوند کے ہمراہ بیت النور آمد

30 جنوری 2006: آج دوپہر بیت النور میں ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ اپنے خاوند پروفیسر محمد صابر صاحب کے ہمراہ تشریف لا رہی تھیں، لہٰذا پروفیسر علیم تفضل صاحب محترمہ ساجدہ علوی، ان کے خاوند محمد صابر، پروفیسر اقبال مجددی اور پروفیسر محمد رفیق صاحب کو لے کر بیت النور آ گئے، امام علی محمد عالم مختار حق اور یہ خادم سید جمیل احمد رضوی صاحب کو لے کر بیت النور آ گئے۔ شاہ

Marfat.com

صاحب کسی کام سے فیصل آباد گئے ہوئے تھے ان کے لاہور پہنچنے کے فوراً بعد آپ اس میٹنگ میں شرکت کے لیے جوہر ٹاؤن بیت النور ہوٹل میں آ گئے۔ اس مجلس کی تمام گفتگو کی آڈیو ریکارڈنگ کی گئی جسے بعد میں محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا۔

مجلس کے اختتام پر محترمہ ساجدہ علوی صاحبہ قبلہ میاں صاحب سے اجازت لے کر روانہ ہوئیں ہوٹل سے باہر نکلنے سے پہلے انہوں نے مجھے ایک لفافہ قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کو فرمایا۔ میں نے ان سے عرض کیا اگر اس میں رقم ہے تو میاں صاحب نہیں لیں گے بہتر یہی ہے آپ اس کو اپنے پاس رکھ لیں مگر محترمہ ساجدہ علوی صاحبہ کے بار بار اصرار پر میں نے لفافہ رکھ لیا اور قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے پوچھا اس میں کیا ہے۔ میں نے عرض کیا یہ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ نے دیا ہے اور شرقپور شریف میں طالبات کے مدرسہ کے لیے کچھ اعانت کرنا چاہتی ہیں۔ آپ نے مجھے واپس کرنے کو فرمایا۔ ساجدہ علوی صاحبہ ابھی ہوٹل کے باہر گاڑی میں تشریف فرما تھیں۔ میں نے ان کو یہ لفافہ واپس کر دیا اور قبلہ میاں صاحب کی طرف سے پیغام دیا اس کی ضرورت نہیں اور اس موضوع پر بعد میں بات کریں گے۔

اس میٹنگ کی تفصیلات ''فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں)'' از سید جمیل احمد رضوی صاحب کی کتاب میں شائع ہو چکی ہے۔

والد گرامی کے چہلم کا ختم اور پاکپتن شریف حاضری

05 فروری 2006ء: 27 جنوری کو شرقپور شریف میں قبلہ میاں صاحب نے والد صاحب کے ایصال ثواب کے لیے ختم شریف کی ایک محفل کا انعقاد کرایا اور آج فتح گڑھ میں ظہر کی نماز کے بعد چہلم کا ختم شریف ہوا۔ اگلے روز قبلہ میاں صاحب سے اجازت لے کر پاکپتن شریف بابا فریدالدین گنج شکرؒ کے عرس میں شرکت کے لیے روانہ ہو گئے، بابا حیات، حاجی محمد اسلم (اعظم مارکیٹ)، پروفیسر خالد بشیر صاحب اور اکرام عرف بلا (جلیانہ) ہمراہ تھے۔ کرمانوالہ شریف ظہر کی نماز ادا کی، محمد منیر (تابڑ، پاکپتن) نے جمال چوک سے تمام حضرات کی ٹھنڈے مشروبات سے تواضع کی۔ محمد منیر صاحب سے ملاقات کے بعد ہم سب حضرات حاجی اسلم صاحب کی بیٹی کے گھر چلے گئے، رات کا کھانا ادھر سے ہی کھایا، تھوڑی دیر بعد حاجی اسلم صاحب کے بھانجے محمد اقبال

Marfat.com

(ایس ڈی او، واپڈا)، محمد طارق اور غلام ربانی صاحب کے ہمراہ سرکاری گاڑی میں دربار شریف پر حاضری کے لیے چلے گئے۔ عقیدت مندوں کا بہت رش تھا بہر حال ایک مخصوص راستے سے ہم کو دربار اقدس کے قریب ایک ہال میں لے جایا گیا۔ لنگر شریف میں میٹھے چاول اور قہوہ پیا، چند لمحوں بعد بہشتی دروازے سے تمام حضرات کو گزرنے کی سعادت حاصل ہوئی، بڑی ہی پرانوار رات تھی ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے آسمان سے نور کی تجلیوں کی بارش ہو رہی ہو۔ تمام حضرات علی محمد خان بسی شریف کی مرقد مبارک کے قریب اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔ رات بارہ بجے حاجی محمد حیات نے دعا کی۔ دربار شریف سے حاضری کے بعد حاجی اسلم صاحب کے بھانجے محمد اقبال کے گھر آ گئے، رات ادھر ہی قیام کیا صبح فجر کی نماز کے بعد شرقپور شریف روانہ ہو گئے، صبح دس بجے میاں صاحب کی خدمت میں شرقپور شریف آ گئے۔ ان دنوں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب اپنے بیٹے صاحبزادہ مسرور احمد صاحب کے ہمراہ لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔

میاں صاحب کی ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سے ملاقات

مغرب کی نماز کے بعد قبلہ میاں صاحب ان سے ملاقات کے لیے لاہور روانہ ہو گئے، تقریباً آٹھ بجے ڈاکٹر صاحب سے ماڈل ٹاؤن میں ملاقات ہوئی جو ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہی۔ احوال وغیرہ دریافت کرنے کے بعد علمی گفتگو شروع ہوئی۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب: چند ایک ضروری کام اور مفتی مکرم صاحب سے ملاقات کے لیے میں 28 مارچ کو ہندوستان جا رہا ہوں۔

قبلہ میاں صاحب: انڈیا سے ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی کے لیے چند ایک مضمون لکھوانے کی کوشش کریں۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب: ان شاء اللہ ضرور فی الوقت صاحبزادہ مسرور صاحب کا ایک غیر مطبوعہ مقالہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے اس کو گولڈن جوبلی کا حصہ بنا لیں۔ مفتی مکرم صاحب کے حوالے سے مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی دارالعلوم سلطانیہ کالا دیو جہلم سے ایک کتاب شائع ہو رہی ہے۔ آپ اس کی تیاری کے لیے کوشش کیجئے گا۔

قبلہ میاں صاحب: خواجہ محمد زمانؒ ہمارے نقشبندی سلسلہ میں بہت پایے کے بزرگ گزرے ہیں

Marfat.com

ان پر علمی کام کرنے کی کوشش کریں۔ کافی دیر نقشبندی سلسلہ کی فلاح وترقی کے لیے گفتگو ہوتی رہی۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ فیصل آباد روانہ ہو گئے فیض پور انٹر چینج سے حافظ صاحب (مڑ بھنگواں) کو بھی ساتھ بٹھا لیا، رات صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب کے دفتر ہی قیام کیا صبح فجر کی نماز کے بعد ڈھوک شیر ربانی چکوال روانہ ہو گئے، جہاں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہو رہا تھا۔ محمد عابد نے نعت شریف پڑھی، محمد ظفر (اترا، خوشاب) نے تقریر کی۔ آخر میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی کی شخصیت پر روشنی ڈالی، عرس شریف کے اختتام پر آپ واپس فیصل آباد روانہ ہو گئے، آج ''گیمبر'' (اوکاڑہ کے نزدیک) میں بھی اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کا عرس مبارک منعقد ہو رہا تھا۔ قبلہ میاں صاحب نے فیصل آباد سے ہی 16 منٹ کا ٹیلی فونک خطاب کیا آپ نے اپنی تقریر میں بادشاہ اکبر کے دین الٰہی اور حضرت مجدد الف ثانی کی کاوشوں پر بڑی جامع تقریر کرتے ہوئے فرمایا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی '' کے مکتوبات دنیائے تصوف کے لیے بہترین سرمایہ ہیں بلاشبہ علم وعرفان کا شاہکار ہیں۔ ان میں بہت سے مقامات پر سالکان راہ حقیقت کے لیے مجاہدہ وریاضت اوراذکار واشغال کی شرح بھی کر دی گئی ہے۔ ان مکتوبات میں سے بعض مکتوبات آپ کے صوفیانہ عقائد ونظریات کی عکاسی کرتے ہیں۔ حضرت امام ربانیؒ کی تعلیمات کو تصوف کی دنیا میں عام کرنا وقت کا اہم ترین تقاضہ ہے کیونکہ دور حاضر میں بھی بہت سے بدعقیدہ لوگ مشائخ طریقت کے لبادے اوڑھ کر تصوف کی اصل روح کو پس پشت ڈال کر اپنے خود ساختہ صوفیانہ نظریات کے ذریعے عوام کو گمراہ کرتے پھرتے ہیں جن کے خلاف جہاد تصوف کی اصل روح (شریعت اسلامیہ پر مکمل طور کار بند رہنا) کو عوام میں پھونک کر کیا جا سکتا ہے۔

اگلے روز آپ فجر کی نماز کے بعد فیصل آباد سے روانہ ہو کر محمد رمضان صاحب سے ملاقات کرنے کے لیے بچیکی آ گئے۔ چند منٹ یہاں ٹھہرنے کے بعد واپس شرقپور شریف آ گئے۔

ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی تعلیمی نظام پر تنقید

13 فروری 2006: کمر میں تکلیف کی وجہ سے میرا اٹھنا مشکل ہو گیا، رانا ندیم شہزاد کو

Marfat.com

میاں صاحب کی گاڑی دیگر شرقپور شریف بھجوادیا، دو دن گھر میں ہی رہا، آج میاں صاحب لاہور فضل الرحمٰن صاحب (شادمان) کے گھر تشریف لائے۔ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی میاں صاحب سے ملاقات ہونا تھی لہذا میں امام علی کے ہمراہ فضل الرحمٰن صاحب کے گھر آ گیا، شیراز بھٹی ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کو لے کر میاں صاحب کی خدمت میں سہ پہر تین بجے آ گئے۔ یہ ملاقات تھوڑی دیر کے لیے ہی ہوئی۔ اس ملاقات میں ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ نے پاکستان میں تعلیمی نظام کو بہتر کرنے کے بارے میں بہت زور دیا۔ انہوں نے کہا بہتر تعلیم کے لیے بڑی بلڈنگ کی نہیں ایک بہتر استاد کی ضرورت ہوتی ہے انہوں نے کہا میری تعلیم خود مسلم گرلز ہائی سکول باغبانپورہ کی ہے۔ اس وقت استادوں کو پڑھانے کی لگن تھی، میرے ساتھ پڑھنے والے اچھے عہدوں پر فائز ہیں کیونکہ اب کی نسبت اس وقت تعلیم کا معیار بہت بہتر تھا، گورنمنٹ کی طرف سے جو کتابیں سکول میں پڑھائی جاتی ہیں ان کی میتھوڈولوجی (Methodology) ہی غلط ہے، پانچ سال تک بچوں کو ان کی مادری زبان اردو پر ہی مکمل دھیان دینا چاہیے۔ چھٹی جماعت سے انگریزی و دیگر زبانوں کی کتب پڑھانی چاہئیں۔ سکولوں کے باہر انگلش میڈیم لکھا ہوتا ہے مگر حقیقت میں وہ انگلش میڈیم نہیں ہوتے، دیہاتوں میں تعلیم کا تو کوئی حال نہیں، کافی دیر تعلیم پر لیکچر دینے کے بعد میاں صاحب سے اجازت لے کر رخصت ہوگئیں، شیراز بھٹی اور امام علی ان کو گھر چھوڑ آئے۔

شرقپور شریف میں حضرت مجدد پاکؒ کا عرس مبارک

29 مارچ 2006: آج شرقپور شریف میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہو رہا تھا نعت خوانی کے علاوہ، علامہ غلام مصطفٰے مجددی، مولانا فاروق صاحب، مولانا کرامت علی اور مولانا اسلم ساقی صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ پر بڑی جامع تقاریر کیں۔ اسلم ساقی صاحب نے حضرت مجدد پاک کے ان کارناموں کا خصوصاً ذکر کیا جو انہوں نے بادشاہ اکبر کے اپنے بنائے ہوئے دین الٰہی کو ختم کرنے کے لیے کیے تھے۔ عصر کی نماز سے قبل قبلہ میاں صاحب نے دعاء کرائی، عرس کی تقریبات میں شمولیت کے لیے دیگر شہروں کے علاوہ کراچی سے اشرف بھائی، کریم بھائی اور قادر بھائی تشریف لائے تھے۔

Marfat.com

میاں صاحب کے بائیں بازو میں شدید درد

یکم اپریل 2006: پرنٹنگ مشین خراب ہونے کی وجہ سے شیر ربانی ڈائجسٹ چھپ نہ سکا۔ قبلہ میاں صاحب کی طبیعت دن بدن بگڑتی جا رہی تھی۔ رات دو بجے آپ نے اپنے بائیں بازو کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ درد کر رہا ہے، رات تین سے چار مرتبہ آپ پیشاب کے لیے گئے، میں نے تھوڑی دیر آپ کا بازو دبایا، کچھ دیر بعد آپ کی آنکھ لگ گئی۔ آپ بہت کم دبانے کے لیے فرماتے مگر اس وقت آپ کے بازو میں شدید درد تھا اس لیے آپ نے مجھے بازو دبانے کے لیے فرمایا۔

میاں صاحب کا پیر فضل الرحمٰن مجددی سے فون پر رابطہ

28 اپریل 2006: کراچی سے کمانڈر ظفر صاحب کے بیٹے محمد بلال لاہور آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے بذریعہ فون پیر فضل الرحمٰن مجددی صاحب کی بات قبلہ میاں صاحب سے کرائی، احوال پوچھنے کے بعد آپ نے پیر صاحب کو شرقپور شریف آنے کی دعوت بھی دی۔ رات دو بجے میری آنکھ کھلی تو آپ محمد عالم مختار حق صاحب کی دی ہوئی کتاب ''مشفق من خواجہ من، مشفق نامے'' کا مطالعہ کر رہے تھے، میاں صاحب نے کافی مرتبہ اس کتاب کی تعریف کی اور مجھے فرمایا محمد عالم صاحب کے پاس شمس الدین پر بھی کچھ مواد موجود ہے اگر ان کے پاس ان سے متعلق کوئی اضافی نسخہ ہو تو ضرور لے لینا۔

میاں صاحب کے کمرہ سے سانپ برآمد

21 مئی 2006: آپ کو ناف کے قریب ایک بڑے سائز کی پھنسی (پھوڑا) نکل آئی تھی، تین سے چار عدد اور بھی تھے مگر وہ چھوٹے سائز کے تھے، جسم کی کافی حصے میں پھنسیاں تھیں جن میں پانی پڑ گیا تھا، ڈاکٹر صاحب کی ہدایت کے مطابق میاں صاحب کو آگمینٹن بی ٹی (625 گرام) کھانے کو دیں میاں صاحب لکڑی کے تختے پر آرام کرتے تھے، لہٰذا تختے کو ہٹا کر نوار کی بنی ہوئی چارپائی رکھ دی گئی، عشاء کے بعد ایک سانپ میاں صاحب کے کمرہ اور دوسرا ماسی

Marfat.com

حنیفاں کی چارپائی کے نیچے سے نکلا، ماسی حنیفاں نے ڈنڈے کے ساتھ سانپ کر ماردیا مگر میاں صاحب کے کمرہ سے نکلنے والا سانپ کہیں غائب ہو گیا۔ میاں صاحب کے کمرہ میں دیکھا گیا سانپ کوئی تین انگشت لمبا تھا۔ آج پروفیسر منور حسین صاحب کے بھائی بشیر حسین ولد حسین بخش رضائے الٰہی سے وفات پا گئے تھے، دو ہفتہ قبل پروفیسر صاحب کے بہنوئی ریاض الدین چغتائی بھی 85 سال کی عمر میں انتقال کر گئے تھے۔

صاحبزادہ سعید شاہ گجراتی کی شرقپور شریف آمد

22 مئی 2006: آج گجرات سے صاحبزادہ سعید شاہ گجراتی ولد پیر محمود شاہ گجراتی فیاض احمد سیٹھی اور پروفیسر خالد بشیر صاحب کے ہمراہ شرقپور شریف تشریف لائے، محمود سعید شاہ گجراتی صاحب کا تحریک پاکستان میں بڑا اہم رول تھا۔ انہوں نے 17 سال کی عمر میں قائداعظم محمد علی جناح کے شانہ بشانہ بے شمار جلسے جلوسوں میں حصہ لیا۔ پاکستان کو معرض وجود میں لانے کے لیے انہوں نے ہندو اور انگریزوں کے ظلم وستم کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ میاں صاحب کافی دیر تک گجرات سے تشریف لائے ہوئے ان معزز مہمانوں سے محو گفتگو رہے۔ محمود شاہ صاحب نے میاں صاحب تحریک پاکستان کے حوالے سے چند ایک واقعات بھی سنائے۔ اس دوران میاں جلیل احمد شرقپوری بھی تشریف لائے۔ ساڑھے بارہ بجے میاں صاحب خالد بشیر صاحب اور شیراز بھٹی کو ساتھ لے کر پروفیسر منور صاحب کے گھر تعزیت کے لیے چلے گئے۔ صاحبزادہ محمود سعید شاہ گجراتی فیاض احمد سیٹھی صاحب کے ہمراہ واپس گجرات چلے گئے۔

محمد مقصود قادری کی شرقپور شریف آمد

12 جون 2006: آج شرقپور شریف میں لندن سے محمد عمران اپنے ایک ساتھی اور کراچی سے محمد مقصود احمد قادری صاحب شرقپور شریف قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے، آپ نے ان کی خاطر مدارت کی، کافی دیر ان سے محو گفتگو رہے۔ ان کے جانے کے بعد حاجی محمود صاحب (مدینہ منورہ) کے ساتھ مختلف موضوعات پر محو گفتگو رہے۔ حاجی محمود صاحب بھی میاں صاحب کے قریبی ساتھیوں میں سے ہیں۔

Marfat.com

صاحبزادہ میاں تنویر احمد صاحب نے گاڑی چلائی

24 جون 2006: آج آپ نے پروفیسر اقبال مجددی صاحب کی معرفت 14 جلدوں پر مشتمل ''تاریخ بغداد'' کا سیٹ مبلغ -/5000 روپے اور چار جلدوں پر مشتمل اس کا ذیل مبلغ -/1800 روپے میں خریدا۔ امام علی نے یہ دونوں سیٹ میاں صاحب کو شرقپور شریف پہنچائے۔ آج میاں صاحب کی خدمت میں شرقپور شریف شفیق احمد شاکر (لاثانی بک پیلس)، بھیرہ شریف سے مدرس مولانا محمد الطاف اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کراچی سے محمد الیاس بھائی اور غفار بھائی تشریف لائے تھے۔ اگلے روز میاں صاحب نے کراچی کے مہمانوں کو فیصل آباد چھوڑ کر آنے کو فرمایا۔ صاحبزادہ میاں تنویر احمد شرقپوری صاحب نے گاڑی چلائی، حاجی محمود صاحب اور یہ خادم ہمراہ تھے، مغرب کی نماز سے قبل ہم شرقپور شریف واپس آگئے۔

سید ضیاء الدین شاہ صاحب کی شرقپور شریف آمد

02 جولائی 2006: شیر ربانی ڈائجسٹ محمد نواز صاحب (اٹاری سروبہ، لاہور) کی معرفت مانچسٹر جاتا تھا۔ ہر تین ماہ بعد کوئی بیس سے بائیس ہزار روپے تک کا بل بن جاتا قبلہ میاں صاحب نے مجھے ایک دو مرتبہ فرمایا تم محمد نواز صاحب کے علاوہ کسی اور طریقے سے ڈائجسٹ باہر بھجوانے کا پتہ کرو، ڈائجسٹ تیار ہو چکا تھا محمد نواز صاحب کا پتہ کیا تو وہ کسی کام سے امریکہ جا چکے تھے۔ لہذا میں ایک عدد شیر ربانی ڈائجسٹ کی کاپی لے کر لاہور ائیر پورٹ چلا گیا، پی آئی اے کارگو میں ایک افسر سے ملاقات ہوئی ان کو رسالہ دکھایا اور کہا اس کو مانچسٹر بھجوانا ہے۔ انہوں نے کہا کیا یہ ایک رسالہ ہی باہر بھجوانا ہے۔ میں نے کہا نہیں ٹوٹل تعداد چار سو ہے میں ریٹ لینے آیا ہوں۔ انہوں نے اپنا نام عزیز بٹ بتایا اور اپنا دفتر بھی دکھا دیا کہا تم کل یہ رسالہ لے کر ادھر آجانا۔ میں اگلے روز تقریباً چار سو رسالہ لے کر ان کے پاس پہنچ گیا، عزیز بٹ صاحب نے مبلغ نو ہزار روپے میں چار سو عدد شیر ربانی ڈائجسٹ مانچسٹر بھجوا دیا۔ میں جانے لگا تو مجھے دعا کے لیے فرمایا۔ میں نے کہا آپ شرقپور شریف آئیں اور میاں صاحب سے عرض کریں لہذا اگلے روز صبح چھ بجے داتا صاحب'' دربار کے باہر کا وقت مقرر ہو گیا۔ اگلے روز عزیز بٹ صاحب ٹھیک چھ بجے داتا

Marfat.com

صاحب آ گئے اور ہم تقریباً سات بجے شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں پہنچ گئے۔ عزیز بٹ صاحب نے میاں صاحب سے دعا کے لیے درخواست کی۔ میاں صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان رکھنا چاہیے کوئی حسد یا جادو اگر کرتا بھی ہے تو وہ اپنا نقصان خود کرتا ہے۔ عزیز بٹ صاحب کے جانے کے بعد سارا دن میاں صاحب کی خدمت میں ہی رہا مغرب کی نماز کے بعد جناب مولانا غلام رسول چکسواری والے اور سید ضیاء الدین شاہ صاحب (کنارہ شریف) شرقپور شریف آئے۔ رات ساڑھے دس بجے تک میاں صاحب کے پاس ہی رہے۔ ان کے جانے کے بعد میاں صاحب آرام کے لیے لیٹ گئے۔

میاں صاحب کی آنکھوں میں انفیکشن

10 جولائی 2006: قبلہ میاں صاحب کی آنکھوں سے بہت زیادہ پانی بہہ رہا تھا اس کا اثر بینائی پر بھی پڑ رہا تھا۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر سعید نیازی صاحب کو چیک اپ کرایا انہوں نے میاں صاحب کی آنکھوں میں انفیکشن بتائی۔ ڈاکٹر صاحب نے دو عدد ڈراپس اور نظر کی عینک کا نمبر تبدیل کر دیا، انہوں نے دو روز بعد خود عینک شرقپور شریف لانے کو کہا۔

شوکت خانم لیبارٹری سے میاں صاحب کے ٹیسٹ

18 جولائی 2006: شام ساڑھے سات بجے میاں صاحب سکن سپیشلسٹ ڈاکٹر عدنان صاحب کے پاس شادمان چلے گئے۔ میاں صاحب کی جلد کی انفیکشن بہت بہتر تھی، ڈاکٹر عدنان صاحب سے فارغ ہو کر آپ ڈاکٹر سعید نیازی صاحب کے پاس ممتاز میموریل ہسپتال ٹاؤن شپ چلے گئے۔ انہوں نے میاں صاحب کو چند ایک ٹیسٹ لکھ دیے جو شوکت خانم لیبارٹری سے کروائے۔ ٹیسٹ کی رپورٹس بالکل ٹھیک تھیں۔ ڈاکٹر سعید نیازی سے چیک اپ کے بعد آپ واپس شرقپور شریف آ گئے، جناب فقیر حسین صاحب بھی ہمراہ تھے۔

حکیم سلیم سے میاں صاحب کا علاج

27 جولائی 2006: میاں صاحب کو پیٹ پر پھر گڑھ (پھوڑا) نکل آیا تھا، آپ نے

Marfat.com

مجھے فرمایا میاں خلیل کو بھی گڑھ (پھوڑا) نکلا تھا س نے ہسپتال سے آپریشن کروایا ہے۔ میاں صاحب نے مجھے بھی ڈاکٹر کو چیک کروانے کو فرمایا۔ میں نے عرض کیا اس مرض کے لیے ڈاکٹر سے بہتر حکیم ہیں۔ لہٰذا عبدالقیوم صاحب (شیر ربانی پریس، موری گیٹ) کی معرفت حکیم سلیم صاحب (لوہاری گیٹ) سے علاج کرایا چند روز تک آپ لوہاری علاج کے سلسلہ میں آتے رہے۔ بہر حال میاں صاحب کا زخم کافی بہتر ہو چکا تھا۔

چوہدری محمد حنیف صاحب کی شرقپور شریف آمد

28 جولائی 2006: آج صبح آٹھ بجے چوہدری محمد حنیف صاحب یونیورسٹی کے چار ساتھیوں سمیت شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ میاں صاحب نے محمد منیر (لائبریرین) کی وفات پر تعزیت فرمائی، کچھ دیر ٹھہرنے اور لنگر شریف کھانے کے بعد تمام حضرات واپس روانہ ہو گئے۔

ڈاکٹر شیر محمد کی شرقپور شریف آمد

06 اگست 2006: آج شرقپور شریف میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے مرید خاص ڈاکٹر شیر محمد صاحب، محمد یٰسین اور محمد سعید مجاہد آبادی تشریف لائے۔ ڈاکٹر شیر محمد صاحب نے قبلہ میاں صاحب کی رپورٹس دیکھیں جن کو انہوں نے تسلی بخش کہا، اس کے بعد وہ شیر ربانی فری ڈسپنسری میں معائنہ کے لیے چلے گئے چند ایک مریضوں کو چیک کیا اور پھر واپس میاں صاحب کی خدمت میں آ گئے۔

حضرت ثانی صاحبؒ کی کرامت

08 اگست 2006: شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر چلا گیا، ڈائجسٹ کا کام کرنے کے بعد پروفیسر صاحب فرمانے لگے۔ حضرت میاں غلام اللہ شرقپوریؒ ایک مرتبہ حج سے واپس آئے تو میں ان کی زیارت کے لیے شرقپور شریف چلا گیا۔ میں نے ان سے عرض کیا حضور سفر کیسا رہا۔ فرمانے لگے بہت اچھا رہا مگر واپسی پر دوران

Marfat.com

سفر پیٹ خراب ہو گیا تھا، میرا ہی نہیں بلکہ بہت مسافروں کا پیٹ خراب ہو گیا تھا۔ میں چونکہ سفر میں بھی اپنے ساتھ شہد رکھتا ہوں میں نے خود بھی شہد کھایا اور ان مسافروں کو بھی شہد کھانے کو دیا۔ اللہ تعالیٰ نے سب کو شفا دے دی، پروفیسر صاحب فرمانے لگے میں اکثر حکیم دوست محمد تکمیلی (مطب یکی دروازہ) کے پاس جایا کرتا تھا اور وہاں میاں جمیل احمد شرقپوری صاحب بھی حکمت سیکھنے کے لیے تشریف لاتے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا حکیم صاحب اگر پیٹ میں درد یا مروڑ ہوں تو شہد اس کے لیے کیسا ہے تو حکیم صاحب فرمانے لگے اس شخص کو شہد نہیں دینا چاہیے۔ میں نے حکیم صاحب سے حضرت ثانی صاحب کے حج کے سفر والا واقعہ سنایا اور کہا آپؒ نے خود بھی شہد کھایا اور باقی مسافروں کو بھی دیا سب کے سب ٹھیک ہو گئے۔ اس پر حکیم دوست محمد تکمیلی صاحب کہنے لگے پروفیسر صاحب بزرگوں کے معاملات ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں لہٰذا میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ پروفیسر صاحب نے مجھے کہا، ثانی صاحب اکثر مجھے فرمایا کرتے تھے پروفیسر شہد کھایا کریں۔ اس سے دماغ کو بہت قوت ملتی ہے میں رمضان شریف میں روزہ رکھتا بھی شہد سے ہوں اور کھولتا بھی شہد سے ہوں۔

شادی کارڈ پر اپنا نام لکھ لو

21 اگست 2006: کوٹلی، آزاد کشمیر میں مفتی نذیر احمد صاحب کے بیٹے کی شادی تھی اس سلسلہ میں انہوں نے پانچ عدد شادی کارڈ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیے تھے۔ میاں صاحب نے تمام شادی کارڈ مجھے دے دیے ایک پر مجھے اپنا نام لکھنے کو فرمایا۔ باقی کارڈ کس کو دینے ہیں اس کے بارے میں میں نے دو مرتبہ عرض کیا مگر آپ خاموش ہی رہے، تیسری مرتبہ میں نے پروفیسر خالد بشیر صاحب کا نام لیا تو آپ نے فرمایا ایک کارڈ پر ان کا نام لکھ لو۔ باقی کارڈ بھی آپ نے مجھے دے دیے اور کسی کا نام نہیں بتایا۔ میں نے میاں صاحب کی خدمت میں خزینۂ معرفت جو کرمانوالہ بک شاپ والے شائع کر رہے تھے اس کا پیش لفظ قاضی ظہور احمد اختر (ہکلرون) نے تحریر کیا تھا وہ میاں صاحب کو پڑھایا قبلہ میاں صاحب نے بغور اس کا مطالعہ کیا اور بغیر کسی ہدایت کے مجھے واپس کر دیا۔ میں نے اسی طرح یہ پیش لفظ قاضی ظہور احمد اختر صاحب کو واپس کر دیا۔ بعد میں وہ اسی طرح کتاب میں شائع ہوا۔

Marfat.com

قدر آفاقی صاحب اور نماز مغرب

23 اگست 2006: تین چار دن سے کمر میں تکلیف کچھ زیادہ ہی تھی مگر ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی کی تیاری کے سلسلہ میں آرام نہ کر سکا، نور اسلام کی پوری ٹیم چار پانچ روز سے نور اسلام کے دفتر کاشانۂ شیر ربانی میں ہی موجود تھی۔ دن رات کام کرنے کے باوجود رسالے کا کام مکمل ہوتا نظر نہیں آرہا تھا۔ میں بضد تھا جب تک یہ کام ختم نہیں ہوتا کوئی بھی گھر نہیں جائے گا سوائے ماسٹر احمد علی صاحب کے تمام کے تمام حضرات نور اسلام کے دفتر میں ہی دن رات گزار رہے تھے۔ ماسٹر احمد علی صاحب بھی رات دس بجے اپنے گھر موہلنوال چلے جاتے اور صبح چھ بجے تک واپس دفتر کاشانۂ شیر ربانی تشریف لے آتے۔ ایک روز قدر آفاقی صاحب مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے کہ تیسری رکعت میں بھول گئے ان کو لقمہ دیا مگر وہ سمجھ نہ سکے اور نماز توڑ کر پوچھنے لگے میں نے کیا غلطی کی ہے۔ ماسٹر احمد علی صاحب نے کہا آپ نے تیسری رکعت میں بیٹھنا تھا مگر چوتھی رکعت کے لیے اٹھ گئے۔ قدر آفاقی صاحب نے دوبارہ جماعت کرائی تیسری رکعت میں پھر بھول گئے لقمہ دیا مگر نماز توڑ کر پوچھنے لگے اب میں نے کیا غلطی کی ہے۔ ماسٹر احمد علی صاحب نے کہا اس مرتبہ بھی آپ نے تیسری رکعت کے بعد بیٹھنا تھا مگر اٹھ گئے۔ مگر اس مرتبہ قدر آفاقی صاحب ذرا غصے میں میری طرف اشارہ کر کے فرمانے لگے سب قصور اس کا ہے جس نے ہمیں کافی دنوں سے ادھر رکھا ہوا ہے جس کی وجہ سے میری ذہنی کیفیت درست نہیں رہی۔ پھر ماسٹر احمد علی صاحب نے جماعت کرائی۔ بروز بدھ آپ نے مجھے شرقپور شریف بلا لیا، میاں صاحب کی طبیعت پہلے کی نسبت زیادہ خراب تھی، رات اکثر میاں صاحب کے کراہنے کی آواز آتی رہی۔

کمر کی تکلیف اور جنرل ہسپتال کا سفر

28 اگست 2006: صبح تین بجے مجھے آپ نے نفل پڑھنے کو فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد فجر کی جماعت کرانے لگا تو کمر درد کی وجہ سے اٹھ نہ سکا جماعت عابد علی نے کرائی، مجھے سٹریچر پر ڈال کر اگلے کمرہ میں لٹا دیا گیا، عطاء اللہ اور فتح شیر کافی دیر دباتے رہے۔ تھوڑی دیر بعد قبلہ میاں صاحب ناشتہ لے کر اسی کمرہ میں آگئے مگر تکلیف کی وجہ سے ناشتہ نہ کر سکا، سات بجے فقیر حسین

Marfat.com

صاحب آئے۔انہوں نے مجھے دوعدد ٹیکے لگائے، تکلیف میں کچھ افاقہ ہوا مگر اٹھنے سے قاصر تھا، لہٰذا شیر ربانی ڈسپنسری سے ایمبولنس منگوا کر جنرل ہسپتال روانہ ہو گئے، قبلہ میاں صاحب علیحدہ گاڑی میں تھے، ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی کی تیاری کے سلسلہ میں مکتوبات امام ربانی کے ایک سیٹ کی ضرورت تھی ایک مضمون کے حوالہ جات کی پڑتال کرنا تھی۔ لہٰذا عطاء اللہ کی معرفت مکتوبات امام ربانی کا ایک سیٹ اور لنگر شریف ایمبولنس میں رکھوالیا۔ جنرل ہسپتال جانے کی بجائے میں عطاء اللہ کو زبردستی نور اسلام کے دفتر کاشانہ شیر ربانی لے گیا، عطاء اللہ مجھے بار بار کہتا رہا اگر میاں صاحب ہم سے پہلے جنرل ہسپتال پہنچ گئے تو میری شامت آجائے گی کیونکہ انہوں نے مجھے جنرل ہسپتال پہنچنے کا حکم دیا ہے۔ بہرحال مکتوبات امام ربانی کا سیٹ اور لنگر شریف قاضی محمد نور اللہ صاحب کے حوالے کر کے جنرل ہسپتال کی طرف روانہ ہو گئے۔ ہم قبلہ میاں صاحب کے پہنچنے سے چند منٹ پہلے ہی جنرل ہسپتال پہنچ گئے۔ ڈاکٹر نواز وڑائچ صاحب کی معرفت مجھے ڈاکٹروں کے پرائیویٹ کمرہ میں ہی لٹا دیا گیا۔ اس کمرہ میں ڈاکٹر عبدالکریم صاحب، ڈاکٹر نثار صاحب رہتے تھے۔ سارا دن ڈیوٹی کرنے کے بعد یہ ڈاکٹر حضرات اسی کمرہ میں آکر آرام کرتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں دس سے بارہ ڈاکٹر ڈاکٹر نواز احمد وڑائچ کی نگرانی میں میاں صاحب کی خدمت میں آموجود ہوئے۔ میاں صاحب کے ساتھ میاں غلام رسول صاحب (شیر ربانی کلاتھ ہاوس) بھی تھے، ڈاکٹروں نے میاں صاحب کے لیے پھل وغیرہ کا انتظام کیا مگر آپ نے کچھ بھی تناول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا آپ سب معروف کا علاج کریں اس کے علاوہ کسی چیز کی ضرورت نہیں، اس کے علاج پر جتنا بھی خرچہ ہوگا اس پر آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ آپ یہ جان لیں کہ میں ادھر ہی ہوں، وقتی طور پر مجھے ڈاکٹر عبدالکریم صاحب (آزاد کشمیر)، ڈاکٹر نثار صاحب اور ڈاکٹر عثمان صاحب نے چیک کیا۔ انہوں نے ڈرپ لگائی اور کچھ دوائی کھانے کو دی۔ ڈاکٹر عبدالکریم صاحب کے مطابق میری کمر کی تین ڈسکیں اپنی جگہ سے ہل گئی تھیں، اگلے روز ماسٹر احمد علی صاحب اور چوہدری محمد حیات صاحب تیمارداری کے لیے میرے پاس ہسپتال تشریف لائے، ماسٹر احمد علی صاحب نے مبلغ ایک ہزار روپے اور چوہدری محمد حیات نے مبلغ تین سو روپے دیے، یہ رقم میں نے فقیر حسین صاحب کے سپرد کر دی (میرے پاس جو بھی رقم آتی وہ میں فقیر حسین صاحب کو دے دیتا، اس طرح وہاں پر ہونے والے تمام اخراجات فقیر حسین صاحب ہی

Marfat.com

کرتے)، شام کو MRI ٹیسٹ ہوا ایک روز بعد اس کی رپورٹ آئی تو اس میں بھی میری تین ڈسک اپنی جگہ سے ہل گئی تھیں، کھانا وغیرہ میاں غلام رسول صاحب کے گھر سے ہی آتا رہا، قبلہ میاں صاحب وقتاً فوقتاً ٹیلی فون پر میری طبیعت پوچھتے رہے۔ 25 اگست کو میاں صاحب پھر جنرل ہسپتال آئے اور ڈاکٹر نواز وڑائچ (ایم ایس، جنرل ہسپتال) سے ملاقات کی۔ میرے بارے میں تفصیلات لینے کے بعد واپس چلے گئے۔ رات کو کافی ڈاکٹر حضرات اسی کمرہ میں اکٹھے ہو جاتے اور لنگر شریف سے لطف اندوز ہوتے۔

عطاء اللہ کو گولی لگ گئی

28 اگست 2006: آج رات ایک اور افسوس ناک واقعہ پیش آ گیا۔ عطاء اللہ نے صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب کی گن پکڑی ہوئی تھی، اچانک اس سے گولی چل گئی جو اس کے اپنے ہی پاؤں میں پیوست ہو گئی۔ رات بارہ بجے اس کو بھی جنرل ہسپتال داخل کرا دیا گیا، ایکسرے کی رپورٹس کے بعد معلوم ہوا اس کے پاؤں کی دو انگلیوں کی ہڈیاں بری طرح متاثر ہوئی ہیں، بہر حال میری طبیعت پہلے سے بہتر تھی، میں اب خود اٹھ کر باتھ روم چلا جاتا۔ ایک دو روز بعد مجھے ہسپتال سے چھٹی مل گئی، مگر میں فاروق بھائی کے ہمراہ مسلسل ایک ہفتہ چیک اپ کے لیے آتا رہا۔ تمام ڈاکٹروں کے ساتھ جناب فقیر حسین کی خدمات قابل تحسین تھیں۔ بیماری کی وجہ سے ماہنامہ گولڈن جوبلی کا کام بھی تعطل کا شکار ہو گیا۔ صاحب علم حضرات جو ماہنامہ نور اسلام کے دفتر (دربار حضرت داتا گنج بخش، اجمیری سٹریٹ) گولڈن جوبلی نمبر کی تیاری میں کئی دنوں سے مصروف تھے میری بیماری کا سن کر واپس گھروں کو لوٹ گئے۔

میاں صاحب کے سمجھانے کا انداز

13 ستمبر 2006ء: رات ساڑھے تین بجے میری آنکھ کھلی تو آپ کتاب کا مطالعہ فرما رہے تھے اور دوران مطالعہ بار بار یہ شعر پڑھ رہے تھے:

عدل کریں تاں تھر تھر کمبن اچیاں شاناں والے
فضل کریں تاں بخشے جاون میں جے منہ کالے

Marfat.com

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا پل کی خبر نہیں

اس دوران آپ نے دو مرتبہ میری طرف چہرہ مبارک کر کے فرمایا تمہیں کوئی سمجھ بھی آرہی ہے کہ نہیں ،اصل میں قبلہ میاں صاحب اپنے زبان مبارک سے اپنی تکلیف کا اظہار نہ کرتے بلکہ جو بھی شعر پڑھتے مجھے میاں صاحب کی دعاؤں سے پتہ چل جاتا کہ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں اور قبلہ میاں صاحب اس وقت کس کیفیت میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے کرم سے اور میاں صاحب کی دعاؤں سے میں ان تمام معاملات کو سلجھانے کی بھی کوشش کرتا جس کا قبلہ میاں صاحب کو بخوبی علم تھا۔

پروفیسر منور صاحب کا ڈاکٹر نیازی سے چیک اپ

19 ستمبر 2006: پروفیسر علیم تفضل صاحب کی گاڑی میں پروفیسر منور حسین صاحب کو ڈاکٹر سعید نیازی صاحب کے پاس چیک اپ کے لیے چلے گئے، ڈاکٹر صاحب نے پروفیسر صاحب کی آنکھیں بڑے اطمینان سے چیک کیں۔ انہوں نے بتایا پروفیسر صاحب کی دائیں آنکھ میں سفید موتیا اور بائیں آنکھ کمزور ہے۔ انہوں نے دس دن بعد آپریشن کا مشورہ دیا۔ ڈاکٹر صاحب کے کلینک میں سید جمیل احمد رضوی صاحب (سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری) اپنی اہلیہ کی آنکھیں چیک کرانے کے لیے آئے ہوئے تھے، ڈاکٹر صاحب کے کلینک میں پروفیسر منور صاحب اور شاہ صاحب کی پہلی ملاقات ہوئی۔ پروفیسر منور صاحب کا مضمون جو انہوں نے حضرت عائشہؓ پر انگریزی میں لکھا تھا اس کی شاہ صاحب نے بہت تعریف کی پروفیسر صاحب نے شاہ صاحب سے پوچھا ریٹائرمنٹ کے بعد اب آپ کیا کر رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے جواب دیا میاں صاحب نے مجھے ریٹائر ہی نہیں ہونے دیا کسی نہ کسی کام میں مصروف رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے فرمایا میاں صاحب کے کام کے علاوہ پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ اور نقوش پریس والوں کے کام کر لیتا ہوں۔ پروفیسر منور حسین صاحب کو ان کے گھر چھوڑنے کے بعد ہم دونوں شرقپور شریف آگئے۔ میاں صاحب سے ملاقات کے بعد پروفیسر علیم تفضل صاحب واپس لاہور آگئے اور میں میاں صاحب کی خدمت میں ہی رہا۔

Marfat.com

خانہ کعبہ کی زیارت

12 اکتوبر 2006: رمضان شریف شروع ہو چکا تھا، آج سحری کھانے اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد میری آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھتا ہوں کہ خانہ کعبہ میرے گھر کے صحن میں ہے۔ میں بھاگ کر اس کا طواف کرتا ہوں اور تین سے چار مرتبہ خانہ کعبہ کے غلاف مبارک کو بھی چومتا ہوں، خانہ کعبہ کا فرش مرمت ہو رہا ہے اور بلڈنگ بھی ذرا خستہ حالت میں تھی۔ میں اونچی آواز میں گھر سے باہر لوگوں کو بلاتا ہوں کہ جس نے خانہ کعبہ کی زیارت کرنی ہو وہ میرے گھر آ جائے، میری والدہ نے مجھے سرعام اعلان کرنے سے منع کیا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ سارا دن شیر ربانی ڈائجسٹ، ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر اور سالانہ عرس شریف حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے اشتہارات کی تیاری میں مصروف رہا۔ رات کو واپس شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

میاں صاحب کی کرامت

20 اکتوبر 2006: ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر جو تین جلدوں پر مشتمل تھا پہلی جلد میں شان مصطفیٰ ﷺ اور دیگر اولیاء کرام کے متعلق بڑے جامع مضامین تھے دوسری جلد حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ پر مشتمل تھی اور تیسری جلد میں پچاس سالوں میں ماہنامہ نور اسلام میں جتنے بھی مضامین، حمد شریف، منقبت اور نعت شریف شائع ہوئے تھے ان کا اشاریہ مرتب کیا گیا تھا، ان تینوں جلدوں میں ایسا کوئی مضمون شائع نہیں کیا جا رہا تھا جو پہلے کسی رسالے یا کتاب میں چھپ چکا ہو۔ پہلی دو جلدوں کا ایک ایک پروف میاں صاحب کے حکم پر محمد عالم مختار حق صاحب اور تیسری جلد کا پروف سید جمیل احمد رضوی صاحب کو دیا۔ انہوں نے دو سے تین پروف میں اس مسودے کو فائنل کر دیا، محمد عالم مختار حق صاحب کی طرف سے جب دوسری جلد کا پروف آیا تو میں نے سعید احمد صدیقی اور قاضی محمد نور اللہ صاحب کو ٹیلی فون کیا کہ آپ ذرا جلدی کاشانہ شیر ربانی آ جائیں تاکہ دوسری جلد کے پروف کو فائنل کیا جائے۔ قاضی محمد نور اللہ صاحب نے بیمار ہونے کی وجہ سے آنے سے معذرت کر لی بہر حال میں نے ماسٹر احمد علی شرقپوری اور سعید

Marfat.com

صدیقی صاحب کے ساتھ مل کر دوسرا پروف فائنل کرلیا اور اسکی ٹریسنگ نکال لی۔ اگلے ہفتے قاضی نور اللہ صاحب کاشانہ شیر ربانی تشریف لائے اس وقت دفتر میں ماسٹر احمد علی صاحب، قدر آفاقی صاحب، صوفی اللہ رکھا صاحب، ڈاکٹر نذیر شرقپوری صاحب، بابا محمد نذیر (تاجپورہ) اور یہ خادم بھی موجود تھے۔ قاضی نور اللہ صاحب کہنے لگے۔:

جب معروف کا فون آیا تھا میں نے اس سے اپنی بیماری کا ذکر کیا اور کاشانہ شیر ربانی آنے کی معذرت کی تھی۔ فون کے بعد میری آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھتا ہوں قبلہ میاں صاحب ہمارے گھر کے ساتھ والی مسجد میں تشریف لائے ہیں۔ میں بھی زیارت کے لیے چلا گیا، سب لوگ مل رہے تھے میں بھی میاں صاحب سے مصافحہ کرنے کے لیے آگے بڑھا مجھے مصافحہ کرتے ہوئے میاں صاحب نے فرمایا۔ کیا ہوا اگر معروف نے تمہیں بلایا تھا اور تم چلے جاتے، میں نے عرض کیا حضور بیمار تھا اس وجہ سے نہیں جاسکا۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے کام تو ہو ہی جائے گا۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

ماسٹر احمد علی صاحب نے خواب سننے کے بعد کہا، قبلہ میاں صاحب ہمارے تمام معاملات سے آگاہ ہیں۔ یہ ان کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے جو ہم اس عمر میں چل پھر رہے ہیں۔

میاں صاحب کی چار سال بعد سٹیج پر تقریر

28 اکتوبر 2006: آج شرقپور شریف حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کا سالانہ عرس مبارک منایا جارہا تھا، میں غلام محی الدین اور قاضی نور اللہ کے ہمراہ ماہنامہ نور اسلام کا گولڈن جوبلی نمبر اور دیگر کتابیں لوڈ کروا کر شرقپور شریف آ گیا۔ اس مرتبہ عرس شریف کے سٹیج والی جگہ کے ساتھ ایک اور سٹیج بنایا گیا تھا۔ 29 اکتوبر کو آپ گیارہ بجے سٹیج پر تشریف لائے، نعت خوانی اور تقاریر کا سلسلہ دو بجے تک جاری رہا۔ اس کے بعد قبلہ میاں صاحب نے چار سال بعد سٹیج پر خود تقریر فرمائی، آپ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی حیات مبارکہ پر مختصر سی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی ولادت باسعادت 14 شوال 971ھ بمطابق 26 جون 1564ء ہندوستان کے

Marfat.com

مشرقی پنجاب میں واقع گاؤں سرہند میں ہوئی۔ اس گاؤں کو فیروز شاہ تغلق نے آباد کیا تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب 27 واسطوں سے حضرت عمرؓ فاروق سے جا ملتا ہے۔ آپ کا اسم گرامی 'احمد' کنیت ابو البرکات، لقب بدر الدین اور عرف امام ربانی ہے۔ آپ کی شہرت حضرت مجدد الف ثانی کے نام سے ہے جس کے معنی ہیں دوسری ہزارویں ہجری میں دین اسلام کا احیاء کرنے والا۔ آپ کا سلسلہ نسب افغانستان کے شہر کابل کے معروف خاندان سے جا ملتا ہے آپ کے جد امجد شیخ شہاب الدین علی المعروف بہ فرخ شاہ الفاروقی الکابلی کے نام سے مشہور تھے۔ آپؒ کو آپ کے ہم عصر ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے سب سے پہلے مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کیا۔

امام ربانی کا ابتدائی دور سرہند میں گزرا۔ خاندانی روایات کے مطابق مروجہ علوم کے اکتساب میں مصروف ہو گئے۔ اپنے والد محترم مخدوم عبدالأحد کے ساتھ سرہند اور ملک کے دیگر مشہور علماء سے کسب فیض کیا۔ آپ نے علامہ کمال الدین کشمیریؒ، شیخ یعقوب کشمیریؒ سے بالترتیب علوم متداولہ اور احادیث کے علوم میں استفادہ کیا۔ قرآن کریم کے علوم اور تفاسیر کا علم اور جملہ کتب احادیث کا علم قاضی بہلول بدخشانیؒ سے حاصل کیا۔ گویا آپؒ نے چھوٹی عمر میں اسلامی علوم کے تمام تر شعبوں میں مہارت تامہ حاصل کر لی اور سترہ سال کی عمر میں اپنے والد شیخ عبدالاحد کے زیر سایہ درس و تدریس کے فرائض انجام دینے لگے۔

آپؒ کے مکتوبات میں وہ آفاقی اور لازوال رنگ غالب تھا جو ان مکتوبات کی بنیاد ٹھہرا یعنی دین حق تعالٰی کے ازلی و ابدی پیغام کی بنیاد جس کی تبلیغ و ترویج آپؒ کا اصل مقصود تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ کے کلام و بیان میں جہاں شرع کی حمایت و ترجمانی کا رنگ نظر آتا ہے جسے اللہ تعالٰی نے (صبغۃ اللہ) کہہ کر پکارا ہے وہاں پر اس دور کے اجتماعی نظام میں پائی جانے والی بدعت و ضلالت اور روافض کے عقائد کا پر زور اور مدلل انداز میں بطلان و رد بھی نظر آتا ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ ؎

وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان　　اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

حضرت مجدد الف ثانیؒ کی حیات مبارکہ پر روشنی ڈالنے کے بعد آپ نے فرمایا۔ آستانہ عالیہ شیر ربانی کے دربار اقدس کا ماحول خراب نہ کیا جائے میلوں، ڈھول اور بھنگڑوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔ انتظامیہ کے علاوہ آپ نے ہر آنے والے ساتھیوں کو تعاون کرنے کے

Marfat.com

بارے میں فرمایا۔آپ نے فرمایا میرے کسی قریبی ساتھی، بیٹے یا رشتہ دار سے کسی قسم کا لین اپنی ذمہ داری پر کریں۔ میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں گا۔اس وقت سٹیج پر صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں ابوبکر شرقپوری، صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری، صاحبزادہ میاں عدیل احمد شرقپوری اور صاحبزادہ میاں حنان شرقپوری کے علاوہ دیگر خادمین شامل تھے۔ختم شریف کے بعد دعاء ہوئی۔اذان کے بعد جماعت صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری نے کرائی،عصر تک قبلہ میاں صاحب دور دراز سے آنے والے زائرین سے ملتے رہے۔عصر کی نماز کے بعد آپ واپس گھر تشریف لے آئے۔

صاحبزادہ میاں ولید احمد کے گھر بیٹے کی پیدائش

13 نومبر 2006: آج صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد صاحب کے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی تھی قبلہ میاں صاحب اس نعمت پر بہت خوش نظر آرہے تھے۔ چند روز بعد بچے کا نام صاحبزادہ میاں غلام رسول رکھا گیا۔

میاں صاحب کی ڈاکٹر محسن نذیر سے تعزیت

02 دسمبر 2006: آج صبح گیارہ بجے آپ میاں آفتاب کے گھر آئے ان کو ساتھ لے کر ڈاکٹر محسن سے تعزیت کرنے ان کے گھر آگئے۔میاں صاحب نے ڈاکٹر محسن اور ان کے والد سے تعزیت فرمائی،تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف روانہ ہوگئے۔(ہارٹ اٹیک کے بعد میاں صاحب کا تمام علاج ڈاکٹر محسن نذیر صاحب نے کیا،اگر کسی اور ڈاکٹر کو چیک کرانے کی ضرورت محسوس ہوتی تو وہ بھی ڈاکٹر محسن صاحب کے مشورے سے ہی کرتے)

ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی کی افتتاحی تقریب

09 دسمبر 2006: آج ماہنامہ نور اسلام کے گولڈن جوبلی کی افتتاحی تقریب ہمدرد ہال،غازی علم دین روڈ، نزد پرانی انارکلی،لاہور صبح گیارہ بجے منعقد ہو رہی تھی۔تقریب شروع ہونے سے قبل صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری اور مقررین حضرات تشریف لا چکے تھے مگر ابھی

Marfat.com

ہال تقریباً خالی تھا۔ میں وقت پر تقریب کا آغاز کرنا چاہتا تھا مگر ابھی صاحبزادہ میاں ولید احمد صاحب بھی نہیں آئے تھے کیونکہ تلاوت صاحبزادہ میاں ولید احمد صاحب نے کرنی تھی۔ مقررہ وقت سے ہم تقریباً آدھا گھنٹہ لیٹ ہو چکے تھے۔ اس سلسلہ میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ قبلہ میاں صاحب کا فون آیا آپ نے فرمایا کوئی آیا ہے تو بڑی اچھی بات ہے اور اگر کوئی نہیں بھی آیا تو گھبرانے کی ضرورت نہیں تم نے کوشش تو کی ہے لہٰذا تم پروگرام شروع کرو۔ آپ کے اس حوصلے سے میں نے سید جمیل احمد رضوی صاحب سے مشورہ کر کے فوراً تقریب کا آغاز کر دیا۔

تلاوت قرآن پاک غلام مصطفےٰ صفی نقشبندی (پھلرون)

اور نعت رسول مقبول ﷺ قاضی محمد نور اللہ نے پڑھنے کی سعادت حاصل کی، نعت شریف کے بعد

جناب ظل حسنین صاحب (چیف لائبریرین پنجاب پبلک لائبریری، لاہور)

جناب سید جمیل احمد رضوی (سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری، نیو کیمپس لاہور)

جناب حبیبی صاحب (گجرات)

پروفیسر اقبال مجددی صاحب (صدر شعبہ تاریخ، اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور)

پروفیسر منور حسین صاحب (اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور)

سید سعید الحسن صاحب (وزیر آزاد کشمیر)

ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ (پروفیسر میکگل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز، کینیڈا)

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب (سابق صدر شعبہ عربی)

جسٹس منیر احمد مغل صاحب

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب (مدیر جہان رضا، لاہور)

جناب حامد رضا صاحب (وزیر اوقاف)

صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب

نے اپنا اپنا مقالہ پڑھا، آخر میں دعا صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری نے کرائی۔

تقریب شروع ہونے کے تھوڑی دیر بعد ہال مہمانوں سے بھر گیا۔ اس تقریب کے سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب چوہدری محمد حنیف صاحب (چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی، لاہور) نے ادا کیے۔ دعا کے بعد تمام حاضرین محفل کو میاں صاحب کی طرف سے بھیجا گیا لنگر شریف (قورمہ،

Marfat.com

پلاؤ، زردہ) کھلایا گیا۔ تقریب کے اختتام پر میں خالد بشیر صاحب کے ہمراہ شرقپور شریف چلا گیا۔ قبلہ میاں صاحب نے پروفیسر خالد بشیر صاحب سے فرمایا ماہنامہ نور اسلام کی گولڈن جوبلی کی تقریب کی کامیابی میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کی خاص نظر کرم کا نتیجہ ہے۔ نور اسلام گولڈن جوبلی کی افتتاحی تقریب میں محمد شیراز فیض بھٹی، سعید احمد صدیقی، قاضی محمد نور اللہ، ماسٹر احمد علی شرقپوری، صوفی اللہ رکھا، پروفیسر علیم تفضل صاحب، حاجی ارشد صاحب (پشاور)، پروفیسر خالد بشیر صاحب (گجرات)، حاجی انعام اللہ (سانگلہ)، فاروق الحسن، محمد ارشاد (علاقہ نواب صاحب)، بابا نذیر احمد (تاجپورہ)، امام علی، حاجی محمد حیات، محمد طارق (پی اے میاں جلیل احمد شرقپوری)، عطاء اللہ، عامر لطیف، محمود سعید، رانا ندیم شہزاد اور رفیق شاہد نے انتظامی امور میں اہم کردار ادا کیا، اگلے روز روزنامہ ایکسپریس، روزنامہ نوائے وقت، روزنامہ پاکستان، روزنامہ مختار، روزنامہ مساوات اور ہفت روزہ زندگی میں اس پر تبصرہ بھی شائع ہوا۔ ماہنامہ نور اسلام میں بھی اس پر تبصرہ شائع کیا گیا۔

بیت النور ہوٹل میں حوزۂ نقشبندیہ کی میٹنگ

19 دسمبر 2006: حوزۂ نقشبندیہ کے سلسلہ میں بیت النور ہوٹل (جوہر ٹاؤن، لاہور) میں ایک میٹنگ کا انعقاد کیا گیا۔ اس کی روداد حوزۂ نقشبندیہ میں چھپ چکی ہے اس کو محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا۔ اس مجلس کے افتتاحی کلمات پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب نے ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ: یہ آج کی جو مبارک محفل ہے یہ ایک طرح سے حوزۂ نقشبندیہ کا اجلاس ہے جس میں حوزۂ نقشبندیہ کے مؤسس حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی، ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب، محترمہ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ چیئرپرسن انڈو مسلم ہسٹری میکگل یونیورسٹی مونٹریال کینیڈا اور ان کے شوہر ڈاکٹر صابر صاحب، پروفیسر ایمریطس، ٹورنٹو یونیورسٹی، علیم تفضل صاحب، جمیل احمد رضوی صاحب، سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری، چودھری محمد حنیف صاحب، چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور، محمد عالم مختار حق، محبوب عالم تھابل (محمد عالم مختار حق کے برخوردار) اور محمد معروف احمد شرقپوری (ایڈیٹر سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ و روزنامہ شیر ربانی لاہور) شریک گفتگو ہیں۔ اس سلسلے میں جو تجاویز ہمیں ملیں گی حوزہ

Marfat.com

نقشبندیہ کی بہتری کے سلسلے میں انہی کی روشنی میں آئندہ ہم کام کریں گے۔ حوزہ نقشبندیہ کی دوسری روداد چھپ چکی ہے اسے محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کیا ہے وہ پیش کی جارہی ہے۔ اجلاس کے آغاز میں ہی محترمہ نے ایک اہم کتاب کا عکس بنوا کر واپس کیا وہ کتاب حوزہ نقشبندیہ ہی کی وساطت سے ان تک پہنچی تھی۔ انہیں اور کہیں سے مل نہیں سکی تھی۔ اس کتاب کا نام ''ملفوظات نقشبندیہ'' ہے جو شاہ مسافر اورنگ آبادی کے حالات اور ملفوظات سے متعلق ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ سائمن ڈگبی (Syman Digby) نے کیا ہے جو آکسفورڈ یونیورسٹی پریس دہلی سے ۲۰۰۱ء میں شائع ہو چکا ہے۔ شرکاء کے شکریہ کے ساتھ اس مبارک محفل کو آگے بڑھایا جاتا ہے۔ اور اس کے آغاز میں ہی اقبال احمد فاروقی صاحب کی بڑی دلچسپ گفتگو ہوئی انہوں نے نقشبندی سلسلے سے متعلق اپنی شائع کردہ کتابوں کا ایک سیٹ محترمہ ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کی خدمت میں پیش کیا اور اسی حوالے سے یہ کتابیں ان کی خدمت میں پیش کی گئیں اور اس کے ساتھ ساتھ جو اہم ترین کام ہے وہ ان کی جو نور اسلام کی 50 سالہ تقریب کے موقع پر حضرت مجدد الف ثانیؒ کے معاشرے پر اثرات کے حوالے سے کی۔ اسی قسم کی گفتگو کا سلسلہ آج ہمارے درمیان ہے۔ مجددی صاحب نے بسم اللہ سے آغاز کرتے ہوئے کہا کہ محترمہ آپ کی طرف سے جو تجاویز ہمارے لیے ہیں وہ آپ بتائیے تاکہ باقی حضرات سے بھی کچھ استفادہ کر سکیں۔

ساجدہ علوی صاحبہ: مجددی صاحب آپ کی مہربانی یہ یقیناً میری خوش قسمتی ہے کہ میں ہر سال چاہے میرا ارادہ ہو نہ ہو میں یہاں پہنچ جاتی ہوں۔ پچھلے سال ہمارا کوئی پروگرام نہیں تھا کہ ہم آئیں گے لیکن پھر بھی چونکہ چشتیہ سلسلہ کے صوفیہ کرام پر تحقیق کر رہی تھی ارادہ ہوا کہ ان کے روضوں پر جائے بغیر کام آگے بڑھتا ہوا ادھورا سا لگتا ہے۔ اسی مقصد سے پانچ روز کے سفر کے بعد ہم لاہور واپس آئے ہیں اور جناب رضوی صاحب اور میرے شوہر ساتھ تھے۔ ملتان میں ہماری بہت پذیرائی ہوئی۔ سبھی قسم کی سہولتیں ہمیں میسر آئیں حد تو یہ ہے کہ ہم کشکول گدائی لیے ہوئے جگہ جگہ پھرتے ہیں اور خدا کے فضل سے ہمیں بے بہا کتابیں حاصل ہوئیں اور بالخصوص ان بزرگوں کی دعائیں۔ اور اب آپ سب سے درخواست ہے کہ دعا کیجیے یہ بہت اہم کام ہے جو اس وقت شروع ہوا ہے کیونکہ پنجاب کے صوفیہ کرام پر

Marfat.com

اٹھارہویں صدی میں بہت کم کام ہوا ہے۔ آخری کتاب جو چھپی وہ پروفیسر خلیق احمد نظامی صاحب کی تاریخ مشائخ چشت کی پانچویں جلد ہے اور اس میں انہوں نے پہلی مرتبہ مفصل طور پر صوفیہ کی خدمات کا جائزہ لیا ہے لیکن اس میں کوئی تجزیہ کوئی تنقید یا تبصرہ نہیں ہے جو چیزیں انہیں بنیادی ماخذ سے ملیں انہوں نے ان کو شائع کر دیا ہے اس کے لیے ہم بہت شکر گزار ہیں اب اسی کام کو آگے بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور جناب رضوی صاحب اس کام میں میرے معاون ہیں۔ ان کی مدد کے بغیر یہ کام آگے نہیں بڑھ سکتا تھا کیونکہ وہ یہاں کے علمی خزانوں میں بیٹھے ہیں اور میں ہزار ہا میل دور کینیڈا کی سردی میں روحانیت کی مشعل کو کسی طرح سے برقرار رکھنے کی کوشش میں ہوں۔ تو جہاں تک نقشبندیہ سلسلہ کا تعلق ہے میں ان کی وجہ سے چشتیوں کی طرف آئی تھی کیونکہ پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب سے میرا رابطہ ہوا تو انہوں نے مجھے اٹھارھویں صدی پر تحقیق کرنے کی طرف راغب کیا (بحوالہ مراسلت) اور اس کے بعد بڑھتے بڑھتے نقشبندیوں کے ساتھ بہت گہری وابستگی پیدا ہوگئی اور اسی وجہ سے اس کام کو آگے بڑھانے کے لیے میں نے سارا مواد اکٹھا کر لیا تھا لیکن پھر ایک کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے مجھے احساس ہوا کہ نقشبندیوں پر تو اور حضرات ماشاء اللہ کام کر رہے ہیں لیکن چشتیہ سلسلہ پر بہت کم کام ہوا ہے تو اس لیے میں نے یہ بیڑا اٹھایا ہے اور میری تجاویز یہ ہیں کہ آپ نقشبندیوں پر کام جاری رکھیں تا کہ میں جس وقت اس طرف آؤں تو میرے پاس اور زیادہ مواد ہو، شکریہ۔

جمیل احمد رضوی صاحب: ڈاکٹر صاحبہ نے جو بات کی ہے سلسلہ چشتیہ کے حوالے سے تو جب کام کا آغاز ہوا دو ڈھائی سال پہلے تو ہم نے مآخذ کی تلاش شروع کی ان مآخذ کے بارے میں جو سلسلہ چشتیہ کے بارے میں بنیادی تصور کیے جاتے ہیں سب سے زیادہ مدد حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کے ذخیرہ سے ملی اور اسی جستجو میں ہم چشتیاں شریف میں پیر محمد اجمل چشتی فاروقی صاحب کے ہاں گئے اور ان کو دیکھ کر ہمیں حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی خوشبو محسوس ہوئی اور اب بھی دو دن پہلے ہم ان سے مل

Marfat.com

کرآئے ہیں تو میرا تاثر یہی ہے کہ وہ بابا جی کی اولاد میں تاج العارفین کی اولاد میں سے ہیں۔ وہاں وہ شہید دفن ہیں اور ان کا جو روضہ تاج العارفین ہے اس کی بھی زیارت کی اور ہمیں یہی لگا کہ یہ انسانی خدمت کے پیکر ہیں اور بابا جی کا کلام اور ان کا پیغام یہی ہے اور اب ان شاءاللہ کام کافی آگے بڑھے گا۔ ہمیں اور بھی چیزیں ملی ہیں وہاں سے اس بار جو ہمارا پانچ روزہ سفر تھا اور اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی تشریف فرما ہیں صدر مجلس ہیں وہ جو بھی ہمیں حکم دیتے ہیں اور جو فرماتے ہیں ان کا جو بھی پیغام ہوتا ہے اور جو بھی حکم ہوتا ہے اس پر پورا عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر لکھنے کے حوالے سے ہو یا اشاریہ سازی کے حوالے سے ہو تو ہم حاضر ہوتے ہیں اور ان کے فرمان کو پورا کرنا اپنی سعادت اور خوش بختی تصور کرتے ہیں جو بھی میاں صاحب فرمائیں گے ہم ہر وقت تعاون کے لیے تیار ہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی: پیر طریقت جناب میاں جمیل احمد نقشبندی کا ممنون ہوں کہ انہوں نے ہمیں ایک علمی مجلس میں حاضر ہونے کا موقع دیا جس میں محترمہ ساجدہ علوی صاحبہ تشریف فرما ہیں اور دوسرے حضرات بھی تشریف فرما ہیں اور انہوں نے حوزہ نقشبندیہ کی اس سال کی جو روئداد ہے وہ بھی عنایت فرمائی۔ اس میں پچھلے سال کی کئی چیزیں جمع ہیں اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میاں صاحب کی یہ کوشش دور تک جائے گی اور لوگ اس کو پڑھیں گے۔ میں نے بھی اس کو پڑھا ہے لیکن سارا نہیں پڑھ سکا اس لیے اس پر اظہار خیال کرنے سے قاصر ہوں۔ میں اس مجلس میں آپ کی وساطت سے ایک بات کرنا چاہتا ہوں خصوصی طور پر ساجدہ صاحبہ کی انفارمیشن کے لیے کہ میں ایک نقشبندی بزرگ کا شاگرد ہوں ان کا نام ہے مولانا محمد نبی بخش حلوائی۔ وہ لاہور کے رہنے والے تھے اور لاہور کی ارائیں فیملی بہت بڑی فیملی تھی جس سے ان کا تعلق تھا۔ جس وقت لاہور ابھی پھیلا نہیں تھا پرانے لاہور میں دہلی دروازے کے اندر ان کی رہائش تھی۔ انہوں نے تعلیم حاصل کی اور

Marfat.com

15 جلدوں میں انہوں نے قرآن پاک کی تفسیر، ''تفسیر نبوی'' کے نام سے لکھی جو تین لاکھ اشعار پر پنجابی میں ہے۔ الحمدللہ اور انہوں نے اس کے کئی ایڈیشن چھپوا کر تقسیم کیے یہ بڑا معرکہ آرا کام تھا جو انہوں نے اپنی زندگی میں کیا۔ دوسری بات یہ کہ قصور کے حضرت غلام محی الدین قصوری دائم الحضوریؒ کے خانوادہ سے ان کی روحانی نسبت نقشبندیہ تھی۔ ان کے داماد شاگرد اور خلیفہ مولانا غلام دستگیر قصوری تھے۔ مولانا حلوائی ان کے مرید تھے۔ مولوی نبی بخشؒ نے افکار نقشبندیہ پر بہت کام کیا کتابیں بھی لکھیں تفسیر میں حوالے دیے اس لحاظ سے وہ تفسیر نقشبندیوں کے حوالے سے بہت اہم سمجھی جاتی ہے ویسے تو قرآن پاک کی تفسیر ہے لیکن حواشی پر وہ بہت کام کر گئے جس وقت مولانا غلام دستگیر قصوری فوت ہوئے تو اس کے بعد مولانا سید جماعت علی شاہ صاحب لاثانی نے مولانا حلوائی کو اپنی سرپرستی میں لے لیا خلافت عطا فرمائی اور ان کے صاحبزادگان جتنے بھی ہیں وہ مولانا نبی بخش حلوائی کے درس میں پڑھا کرتے تھے۔ الحمدللہ مجھے ان کے درس میں پڑھنے کا موقع ملا۔ میں اگرچہ ابھی نوجوان تھا اور ابتدائی دور میں تھا میں نے وہاں بے شمار نقشبندیوں کی زیارت کی جنہوں نے بعد میں بڑے بڑے بزرگ بن کر خانقاہیں آباد کیں۔ میں نے ان سے استفادہ کیا ان کی باتیں سنیں ان کی مجالس میں کئی نقشبندیوں کی زیارت کی جو مولانا نبی بخش حلوائی کی مسجد میں طریقت کی منازل طے کیا کرتے تھے۔ میں اس لیے یہ بات کر رہا ہوں کہ لاہور بالکل خاموش نہیں ہے۔ میں سب حضرات کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اس حوزہ نقشبندیہ کی طرف اللہ تعالیٰ اس کے مرتب اور اس کے معاونین کو جزائے خیر دے۔ انہوں نے بہت اہم کام کیا ہے انہوں نے بہت سی یادیں اس میں سمو دی ہیں اور اگلے سال ان شاءاللہ اس میں اور چیزیں آئیں گی۔ میری یہ خواہش ہے کہ یہ حوزہ نقشبندیہ سال بھر ہمیں نہ ترساتا رہے ہم راہیں دیکھ دیکھ کر بوڑھے ہو جاتے ہیں۔ میں نے گزارش کی تھی کہ میاں صاحب زندگی بڑی تیزی کے ساتھ چل رہی ہے یہ حوزہ نقشبندیہ سال کے بعد تشریف لاتا ہے۔ میں محمد عالم صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس میں ذرا جلدی کیا کریں

Marfat.com

اقبال صاحب کو میں کچھ نہیں کہوں گا۔ اقبال مجددی صاحب کی یہ عادت ہے کہ تحقیق کرتے کرتے یہ عمر گزار دیتے ہیں اور کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک۔ اس لیے میں ان سے نہیں کہوں گا کہ حوزہ نقشبندیہ پر نگاہ ڈالیں لیکن میں دوسرے دوستوں سے کہوں گا کہ تین ماہ بعد ایک روداد چھپنی چاہیے۔ نقشبندی لوگ بڑا کام کر رہے ہیں ان کے بڑے اجلاس ہوتے ہیں بڑی کتابیں آتی ہیں بڑے لوگ جمع ہوتے ہیں اور لوگوں تک پہنچنی چاہیے۔ یہ ایک قابل قدر روداد ہے علمی اعتبار سے میں یہ نہیں کہتا کہ یہ ایک عام رسالہ ہے علمی اعتبار سے اس میں بہت سی چیزیں ہیں۔

چودھری محمد حنیف صاحب: میاں صاحب کے زیر سایہ یہ جو روحانیت سے بھرپور مجلس ہے میرا اس میں شامل ہونا باعث سعادت ہے۔ یہاں ایسی اہل قلم اور اہل علم ہستیاں تشریف فرما ہیں تو میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ ہمارے لیے ہماری اس لائبریری کو سعادت حاصل ہے کہ میاں صاحب کا سارا کولیکشن ہمارے پاس ہے جتنے بھی ہمارے اہل علم دوست یہاں تشریف فرما ہیں مجھ سے بہت سینئر ہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی کولیکشن ہے جو چیزیں میاں صاحب یا نقشبندیہ سلسلہ میں مختلف جگہ پر پڑی ہوئی ہیں ہوسکتا ہے ان میں کچھ میٹریل ایسا ہو جو میاں صاحب کے کولیکشن میں نہیں وہ آپ کے ذاتی ذخیرہ میں ہوسکتا ہے وہ بھی اپنا کولیکشن پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عنایت کر دیں جس کی جمع آوری میں رضوی صاحب اور معروف صاحب کی کوششیں کارفرما ہیں تو اگر سارے مہربان سارے اہل علم دوست وہ ذخیرہ جن کے پاس ہو اس کی ایک ایک کاپی ہمیں دے دیں تو ایک جگہ یہ اکٹھا ہو جائے۔ مستقبل میں ہوسکتا ہے کوئی آدمی آپ کے پاس نہ پہنچ سکے تو میڈم (ڈاکٹر ساجدہ علوی) جیسے جو ہمارے سکالر لوگ ہیں وہ لائبریری میں تشریف لائیں انہیں پتا ہوگا کہ میاں صاحب کا کولیکشن یہاں رکھا ہوا ہے وہ بآسانی یہاں پہنچ سکتے ہیں اور ہم ان کی خدمت کر سکتے ہیں تو میری گزارش ہے اس سلسلہ میں آج کی اس محفل کے حوالہ سے کہ جو فاضل میٹریل دوستوں کے پاس ان کے ذخائر میں پڑا ہوا

Marfat.com

ہے تو آپ ایک ایک کاپی میاں صاحب کے ذخیرہ میں جمع کرادیں ہم اس کو حفاظت سے رکھیں گے۔ یہ نہیں کہ اس پر سانپ بن کر بیٹھ جائیں گے کسی ساتھی کو ضرورت ہو وہ دنیا کے کسی کونے میں بیٹھا ہو وہ صرف ہمیں لکھے ہم اس کی فوٹو کاپی اس کو مہیا کردیں گے۔

ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ: اس سلسلے میں میں نے جناب رضوی صاحب سے گزارش کی تھی کہ وہ کتابیں جو میرے منصوبے کے لیے اکٹھی کی جارہی ہیں ان کی ایک ایک نقل جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں نہیں وہاں جمع کروادی جائیں تو اس طرح آہستہ آہستہ قطرے قطرے سے دریا بنتا ہے اور آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ ہم سب لوگ تحقیق کے طالب علم ہیں یہی ہمارا اوڑھنا بچھونا ہے بعض اوقات ایک کتاب جس تک ہماری رسائی نہیں ہوتی وہ اتنی اہم ہوجاتی ہے کہ ہماری تحقیق رک جاتی ہے اب مثال کے طور پر ملفوظات نقشبندیہ اگر اقبال مجددی صاحب کے پاس نہ ہوتی تو میرا مقالہ تشنہ رہ جاتا۔ میں اس کی بہت تلاش میں تھی کہ کسی طرح سے مجھے ملے وہ سائمن ڈگبی کا ترجمہ یہاں نہیں تھا ترجمہ ترجمہ ہوتا ہے اصل اصل ہی ہوتی ہے اور یہی ہمارا تجربہ ہے کہ چشتیوں کی تحقیق کے سلسلے میں اردو کے تراجم جو ہیں وہ ٹھیک ہے ایک خدمت کے طور پر حق ادا کررہے ہیں لیکن جب تک اصل سامنے نہ ہو ترجمہ آپ کو غلط راہ پر ڈال سکتا ہے اس لیے اصل متن کا ہونا بہت لازمی ہے شکریہ۔

سید جمیل احمد رضوی صاحب: محترمہ نے جو بات فرمائی ہے پچھلے سال جب یہ تشریف لائیں تو ان کے لیے جو ہم کام کررہے ہیں انہوں نے کچھ کتابوں کی فوٹو کاپی کروائی اور جاتے ہوئے مجھے فرمایا کہ یہ جو کتابیں میرے پاس ہیں یہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں جمع کروادیں میں کتابیں لے کر چودھری حنیف صاحب کے پاس گیا جو اس وقت پنجاب یونیورسٹی کے چیف لائبریرین ہیں۔ انہوں نے بڑی خوش دلی کے ساتھ نہ صرف کتابوں کو وہاں رکھا بلکہ ایک بڑی خوبصورت رسید مجھے اپنے یونیورسٹی کے لیٹر پیڈ پر لکھ کردی۔ میں نے ان سے گزارش کی کہ جو کتابیں ہم بہاولنگر اور چشتیاں شریف سے لے کر آئے ہیں اگر ان کی بھی ایک ایک کاپی پنجاب

Marfat.com

یونیورسٹی لائبریری میں جمع ہو جائے تو اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ موجودہ نسلیں اور آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کرسکیں گی اور ہر سکالر آسانی سے یہاں پہنچ سکتا ہے۔
میں یہاں پر صرف ایک بات کا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ جب میں چیف لائبریرین تھا پنجاب یونیورسٹی لائبریری کا تو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے چھ یا سات بہت اہم ذخیرے ملے اور ان کتابوں کی تعداد تقریباً 25 سے 30 ہزار تک تھی جو یونیورسٹی کے ذخیرے میں جمع ہو گئے۔ اب فائدہ اس کا یہ ہے جیسا کہ چودھری محمد حنیف صاحب نے فرمایا کہ اگر سلسلہ نقشبندیہ کی جو کتابیں نہیں ملتیں اور سب حضرات کو یہ معلوم ہے کہ پنجاب یونیورسٹی نے میاں صاحب کے ذخیرہ کی دو جلدوں میں فہرست شائع کردی ہے جو تقریباً 14 سو صفحات پر مشتمل ہے اسی طرح حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے ذخیرہ کی فہرست چار جلدوں میں شائع ہو چکی ہے اور اس کی پانچویں جلد اس وقت تکمیل کے مرحلے میں ہے۔ ان شاء اللہ وہ بھی جلد شائع ہو جائے گی تو نہ صرف یہ کہ ذخیرے جمع ہو جاتے ہیں بلکہ سکالر جہاں جہاں بیٹھے ہوتے ہیں ان فہرستوں کو دیکھ کر ان ذخائر کا عکس جمیل انہیں نظر آتا ہے۔

پروفیسر اقبال احمد مجددی صاحب: بہت شکریہ چودھری صاحب کی طرف سے محترمہ کی طرف سے اور سید جمیل احمد رضوی کی طرف سے جو آراء آئی ہیں کہ میاں صاحب کا جو کولیکشن ہے اس کو ہم نقشبندی سلسلے کی سٹڈی کے مرکز کے طور پر بنادیں اصل میں حوزہ نقشبندیہ کی روداد کے پہلے حصے میں اس کا ذکر موجود ہے۔ اس میں اہتمام کے ساتھ نقشبندی سلسلے کی جو چیزیں میاں صاحب نے جمع کی ہیں اس میں دی گئی ہیں۔ جن حضرات کو کام کرنا ہو وہ میاں صاحب کے کولیکشن کی طرف رجوع کریں تو ہمارے حوزہ نقشبندیہ کی طرف سے اس وقت چار متن اشاعت کے لیے تقریباً تیار ہیں تین رسائل ہیں مولانا وکیل احمد سکندر پوری کے جو ایک بہت بڑے سکالر تھے انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے دفاع میں رسائل لکھے تھے ایک ''الکلام المنجی بردایرادات البرزنجی'' ہے برزنجی کے اعتراضات کے جواب میں ہے۔ دوسرا حضرت مجدد کے معترضین کے جواب میں ہے۔ تیسرا رسالہ شیخ عبدالحق محدث

Marfat.com

دہلوی اور دو رسالے ہیں قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب علیہ الرحمۃ کے جن میں سے ایک رسالہ ان کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اس کا عکس ہم شائع کر رہے ہیں وہ بھی حضرت مجدد صاحب کے دفاع میں ہے تو اس طرح سے پانچ دفاعی رسائل اس نئے سال میں ان شاء اللہ شائع ہونگے۔ اب ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کی خدمت میں ہمارا مائیک حاضر ہے کہ حوزہ نقشبندیہ کے بارے میں اپنی تجاویز خصوصیت سے پیش کریں۔

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ارباب علم وفضل میں اپنے تاثرات پیش کرنے کی سعادت حاصل ہو رہی ہے جیسا کہ مجددی صاحب نے ارشاد فرمایا کہ میری ایک تجویز یہ ہے کہ قرآن حکیم نے اپنا جو تعارف کرادیا ہے اس میں اپنا ایک جو کردار ہے وہ سورہ یونس کی ایک آیت ہے تو اس میں ہمارے پورے خانقاہی نظام اور روحانیت کے سلسلے کی اسی پر بنیاد ہے کہ شفاء لمافی الصدور کا اہتمام کیا جائے۔ میری ایک چھوٹی سی تجویز یہ ہے کہ جیسے حضرت یعقوب چرخیؒ سلسلہ نقشبندیہ کے ایک عظیم ولی کامل ہیں ان کی تفسیر چرخی متداول تفاسیر سے ہٹ کر خالص اہل قلوب کی اصلاح وتربیت کی غرض سے لکھی گئی ہے۔ باقی کی جو تفاسیر ہیں ان کا کچھ اشارہ یا ان کے کچھ حوالے یا کن کن لوگوں نے یہ کام انجام دیا ہے ان کا اگر اس میں ذکر آجائے تو یہ ان شاء اللہ العزیز سکالرز کے لیے اس سلسلے میں مطالعہ کرنا یا اپنا مطالعہ آگے بڑھانا آسان ہوگا اس کے علاوہ جو باقی کی تجاویز آئی ہیں ان سے بھی اتفاق کرتا ہوں۔

لائبریری کے حوالے سے اقبال احمد فاروقی صاحب کے چند تحفظات پر چیف لائبریرین چودھری محمد حنیف صاحب نے اپنے موقف کی وضاحت کی اور کہا:

''ایک تو میں یہ عرض کروں گا اس وقت الحمد للہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری پاکستان کی واحد لائبریری ہے جو اس وقت پوری کی پوری آن لائن ہے ایک ہفتہ ہوگیا ہے آپ دنیا میں کہیں بھی بیٹھ کے سرچ کر سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے پاس جتنے بھی کولیکشن ہیں وہ اس لحاظ سے محفوظ ہیں کبھی کسی کو ہم کتاب نہیں دیتے اس لیے کہ یہ خزانہ ہمارے پاس محفوظ سمجھ کر کسی نے دیا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ

Marfat.com

معروف صاحب سامنے موجود ہیں کہ رسالہ نور اسلام کی جو گولڈن جوبلی کی تقریب کی گئی اس میں اشاریے کی تیاری کے لیے سارے کے سارے پرچے ہماری لائبریری سے ملے ہیں۔میاں صاحب نے یہاں ارسال کیے تھے اس کے علاوہ اگر کسی ساتھی کو دنیا کے کسی کونے میں میاں صاحب کے ذخیرہ یا حکیم محمد موسیٰ کے ذخیرہ سے یا ہماری لائبریری کی کسی کتاب کی ضرورت ہو تو وہ ان شاء اللہ مل سکتی ہے ہم نے اس کا بھی انتظام کرلیا ہے اب ہمارے پاس جو 1750ء یا اس سے پہلے یا 1800ء کی کتابیں ہیں اس کی ہم فوٹو کاپی نہیں کرتے اس کو ہم مائیکروفلم یا سی ڈی کی صورت میں بھیجتے ہیں اس کی فوٹو کاپی نہیں دیتے۔ایک کتاب جس پر میری نظر ایک دفعہ پڑ جائے اور وہ بہت اہم ہو وہ ریڈر کے پاس نہیں جاتی بلکہ اس کی سی ڈی بنوائی جاتی ہے یا اس کی کاپی بصورت مائیکروفلم کرکے محفوظ کرلی جاتی ہے الحمدللہ اس پر ہم کام کررہے ہیں یہ باتیں اس محفل میں میں ایسے ہی نہیں کررہا۔آپ میں سے کوئی صاحب علم لائبریری کو ذرا Visit کرے اس کی حالت کو دیکھے کہ ہم نے اس کو کس طرح سیٹ کیا ہوا ہے یہ میری ذمہ داری ہے۔الحمدللہ میں یہ دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ ساتھی جس نے دو سال پہلے لائبریری دیکھی تھی آج وہ جا کر دیکھے اس کی حالت خود بتائے گی کہ اس میں کام ہو رہا ہے''۔

علامہ اقبال احمد فاروقی: میں دارالعلوم نعمانیہ کی لائبریری پر کبھی کبھی نگاہ ڈالتا ہوں۔الحمدللہ اس کے اندر اس وقت آٹھ ہزار کتابیں ہیں اور یہ لائبریری 125 سال پرانی ہے۔اس میں وہ وہ کتابیں بھی ہیں جو عام لائبریریوں میں نہیں ہیں۔میں نے وہاں محنت کرکے اس کی ایک لسٹ تیار کی ہے اور لسٹ کو میں نے کمپوز کرالیا ہے۔کمپوز کرانے کے بعد اب میں اس کو شائع کروں گا تاکہ اہل علم کے پاس جائے اور انہیں اس ذخیرہ کا علم ہو۔اچھا یہ تو کتابیں تھوڑی ہیں ایک ہمارا ذاتی دوست ہے اس کا نام ہے مولوی احمد علی سندیلوی۔ہزارہا کتابیں اس کی ذاتی لائبریری میں موجود ہیں جبکہ اس زمانے میں گرانی کے باوجود کتاب خریدنی بڑی بات ہے۔میں اس کی ہمت پر آفریں کہتا ہوں۔

Marfat.com

جمیل احمد رضوی صاحب: مجھے چونکہ فرمایا گیا ہے کہ میں چند جملے اس بات پر کہوں کہ میاں صاحب کا جو ذخیرہ کتب پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے اس کو کیسے آگے بڑھایا جائے' ترقی دی جائے یا کیا کچھ ہو سکتا ہے۔ میری تجویز یہ ہے کہ جو حنیف صاحب نے کہا کہ جو نقشبندی حضرات جن کے پاس زائد کاپی ہو اور وہ دے سکیں تو میاں صاحب کے ذخیرہ میں اکٹھی کر کے وہ جمع ہو جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت میاں صاحب نے خود بھی فرمایا ہے کہ لائبریری میں جو کتاب نہیں ہے اگر مجھے بتا دیا جائے تو وہ خود خرید کر دینے کے لیے بھی تیار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میاں صاحب کی یہ جو پیش کش ہے بہت اچھی ہے۔ میں چودھری حنیف صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم اس ذخیرہ کو ارتقائی مراحل سے گزارنا چاہتے ہیں تو پھر کوئی ایسی فہرست جو پہلے سے بن چکی ہے جو کتب وہاں پر نہیں ہیں اگر کوئی ایسی فہرست جسے ہم مطلوبہ کتب کہتے ہیں اگر وہ تیار ہو جائے اور ہم حضرت میاں صاحب سے گزارش کریں تو ماشاء اللہ ان کی دعا سے ان کی برکت سے یہ چیزیں وہاں پر آ سکتی ہیں جو سب کے کام آئیں گی شکریہ۔

پروفیسر اقبال مجددی صاحب: میں پھر حوزہ نقشبندیہ کی روداد کے پہلے حصے کی طرف متوجہ ہوں کہ اس میں ان دونوں باتوں کا ذکر ہے ایک تو یہ ہے کہ میاں صاحب نے اس میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ میں دنیا بھر سے نقشبندی سلسلے کے جہاں جہاں مخطوطات ہیں ان کے عکس جس صورت میں بھی وہاں سے مل سکتے ہیں وہ حاصل کریں گے اپنے ذخیرہ کے لیے۔ ذخیرہ کا مطلب ہے جو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں دے دیا گیا ہے۔ اس کے لیے دوسری بات اس میں یہ بھی ہے کہ ایک ہم نقشبندی سلسلے کے عنوان سے ببلیوگرافی تیار کروائیں گے تو وہ ببلیوگرافی بھی تیار کروانے کا پروگرام ہے۔ اس کی کاپی پرنٹ ہونے سے پہلے پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو دے دی جائے گی تاکہ وہ چیک کریں کہ کون کون سی چیزیں پہلے غیر موجود ہیں وہ حاصل کرنے کی کوشش کریں تو یہ تجاویز اس سے پہلے ہمارے پاس تحریری طور پر آ چکی ہیں اب اختتامی باتیں حضرت میاں صاحب۔

Marfat.com

قبلہ میاں صاحب: یہ جو تجاویز پیش ہوئی ہیں ماشاءاللہ اہل علم حضرات نے پیش کی ہیں تو میں اپنی بساط کے مطابق ان شاءاللہ کوشش کروں گا حاضر ہوں جتنا مجھ سے ہو سکے گا اپنی طاقت کے مطابق کام کروں گا۔

(روداد حوزہ نقشبندیہ 2006ء مرتب محمد عالم مختار حق صاحب)

پیر محبوب الرسول صاحب کی شرقپور شریف آمد

30 دسمبر 2006ء: میاں صاحب پورے پاکستان میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کے ارشاد پر مبنی بینرز اور سٹیکرز چھپوا کر مختلف جگہ پر آویزاں کرتے اس سلسلہ میں مختلف شہروں سے بیلیوں کو شرقپور شریف دعوت دی گئی تھی، جن میں حاجی میاں محمد آصف صاحب (ملتان)، فیاض احمد سیٹھی (گجرات)، محمد حنیف صاحب (گوجرانوالہ)، محمد رمضان صاحب (بچیکی)، ماسٹر احمد علی، بابا حیات، نیامت ڈوگر، محمد محبوب، اشفاق پٹواری و دیگر حضرات شامل تھے۔ آپ نے تمام حضرات کو مختصر وعظ کیا آپ نے فرمایا اگر بیلی ساتھ دیں تو مسلک کا کام بہت بہتر انداز سے کر سکتے ہیں۔ تمام حضرات کے ذمہ بینرز اور سٹیکرز کی مناسب تعداد لگائی گئی تاکہ ان کو اپنے اپنے علاقوں میں آویزاں کیا جا سکے۔ آپ نے میاں آصف صاحب کے کام کو پسند کیا اور تمام حضرات کو ان کی مثال بھی دی، دوپہر بارہ بجے کے بعد للہ شریف سے پیر محبوب الرسول صاحب اپنے دو صاحبزادوں کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ آپ ان سے ڈاکٹر مسعود صاحب کی مرتب کردہ کتاب جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ پر بڑی علمی گفتگو کرتے رہے۔ جاتے وقت جناب محبوب الرسول صاحب کی خدمت میں ماہنامہ نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر (تین جلدیں)، ارشادات مجدد، روداد حوزہ نقشبندیہ اور شیر ربانی ڈائجسٹ پیش کیا۔ عشاء کے بعد آپ آرام کے لیے لیٹ گئے، رات کئی مرتبہ تکلیف سے آپ کے کراہنے کی آواز آتی رہی۔ میں جب بھی آپ سے پوچھتا کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگتی مگر آپ مجھے یہی فرماتے کہ میں ٹھیک ہوں۔ آجکل آپ صبح فجر کی نماز کے بعد کنوئیں (مال مویشیوں کے جگہ) پر تشریف لے جاتے اور کئی مرتبہ یہ بھی فرماتے ہو سکتا ہے میں کنوئیں پر شفٹ ہو جاؤں۔

Marfat.com

ڈاکٹر ظہور صاحب کا خواب

03 جنوری 2007: قبلہ میاں صاحب حضرت مجدد الف ثانی کی ذات بابرکات پر عربی زبان میں کام کرنا چاہتے تھے اس سلسلہ میں ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب سے مشورہ ہوا تو انہوں نے صاحبزادہ مظہر کبیر اور ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کا نام لیا، میاں صاحب ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر ظہور احمد اظہور صاحب سے ملاقات کرنے ان کی رہائش گاہ پر تقریباً بارہ بجے دوپہر تشریف لے گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے بڑی گرم جوشی سے میاں صاحب اور صدیقی صاحب کا استقبال کیا، گفتگو کے آغاز میں ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب نے دو اشعار سنائے:

مجھ کو چاہیے ایسا نر
پیر، باورچی، بہشتی، خر
غم زندگی کا حسرت سبب کیا بتائیں
میری ہمتوں کی پستی، میرے شوق کی بلندی

قبلہ میاں صاحب اور ڈاکٹر ظہور صاحب نے ان اشعار کو بہت پسند کیا اور کھل کر تعریف کی۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے بتایا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہؓ پر ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل ایک کتاب لکھی، اس کے چھپ جانے کے بعد میں اپنی زوجہ محترمہ کے ہمراہ حج کے لیے چلا گیا۔ ادھر میں نے چند ایک وظائف کیے کہ شاید مجھے آپ ﷺ کی زیارت نصیب ہو۔ وظائف کرنے کے باوجود مجھے زیارت کا شرف حاصل نہ ہوسکا، ایک روز میں باب جنت کے قریب عبادت میں مصروف تھا کہ میری آنکھ لگ گئی، خواب میں دیکھتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں وہ کتاب تھی جو میں نے حضرت آمنہؓ کی شان میں لکھی تھی۔ مجھے خواب میں محسوس ہوا کہ جن کے لیے ساری کائنات اللہ تعالی نے بنائی ہے اور میں ان کی والدہ محترمہ پر صرف ڈیڑھ سو صفحات کی کتاب لکھ کر فخر محسوس کر رہا ہوں، لہذا حج سے واپس جب پاکستان آیا تو میں نے اصل ماخذ پر دوبارہ ریسرچ کی اور وہ ڈیڑھ سو صفحات کی کتاب اب ساڑھے چار سو صفحات پر تیار ہو چکی ہے جو ان شاء اللہ جلد چھپ جائے گی۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا جب حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ تشریف لے جاتے تو ابواء کے مقام پر اپنی والدہ محترمہ

Marfat.com

کی قبر پر ضرور حاضری دیتے بعض اوقات تو حاضری کے دوران آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بھی نکلے ہیں، حضرت آمنہ بھی اکثر اپنے شوہر حضرت عبداللہؓ کی قبر انور پر حاضری کے لیے جاتیں۔

ملک حسن علی کا خواب

قبلہ میاں صاحب نے فرمایا ملک حسن علی شرقپوری نے اپنی کتاب میں لکھا ہے جب 1965ء کی جنگ لگی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میاں شیر محمد صاحبؒ جلدی جلدی جا رہے ہیں۔ میں (ملک حسن علی) نے پوچھا میاں صاحب جلدی میں کہاں جا رہے ہیں تو اعلیٰ حضرت سرکار نے فرمایا میری ڈیوٹی سیالکوٹ کے محاذ پر لگی ہے وہاں جا رہا ہوں۔ میں (ملک حسن علی) نے پوچھا لاہور میں ڈیوٹی کس کی ہے تو میاں شیر محمد صاحبؒ نے جواب دیا یہاں داتا صاحب موجود ہیں، ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب نے کہا کہ جب ملک ذوالفقار علی (سابق صدر شعبہ عربی پنجاب یونیورسٹی، لاہور) کی والدہ فوت ہوگئیں تو میں چہلم میں شرکت کے لیے ان کے گھر چلا گیا، وہ چونکہ خود بھی وہابی ذہنیت کے مالک تھے اور چہلم میں آنے والے لوگوں کی زیادہ تر تعداد بھی دیوبندی وہابیوں کی تھی۔ چہلم میں مجھے کہنے لگے صدیقی صاحب آپ یہاں بریلوی مسلک والا ختم شریف پڑھیں۔ میں نے ان کی طرف غور سے دیکھا تو کہنے لگے میری والدہ محترمہ اہلسنت والجماعت کے عقائد رکھتی تھیں۔ لہٰذا آپ ان کے عقائد کے مطابق ہی ختم شریف پڑھیں لہٰذا میں نے ختم شریف پڑھا اور دعا بھی مانگی، قبلہ میاں صاحب نے فرمایا ملک ذوالفقار علی کے آباؤ اجداد تونسہ شریف میں بیعت تھے مگر اب وہ دیوبندیوں میں شامل ہو گئے ہیں، ڈاکٹر ظہور احمد صاحب نے کہا کہ مجھے ملک ذوالفقار نے کہا میری ترقی کی راہ میں وہابی حائل ہیں۔ اس کے بعد ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب سے کہا، میاں صاحب حضرت مجدد الف ثانیؒ پر عربی میں کام کروانا چاہتے ہیں آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے فرمایا میاں صاحب جو حکم دیں گے ان شاء اللہ ضرور پورا کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ میں کسی وقت ڈاکٹر طاہر القادری کے ساتھ وقت گذارتا تھا۔ ایک دن مجھے کہنے لگے میں سیاست میں آنا چاہتا ہوں میں نے انہیں منع کیا مگر انہوں نے سیاست میں آنے کا اعلان کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد مجھے کہنے لگے آپ صحیح کہتے تھے مجھے سیاست میں نہیں آنا چاہیے تھا لہٰذا اب میں سیاست چھوڑنا

Marfat.com

چاہتا ہوں۔ میں نے پھر ان کو منع کیا کہ اب آپ سیاست نہ چھوڑیں مگر انہوں نے پھر میری بات نہ مانی اور سیاست چھوڑ دی۔ انہوں نے کہا سیاست کی وجہ سے ان کا مورال کافی گرا ہے، اس نشست میں بابا حیات، ر، امام علی اور عابد علی (طالب علم) بھی موجود تھے۔

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے شعر سنائے

4 جنوری 2007: صبح آٹھ بجے لاہور ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے پاس تشریف لائے، میاں صاحب کے پاس جتنی کتابیں تھیں وہ پنجاب یونیورسٹی کو بطور عطیہ دے دی گئی تھیں، فہرست سازی کے بعد جتنے بھی خطوط میاں صاحب کو وصول ہوئے تھے اس کو ترتیب وار کر کے میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ان میں بعض ایسے بھی خطوط تھے جو بہت نایاب تھے، آج اس کا مسودہ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کی خدمت میں پیش کیا تو انہوں نے اس مسودے کا نام ''خطوط بنام فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی'' تجویز کیا۔ اس کے علاوہ حوزہ نقشبندیہ کے لیے نقشبندی سلسلے کے مخطوطات اکٹھے کرنے کے بارے میں بھی مشورے دیے۔ انہوں نے کہا اس وقت دنیا کی سب سے بڑی لائبریری تاشقند میں ہے اور دوسری بڑی لائبریری برٹش لائبریری ہے، یہاں بھی کثیر تعداد میں مخطوطات موجود ہیں جن کی مائکروفلم منگوا کر نقشبندی سلسلے کا لٹریچر اکٹھا کر سکتے ہیں، ڈاکٹر صاحب نے دو عدد شعر سنائے:

کیا کہیں احباب کیا کارہائے نمایاں کر گئے
بی اے ہوئے نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے
بچے میں خو آئے کیسے ماں باپ کے کردار کی
دودھ تو ہے ڈبے کا تعلیم ہے سرکار کی

ان اشعار کے بعد آپ نے شیراز بھٹی اور علیم تفضل صاحب کو اجازت دے دی اور خود شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

''باتوں سے خوشبو آئے'' کی افتتاحی تقریب

11 جنوری 2007: آج صبح نو بجے داتا دربار، سماع ہال کے ساتھ والے ہال میں

Marfat.com

علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب پر لکھی جانے والی جناب صلاح الدین سعیدی صاحب کی کتاب ''باتوں سے خوشبو آئے'' کی تقریب رونمائی تھی، تقریب میں شرکت کے لیے چلا گیا۔ جسٹس منیر احمد مغل صاحب نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا۔ میں نے ان کو سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ کی ایک کاپی پیش کی۔ انہوں نے اپنی دوسری طرف بیٹھے عبدالمجید اولکھ صاحب سے میرا تعارف کرایا اور مجھے فرمایا ایک کاپی اولکھ صاحب کو بھی دو۔ میں نے سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ کی ایک کاپی اولکھ صاحب کو پیش کی، عبدالمجید اولکھ صاحب نے قرآن پاک کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا ہوا ہے جو بیرون ملک مختلف درس گاہوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ بہرحال میری ان سے پہلی ملاقات تھی۔ تقریب رونمائی کے بعد جسٹس منیر احمد مغل صاحب کے ہمراہ داتا صاحب دربار پر سلام کے لیے آ گیا۔ جسٹس منیر احمد مغل صاحب کی داتا دربار کے خادمین نے بہت عزت کی دربار شریف کا دروازہ کھول کر انہیں تربت مبارک کے پاس سلام کے لیے جگہ بنا کر دی۔ جسٹس صاحب تقریباً پندرہ سے بیس منٹ دربار شریف کے اندر وظائف میں مصروف رہے۔ حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار سے نکل کر میں شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گیا۔

میاں صاحب کی ڈھوک شیر ربانی روانگی

13 جنوری 2007: آج آپ ڈھوک شیر ربانی روانہ ہو گئے، بابا حیات، بابا محمد ظفر، محمد منیر (تابڑ، پاکپتن شریف)، عطاء اللہ، طارق، ولی محمد اور یہ خادم ہمراہ تھے، دوپہر ڈیڑھ بجے ڈھوک پہنچ گئے۔ آپ سے ملاقات کے لیے قاری عبدالباسط صاحب (تلہ گنگ)، جناب رنگ الٰہی صاحب، غلام محی الدین صاحب، حاجی اقبال صاحب، نذیر صدیقی اور ان کے بیٹے محمد اقبال صاحب، صوبیدار صاحب (اسلام آباد) محمد بشیر صاحب (راولپنڈی، شیر ربانی جوس کارنر)، فیاض احمد سیٹھی، پروفیسر خالد بشیر صاحب (گجرات) سے تشریف لائے۔ عشاء کے بعد آپ تقریباً ایک گھنٹہ مولانا اکبر صاحب (سدووال) سے محو گفتگو رہے۔ رات دو بجے میری آنکھ کھلی تو آپ ''باتوں سے خوشبو آئے'' کا مطالعہ کر رہے تھے۔ اس کتاب کے بعض اقتباسات مجھے بھی پڑھنے کو فرمائے میرے پڑھنے کے دوران آپ مولانا شاہ احمد نورانی صاحبؒ کی کتاب ''انوار رضا'' کا مطالعہ فرماتے۔

Marfat.com

میاں صاحب کی خواب میں بیعت کی

اگلے روز بارہ کہوہ راولپنڈی سے جناب محمد اصغر صاحب اپنے ایک دوست کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔انہوں نے میاں صاحب سے عرض کیا کہ یہ میرے دوست سعودیہ سے آئے ہیں کہتے ہیں بیس سال پہلے میں نے آپ کی خواب میں زیارت اور بیعت کی تھی۔اب میرے لیے کیا حکم ہے۔آپ نے حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ صاحبؒ کا واقعہ سنایا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا کہنے لگا حضور خواب میں آپ نے مجھے خلافت عطا کی ہے۔ اس پر شاہ صاحبؒ نے فرمایا ٹھیک ہے تم بیعت بھی خواب میں ہی کرنا۔اس کے بعد آپ نے اصغر صاحب کے دوست کو بیعت کیا۔عصر کے بعد آپ مولانا اکبر صاحب کے ہمراہ ان کی مسجد کی زیارت کرنے بھون چلے گئے،مغرب کے قریب واپس ڈھوک آ گئے۔

''جہان امام ربانی'' کی تیاری

18 جنوری 2007: کمانڈر ظفر صاحب کی معرفت پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سے بذریعہ ٹیلی فون رابطہ ہوا۔انہوں نے جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مسودے کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا حضور میں میاں صاحب کے ساتھ چکوال میں ہوں لاہور پہنچ کر آپ کو تمام معاملات سے آگاہ کردوں گا۔مسودہ اس وقت محمد عالم مختار حق صاحب کے پاس پروف ریڈنگ کے لیے آیا ہوا تھا،ڈاکٹر مسعود صاحب نے مجھے فرمایا تم مختار حق صاحب سے صرف معلومات لینا انہیں جلدی کام ختم کرنے کے متعلق مت کہنا۔وہ اپنی مرضی سے جب اس کو فائنل کردیں گے تب تم اس کو کراچی بھجوا دینا،سلام دعا کے بعد رابطہ منقطع ہو گیا۔

جوہر آباد اور ڈیرہ اسماعیل تک کا سفر

اگلے روز جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ تمام ساتھیوں کے ہمراہ بابا طاہر شاہ کے آستانہ جوہر آباد کی طرف روانہ ہو گئے۔مغرب کی نماز جوہر آباد پڑھی، غلام محمد (اترا ء)اور عمر دراز (ماڑی لک) پہلے سے ادھر موجود تھے۔رات ساڑھے نو بجے جناب محبوب رسول قادری

Marfat.com

صدر رسائل اہلسنت والجماعت (سرگودھا) سے تشریف لائے۔قادری صاحب نے میاں صاحب کے پنجاب یونیورسٹی کو اپنی کتابیں بطور عطیہ دینے کے اقدام کو بہت سراہا۔انہوں نے کہا میرے سامنے کئی ایک مثالیں ہیں جہاں کتابوں کی تقسیم کتابوں کو پھاڑ کر یا کاٹ کر کی گئی۔انہوں نے کہا میرے دادا تحریک پاکستان کے کارکن تھے ہندوستانی فوج کی ظالمانہ کارروائیوں کے نتیجہ میں شہید ہوئے۔انہوں نے مزید بتایا میرے نانا قادری سلسلہ کے پیشوا تھے، بابا طاہر شاہ صاحب ہمارے بزرگ مولانا عبدالغفور صاحب سے تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔انہوں نے میاں صاحب سے گذارش کی کہ میرے والد گرامی کی طبیعت کافی خراب ہے مہربانی فرما کر تشریف لائیں لہٰذا آپ نے ثناء اللہ کو ساتھ لے کر ان کے والد کی عیادت کی، واپسی پر بابا طاہر شاہ کے مزار پر فاتحہ خوانی کی۔ظہر کی نماز کے بعد میاں صاحب ڈیرہ اسماعیل کی طرف روانہ ہو گئے، اس وقت میاں صاحب کے ساتھ حاجی اسلم صاحب (اعظم مارکیٹ لاہور) بھی تھے۔راستے میں بابا حیات کی گاڑی کو ایک ٹرک والے نے ٹکر ماردی جس کو رانا ندیم شہزاد چلا رہا تھا۔ٹرک والے نے اپنی غلطی مانتے ہوئے مبلغ دو ہزار روپے مرمت کے لیے دیے، عصر کی نماز چشمہ بیراج سے گزر کر ایک چھوٹی سی مسجد میں پڑھی۔رات سات بجے میاں صاحب کا قافلہ حافظ پیر دوست محمد پٹھان کے گھر یالی شمالی پہنچ گیا، کھانا کھانے اور نماز ادا کرنے کے بعد تمام حضرات تھکاوٹ کی وجہ سے جلد سو گئے۔اگلی صبح آپ ڈیرہ اسماعیل خان شہر میں جامعہ رضویہ منظر الاسلام واقع ڈیال روڈ سی آر بی سی چوک پر تشریف لے گئے اس مدرسے کے مہتمم جناب مفتی محمد عارف الحسن تھے۔انہوں نے بڑے احسن انداز سے میاں صاحب کو خوش آمدید کہا۔میاں صاحب نے اہلسنت والجماعت کی فلاح و ترقی کے حوالے سے مولانا صاحب سے معلومات لیں اور چند ایک تجاویز دینے کے بعد آپ بنوں کی طرف روانہ ہو گئے۔سرائے نورنگ کے علاقے میں دوپہر کا کھانا کھایا، کھانا کھانے کے دوران ایک شخص کولر میں ٹھنڈا پانی لے کر آیا۔اس شخص کا نام صابر اللہ خان ولد میر اطلس تھا۔میاں صاحب نے کھانے کے بعد صابر اللہ کی خدمت بھی کی۔عصر کی نماز درہ پیزو کے علاقے میں جامعہ غوثیہ سلمانیہ میں پڑھی، جامعہ کے مہتمم کو قبلہ میاں صاحب کا پتہ چلا تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دو عدد شہد کی بوتلیں بھی پیش کیں، تاجہ زئی اور لکی مروت سے ہوتے ہوئے آپ بنوں پہنچے۔چند منٹ رکنے کے بعد آپ واپس ڈیرہ اسماعیل خان حافظ دوست محمد صاحب

Marfat.com

کے گھر بالی شمالی آ گئے۔ حافظ دوست محمد کا گھر بڑی سڑک سے کوئی آٹھ سو قدم کے فاصلے پر تھا پہلے تو میاں صاحب کو وہیل چیئر پر گھر لے جایا گیا، فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے وہیل چیئر پر سفر مشکل تھا اس لیے بعد میں چارپائی استعمال ہوتی رہی، تمام گاڑیاں حافظ دوست محمد صاحب کے گھر سے آٹھ سو قدم کے فاصلے پر ایک حویلی میں کھڑی ہوتی تھیں۔

ڈائری گاڑی کی چھت پر رہ گئی

22 جنوری 2007: صبح آٹھ بجے بالی شمالی ڈیرہ اسماعیل خان سے روانہ ہوئے، پٹھان کوٹ، خانو خیل، بلوٹ شریف، چشمہ علی خیل، لکی مروت اور سرائے نورنگ سے ہوتے ہوئے، شام ڈھکی آ گئے یہ علاقہ بہت خوبصورت تھا بڑی دور دور تک کھجور کے درخت نظر آتے۔ یہاں کی کھجور بھی بہت اعلیٰ قسم کی تھی، اکثر ڈائری میرے ہاتھ میں ہی ہوتی، میں بھی چند منٹ کے لیے گاڑی سے اترا اور اتفاق سے ڈائری بابا حیات صاحب کی گاڑی کی چھت پر رکھ کر پکڑنا بھول گیا، تھوڑی دیر بعد قافلہ سرگودھا کی طرف روانہ ہو گیا میں واپس میاں صاحب کی گاڑی میں آ کر بیٹھ گیا اور میاں صاحب کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گیا۔ کوئی تین سے چار کلومیٹر کا سفر طے کرنے کے بعد مجھے ڈائری کا خیال آیا۔ تلاش کرنے کے باوجود مجھے میاں صاحب کی گاڑی میں ڈائری نہ ملی میں نے اچانک پیچھے مڑ کر دیکھا تو ڈائری بابا حیات کی گاڑی کی چھت سے کھسک کر نیچے سڑک کی جانب گر رہی تھی۔ میں نے میاں صاحب سے عرض کر کے گاڑی رکوائی اور بھاگ کر سڑک سے اپنی ڈائری پکڑ لی ڈائری مل گئی مگر اس کی جلد ٹوٹ گئی، اصل میں ڈائری میں قبلہ میاں صاحب کے روزمرہ کے معمولات لکھے جا رہے تھے اس لیے میں ڈائری حفاظت کرنے کی کوشش کرتا۔ پھر یہ قافلہ چشمہ بیراج پہنچ گیا۔ حاجی اسلم صاحب اور اشفاق پٹواری نے تازہ مچھلی خریدی، سرگودھا بائی پاس کے نزدیک شیل پٹرول کے ساتھ والے ہوٹل میں دوپہر کا کھانا کھایا۔ حافظ دوست محمد پٹھان میاں صاحب سے اجازت لے کر یہاں سے واپس ڈیرہ اسماعیل خان روانہ ہو گئے۔ عصر کے قریب میاں صاحب جوہر آباد پہنچ گئے۔ نماز عصر کے بعد بابا طاہر شاہؒ کے مزار پر حاضری دی اور پھر سرگودھا محمد بشیر (دال فیکٹری والے) کے گھر آ گئے، رات ادھر ہی قیام فرمایا۔

Marfat.com

توشہ شاہ نقشبندؒ

اگلے روز صاحبزادہ عبدالرسول صاحب سے ملاقات تھی، لہذا صاحبزادہ صاحب کو ان کے سکول سے لے کر محمد بشیر صاحب کے گھر میاں صاحب کی خدمت میں آئے۔ صاحبزادہ عبدالرسول صاحب ڈویژنل پبلک ماڈل سکول میں پرنسپل کے فرائض انجام دے رہے تھے، اس سکول میں بچے اور بچیوں کی تعداد تقریباً ساڑھے تین سو تھی، سکول کی بلڈنگ کافی بڑی تھی اس میں بچوں کے رہنے کے لیے ہوسٹل بھی موجود تھا۔ صاحبزادہ صاحب کافی دیر گفتگو میں مصروف رہے، واپسی پر قبلہ میاں صاحب نے صاحبزادہ صاحب کو چاولوں کی بوری اور ایک عدد شہد کی بوتل بھی پیش کی۔ جانے سے پہلے انہوں نے میاں صاحب کو توشہ شاہ نقشبند کا طریقہ استعمال بھی بتایا: (دو رکعت نماز نفل حضرت شاہ نقشبندؒ کے نام پڑھنے کے بعد نیت کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے وزن کا توشہ شاہ نقشبند کے نام سے دوں گا، توشہ سے مراد سوجی، چینی اور گھی کی ہم وزن مقدار ہے)۔ قبلہ میاں صاحب ساڑھے گیارہ بجے ماڑی لک روانہ ہو گئے، اہل علاقہ نے بڑا پرتپاک استقبال کیا، آپ عمر دراز کے گھر ٹھہرے۔

رات سیٹھی صاحب کے گھر قیام کیا

ظہر کی نماز کے بعد گجرات کی طرف روانہ ہو گئے۔ رات آٹھ بجے گجرات بائی پاس پر پہنچے جہاں فیاض احمد سیٹھی، پروفیسر خالد بشیر صاحب، محمد شہزاد اور دیگر اہل علاقہ موجود تھے۔ میاں صاحب سب سے پہلے فیاض احمد سیٹھی صاحب کے شوروم چوائس سنٹر تشریف لے گئے۔ چند منٹ دکان پر رکنے کے بعد آپ سیٹھی صاحب کے گھر آ گئے۔ رات ادھر ہی قیام فرمایا، صبح ناشتے کے بعد 9 بجے شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ فیاض احمد سیٹھی صاحب نے رات اور صبح کے ناشتے میں بڑا پر تکلف انتظام کیا ہوا تھا۔ روانہ ہونے سے قبل آپ نے سیٹھی صاحب کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔ مرید کے کے نزدیک درجنوں افراد نے آپ کا استقبال کیا۔ چند منٹ کے لیے آپ یہاں رکے، ساڑھے گیارہ بجے آپ شرقپور شریف پہنچ گئے۔ امام علی اور اس خادم کے علاوہ تمام حضرات اجازت لے کر لاہور آ گئے۔

Marfat.com

ہونہار شاگرد

26 جنوری 2007: قبلہ میاں صاحب کی گھڑی مرمت کروائی، کتاب ''باتوں سے خوشبو آئے'' کی ویڈیو فلم اور محمد عالم مختار حق صاحب کی مرتب کردہ کتاب ''فکر فاروقی'' لے کر رانا ندیم شہزاد کے ساتھ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ فکر فاروقی کتاب دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا، اقبال احمد فاروقی نے محنت کی، اسلام کی ترقی کے لیے اپنی خدمات پیش کیں اور آج اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنی عزت سے نوازا ہے۔ آپ نے فرمایا مولانا عطاء محمد بندیالوی ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں۔ ان کے پاس ایک شاگرد تھا اور اس شاگرد کو ایک شخص روزانہ ایک پاؤ چاول دیتا۔ وہ شاگرد ان چاولوں کو ابال کر تینوں وقت کھاتا، مولانا عطاء محمد بندیالوی کے پاس ایک اور شاگرد آ گیا۔ اس دوسرے شاگرد کے لیے کھانے کا کوئی بندوبست نہ ہو سکا۔ دوسرے شاگرد نے پہلے شاگرد سے کہا تم چاول ابال کر اس کا پانی مجھے دے دیا کرو جب ان دونوں شاگردوں کی تعلیم مکمل ہوئی تو چاولوں کے پانی پر گزارا کرنے والا شاگرد بہت لائق اور قابل تھا۔ جمعہ کی نماز کے بعد جناب انعام الحق نقشبندی مجددی اور محمد ریاض صاحب تشریف لائے۔ میاں صاحب نے ان کی خدمت میں ارشادات مجدد، روداد حوزہ نقشبندیہ اور لطائف المدینہ کی ایک ایک کاپی پیش کی۔

میاں صاحب کی جسٹس منیر مغل صاحب سے ملاقات

27 جنوری 2007: شیراز فیض بھٹی صاحب کے دفتر سے پروفیسر خالد بشیر صاحب کو ساتھ لے کر شرقپور شریف آ گیا۔ مغرب کے بعد محمد اکرم صاحب (راجڈیل) سے فون آیا کہ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کی طبیعت بہت خراب ہے۔ میاں صاحب نے دعا فرمائی۔ عشاء کی نماز کے بعد پروفیسر خالد بشیر صاحب کو آرام کرنے اور خود ''فکر فاروقی'' کتاب کے مطالعہ میں مصروف ہو گئے۔ اگلی صبح جسٹس منیر احمد مغل صاحب سے ملاقات تھی۔ آٹھ بجے جسٹس صاحب کے گھر لالہ زار کالونی ٹھوکر نیاز بیگ پہنچ گئے۔ اس وقت میاں صاحب کے ساتھ پروفیسر خالد بشیر، پروفیسر علیم تفضل، سعید احمد صدیقی، شیراز فیض بھٹی، میاں غلام رسول، رفیق مغل، رفیق شاہد،

Marfat.com

امام علی، طاہر شہزاد (طالب علم) اور یہ خادم موجود تھے۔ میاں صاحب دو گھنٹے جسٹس منیر احمد مغل صاحب سے مکتوبات امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں گفتگو فرماتے رہے۔ جسٹس صاحب ان دنوں مکتوبات کا انگریزی میں ترجمہ بھی کر رہے تھے جس کو قسط وار شیر ربانی ڈائجسٹ میں شائع کیا جا رہا تھا، میاں صاحب نے جسٹس منیر احمد مغل صاحب کو ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے مرتب کردہ جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کا مکمل سیٹ بھی پیش کیا۔ ظہر کی نماز سے قبل آپ شرقپور شریف واپس آ گئے۔

نور اسلام گولڈن جوبلی نمبر ایک شاہکار

یکم فروری 2007: آج بھائی فاروق حج سے واپس آ رہے تھے لہٰذا میاں صاحب سے اجازت لے کر ائیر پورٹ آ گیا، سارا دن گھر میں ہی رہا۔ رات اعظم مارکیٹ سے کچھ سامان لے کر شرقپور شریف آ گیا، میاں صاحب کی طبیعت دن بدن بگڑتی جا رہی تھی۔ ڈاکٹروں کے علاوہ دیگر معالجوں سے بھی مسلسل رابطہ تھا۔ اگلے روز شکر گڑھ سے مولانا غلام مصطفےٰ مجددی صاحب اپنے ماموں کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ میاں صاحب ان کے ساتھ جہان امام ربانی کے بارے میں بڑی علمی یا فکر انگیز گفتگو کرتے رہے۔ غلام مصطفےٰ مجددی صاحب نے ماہنامہ نور اسلام کے گولڈن جوبلی نمبر کی تعریف کی۔ انہوں نے فرمایا میں نے تینوں جلدیں پڑھی ہیں یہ واقعی ایک شاہکار ہے، اس کی اشاعت پر میاں صاحب کو مبارک باد بھی دی۔

عبدالمجید اولکھ صاحب کی شرقپور شریف آمد

04 فروری 2007: آجکل ہر روز آپ رات ایک سے ڈیڑھ بجے کے قریب اٹھ جاتے اور پھر فجر کی اذانوں تک مطالعہ میں مصروف رہتے۔ صبح آٹھ بجے محمد قیوم صاحب (شیر ربانی پریس، لوہاری، لاہور) اپنے بھائی جاوید اور بیٹے محمد رضا کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں آئے، جاوید صاحب جلد لندن جا رہے تھے۔ میاں صاحب نے ان کو ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی اور مولانا غلام رسول چکسواری صاحب کے ساتھ رابطہ رکھنے کو فرمایا۔ دوپہر بارہ بجے میں کسی کام سے لنگر خانے آیا تو وہاں عبدالمجید اولکھ صاحب لنگر شریف کھانے کی تیاری کر رہے تھے۔

Marfat.com

میں نے قبلہ میاں صاحب کو عبدالمجید اولکھ صاحب کے بارے میں بتایا تو آپ نے ان کو اپنے کمرہ میں ہی بلوالیا، ان کے لنگر شریف کھانے کا انتظام میاں صاحب کے کمرہ میں ہی کر دیا گیا۔ میاں صاحب ان کو اپنی علمی زندگی کے بارے میں چند ایک واقعات سناتے رہے، اولکھ صاحب نے بتایا میرے دادا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے مرید تھے اور میں کرمانوالہ بیعت ہوں۔ مزید کہنے لگے میں چھ ماہ پاکستان اور چھ ماہ دوسرے ممالک کی جیلوں میں قیدیوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتا ہوں۔ اپریل تک پاکستان میں ہی ہوں۔ پہلے عمرہ کرنے کے بعد چھ ماہ کے لیے دیگر ممالک میں ہی رہوں گا۔ آخر میں قبلہ میاں صاحب نے ان کو گلاب جامن تحفتاً پیش کیے اور ان سے منسلک امام دین صاحب کا واقعہ بھی سنایا۔

ڈاکٹر ظہور صاحب کو مکتوبات مجدد کا تحفہ

عبدالمجید اولکھ صاحب کے جانے کے بعد آپ سہ پہر چار بجے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کے گھر لالہ زار کالونی تشریف لے گئے۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کو آج کے نوائے وقت میں جناب سلطان صاحب کا دوقومی نظریے پر مضمون پڑھایا۔ آپ نے فرمایا سلطان صاحب صحیح تاریخ پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ انہوں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی بے پناہ کاوشوں کو نظر انداز کر دیا ہے جو علمی اور تاریخی لحاظ سے بہت بڑی ناانصافی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب سے کہا اگر مجھے حضرت مجدد پاک کے فارسی مکتوبات مل جائیں تو میں اس مضمون کو دوبارہ مرتب کر دیتا ہوں۔ انہوں نے مزید فرمایا میں نے حضرت مجدد پاک پر عربی میں بھی کام شروع کر دیا ہے۔ اگلے روز میاں صاحب نے حضرت مجدد پاک کے مکتوبات کا ایک سیٹ (فارسی) ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ڈاکٹر ظہور احمد صاحب نے فارسی مکتوبات کو دیکھ کر دو عدد شعر پڑھے، جس کو میاں صاحب نے مجھے نوٹ کرنے کو فرمایا:

؎ خاک میں ناموس پیمان محبت مل گئی
اٹھ گئی دنیا سے راہ رسم یاری ہائے ہائے

؎ اٹھ گئی یوں وفا زمانے سے
کبھی گویا کسی میں تھی ہی نہیں

Marfat.com

میاں صاحب کا دانت اور ڈاکٹر علی کی زور آزمائی

10 فروری 2007: آج آپ کا ایک اور دانت ہل گیا تھا، ڈاکٹر شاہد قیوم صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے بدھ کے روز آنے کو کہا۔ میاں صاحب چونکہ تکلیف میں تھے اس لیے ذوالقرنین صاحب کی معرفت علامہ اقبال ٹاؤن، کریم بلاک میں ڈاکٹر علی صاحب سے رابطہ کیا تو شام چھ بجے کا وقت مل گیا۔ ڈاکٹر صاحب نے دانت نکالا تو آدھا دانت ٹوٹ کر مسوڑے کے اندر ہی رہ گیا اور باقی باہر نکل آیا۔ اس باقی دانت کو نکالنے کے لیے ڈاکٹر صاحب نے بڑی بے دردی سے مختلف حربے استعمال کیے جس کو دیکھ کر کئی بار ڈاکٹر صاحب پر غصہ بھی آیا۔ دانت کی باقی جڑ تو نکل آئی مگر زخم کافی گہرا ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر علی سے فارغ ہو کر آپ تھوڑی دیر کے لیے فضل الرحمٰن (شو مارکیٹ) کے گھر آ گئے۔ یہاں سے فقیر حسین صاحب کو ساتھ لے کر سکن سپیشلسٹ ڈاکٹر جمشید صاحب کے کلینک آ گئے۔ ڈاکٹر صاحب نے چیک اپ کے بعد میاں صاحب کی ادویات میں تبدیلی کر دی، رات آپ نے فضل الرحمٰن صاحب کے گھر ہی قیام کیا۔ داڑھ درد کی وجہ سے آپ ساری رات تکلیف میں ہی رہے، ڈاکٹر صاحب کی ہدایت کی مطابق آپ کو دو مرتبہ آئس کریم بھی کھلائی۔ فجر کی نماز کے بعد شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔

روزنامہ پاکستان کے دفتر نذیر حق سے ملاقات

21 فروری 2007: صبح دس بجے روزنامہ پاکستان کے دفتر نذیر حق صاحب کے پاس چلے گئے انہیں مولانا محمد بخش مسلمؒ کی کتاب بیان العقائد دی۔ آپ نے فرمایا مسلم صاحب پر ایک مضمون تیار کر کے اس کو اخبار میں شائع کریں کیونکہ ان کا عرس شریف قریب آ رہا تھا۔ میاں صاحب نذیر حق صاحب کے ساتھ کافی دیر ملکی حالات پر تبصرہ کرتے رہے، نذیر حق صاحب کے خیال میں حکمرانوں کی کوتاہیوں کی وجہ سے ملک کی سلامتی کو خطرات لاحق ہیں۔ دوپہر ایک بجے نذیر حق صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔ میں نے آپ سے عرض کیا جس طرح ڈاکٹر مسعود صاحب نے جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ کو مرتب کیا ہے ہمیں بھی جہان شیر ربانی کے نام سے پانچ جلدوں پر مشتمل اس پروجیکٹ پر کام کرنا

Marfat.com

چاہیے۔قبلہ میاں صاحب اس تجویز کو سن کر بہت خوش ہوئے اور اس پروجیکٹ پر کام شروع کرنے کی اجازت دیدی اس وقت میاں صاحب کے پاس شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ اور امام علی صاحب بھی تھے۔

میاں صاحب کی وصیت

27 فروری 2007: آپ نے مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب اور ابوالبقاء قدر آفاقی صاحب کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے بارے میں چند ایک کتابیں دیں اور تمام حضرات کو جہان شیر ربانی کی تیاری میں کام کرنے کو فرمایا۔اس وقت میاں صاحب کے پاس کاشانہ شیر ربانی میں باباحیات ، ماسٹر احمد علی، قاضی محمد نور اللہ، سعید صدیقی، شیراز فیض بھٹی، محمد رفیق شاہد، باباعبدالروف صاحب بھی موجود تھے۔تھوڑی دیر بعد گھوڑے ہسپتال کے نزدیک نیشنل پریس چلے گئے، یہ پریس باباطاہر شاہؒ کے مرید حافظ دوست محمد صاحب کا تھا۔آپ نے ان کو حضرت مجدد پاکؒ کے سٹیکر چھاپنے کو فرمایا اس مد میں مبلغ دو ہزار روپے ایڈوانس دیا۔پنڈی بھٹیاں سے باباظفر کو ساتھ لے کر عصر کے بعد ڈھوک شیر ربانی چکوال چلے گئے۔عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے بستر پر آرام کرنے سے پہلے فرمانے لگے اگر ایک دو ماہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے بلاوا آگیا تو تم دین اسلام کا کام جاری رکھنا۔

جوہر آباد، طاہر شاہ کے ختم میں میاں صاحب کی شمولیت

28 فروری 2007: صبح فجر کی نماز اور ناشتہ کرنے کے بعد آپ جوہر آباد کے لیے روانہ ہو گئے۔آج باباطاہر شاہ صاحبؒ کا سالانہ ختم شریف تھا۔آپ نے اس میں شرکت فرمائی لوگوں کی ایک کثیر تعداد ختم شریف میں شرکت کے لیے آئی تھی۔ظہر کی نماز تک دور دراز سے آئے ہوئے علماء کرام اور نعت خواں حضرات تقاریر اور نعت خوانی کرتے رہے۔آخر میں دعاء آپ نے فرمائی اور عمر دراز (ماڑی لک) کی والدہ کی وفات پر فاتحہ خوانی بھی کی گئی۔عرس شریف کے بعد لنگر شریف کا بھی وسیع انتظام کیا گیا تھا۔رات آپ جوہر آباد ہی رہے، صبح ناشتہ کرنے کے بعد آستانہ عالیہ باباطاہر شاہ کے منتظمین نصر اللہ صاحب، ثناء اللہ صاحبؒ اور ماسی سیداں کو آپس میں اتفاق

Marfat.com

سے رہنے کی ہدایت فرمائی۔

میاں صاحب کی مولانا محمد صادق صاحب سے ملاقات

دوپہر بارہ بجے گوجرانوالہ محمد حنیف صاحب کے پاس مدنی پرنٹنگ فیکٹری آ گئے۔ ظہر کی نماز ادھر ہی ادا کی، ظہر کی نماز کے بعد حنیف صاحب کے گھر آ گئے۔ مجھے اور حنیف صاحب کو ماہنامہ رضائے مصطفیٰ کے سرپرست اعلیٰ مولانا محمد صادق صاحب کو لانے کو فرمایا۔ جب ہم مولانا محمد صادق صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچے تو آپ ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے، بہرحال تقریباً ایک گھنٹے بعد مولانا صادق صاحب ان کے بیٹے محمد داؤد اور حفیظ صاحب کو ساتھ لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ کافی دیر تصویر کے معاملے میں مولانا صاحب سے گفتگو ہوتی رہی۔ کچھ دیر بعد مولانا صادق اور ان کے ساتھیوں کو واپس چھوڑ آئے اور میاں صاحب خود لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔ راستے میں مولانا تابش قصوری صاحب سے رابطہ کیا تو وہ فیض پور انٹرچینج پر تھے آپ نے ان کو وہیں ٹھہرنے کو فرمایا۔ مولانا تابش قصوری صاحب کے بہنوئی مولانا عارف نوریؒ کی پچھلے دنوں رحلت ہو گئی تھی اس سلسلہ میں میاں صاحب نے ان سے تعزیت فرمائی۔ مولانا عارف نوریؒ کے والد گرامی کا نام میاں نظام الدین تھا۔ آپ کی پیدائش 1943ء کو بصیر پور ضلع اوکاڑہ میں ہوئی۔ پرائمری تعلیم مرکزی دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور میں 1955ء میں حاصل کی۔ 1965ء میں جامع مسجد مہاجرین مریدکے میں 12 سال تک امامت اور خطابت کے فرائض سرانجام دیے۔ 12 سال مسجد شیخاں والی مریدکے، پھر جامع مسجد بلال و مدرسہ غوثیہ، 12 سال جامع مسجد نور (قصور) میں خطابت کے فرائض انجام دینے کے بعد 1990ء میں لیاقت چوک سبزہ زار آٹھ کنال رقبہ پر مشتمل مسجد تاجدار انبیاء اور مدرسہ نوریہ غوثیہ کی بنیاد رکھی۔ اس مسجد اور مدرسہ پر تین کروڑ روپے لاگت آئی۔ مولانا عارف نوریؒ کا مزار مدرسہ کے صحن میں بنایا گیا اور آپ کے جنازے میں 25 ہزار افراد نے شرکت کی۔ آپ نے اپنی زندگی میں 4 حج اور 20 عمرے کیے۔ پوری دنیا میں خطیب پاکستان کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ میاں صاحب نے مولانا محمد منشاء صاحب سے جہان شیر ربانی کے کام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ''جہان شیر ربانی'' کی تیاری کے سلسلہ میں ہونے والے کام کے متعلق میاں صاحب کو تفصیل سے آگاہ

Marfat.com

کیا۔منشا صاحب سے ملاقات کے بعد آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوگئے۔

اعلیٰ حضرت شیر ربانی سرکار کی پیدائش کی جگہ

02 مارچ 2007: شیر ربانی ڈائجسٹ کے سلسلہ میں آج پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آگئے۔منور صاحب ڈائجسٹ کے کام سے فارغ ہونے کے بعد فرمانے لگے، میاں محمد سلطان جو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری صاحبؒ کے سگے بھانجے تھے مجھ سے ملنے اکثر میرے گھر تشریف لاتے۔اعلیٰ حضرت ان کے بارے میں اکثر فرماتے یہ سرکاری وچھ ہے۔گھر سے سبزی لینے جاتے تو افغانستان پہنچ جاتے، میرے گھر میں دو دو دن قیام کرتے اور پھر بغیر بتلائے کہیں چلے جاتے، نہ پیسوں کی پروا اور نہ کھانے پینے کی، پروفیسر صاحب فرمانے لگے ایک روز میاں محمد سلطان صاحب فرمانے لگے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری میں انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، وہ فرماتے لوگ مجھے میاں شیر محمد کہتے ہیں حالانکہ میں تو ''شیرو'' ہوں شیرو کا لفظ اپنے لیے ایک عام آدمی کے طور پر استعمال کرتے۔اسی طرح حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ بھی فرماتے مجھے تو کچھ پتہ نہیں میں تو صرف اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کا کام سنبھالنے کی کوشش کرتا ہوں، (حضرت ثانی صاحب کام کی جگہ کھلیرا کا لفظ استعمال کرتے) پروفیسر صاحب نے بتایا، ایک مرتبہ میاں محمد سلطان مجھے فرمانے لگے پروفیسر صاحب ادھر آئیں آج میں آپ کو وہ جگہ دکھاؤں جہاں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ پیدا ہوئے تھے، کبھی کبھار مجھے کرمانوالہ شریف حضرت پیر اسماعیل شاہ صاحبؒ کے پاس لے جاتے۔آپ وہاں حضرت شاہ صاحب کی چارپائی پر بیٹھ جاتے مجھے بھی اپنے ساتھ بٹھا لیتے۔شاہ صاحب میاں محمد سلطان صاحب کا بہت احترام کرتے تھے، مجھے لنگر شریف کھانے کو فرماتے اور خود میاں سلطان صاحب غائب ہو جاتے۔مجھے وہاں سے اکیلے ہی واپس آنا پڑتا۔

اعلیٰ حضرت سرکار اور کرنل محمد یوسف

پروفیسر صاحب فرمانے لگے ایک مرتبہ میں بیمار ہوگیا، میاں محمد سلطان کو پتہ چلا تو میرے گھر تشریف لے آئے۔میری حالت دیکھ کر مجھے اپنے ساتھ کرنل ڈاکٹر محمد یوسف صاحب

Marfat.com

کے پاس لے گئے۔ڈاکٹر صاحب نے بڑی محبت اور تسلی سے چیک کیا میں ان کو فیس دینے لگا تو میاں محمد سلطان نے مجھے سختی سے منع کیا اور ڈاکٹر محمد یوسف کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے تو ڈاکٹر صاحب ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے، ڈاکٹر کرنل محمد یوسف صاحب اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے مرید تھے۔اعلیٰ تعلیم کے لیے لندن چلے گئے، لیکن اس بات کا ذکر انہوں نے اعلیٰ حضرت سے نہ کیا کہ کہیں اعلیٰ حضرت جانے کی اجازت نہ دیں۔کچھ عرصہ بعد ڈاکٹر صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب کو خط لکھا لندن تعلیم کے حوالے سے تمام معاملات سے آگاہ کر دیا۔اعلیٰ حضرت سرکار کو جب یوسف صاحب کا خط ملا تو آپ نے اس کو جواب میں یہ نہ لکھا کہ تم واپس آجاؤ تم نے اچھا کام نہیں کیا، جب اعلیٰ حضرت سرکار کا خط کرنل محمد یوسف کے پاس پہنچا تو اس وقت اس کے امتحانات شروع ہو چکے تھے اور ایک دو پرچے باقی تھے۔اعلیٰ حضرت سرکار کا خط پڑھ کر کرنل محمد یوسف صاحب سے وہاں رہا نہ گیا اپنا سامان باندھا اور واپس اپنے گھر لاہور کی راہ لی۔واپس پہنچے تو گھر والے بہت ناراض ہوئے یوسف صاحب کو ساتھ لے کر اعلیٰ حضرت سرکار کی خدمت میں حاضر ہو گئے، آپ سے شکایت کی کہ اتنی دور جا کر امتحان پورا نہیں دے کر آیا آپ ہی اس کو سمجھائیں۔اعلیٰ حضرت نے یوسف کو سمجھانے کی بجائے اس کے گھر والوں سے کہا اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ چاہے تو لندن والا کام ادھر ہی بنا دے۔خیر کچھ عرصہ بعد کرنل محمد یوسف کو میو ہسپتال میں انچارج کی نوکری مل گئی۔کسی نے شکایت کر دی کہ محمد یوسف کے پاس تو ڈگری ہے ہی نہیں لہٰذا وہ اس نوکری کا اہل نہیں، اس سلسلہ میں ابھی انکوائری ہو رہی تھی کہ لندن سے بذریعہ ڈاک ڈاکٹر کرنل محمد یوسف کی ڈگری آگئی۔انہوں نے وہ ڈگری میو ہسپتال کی انتظامیہ کو دکھائی جس کو دیکھ کر ہر کوئی خاموش ہو گیا۔

پرندے اعلیٰ حضرت شیر ربانی پر سایہ کرتے تھے

اس کے بعد پروفیسر منور صاحب فرمانے لگے میاں محمد سلطان صاحب کے بڑے بیٹے میاں نور محمد صاحب تھے انہوں نے ڈسپنسر کا کورس کیا ہوا تھا اور شرقپور شریف میں مطب چلاتے تھے۔ان کو میرے ساتھ بہت پیار تھا۔میں اکثر ان سے ملنے ان کے مطب پر جاتا۔ایک روز مجھے فرمانے لگے اعلیٰ حضرت سرکار لوگوں سے قرض لے کر ضرورت مندوں کی حاجت پوری کرتے

Marfat.com

تھے اور خود فاقوں میں رہتے، جب بھی اعلیٰ حضرت باہر نکلتے چیلیں آپ پر سایہ کرتیں یہ منظر تو ہم نے کئی مرتبہ دیکھا تھا۔

میاں صاحب کی نعیم احمد نوری صاحب سے تعزیت

03 مارچ 2007: آج آپ مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب کو ساتھ لے کر مدرسہ نوریہ غوثیہ، لیاقت چوک سبزہ زار کالونی تشریف لے گئے، وہاں عارف نوریؒ کے بیٹے نعیم احمد نوری سے تعزیت فرمائی۔ تھوڑی دیر رکنے کے بعد ٹھوکر نیاز بیگ حاجی اسلم صاحب کے بیٹے محمد سہیل سے ملنے ان کی دکان پر آگئے۔ آجکل حاجی اسلم مدینہ منورہ میں حاجی محمود صاحب سے ناراض تھے۔ حاجی محمود میاں صاحب کی رباط پر کافی سالوں سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے، میاں صاحب نے حاجی اسلم کے بیٹے محمد سہیل کو پیار محبت سے رہنے کی تلقین فرمائی۔

حنان علی عباسی ایک بہترین کالم نویس

05 مارچ 2007: صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب کی معرفت آج حنان علی عباسی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ وہ نوائے ہزارہ کے نام سے ایک اخبار شائع کر رہے تھے، حنان علی صاحب کالم نویسی کے ماہر تھے۔ آج سارا دن آپ کاشانہ شیر ربانی دفتر کے نیچے اپنے بیٹھنے کے لیے کمرہ کی تیاری کرتے رہے عصر کی نماز کے بعد واپس شرقپور شریف چلے گئے۔

میاں صاحب کی پشاور روانگی

11 مارچ 2007: چند دنوں سے میری کمر اور ٹانگ میں درد تھا۔ آج آپ نے پشاور جانا تھا، محمود سعید مجھے داتا صاحب موٹر سائیکل پر چھوڑ آیا جہاں ویگن پر بیٹھ کر میں میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا، تھوڑی دیر بعد حاجی ارشد صاحب چار احباب کے ہمراہ پشاور سے تشریف لے آئے۔

۱۔ سید اقبال حسین شاہ صاحب، سجادہ نشین لیوانے بابا تو تھیا، صدر پشاور

۲۔ جناب محمد ایوب جانی صاحب، صدر بزم میلاد مصطفےٰ ﷺ گلبہار پشاور و مہتمم مسجد نجم النساء پشاور

Marfat.com

۳۔ جناب محمد جہانزیب صابری، چیئرمین مدینہ ویلفیئر ٹرسٹ، وملازم QTV پشاور
۴۔ جناب محمد کامران صاحب (گاڑی چلا کر شرقپور شریف آئے)

یارسول اللہ ﷺ کانفرنس ہر سال پشاور میں منعقد ہوتی تھی۔ اس کی تنظیم نو کے سلسلہ میں زیر سرپرستی فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی ایک علماء مشائخ کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جو پشاور میں حاجی شیخ محمد ارشد صاحب کی رہائش گاہ (شامی روڈ) پر منعقد ہونی تھی اسی سلسلہ میں آپ شرقپور شریف سے ساڑھے بارہ بجے پشاور کے لیے روانہ ہوئے۔ عطاء اللہ، عابد حسین، بابا ظفر (باورچی) اور راقم الحروف آپ کے ہم سفر تھے۔ مسلسل بارش ہونے کی وجہ سے آپ کا قافلہ رات ساڑھے نو بجے پشاور پہنچا، باقی حضرات رات نو بجے پہنچے۔ سفر کی وجہ سے آپ کو پیچش کی شکایت ہوگئی، حاجی محمد ارشد صاحب نے میاں صاحب کو ORS کا پانی اور Amodium کیپسول کھانے کو دیے مگر اس سے بھی کچھ افاقہ نہ ہوا۔ رات آپ نے بڑی تکلیف میں گزاری۔

اکبر بادشاہ کی گستاخی

12 مارچ کو حاجی محمد ارشد شیخ قبلہ میاں صاحب کی اجازت سے بابا ظفر اور راقم الحروف کو سید عبدالوہاب المعروف اخوند پنجو باباؒ کے مزار شریف پر حاضری کے لیے گئے۔ آپ کا مزار اکبر پورہ پشاور میں مرجع خلائق ہے۔ مزار شریف پر حاضری کے دوران حاجی ارشد صاحب نے بتایا کہ مغل بادشاہ اکبر اپنی فوج کے ہمراہ دہلی جا رہا تھا پیر سید عبدالوہابؒ اس وقت اپنے حجرہ میں تشریف فرما تھے۔ اکبر بادشاہ نے قریب ہی اپنی فوج کے ہمراہ پڑاؤ ڈالا۔ بادشاہت کے نشے میں اکبر بادشاہ نے حضرت اخوند پنجو باباؒ کی شان میں گستاخی کی جس کی وجہ سے اکبر بادشاہ سمیت تمام فوج کو خارش اور برص کا مرض لاحق ہوگیا۔ اکبر بادشاہ اپنی اس گستاخی پر بہت نادم ہوا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کا طلبگار رہا۔ حضرت اخوند پنجو باباؒ کی نظر فیض سے اکبر بادشاہ اور اس کی فوج کو خارش اور برص کے مرض سے نجات ملی اور اکبر آپ کی روحانیت کا بڑا معترف ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد اکبر بادشاہ نے اپنی بیٹی کا نکاح حضرت سید عبدالوہاب المعروف اخوند پنجو بابا سے کر دیا۔ دربار شریف پر حاضری کے بعد ہم حضرت اخوند پنجو بابا کے موجودہ گدی نشین سید شمشاد

Marfat.com

علی شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

قیامت کی نشانی

حضرت پیر سید شمشاد علی شاہ صاحب بڑی محبت سے ملے اور حضرت سید اخوند پنجو بابا کا ایک واقعہ سنایا۔ یہ واقعہ آج سے 400 سال پہلے کا ہے۔ حضرت اخوند پنجو بابا اپنے حجرہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے اس مسجد کا نام پختہ مسجد اخوند پنجو بابا ہے۔ آپ کے ایک مرید حضرت دریا بابا صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض گذار ہوئے کہ قیامت کی نشانیوں کے متعلق مطلع فرمائیں لیکن حضرت اخوند پنجو بابا نے فرمایا یہ تو اللہ تعالیٰ کے راز ہیں۔ حضرت دریا بابا جو آپ کے خلیفہ بھی تھے بار بار اصرار کرتے رہے کہ حضور کوئی نشانی ضرور بتائیں، حضرت اخوند پنجو بابا نے کافی دفعہ ٹالنے کی کوشش کی لیکن جب دریا بابا صاحب نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب اس مسجد کا محراب زمین کے برابر ہو گیا تو اسے قرب قیامت کی نشانی سمجھنا۔ اسی دن سے مسجد کا محراب زمین میں دھنستا جا رہا ہے۔ پیر سید شمشاد علی شاہ صاحب نے فرمایا کہ ہم نے اس کو آج تک مرمت نہیں کروایا اور نہ ہی مرمت کی ضرورت پڑی ہے لیکن محراب برابر نیچے جا رہا ہے تھوڑی دیر بعد پیر صاحب نے ہمیں اس مسجد کا مشاہدہ بھی کروایا، واقعی اس مسجد کا محراب اتنا نیچے جا چکا تھا کہ اب اس میں کھڑا ہو کر کوئی بھی شخص جماعت نہیں کرا سکتا۔ اس محراب کی لمبائی تقریباً ڈیڑھ فٹ تھی باقی سارے کا سارا زمین بوس ہو چکا تھا، یہ مسجد ایک کنال رقبہ پر مشتمل ہے مسجد کا جو حصہ زمین بوس ہو رہا ہے یہ تقریباً 16 گز چوڑا اور 7 گز لمبا ہے۔ مسجد کی دیوار کی چوڑائی 6 انگشت ہے۔ یہ مسجد خالص چونے کی بنی ہوئی ہے، گلی کی نسبت مسجد کافی گہری ہے مگر صاحبزادہ شمشاد علی شاہ صاحب کے مطابق مسجد میں بارشوں کے باوجود آج تک پانی کھڑا نہیں ہوا۔

ظہر کی نماز اس خادم (معروف احمد) نے کرائی جناب پیر سید شمشاد علی شاہ صاحب کی خدمت میں کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد ہم واپس قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ سارا دن بے شمار لوگ میاں صاحب کی زیارت کے لیے پشاور اور گردونواح سے تشریف لاتے رہے۔ سید شیر بادشاہ صاحب جو عثمانیہ کالونی پشاور سے تشریف لائے انہوں نے میاں صاحب کو بتایا کہ وہ ضیاء القرآن کا پشتو میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ تقریباً 26 پارے مکمل ہو چکے ہیں۔ جناب سید ناصر

Marfat.com

علی شاہ صاحب بھی تشریف لائے جو نور العرفان کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ ان کے ہمراہ علامہ سید محمد نعمان شاہ قادری (انجینئر) بھی تشریف لائے جو نور العرفان میں سید ناصر علی شاہ صاحب کی معاونت کر رہے ہیں۔ قبلہ میاں صاحب نے تمام حضرات کی کاوشوں کو بہت سراہا اور دعا فرمائی اللہ تعالیٰ جلد از جلد اس نیک کام کو پورا کر دے۔

شام کی نماز کے بعد حضرت پیر شیخ گل صاحب اپنے بھائی حافظ شیخ عبدالعظیم قادری (شیخ الحدیث) اور دو بیٹوں کے ہمراہ میاں صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ شیخ گل صاحب نے میاں صاحب سے فرمایا کہ طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے کافی عرصہ سے گھر سے نہیں نکل سکا لیکن آج آپ کی آمد کی اطلاع ملی تو رہا نہ گیا اس لیے آپ سے ملاقات کے لیے آ گیا ہوں۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس کے حوالے سے میں نے محمد ارشد شیخ اور سید شیر باچا صاحب کو کہہ دیا ہے کہ آپ کا ہر فیصلہ مجھے منظور ہے۔ کافی دیر تک میاں صاحب سے مختلف ممالک میں سفر کے حوالے سے گفتگو کرتے رہے اور دو گھنٹے بعد واپس تشریف لے گئے۔

علماء مشائخ کانفرنس

13 مارچ 2007ء بروز منگل صبح 10 بجے سے علماء و مشائخ اور مہمانان گرامی یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں اجلاس میں شرکت کے لیے تشریف لانا شروع ہو گئے۔ تمام حضرات کی تشریف آوری کے بعد 11 بجے اس کانفرنس کا آغاز ہوا۔ جناب سید ناصر علی شاہ صاحب نے قرآن پاک کی تلاوت اور جناب فواد جہانزیب نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ اقدس میں نعت شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب پیر سید اقبال حسین شاہ صاحب نے ادا کیے۔ سب سے پہلے فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف کو دعوت دی گئی کہ آپ اجلاس برائے یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس میں اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ''حضرت شاہ ولی اللہؒ کے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیمؒ بڑے بزرگ گزرے ہیں وہ ہر سال نبی پاک ﷺ کا میلاد پاک بڑی عقیدت و احترام سے مناتے اور لنگر شریف کا بڑا وسیع اور پر تکلف انتظام فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے حالات بدل گئے اور مالی حالت کافی کمزور ہوگئی۔ میلاد شریف کا موقع آ گیا سوچ

Marfat.com

میں پڑ گئے کہ اب میلاد شریف کیسے کروایا جائے۔ پیسے نہ ہونے کی وجہ سے میلاد شریف منانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ پھر خیال آیا کہ میلاد شریف ضرور منانا چاہیے لہٰذا انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی شان میں ایک محفل کا اہتمام فرمایا محفل کے اختتام پر انہوں نے لنگر شریف میں بھنے ہوئے چنے تقسیم کیے۔ رات کو شاہ عبدالرحیمؒ کو نبی پاک ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کی محفل میں چنے تناول فرما رہے ہیں اور آپ ﷺ نے شاہ عبدالرحیم" کو فرمایا تمہارے چنے بہت لذیذ ہیں۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا کہ ہم سب کو بھی اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے اور یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس کا انعقاد ضرور کرنا چاہیے۔ آپ نے مزید فرمایا میں مدینہ منورہ جایا کرتا تھا وہاں قطب مدینہ جناب ضیاء الدین احمد مدنی دس منٹ کی میلاد النبی ﷺ کی محفل منعقد کیا کرتے تھے۔ اب اگر ملکی حالات آپ کو اجازت دیں تو یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس کا انعقاد بڑے اچھے طریقے سے کریں اور اگر اچھے انداز سے نہیں کر سکتے تو ناغہ نہیں کرنا چاہیے۔

میاں صاحب کی تقریر کے بعد جناب محمد جہانزیب صابری صاحب نے فرمایا کہ اہل سنت کی ترقی کے لیے تمام مشائخ کو مل کر چلنا ہوگا۔ انہوں نے کہا میں قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہماری سرپرستی فرمائیں۔ اس سے ہمارے اندر ایک نیا جذبہ پیدا ہوگا انہوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کا عشق و محبت اس بات کا متقاضی ہے کہ ہم میلاد النبی ﷺ کا انعقاد بلا خوف و خطر کریں اور اس کے انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔

جناب محمد جہانزیب صابری صاحب کی تقریر کے بعد جناب پیر نور الحسنین سلطان آغا صاحب چشم و چراغ مولوی جی صاحب (مرحوم) نے فرمایا ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مسلک کا کام کرنا چاہیے اور مدارس کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اسی طریقے سے ہم اپنے عقیدے کی صحیح معنوں میں خدمت کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا میں اس محفل کے انعقاد پر بہت خوش ہوں کہ کچھ کام تو شروع ہوا۔ میرے ذمہ جو ڈیوٹی لگائیں گے ان شاء اللہ بھرپور طریقے سے خدمت سرانجام دینے کی پوری کوشش کروں گا۔

جناب محمد جہانزیب صابری صاحب کی تقریر کے بعد سید ظاہر علی شاہ بخاری (ایم پی اے) نے فرمایا میرے خیال سے تمام امور ایک تنظیم کے تحت انجام پانے چاہئیں۔ اس کے لیے ایک کمیٹی کی تشکیل ناگزیر ہے اس کے اخراجات کسی ایک فرد پر نہیں ڈالنے چاہئیں اور میں ایک

Marfat.com

ادنیٰ سے کارکن کی حیثیت سے کام کرنے پر فخر محسوس کروں گا اور ہر قسم کے تعاون کے لیے تیار ہوں۔

سید ظاہر علی شاہ بخاری صاحب کی تقریر کے بعد جناب حافظ عبدالعظیم قادری (شیخ الحدیث) برادر شیخ گل صاحب مبارک آف لنڈی کوتل نے اپنی تقریر میں فرمایا مدرسوں کا قیام وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ ہم نے ایک درخت کے سایہ میں بچوں کی تعلیم کا کام شروع کیا تھا اور اب الحمدللہ تنظیم اہل سنت کے 39 مدارس ہیں جن میں تقریباً 5000 طالب علم تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ پشاور میں اہل سنت حضرات کی کمی نہیں وجہ یہ ہے کہ ہم متحد نہیں اگر ہم متحد ہو جائیں تو ہر شعبہ میں کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔ آپ سب ایک تنظیم تشکیل دیں میں ہر ممکن آپ کے ساتھ تعاون کروں گا۔

جناب حافظ عبدالعظیم قادری صاحب کی تقریر کے بعد مولانا شمس الرحمٰن شمس صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا کہ ہمیں قبلہ میاں صاحب کے حکم کی تعمیل کرنی چاہیے۔ اس میں ہی ہماری کامیابی کا راز مضمر ہے۔ اس سے پہلے جناح پارک پشاور میں یا رسول اللہ ﷺ کانفرنسیں منعقد ہوتی رہیں جو ہر لحاظ سے کامیاب رہیں پشاور اور دور دراز کے علاقوں پر ان کانفرنسوں کا گہرا تاثر اب بھی قائم ہے۔ آج ملک کے حالات تبدیل ہو چکے ہیں اور ہمیں ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا قدم آگے بڑھانا چاہیے۔ اپنی تقریر کے آخر میں انہوں نے قبلہ میاں جمیل احمد صاحب اور پیر رحمت کریم صاحب کی کاوشوں کو سراہا اور دعا کی اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولانا شمس الرحمٰن شمس کی تقریر کے بعد یا رسول اللہ ﷺ کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی

کمیٹی کے ارکان

۱۔ حضرت پیر شمس الرحمٰن شمس آف مانکی شریف

۲۔ علامہ نورالحق صاحب مبارک آف لنڈی کوتل

۳۔ جناب پیر رحمت کریم صاحب آف ڈاگ اسماعیل خیل

۴۔ جناب پیر سید نورالحسنین سلطان آغا صاحب یکہ توت پشاور

Marfat.com

۵۔ جناب پیر سید اقبال حسین شاہ صاحب صدر پشاور

۶۔ جناب حافظ عبد العظیم صاحب قادری (شیخ الحدیث)

۷۔ جناب سید ظاہر علی شاہ صاحب بخاری (ایم پی اے)

۸۔ جناب سید اسد ولی شاہ صاحب

۹۔ جناب سید شیر بادشاہ صاحب

۱۰۔ جناب مولانا شمس الرحمٰن صاحب

۱۱۔ جناب محمد جہانزیب صابری صاحب (چیئرمین مدینہ ویلفیئر ٹرسٹ)

۱۲۔ جناب محمد ایوب جانی صاحب (صدر بزم میلاد مصطفیٰ ﷺ)

۱۳۔ جناب محمد ارشد شیخ نقشبندی (خادم آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف)

یارسول اللہ ﷺ کانفرنس کے سلسلہ میں دوسرا اجلاس 23 اپریل 2007ء کو پیر نور الحق قادری صاحب مدرسہ جنیدیہ غفوریہ کارخانوں بازار پشاور میں منعقد ہوا۔ اور تیسرا اجلاس 7 مئی 2007ء کو مولوی امیر شاہ قادری صاحب یکہ توت پشاور میں منعقد ہوا۔ تمام علماء مشائخ نے متفقہ فیصلہ کیا کہ ہم پیر نور الحق قادری صاحب کی زیر نگرانی کام کرنے کو تیار ہیں۔ پیر نور الحق قادری صاحب نے تمام ممبران کمیٹی سے فرمایا کہ وہ یارسول اللہ ﷺ کانفرنس کے انتظامی امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور ایک دوسرے کے ساتھ شانے سے شانہ ملا کر کام کریں۔ حاجی شیخ محمد ارشد صاحب نے دونوں اجلاسوں میں میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی طرف سے نمائندگی کی۔

کانفرنس کے اختتام پر ڈاکٹر محمد انعام قادری اپنے والد گرامی شیخ محمد اکرام کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں حاجی ارشد صاحب کے گھر تشریف لائے، انہوں نے بتایا میرے دادا اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے مرید تھے۔ انہوں نے میاں صاحب کو ایک واقعہ بھی سنایا:

کہ شیخ عبدالرحیم صاحب (دہلی گیٹ، لاہور) شیخ جان محمد صاحب (یکی گیٹ لاہور) اور جسٹس دین محمد (لاہور) ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت ہونے کا شرف بھی ملا، ان تینوں میں جان محمد کی داڑھی نہیں تھی، اعلیٰ

Marfat.com

حضرت نے ان کو اپنے قریب بلایا اور پوچھا تمھارا نام کیا ہے، انہوں نے عرض کیا جان محمد۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا تم کس طرح محمد ﷺ کی جان ہو تمہارے چہرے پر تو نبی پاک ﷺ کی سنت ہی نہیں، اس کے بعد جان محمد نے داڑھی رکھ لی۔ شیخ عبدالرحیم جب اعلیٰ حضرت سرکار کے بیعت ہوئے تو ان کی شادی کو دس سال کا عرصہ بیت چکا تھا مگر اولاد نہ تھی، اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کی دعا سے ان کے گھر اللہ تعالیٰ نے اولاد بھی دے دی۔

ظہر کی نماز حاجی شیخ محمد ارشد صاحب کے گھر ادا کرنے کے بعد آپ ڈھوک شیر ربانی، چکوال روانہ ہو گئے۔ رات ساڑھے آٹھ بجے ڈھوک پہنچ گئے۔ عشاء کی نماز ادا کی اور آرام کے لیے لیٹ گئے۔ اگلی صبح فجر کی نماز کے بعد لاہور کاشانہ شیر ربانی پہنچ گئے۔ سارا دن 18، 19 مارچ کو شرقپور شریف میں حضرت مجدد پاک کے عرس شریف کی تیاریوں میں مصروف رہے، مغرب کی نماز کے بعد شرقپور شریف آ گئے۔

جہان امام ربانی کانفرنس

18 مارچ 2007: آج ہمدرد ہال نزد پرانی انارکلی، لاہور میں جہان امام ربانی کے اظہار تشکر کی تقریب منعقد ہو رہی تھی، میں شیراز فیض بھٹی صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر مسعود صاحب کے مرید خاص ڈاکٹر شیر محمد (موہنی روڈ، لاہور) کے گھر آ گیا، جہاں ڈاکٹر مسعود صاحب کے بیٹے صاحبزادہ مسرور احمد صاحب، جاوید اقبال مظہری صاحب، محمد اشرف مجددی، محمد شفیق مجددی (سیالکوٹ) اور دیگر احباب موجود تھے۔ صاحبزادہ صاحب بڑی محبت سے ملے۔ انہوں نے میاں صاحب کے بارے میں احوال دریافت کیا۔ میں نے عرض کی کہ آجکل شرقپور شریف حضرت مجدد پاک اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے عرس مبارک کی تقریبات منعقد ہو رہی ہیں اس سلسلہ میں قبلہ میاں صاحب ادھر ہی مصروف ہیں۔ صاحبزادہ صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں سلام پیش کرنے کو کہا اور بتایا میری کل کراچی واپسی ہے وقت کی کمی کی وجہ سے شاید شرقپور شریف نہ آ سکوں۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کے حوالے سے جناب اشرف مجددی سے بڑی تفصیلی گفتگو ہوئی۔ شیراز فیض بھٹی صاحب نے تمام حضرات کو ڈائجسٹ دیے، جہان امام ربانی کی پانچ مزید جلدیں شائع ہوئی تھیں صاحبزادہ مسرور صاحب نے ان پانچ

Marfat.com

جلدوں کا ایک سیٹ قبلہ میاں صاحب کے لیے، ایک سیٹ سید جمیل احمد رضوی صاحب کے لیے ایک سیٹ اس خادم کو دیا۔ صاحبزادہ مسرور صاحب سے شکریے اور اجازت کے بعد ایک سیٹ سید جمیل احمد رضوی صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کے بعد شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں آ گئے۔ رات عشاء کی نماز کے بعد قبلہ میاں صاحب نے مجھے نوائے وقت میں معین باری کا چھپنے والا مضمون ''مٹی اور آگ کی باتیں'' پڑھنے کو دیا مضمون میں جہانگیر بادشاہ اور بہادر شاہ ظفر کے دور کے ایمان فروشوں کی داستانیں اور ان کے انجام کو قلمبند کیا تھا جو واقعی پڑھنے کے قابل ہے۔ اگلی صبح فجر کی نماز کے بعد پنڈال پر تشریف لے گئے، طبیعت کافی علیل تھی بار بار پیشاب کی حاجت ہو رہی تھی جس کی وجہ سے جسم میں کمزوری بڑھتی جا رہی تھی، ڈاکٹر یوسف صاحب نے پیچش کی دوائی کے ساتھ نیند کی بھی گولی کھانے کو دی، دوائی کھانے سے آپ کافی دیر نیند میں ہی رہے۔

میاں صاحب کا صدقہ

21 مارچ 2007: میاں صاحب کے فرمان کے مطابق دعوت اسلامی کی شائع کردہ کتاب ''مظلوم مبلغ'' اور میاں صاحب کے صدقے کے لیے تین عدد چڑیاں لے کر شرقپور شریف آ گیا، کتاب میاں صاحب کی خدمت میں پیش کی اور چڑیوں کو آپ نے خود آزاد کر دیا۔

اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے عرس پر شدید طوفان

22 مارچ 2007: اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے سالانہ عرس مبارک پر (دو ربیع الاول، بدھ کی شام) بڑے زور سے طوفان آیا جس کی وجہ سے خیمے اکھڑ گئے، لائٹیں ٹوٹ گئیں، بڑی تیز بارش کی وجہ سے لوگ ادھر ادھر منتشر ہو گئے، صاحبزادہ میاں ابوبکر صاحب نے فوری طور پر عرس شریف کی تقریبات کا انعقاد شیڈ کے نیچے کرایا، علماء کرام کی تقاریر اور نعت خوانی کا سلسلہ بارش کے دوران بھی صبح فجر کی اذانوں تک جاری رہا۔ اگلے روز موسم خوشگوار ہو گیا، دو بجے دعاء ہوئی، طوفان اور بارش کے باوجود عرس شریف پر لوگوں کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔

Marfat.com

چکوال میں اعلیٰ حضرت شیر ربانیؒ کا عرس

24 مارچ 2007:26 مارچ کو ڈھوک شیر ربانی، چکوال میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کا عرس مبارک منعقد ہو رہا تھا، اس سلسلہ میں آپ بابا ظفر، عطاء اللہ، عابد، مشتاق عرف بلا، نعیم ڈوگر اور اس خادم کو ساتھ لے کر ڈھوک شیر ربانی چلے گئے۔ اس عرس شریف پر میاں صاحب کے حکم پر اس ناچیز نے بھی حضور نبی اکرم نور مجسم ﷺ کے ذات بابرکات پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ عرس شریف کی تقریبات ختم ہونے کے بعد آپ پشاور، ڈیرہ اسماعیل خان، جوہر آباد، ماڑی لک اور سرگودھا سے ہو کر بروز جمعرات شرقپور شریف واپس آ گئے۔ آجکل میری ٹانگ میں درد بڑھتا جا رہا تھا صبح فجر کی اذانوں سے قبل شروع ہوتا جو صبح دس بجے تک رہتا۔ اس کے بعد درد کی شدت میں کمی آ جاتی۔

میاں صاحب سے محبوب الرسول صاحب کی ملاقات

31 مارچ 2007: آپ عطاء اللہ، بابا ظفر اور عابد علی کو ساتھ لے کر جوہر آباد چلے گئے اگلے روز آپ واں بھچراں ایک مسجد کے امام سے ملنے چلے گئے، سینوں کے حالات کے متعلق معلومات لیتے رہے، بروز پیر آپ واپس لاہور کاشانہ شیر ربانی تشریف لے آئے۔ تکلیف کی وجہ سے اس سفر میں آپ کے ساتھ نہ جا سکا، ظہر کی نماز کے بعد علامہ اقبال احمد فاروقی اور محبوب رسول قادری تشریف لائے، کافی دیر مختلف موضوعات پر میاں صاحب کے ساتھ گفتگو ہوتی رہی۔

اسلم ثاقب کی والدہ کا انتقال

09 اپریل 2007:04 اپریل بروز بدھ محمد اسلم ثاقب صاحب (ویب سول) کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ میاں صاحب ان سے تعزیت کرنے کے بعد پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آ گئے۔ آج صبح پروفیسر منور صاحب کی آنکھ کا آپریشن میو ہسپتال میں ہوا تھا اس سلسلہ میں میاں صاحب پروفیسر صاحب کی عیادت کرنے ان کے گھر تشریف لائے۔ چند منٹ رکنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف آ گئے۔

Marfat.com

ثانی صاحبؒ کے مرید کا انتقال

اگلی صبح فجر کی نماز کے بعد حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کے مرید حافظ نور محمد کا 108 برس کی عمر میں انتقال ہوگیا تھا، ظہر کی نماز کے بعد جنازہ تھا۔ میاں صاحب صاحبزادہ میاں ولید احمد صاحب کے ہمراہ ڈھوک شیر ربانی روانہ ہوگئے۔ ٹانگ میں تکلیف کی وجہ میں آپ کے ساتھ سفر پر نہ جاسکا بلکہ لاہور گھر آ گیا۔ 11 اپریل کو جنرل ہسپتال لاہور کی جامع مسجد میں محفل میلاد ﷺ میں فقیر حسین صاحب کے ساتھ صاجزادہ میاں ولید احمد جواد صاحب کو بھیج دیا۔ 14 اپریل بروز ہفتہ آپ نے کراچی تشریف لے جانا تھا، اس سلسلہ میں حاجی اشرف بھائی نے ہوائی جہاز کی دو عدد ٹکٹیں بنوا کر میاں صاحب کو بھجوا دیں۔ مجھے پتہ چلا تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ میرا جانا بہت مشکل ہے، صبح کے وقت میں بہت تکلیف میں ہوتا ہوں۔ آپ عطاء اللہ یا عابد کو ساتھ لے جائیں تاکہ وہ اچھے طریقے سے آپ کی دیکھ بھال بھی کرسکیں گے، قبلہ میاں صاحب خاموش رہے۔ میں نے خود ہی حاجی اشرف بھائی سے کراچی رابطہ کیا اور انہیں اپنے نام کی ٹکٹ تبدیل کر کے عطاء اللہ کی بک کرانے کو کہا، بڑی کوشش کے باوجود ٹکٹ تبدیل نہ ہوسکی، میں نے ایک روز قبل ہی عطاء اللہ اور عابد کی ریلوے کی ٹکٹیں بنوا کر انہیں کراچی کے لیے روانہ کردیا اور 14 اپریل کو خود قبلہ میاں صاحب کے ساتھ کراچی چلا گیا۔ کراچی پہنچ کر میں نے قبلہ میاں صاحب کو عطاء اللہ اور عابد کے آنے کے بارے میں بتا دیا تھا۔ صبح کے وقت عطاء اللہ اور عابد میاں صاحب کو وضو وغیرہ کراتے صبح نو دس بجے کے بعد میری طبیعت بہتر ہوجاتی پھر سارا دن میں آپ کی خدمت میں ہی رہتا۔ میں تو نالائق آدمی ہوں، قبلہ میاں صاحب اپنی تکلیف کے بارے میں کبھی اپنی زبان مبارک سے اس کا اظہار نہ فرماتے اگر تکلیف میں ہوتے تو ساتھ رہنے والے خود ہی اندازہ لگاتے کہ میاں صاحب کی طبیعت ٹھیک ہے کہ نہیں۔ عابد علی اور عطاء اللہ ابھی کم عمر تھے اس لیے وہ تمام معاملات کو نہیں سمجھتے تھے، یہی وجہ تھی قبلہ میاں صاحب مجھے اپنے ساتھ کراچی لے جانا چاہتے تھے۔ کراچی کے سفر کے دوران کیا کیا واقعات ہوئے ان سے قبلہ میاں صاحب بھی باخبر تھے اور یہ خادم بھی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی پاک ﷺ کے صدقے سے قبلہ میاں صاحب صحیح سلامت واپس لاہور آگئے، واپسی پر جہاز میں بیٹھے آپ نے مجھے بہت ساری دعائیں دیں۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت سرکار کی تربیت

12 اپریل 2007: آجکل پروفیسر منور حسین صاحب کی طبیعت ناساز تھی، صوفی محمد نذیر (تاجپورہ) اور عامر لطیف کے ہمراہ پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر ان کی عیادت کے لیے چلے گئے۔ پروفیسر صاحب کی طبیعت پہلے سے بہتر تھی۔ انہوں نے اس دوران اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی کا ایک واقعہ بھی سنایا انہوں نے کہا حضرت شاہ صاحب کرمانوالہ صاحب کے ایک مرید حافظ حکیم فقیر محمد صاحب تھے۔ ایک روز مجھے کہنے لگے میں نے شاہ صاحب سے خود یہ واقعہ سنا ہے کہ اعلیٰ حضرت سرکار ایک روز ایک آستانہ پر گئے اور بڑی سادگی میں عام لوگوں کے درمیان بیٹھ گئے، اس آستانے پر پیر صاحب اونچی جگہ پر تشریف فرما تھے۔ پیر صاحب کے مرید لوگوں کو چائے پلا رہے تھے۔ چائے پلانے کے دوران پیر صاحب نے اپنے مرید سے کہا مجھے بھی چائے دو میں بھی بندہ ہوں، اس پر اعلیٰ حضرت سرکار اس پیر صاحب کے پاس جا کر فرمانے لگے" آپ کب سے بندہ بن گئے ہیں میں تو آج تک نہیں بن سکا"۔ یہ سن کر پیر صاحب سکتے میں آ گئے، اعلیٰ حضرت سرکار اکثر فرماتے اگر کسی کے پاس جاؤ دیکھو کہ وہ اپنے سے بڑھ کر ہے تو اس سے حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اگر اس کو کم دیکھو تو اس کو دینے کی کوشش کرو۔

میاں صاحب کے ساتھ کراچی کا سفر

13 اپریل 2007: رات آپ کی خدمت میں شرقپور شریف آ گیا، عشاء کی نماز کے بعد آپ نے فرمایا عابد یا عطاء اللہ کو کراچی کے لیے روانہ کر دینا چاہیے کیونکہ تمہاری طبیعت ابھی ٹھیک نہیں، بہر حال صبح آٹھ بجے ایئر پورٹ آئے، عطاء اللہ، عابد علی اور ناظم ہمراہ تھے، وہیل چیئر سے لے کر جہاز میں بٹھانے تک جناب عزیز بٹ صاحب نے انتظام کیا۔ ہماری ٹکٹ سیکنڈ کلاس کی تھی، عزیز بٹ صاحب کے تعاون سے جہاز کے عملے نے میاں صاحب کو فرسٹ کلاس میں بٹھایا۔ دوران سفر آپ علامہ اقبال احمد فاروقی، محمد عالم مختار حق، پروفیسر اقبال مجددی اور ڈاکٹر مسعود احمد کی علمی کاوشوں پر روشنی ڈالتے رہے، آپ نے جہان شیر ربانی کے کام کو مزید تیز کرنے کے بارے میں فرمایا، روانگی سے قبل جناب فضل الرحمٰن صاحب (شو مارکیٹ) سے ایک عدد ٹرین

Marfat.com

کی ٹکٹ کراچی کے لیے بنوائی اور عابد علی کو کراچی کے لیے روانہ کردیا۔ سارا بندوبست کرنے کے بعد میں نے قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں عابد علی کے کراچی آنے کے بارے میں عرض کردیا، دوپہر 12 بجے کراچی ایئرپورٹ پر پہنچ گئے اور ساڑھے بارہ بجے ایئرپورٹ سے باہر آ گئے۔ ایئرپورٹ کے باہر اشرف بھائی، عارف بھائی، الیاس بھائی، قادر بھائی، کمانڈر ظفر، فیاض احمد سیٹھی (گجرات) اور ان کا دوست عبدالستار نے آپ کو خوش آمدید کہا۔ سب سے پہلے آپ الیاس بھائی کے گھر تشریف لے گئے۔ چوہدری محمد حیات (جلیانہ)، حاجی محمد اسلم اور ان کا بھتیجا کاشف بھی ادھر موجود تھے، کھانا کھانے اور ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ اشرف بھائی کے گھر تشریف لے گئے۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد آپ سیٹھی صاحب کے دوست عبدالستار صاحب کے گھر (111/B، بلاک نمبر 1، گلستان جوہر) چلے گئے۔ سیٹھی صاحب میاں صاحب کی رہائش کا بندوبست کرنے چند روز قبل کراچی آ گئے تھے، حالانکہ قبلہ میاں صاحب کی رہائش کا انتظام اشرف بھائی اور الیاس بھائی کے گھر موجود تھا۔ آج حاجی الیاس بھائی کے بڑے بیٹے محمد شعیب صاحب کی بارات تھی۔ آپ سوا آٹھ بجے عبدالستار صاحب کے گھر سے روانہ ہوئے، وقاص اور نعمان کو اشرف بھائی کے گھر سے لے کر آپ رات ساڑھے آٹھ بجے کاٹھیاواڑ کمیونٹی سنٹر آدم جی نگر ہال نمبر A، میں پہنچ گئے۔ نکاح سے پہلے تلاوت قرآن پاک اور پھر نعت شریف پڑھی گئی۔ نکاح کے بعد بڑے پرتکلف کھانے کا بندوبست کیا گیا تھا۔ رات ساڑھے گیارہ بجے آپ کمیونٹی سنٹر سے روانہ ہو کر حاجی اشرف بھائی کے گھر آ گئے رات ادھر ہی قیام کیا، کراچی آنے کے بعد آپ کی طبیعت بگڑتی جا رہی تھی۔ میرے بار بار پوچھنے پر آپ خاموش رہتے صرف یہی فرماتے حاجی خوشی محمد (ملتان روڈ، لاہور) اپنی زمینوں پر گیا اور وہ وہیں فوت ہو گیا۔ میرا پتہ نہیں کیا حال ہوتا ہے اگر مجھے یہیں کچھ ہو گیا تو لوگ بہت باتیں بنائیں گے۔ یہ بات آپ نے لاہور سے کراچی جاتے ہوئے جہاز میں بھی فرمائی تھی۔

میاں صاحب کی رپورٹس تسلی بخش نہ تھیں

15 اپریل 2007: ناشتہ کرنے کے بعد آپ عبدالستار صاحب کے گھر گلستان جوہر تشریف لے گئے، دوپہر کا کھانا حاجی عارف بھائی کے گھر کھانے کے بعد واپس عبدالستار صاحب

Marfat.com

کے گھر آ گئے، طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے آپ آنے والے زائرین سے ملاقات کرنے سے پرہیز کرتے رہے۔ عشاء کی نماز سے کچھ دیر قبل حاجی محمد اشرف بھائی کے گھر آ گئے۔ مغرب کی نماز کے بعد عابد بھی لاہور سے آ گیا۔ رات عابد اور یہ خادم میاں صاحب کے کمرہ میں ہی رہے، آج صبح میری ٹانگ میں تکلیف پہلے کی نسبت بہت زیادہ تھی، کئی مرتبہ اٹھنے کی کوشش کی مگر اٹھ نہ سکا، بڑی مشکل اور سہارے کے ساتھ میاں صاحب کے کمرہ سے باہر نکل گیا تاکہ آپ کے معمولات میں رکاوٹ نہ آئے۔ میاں صاحب کی طبیعت بھی خراب تھی لہٰذا کمانڈر ظفر اور اشرف بھائی کو ساتھ لے کر میاں صاحب کے ٹیسٹ کرائے، رپورٹس تسلی بخش نہ تھیں یہ رپورٹس ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو چیک کرانی ضروری تھیں، کراچی میں کسی ڈاکٹر سے علاج کرانا مشکل تھا کیونکہ ڈاکٹر محسن نذیر صاحب میاں صاحب کے تمام معاملات کو بخوبی سمجھتے تھے، اس لیے 18 اپریل کو واپس لاہور آ گئے۔ واپس آتے ہوئے آپ نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری کا ایک واقعہ سنایا کہ میاں فضل احمد جو بہاولنگر کا رہنے والا تھا، وہ گلیوں محلوں میں آواز لگایا کرتا تھا "(برتن) بھانڈے قلعی کرالو" اگر کوئی کہتا کہ بابا جی میرا بھانڈا (برتن) قلعی کردو تو میاں فضل احمد جواب دیتا شرقپور شریف میاں شیر محمد صاحب کے پاس چلے جاؤ۔ میں نے اپنا بھانڈا (برتن) ادھر سے ہی قلعی کرایا ہے، شیر تو میں نے شرقپور شریف میں ہی دیکھا ہے راستے میں تو بلیاں ہی بلیاں ہیں۔

میاں صاحب نے میری عیادت کی

کراچی سے واپس آنے کے بعد میری کمر کی تکلیف بہت شدت اختیار کر گئی تھی، لاٹھی کے بغیر چلنا دشوار ہو گیا تھا۔ تین ماہ اپنے گھر پر ہی رہا۔ اس دوران میاں صاحب کافی مرتبہ فتح گڑھ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ ایک دو مرتبہ مولانا منشاء تابش قصوری اور نذیر محمود صاحب بھی میاں صاحب کے ساتھ آئے۔ جولائی کے آخر تک طبیعت کچھ بہتر ہو گئی اور اگست میں پھر شرقپور شریف آنا جانا شروع ہو گیا، اس دوران جہان شیر ربانی کا کام بھی تعطل کا شکار ہو گیا لہٰذا جہان شیر ربانی کی تیاری دوبارہ شروع کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ روزنامہ شیر ربانی اور سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ کے مالی اور انتظامی امور کو بہتر بنانے کے لیے دوبارہ سے پلاننگ شروع کر دی گئی۔

Marfat.com

میاں شیر محمد شرقپوریؒ کی عظمت کا اعتراف

13 اگست 2007: آج قبلہ میاں صاحب صبح ساڑھے آٹھ بجے پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ باتوں باتوں میں پروفیسر منور صاحب نے کہا، میرا ایک شاگرد جس کا نام حیدر قرار تھا۔ مجھے اپنے ساتھ اپنے گاؤں لے گیا اس کے گاؤں میں اہل تشیع حضرات زیادہ تعداد میں تھے اور وہاں امام بارگاہیں بھی بہت زیادہ تعداد میں تھیں۔ حیدر قرار کا والد اس علاقے کے نواب کا منشی تھا۔ میری اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں، میں نے جواب دیا میں لاہور سے آیا ہوں اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کا ماننے والا ہوں یہ سن کر حیدر قرار کے والد نے کہا ہاں میاں شیر محمد صاحب کو تو ہم بھی مانتے ہیں اور وہ بڑے اعلیٰ بزرگ گزرے ہیں، اب بھی ٹھوکر نیاز بیگ کے قریب یہ گاؤں علاقہ نواب صاحب کے نام سے مشہور ہے۔

میاں خلیل احمد بیہوشی کی حالت میں ہسپتال داخل

18 اگست 2007: آج صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی شوگر ساڑھے چار سو اور بلڈ پریشر بھی بہت ہائی ہو گیا تھا اس وجہ سے ان کو بے ہوشی کی حالت میں شیخ زائد ہسپتال داخل کروا دیا گیا۔

جسٹس منیر احمد صاحب کو جہان امام ربانی کا تحفہ

19 اگست 2007: آج آپ صبح سات بجے مشتاق عرف بلا (مانوالہ، نزد موہلنوال، لاہور) کے ہمراہ لاہور بیت النور تشریف لائے، علیم تفضل اور شیراز بھٹی کو ساتھ لے کر جسٹس منیر احمد مغل صاحب کے گھر چلے گئے۔ جسٹس منیر احمد مغل صاحب آج کل مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ کا انگریزی ترجمہ کر رہے تھے۔ پچھلے ہفتے ان کی آنکھوں کا آپریشن ہوا ان کی عیادت کے لیے قبلہ میاں صاحب ان کی رہائش گاہ پر تشریف لائے تھے۔ قبلہ میاں صاحب نے ان کی خدمت میں ''جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ'' کا 12 جلدوں پر مشتمل ایک عدد سیٹ بھی پیش کیا

Marfat.com

جسٹس صاحب نے پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی اس علمی کوشش کی تعریف اور سیٹ دینے پر میاں صاحب کا شکریہ بھی ادا کیا۔

جسٹس منیر احمد مغل صاحب: میں نے کلمہ شریف کی بدولت بہت برکتیں حاصل کی ہیں، میرا فارغ وقت کلمہ شریف کو لکھنے میں ہی گزرتا ہے۔ جب میں نے کلمہ شریف لکھنا شروع کیا تو میری رفتار کافی بہتر تھی میرا خیال تھا کہ میں ایک دو روز میں اپنی ڈائری ختم کر دوں گا، مگر آج تک کلمہ شریف کی بدولت میرے پاس ڈائریاں ختم نہیں ہوئیں، بلکہ اضافی پڑی ہوتی ہیں۔

قبلہ میاں صاحب: محمد امین شرقپوری "شمع" رسالہ نکالا کرتا تھا۔ اسی نے مجھے ماہنامہ نور اسلام نکالنے کا مشورہ دیا۔ شروع میں میں جیسے تیسے کر کے اس رسالے کو چلاتا رہا مگر بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجدد الف ثانی نمبر، امام ابو حنیفہ نمبر، شیر ربانی نمبر اور گولڈن جوبلی نمبر بڑے ضخیم نمبر شائع کیے۔

جسٹس منیر احمد مغل صاحب: میرے خیال میں آپ کسی کو برا مت کہیں بلکہ خود کو برائی سے روکیں کسی کو منع کرنے سے برائی ختم نہیں ہوتی۔ میں نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے 75 مکتوب کا انگریزی ترجمہ کر دیا ہے آپ یہاں سے پرنٹ نکال کر اس کو شائع کر سکتے ہیں۔

قبلہ میاں صاحب: ہم اس کو سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ میں قسط وار شائع کر دیا کریں گے۔

معروف احمد: میاں صاحب سے گزارش کی کہ جسٹس منیر احمد مغل صاحب کمپیوٹر کے جس پروگرام میں مکتوبات کا ترجمہ کر رہے ہیں شیر ربانی ڈائجسٹ اس پروگرام میں تیار نہیں ہوتا اگر اس کو کاپی کر کے ڈائجسٹ کے سائز کے مطابق کرنے کی کوشش کریں تو بہت زیادہ وقت درکار ہوتا ہے لہذا جسٹس صاحب (مائیکروسوفٹ ورڈ) میں اگر اس کی تیاری کر لیں تو آسانی بھی ہو جائے گی اور غلطی کا اندیشہ بھی نہیں رہے گا۔

حضرت یوسف ہمدانیؒ کی کرامت

کچھ دیر مزید گفتگو کے بعد آپ جسٹس منیر احمد مغل صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کے گھر چلے گئے۔ ڈاکٹر صاحب کو "حضرت مجدد الف ثانی اور ڈاکٹر محمد اقبال" کے نام سے ایک کتاب پیش کی۔ یہ کتاب کمانڈر ظفر صاحب کی معرفت کراچی سے منگوائی

Marfat.com

تھی۔ڈاکٹر ظہور احمد صاحب نے حضرت مجدد الف ثانی پر عربی میں مضمون تیار کرنے کا وعدہ کیا۔میاں صاحب نے ان سے فرمایا آپ حنیف صاحب (کسان گھی، فیصل آباد) کی یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں ان کو اس کام کی طرف لگائیں کہ وہ حضرت مجدد الف ثانی کے بارے میں مختلف زبانوں میں کام کروا کر شائع کردیں، اگر ضرورت پڑے تو میری حنیف صاحب سے بات کروادیں میں خود ان سے کہہ دوں گا۔قبلہ میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو فرمایا، ابن سقہ، ابن اسروم اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ایک ہی مدرسہ کے طالب علم تھے، ایک مرتبہ حضرت یوسف ہمدانی کی خدمت میں حاضر ہوئے، روانگی سے قبل ابن سقہ نے کہا میں حضرت ہمدانیؒ سے وہ سوال کروں گا جس وہ خود واقف نہیں ہوں گے، ابن اسروم نے کہا بزرگوں سے الٹے سیدھے سوال نہیں کرنے چاہئیں بلکہ اپنی اصلاح کے لیے پوچھ لینا چاہیے۔شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے کہا جب بزرگوں کے پاس جائیں تو خالی ذہن کے ساتھ جانا چاہیے۔تینوں حضرات جب حضرت یوسف ہمدانیؒ کے پاس گئے تو آپ اس وقت آستانہ پر موجود نہ تھے مگر تھوڑی دیر بعد آگئے۔آپ نے آتے ہی فرمایا ابن سقہ تمہارے یہ سوال ہیں اور اس کے یہ جواب دھیان سے سن تو مرتد ہو کر مرے گا۔ابن اسروم کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا تمھارے یہ سوال اور ان کے یہ جواب ہیں تم دنیا کے مال میں گرفتار ہو جاؤ گے۔پھر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو فرمایا تم بڑے بلند مرتبہ پر فائز ہو جاؤ گے اور تمھارا قدم ولیوں کی گردنوں پر ہوگا۔کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایسے ہی ہوا ابن سقہ نے ایک عیسائی لڑکی سے شادی کرلی، اسی کے عشق میں مرتد ہو کر مرا، ابن اسروم بہت مال دار ہوا اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ولایت کے بہت اونچے مقام پر فائز ہوئے۔

حضرت عبیداللہ احرارؒ کی کرامت

دوسرا واقعہ حضرت عبیداللہ احرارؒ کا سنایا کہ ایک مرتبہ حضرت جامیؒ بیعت ہونے کے لیے حضرت عبیداللہ احرارؒ کے آستانہ پر گئے، آپ نے دیکھا کہ گھر کے باہر گھوڑے سونے کے کنڈوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں دیکھ کر خیال آیا کہ میں ان کی بیعت نہیں کروں گا کیونکہ یہ خود بہت زیادہ دنیاداری میں پھنسے ہوئے ہیں۔یہ سوچ کر واپس چلے گئے۔رات خواب میں دیکھتے ہیں کہ محشر لگا ہوا ہے، حضرت جامیؒ کا بھی حساب ہوا جنتی قرار پائے۔جنت کی طرف

Marfat.com

جاتے ہوئے ایک شخص نے گھیر لیا کہ آپ نے دنیا میں میرا قرضہ دینا تھا لہذا مجھے قرضہ واپس کریں آپ نے بڑی منت سماجت کی مگر وہ شخص نہ مانا۔ اس قرض کے بدلے اس شخص کو نیکیاں دینی پڑ گئیں۔ اس طرح سے گناہوں کا پلڑا بھاری ہو گیا پریشان ہو گئے۔ اسی دوران پاس سے حضرت عبیداللہ احرارؒ کا گزر ہوا انہوں نے جامی کی طرف دیکھ کر فرمایا جامی پریشان کیوں ہو۔ جامی نے کہا قرض دار نے گھیر لیا ہے اور میری نیکیاں اس کے پلڑے میں چلی گئیں، اس وجہ سے پریشان ہوں۔ آپ نے گھوڑے کے سونے کا کنڈا میرے ہاتھ میں تھمایا اور فرمایا یہ سونے کے کنڈے تمھارے جیسوں کے لیے ہی رکھے ہوئے ہیں۔ یہ دو اور اپنا قرض ادا کر دو۔ اگلی صبح اٹھے اور سیدھے حضرت عبیداللہ احرارؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہو گئے۔

میاں خلیل احمد شرقپوری کی عیادت

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کے گھر کچھ دیر قیام کے بعد پروفیسر علیم صاحب کی گاڑی میں آپ صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب کی عیادت کے لیے شیخ زائد ہسپتال چلے گئے۔ میاں صاحب نے تمام حضرات کو ہسپتال کے باہر رکنے کو فرمایا۔ یہ خادم میاں صاحب کے ساتھ کمرہ نمبر 317 دوسری منزل چلے گئے، میاں صاحب وہیل چیئر پر تشریف فرما تھے وہیل چیئر کو طالب علم طاہر شہزاد اور فیاض چلا رہے تھے۔ جب میاں صاحب کمرہ میں گئے تو صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب آرام فرما رہے تھے، فقیر حسین اور فاروق بھائی کمرہ میں موجود تھے۔ میاں صاحب نے فقیر حسین صاحب سے طبیعت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا میاں خلیل صاحب کی شوگر نیچے نہیں آ رہی۔ قبلہ میاں صاحب نے کھانے کے متعلق پوچھا تو فقیر صاحب نے کہا آج کا کھانا فاروق صاحب لائے ہیں پہلے کینٹین سے آ جاتا تھا۔ کچھ دیر مزید رکنے کے بعد آپ شرقپور شریف روانہ ہو گئے، شرقپور شریف پہنچے تو فیاض احمد سیٹھی، محمد قذافی صاحب (گجرات) اور بھی کافی حضرات ملاقات کے لیے آئے ہوئے تھے۔ محمد قذافی صاحب کا تعلق فوم بنانے والی کافی ملٹی نیشنل کمپنیوں سے تھا اور شیر ربانی ڈائجسٹ میں اشتہار بھی ان کی معرفت ملتے تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد لنگر شریف کھلانے کے بعد قبلہ میاں صاحب نے تمام حضرات کو واپس جانے کی اجازت دے دی۔

Marfat.com

میاں صاحب کا خواب

رات میاں صاحب کی خدمت میں ہی رہا، آپ صبح تین بجے اٹھے غسل کیا اور فرمانے لگے آج میں نے خواب دیکھا ہے۔ مجھے وہ خواب بھی سنایا۔ میں نے خواب سننے کے بعد فوراً اپنی ڈائری میں نوٹ کرلیا:

"میں نے اپنے آپ کو ایک نئی آبادی میں دیکھا، اچانک ایک شخص نمودار ہوا میں نے اس سے پوچھا تم ابھی یہاں آئے ہو یا پہلے کے ہو۔ اس نے جواب دیا میں تو بہت پہلے کا ہوں، اچانک وہ شخص غائب ہو جاتا ہے، مجھے ایک گھڑی ملتی ہے جس کا پٹہ کالے رنگ کا تھا میں نے وہ گھڑی پکڑ لی اور حیران ہوا نا جانے یہ گھڑی کس کی ہے، ابھی میں سوچ ہی رہا تھا کہ ایک شخص میرے پاس آ کر کہنے لگا یہ گھڑی میری ہے مجھے دے دو، میں نے اسے کہا یہ گھڑی تمھاری ہے اور تم اس کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے۔ اس نے کہا یہ گھڑی کوئی نہیں لے جاسکتا کیونکہ اس میں ایک خاص قسم کا الارم لگا ہوا ہے، یہ کہہ کر اس نے گھڑی پکڑی اور چلتا بنا۔"

چوہدری محمد حنیف صاحب کی انڈیا روانگی

28 اگست 2007: آجکل آپ روزانہ شرقپور شریف سے لاہور شیخ زاید ہسپتال صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی عیادت کے لیے تشریف لاتے، صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کی طبیعت اب کچھ بہتر تھی مگر ڈاکٹر حضرات ابھی میاں خلیل احمد صاحب چھٹی دینے پر تیار نہ تھے۔ ایک روز قبل قبلہ میاں صاحب کا پنجاب کارڈیالوجی میں ٹیسٹ ہوا، اس ٹیسٹ سے متعلق آج ایک اور ٹیسٹ ہونا تھا، شیخ زاید ہسپتال سے ہوکر آپ پنجاب کارڈیالوجی آگئے۔ فقیر حسین صاحب ساتھ تھے۔ ٹیسٹ کرانے کے بعد آپ بیت النور تشریف لائے۔ رمضان شریف کے کیلنڈر کا پروف چیک کیا، چوہدری حنیف صاحب (چیف لائبریرین)، پروفیسر علیم تفضّل اور شیراز بھٹی سے ملاقات کی، آپ نے گرما (پھل) سے ان کی تواضع کی۔ چوہدری حنیف صاحب

Marfat.com

نے میاں صاحب سے کہا حضور میں سرکاری دورے پر انڈیا جا رہا ہوں۔میاں صاحب نے کتابوں کی ایک فہرست ان کو دی اور فرمایا ان میں سے جو ملیں وہ خرید لیں،عصر کی نماز سے قبل قبلہ میاں صاحب واپس شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے،زیادہ وقت عطاء اللہ اور ناظم (طالب علم) میاں صاحب کے ساتھ ہوتے۔

تابش قصوری صاحب کا میاں صاحب کو کتابوں کا تحفہ

29 اگست 2007: آج بیت النور میں مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب تشریف لائے میاں صاحب نے ان کو محمد رفیق شاہد کے بنائے ہوئے رمضان شریف کے کیلنڈر اور سٹیکروں کے ڈیزائن چیک کرائے۔منشاء صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں دو عدد کتابیں پیش کیں۔

۱۔سیرت نگینہ رسول سوانح حیات حضرت حاجی محمد یوسف علی نگینہ المعروف باباجی سرکار از محمد محسن منور یوسفی۔

۲۔فتاویٰ دیداریہ (جلد اول) از مولانا سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری۔

ان دونوں کتابوں کو میاں صاحب نے بہت پسند کیا۔کافی دیر جہان شیر ربانی کی تیاری کے سلسلہ میں منشاء تابش قصوری صاحب سے گفتگو ہوتی رہی۔منشاء صاحب ساڑھے بارہ بجے واپس مرید کے روانہ ہو گئے۔میاں صاحب کافی دیر سیرت نگینہ رسول کے بارے میں تبصرہ فرماتے رہے۔

میاں خلیل احمد شرقپوری فاطمہ میموریل منتقل

30 اگست 2007: صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب کی طبیعت سنبھل نہیں رہی تھی اس لیے ان کو فاطمہ میموریل ہسپتال کمرہ نمبر 40 میں منتقل کر دیا گیا۔میاں صاحب صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب کی عیادت کے بعد بیت النور آ گئے۔رات ادھر ہی قیام کیا۔اگلے روز صبح نو بجے آپ شرقپور شریف روانہ ہو گئے اور میں بابا حیات صاحب کے ساتھ پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر چلا گیا۔پروفیسر منور صاحب کو ساتھ لے کر ڈاکٹر سعید نیازی صاحب کے پاس

Marfat.com

چلے گئے۔ڈاکٹر صاحب نے بڑی تسلی سے پروفیسر صاحب کو چیک کیا۔ کچھ ادویات لکھ دیں اور کچھ ساتھ دے دیں، ہم پروفیسر منور صاحب کو ان کے گھر چھوڑنے کے بعد واپس ڈاکٹر سعید نیازی صاحب کے پاس چلے گئے کیونکہ ان کی گاڑی کی چابی بابا حیات صاحب کی گاڑی میں رہ گئی تھی، چابی ان کے حوالے کر کے چوہدری محمد حیات صاحب مجھے بیت النور اتار کر شرقپور شریف چلے گئے۔

میاں صاحب کے آپریشن پر تحفظات

یکم ستمبر 2007: محمد عالم مختار حق صاحب نے ''مجالس علماء'' کے نام سے ایک کتاب میاں صاحب کو بھجوائی کتاب کافی دلچسپ تھی۔آپ نے صرف دو دن میں اس کتاب کا مطالعہ کر لیا، دوران مطالعہ اکثر اقتباسات آپ مجھے بھی پڑھنے کو دیتے، اس میں حافظ ولی اللہ (نائب خطیب شاہی مسجد لاہور)، آقا بیدار بخت، حضرت فضل عثمان مجددی، جناب نیازی صاحب اور دیگر سبق آموز واقعات پڑھنے کے قابل ہیں۔کافی عرصہ سے آپ پیشاب کی تکلیف میں مبتلا تھے، لہذا فقیر حسین صاحب کی معرفت ایک سرجن سے اگلے روز آپریشن کا پروگرام طے پایا، میں اس آپریشن سے بے خبر تھا، عطاء اللہ نے میاں صاحب کے آپریشن کے بارے میں مجھے بتایا جس پر میں نے قبلہ میاں صاحب سے آپریشن کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا ہاں کل میرا آپریشن ہے۔میاں صاحب سے عرض کیا کہ یہ آپریشن بہت کم لوگوں کا کامیاب ہوتا ہے اور آپ کو دل کا عارضہ بھی ہے لہذا آپریشن سے اجتناب کرنا چاہیے۔میں نے آپریشن کرانے والے دو تین افراد کی مثالیں بھی دیں۔اسی دوران پروفیسر منور حسین صاحب کا ٹیلی فون آیا وہ بھی اس آپریشن کے بارے میں کافی تجربہ رکھتے تھے۔میں نے ان سے عرض کیا میاں صاحب پیشاب کی تکلیف کے لیے آپریشن کرا رہے ہیں۔پروفیسر منور صاحب نے میاں صاحب سے کہا حضور اگر آپ کا گذارا ہو رہا ہے تو آپریشن مت کریں کیونکہ بعض مریض اس آپریشن کے بعد کھڑے بھی نہیں ہو سکتے، پروفیسر منور صاحب کے فون کے بعد آپ نے آپریشن کرانے کا فیصلہ بدل دیا، فقیر حسین صاحب کو بلا کر فرمایا کہ ابھی آپریشن نہیں کرانا۔اس طرح سے میاں صاحب کے آپریشن کا خطرہ ٹل گیا۔

Marfat.com

میاں صاحب کے بھانجے کا انتقال

02 ستمبر 2007: حاجی اللہ دتہ صاحب آج صاجزادہ میاں خلیل احمد صاحب کی عیادت کے لیے فاطمہ میموریل ہسپتال آئے۔قبلہ میاں صاحب کا بھانجہ مظہر اقبال صاحب 31 اگست کو فوت ہوگئے تھے ان کی رسم قل آج لالہ زار کالونی، لاہور میں ادا ہو رہی تھی۔ میاں صاحب تو نہ جاسکے مگر صاجزادہ میاں سعید احمد شرقپوری اور صاجزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب نے شرکت فرمائی۔ظہر کی نماز علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کا فون آیا کہ یکم ستمبر کو مولانا عبدالحکیم شرف صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔ان کا جنازہ رات دس بجے داتا صاحب پڑھایا گیا اور 03 ستمبر کو ان کا ختم قل شریف ادا کیا جائے گا۔

صحابیؓ کا واقعہ

03 ستمبر 2007: آپ اپنے بھانجے کی تعزیت کرنے لالہ زار کالونی، جوہر ٹاؤن چلے گئے، راستے میں اپنی وہیل چیئر مرمت کرائی اور پھر فاطمہ میموریل ہسپتال صاجزادہ میاں خلیل احمد صاحب کی عیادت کو چلے گئے یہاں سے فارغ ہوکر آپ سرگودھا تشریف لے گئے۔ عرس شریف کی مصروفیات کے باعث یہ خادم قبلہ میاں صاحب کے ساتھ نہ جاسکا بہرحال آپ نے رات جوہر آباد ہیبت خان کے گھر قیام کیا۔صبح ساڑھے دس بجے بیت النور لاہور آگئے، سفر کی وجہ سے آپ کی طبیعت خراب ہوگئی تھی اس لیے ایک دو روز بیت النور میں ہی رہے۔ جناب محمد فاروق صاحب (مالک نرالا سویٹ) کا ملازم محمد اقبال میاں صاحب کی خدمت میں کافی دیر بیٹھا رہا۔وہ جوہر آباد کا رہنے والا تھا اس لیے میاں صاحب اس سے کافی دیر محو گفتگو رہے۔ان سے گفتگو کے دوران میاں صاحب نے فرمایا ایک صحابی جس کا تعلق ملک شام سے ہے وہ حضور پاک ﷺ کی محفل میں لوگوں کو پانی پلاتا تھا اور بعد میں بہت بڑا شاعر ہوا۔

علامہ غلام مصطفٰے مجددی کے اشعار کو پسند فرمایا

08 ستمبر 2007: 04 ستمبر بروز پیر کو آپ ملتان حاجی آصف کے پاس چلے گئے تھے

Marfat.com

آج آپ ظہر کی نماز تک لاہور بیت النور آ گئے۔ آجکل آپ کتاب نور چراغ از مولانا عبدالغفور نقشبندی مجددی اور انجینئر بابر سعید سہول کا مطالعہ کرر ہے تھے۔ اس کتاب کے صفحہ 384 اور 385 مجھے پڑھنے کو فرمایا، ماہنامہ جہان رضا کا شمارہ (اگست 2007، شمارہ نمبر 155) جو ڈاکٹر مسعود ملت نمبر شائع ہوا تھا۔ اس میں شائع ہونے والی علامہ غلام مصطفےٰ مجددی صاحب کی نظم کو بہت پسند کیا۔ آپ کا خیال تھا مجددی صاحب حضرت مجدد الف ثانی پر مزید اشعار لکھ دیں جو جمعہ کے خطبہ کے دوران پڑھنے چاہئیں۔ پھر آپ نے روزنامہ شیر ربانی کے متعلق پوچھا کہ کب مارکیٹ میں آجائے گا۔ میں نے عرض کیا حضور ڈاکٹر غلام مصطفےٰ (دوبچ ٹاؤن، لاہور) نے ڈیڑھ لاکھ روپے کی آفر کرائی ہے، ہم اس کو اخبار کی آمدن میں سے کمیشن دے دیا کریں گے، آپ نے اس تجویز کو بہت پسند کیا اور فرمایا جلد از جلد روزنامہ شیر ربانی کو مارکیٹ میں لانے کی کوشش کرو۔

حضرت مجدد پاک کی عظمت کا اعتراف

07 اکتوبر 2007: آجکل ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب مانچسٹر سے لاہور آئے ہوئے تھے، سعید صدیقی اور نعمان صدیقی صاحب کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں بیت النور آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد پروفیسر علیم تفضل صاحب بھی آ گئے۔ قبلہ میاں صاحب تمام احباب کو لے کر ڈاکٹر ظہور احمد صاحب کے گھر لالہ زار کالونی چلے گئے، ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب نے میاں صاحب سے ملاقات میں کہا آجکل میں حضرت مجدد پاک پر بڑے گہرے انداز میں مطالعہ کر رہا ہوں۔ میں حضرت مجدد پاک کے بارے میں بس اتنا ہی جانتا تھا کہ وہ بادشاہ اکبر کے سامنے حق بات کہنے سے نہ ڈرے اور اسلام کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کیا لیکن ان کے مکتوبات اور دوسری تصنیفات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت مجدد پاک عام سی شخصیت نہ تھے بلکہ علوم و فنون کی تمام منازل طے ہونے کے باوجود روحانی تصرفات میں بھی کمال کا درجہ رکھتے تھے۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے جہان امام ربانی پر بڑا اہم کردار ادا کیا ہے لیکن میں ان کو ضرور مشورہ دوں گا کہ وہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانیؒ کو از سر نو ترتیب دے کر اس کو اردو ترجمہ کے ساتھ دوبارہ شائع کرنے کی کوشش کریں کیونکہ ہمارے ملک میں اب عربی اور فارسی ناپید ہو چکی ہے بلکہ زوال کا شکار ہے، اردو ترجمہ عربی اور فارسی میں مکمل عبور رکھنے والا ہی کر سکتا ہے۔ اگر میاں صاحب

Marfat.com

اجازت دیں تو عربی سے پہلے میں اردو میں حضرت مجدد الف ثانیؒ کی شخصیت پر کچھ تحریر کرنا چاہتا ہوں۔ اس پر قبلہ میاں صاحب نے فرمایا آپ اردو میں تحریر کردیں ہم اس کو ماہنامہ نور اسلام میں شائع کردیں گے اور اس کا انگریزی ترجمہ کروا کر شیر ربانی ڈائجسٹ میں شائع کردیں گے، کیونکہ انگریزی ترجمہ کے لیے ہمارے پاس پروفیسر منور حسین صاحب، جناب غلام محی الدین صاحب، جناب رنگ الٰہی صاحب، پروفیسر خالد بشیر صاحب اور پروفیسر علیم تفضل صاحب جیسے افراد کی بڑی مستعد ٹیم موجود ہے۔

میاں صاحب کی طاہر رضا بخاری کے گھر آمد

30 اکتوبر 2007ء: آج آپ صبح نو بجے محمد مشتاق عرف بلا (مانا والہ) کی گاڑی میں جناب طاہر رضا بخاری (ڈائریکٹر جنرل محکمہ اوقاف، لاہور) کے گھر (540/B، کینال ویو، ٹھوکر نیاز بیگ) چلے گئے، طاہر رضا بخاری نے میاں صاحب کا بڑا پرتپاک استقبال کیا۔ میاں صاحب نے ان سے ملاقات میں محکمہ اوقاف کی طرف سے شائع ہونے والے چند ایک رسائل کی عکسی نقل مانگی۔ بخاری صاحب نے کہا تمام رسائل کا ریکارڈ دفتر میں موجود ہے ان شاء اللہ جلد ہی اس کی کاپی بنوا کر آپ کی خدمت میں پیش کردوں گا۔ میاں صاحب کو پیچش لگے ہوئے تھے۔ تھوڑی دیر رکنے کے بعد واپس بیت النور آ گئے۔

میاں صاحب کی روزنامہ شیر ربانی دفتر آمد

24 نومبر 2007ء: آج آپ صبح ساڑھے آٹھ بجے فتح گڑھ تشریف لائے، آپ کے ہمراہ غلام رسول (مالک بیت النور ہوٹل)، شیراز بھٹی، حافظ دوست محمد (ڈیرہ غازی خان) اور حیدر علی (طالب علم) تھا۔ میں نے آپ کی خدمت میں مکتوبات مسعودی کتاب پیش کی۔ تھوڑی دیر مطالعہ کرنے کے بعد آپ نے وہ کتاب مجھے واپس کردی چند لمحے رکنے کے بعد آپ روزنامہ شیر ربانی دفتر آ گئے۔ تمام افراد اخبار کے دفتر میں آئے لیکن قبلہ میاں صاحب گاڑی میں ہی رہے۔ آپ نے اخبار کی تیاری کے بارے میں پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ تین سو بینر پورے لاہور میں عنقریب لگ جائیں گے اور اخبار بھی مارکیٹ میں آجائے گا، تمام حضرات کے ہمراہ آپ

Marfat.com

واپس بیت النور چلے گئے۔

ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی لاہور آمد

28 نومبر 2007: ڈاکٹر مسعود احمد صاحب آج ہی کراچی سے لاہور تشریف لائے تھے۔ میاں صاحب غلام رسول اور شیراز بھٹی کے ہمراہ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی رہائش گاہ (30/C ماڈل ٹاؤن) پر چلے گئے اور ان کو بیت النور آنے کی دعوت دی، لہذا مورخہ 03 دسمبر کا دن اور ساڑھے نو بجے کا وقت طے پایا، چند لمحے رکنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف چلے گئے۔ 02 دسمبر رات کو ہی آپ شرقپور شریف سے لاہور بیت النور ہوٹل آ گئے۔ رات ادھر ہی قیام کیا۔ اس محفل کے انعقاد کے سلسلہ میں جناب پروفیسر علیم تفضل، شیراز فیض بھٹی، سعید صدیقی، محمود سعید، رانا ندیم شہزاد، میاں غلام رسول، محمد رفیق شاہد، امام علی، کاشف کامران نے اہم کردار ادا کیا۔

میاں صاحب کی ڈاکٹر مسعود صاحب سے علمی نشست

03 دسمبر 2007: قبلہ میاں صاحب اور ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی ملاقات بیت النور ہوٹل میں ہوئی اس علمی مجلس کی آڈیو ریکارڈنگ بھی کی گئی جو محمد عالم مختار حق صاحب نے مرتب کی اور روداد حوزہ نقشبندیہ 2007 میں شائع ہو چکی ہے۔

مورخہ ۲۸ر نومبر ۲۰۰۷ء کو مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کے والد گرامی شیخ الاسلام مفتی شاہ محمد مظہر اللہ (شاہی امام وخطیب جامع مسجد فتح پوری دہلی) کے عرس مبارک کی تقریب سماع ہال دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں زیر اہتمام بزم ارباب طریقت مظہریہ مسعودیہ وادارہ مظہر اسلام لاہور منعقد ہوئی جس کی نظامت کے لیے مسعود ملت بذات خود کراچی سے لاہور تشریف فرما ہوئے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے حضرت میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری نقشبندی مجددی مدظلہ نے ان کے ساتھ ایک علمی مذاکرہ کے انعقاد کا پروگرام بنایا۔ چنانچہ اس مذاکرے کا اہتمام مورخہ ۳ر دسمبر کو "بیت النور" (جوہر ٹاؤن) میں کیا گیا۔ اس مذاکرے کے لیے صلائے عام نہیں دی گئی بلکہ اس میں میاں صاحب کے چند نیاز مندوں نے شرکت کی

Marfat.com

سعادت حاصل کی۔ان میں پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی' پروفیسر محمد اقبال مجددی' سید جمیل احمد رضوی (سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور)' چودھری محمد حنیف (موجودہ چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور)' پروفیسر علیم تفضل، سعید احمد صدیقی، شیراز فیض بھٹی (ایڈووکیٹ)' ملک محمد حیات (جلیانہ)' کاشف کامران' محمد رفیق شاہد' معروف احمد (چیف ایڈیٹر سہ ماہی ''شیر ربانی ڈائجسٹ'' لاہور) اور راقم الحروف (محمد عالم مختار حق، سیکرٹری حوزۂ نقشبندیہ) شامل تھے۔محترم غلام رسول (مالک بیت النور) مہمان گرامی قدر اور ان کے خواہرزادہ (مقیم اسلام آباد) قاری سید طاہر صاحب کو لے کر دس بجے ہوٹل پہنچے۔پہلے حاضرین مجلس کے تعارف کا فریضہ محترم فاروقی صاحب نے انجام دیا۔بعدہٗ میاں صاحب کی طرف سے حاضرین کی خدمت میں دعوت تناول ماحضر دی گئی۔اس دوران بھی غیر رسمی انداز میں علمی باتیں ہوتی رہیں۔

جمیل احمد رضوی صاحب: (مسعود احمد صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے) آپ کی زیر نگرانی ''جہان امام ربانی'' کی گیارہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔اس کی جلد یازدہم میں تین اشاریے بھی ترتیب دیے گئے ہیں۔اشاریہء رجال' اشاریہء کتب' اور اشاریہء اماکن' اس کی ترتیب میں میرا مشورہ بھی شامل رہا ہے۔اس میں اشاریہء موضوعات شامل نہیں ہے۔کیا اس پر کام ہو رہا ہے اور یہ شائع ہوگا؟ تحقیق میں موضوعی اشاریے کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔

مسعود صاحب: جی ہاں' اشاریے کا کام آپ کی نگرانی میں ہوا ہے۔یہ درست ہے کہ اشاریہ موضوعات کی تحقیق میں بہت اہمیت ہوتی ہے۔اس پر کام ہو رہا ہے۔اس کی ایک جلد الگ سے شائع ہوگی۔''جہان امام ربانی'' کی تین جلدیں اور شائع ہوں گی۔اس کو ''باقیات جہان امام ربانی'' کے عنوان سے موسوم کیا جائے گا۔

محمد عالم مختار حق نے کہا کہ یہ عنوان نہ دیں۔ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آپ کا پیغام مل گیا ہے۔

فراغت کے بعد اس دوستانہ نشست نے ایک علمی مذاکرہ کی شکل اختیار کر لی۔مہمان گرامی اور میزبان چونکہ دونوں شخصیات کی خدمات مجددیت کے فروغ اور مجدد الف ثانیؒ کے پیغام کو اقصائے عالم میں متعارف کرانے میں ناقابل فراموش ہیں' اس لیے گفتگو کا محور بھی ''مجددیت کی نشو و ارتقاء'' ہی رہا۔بحث کا آغاز کرتے ہوئے جناب فاروقی صاحب نے پروفیسر

Marfat.com

صاحب سے استفسار کیا کہ: حضور! ہندوستان میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پر کوئی کام ہوا ہے یا کوئی آپ کے سامنے آیا ہے یا صرف خاموشی ہی ہے؟

مسعود احمد صاحب: خاموش رہے میرے علم کی حد تک (پھر آپ نے پروفیسر محمد اقبال مجددی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ) انہیں زیادہ علم ہے۔

اقبال مجددی صاحب: صورت حال یہ ہے کہ علی گڑھ میں پروفیسر محمد حبیب اور ان کے سکول آف تھاٹ کی وجہ سے حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ کا نام لینا ممنوع اور جرم قرار پا چکا تھا اور انہوں نے بزعم خود ثابت کیا تھا کہ ان دونوں حضرات کی سیاسی شخصیت اور تحریک احیائے دین کی کمان ان کے خوش عقیدہ مریدوں کی خود ساختہ داستان ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے نتیجے کے طور پر وہاں باقاعدہ ہمارے حضرات کے خلاف فکری محاذ قائم ہوا اور پروفیسر محمد حبیب نے اپنے مکتبہ فکر کے خاص سکالر اطہر عباس رضوی کو اس کام کے لیے مقرر کیا اور انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف پروفیسر محمد حبیب ہی کی نگرانی میں پی ایچ ڈی کا مقالہ بعنوان (Muslim Revivalist Movements in Northeren India) لکھا جس میں حضرت مجدد الف ثانی کے خلاف بہت زہر اگلا اور پروفیسر محمد حبیب نے اس مقالہ کی اشاعت کے وقت اس پر دیباچہ لکھتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ اس کتاب کے مؤلف کی تحقیقات شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تحقیقات پر فوقیت رکھتی ہیں۔ اطہر عباس رضوی کی اس کتاب کا پہلا محاکمہ سید صباح الدین عبدالرحمٰن نے "معارف" میں کیا۔ پھر اور کئی حضرات نے اس طرف توجہ دلائی۔ پھر پاکستان میں حضرت مجدد کی اس تحریک کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا جس کے اثرات ہندوستان خصوصاً علی گڑھ میں بھی پہنچے جہاں کی مسلم یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ (سنی) میں باقاعدہ شاہ ولی اللہ ریسرچ سیل قائم ہوا جس کے تحت چار دن تک مجدد الف ثانی کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں دو دن اردو میں مقالات پڑھے گئے اور دو دن انگریزی میں جس کی روداد دو جلدوں میں علی گڑھ سے چھپ چکی ہے۔

مسعود صاحب: جی ہاں! جی ہاں۔ وہ میں نے دہلی میں دیکھی ہیں اور ایک اہم کام جواب اور آگے بڑھ چکا ہے وہ ہے مجموعہ رسائل عبدالاحد وحدت سرہندی جس کا ایک خطی نسخہ ذخیرہ شیفتہ

Marfat.com

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ہے۔اس مجموعے کا ایک رسالہ یعنی الجنات الثمانیہ جو حضرت مجدد الف ثانی کے احوال ومناقب پر مشتمل ہے پر ایک تعارفی مقالہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے سابق صدر شعبہ عربی پروفیسر عبدالباری نے لکھا ہے جو ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی جلد نمبر ۹ میں شامل ہے اس اہم رسالے کا عکس مجھے پروفیسر عبدالباری صاحب نے علی گڑھ سے بھیجا تھا جو میں نے صاحبزادہ محمد بدرالاسلام صدیقی کو بھیج دیا تھا جسے انہوں نے مرتب کر کے خانقاہ سلطانیہ جہلم سے شائع کر دیا ہے۔اس کا اردو ترجمہ مفتی علیم الدین نے کیا ہے جو زیر طبع ہے۔

اقبال احمد فاروقی صاحب: سرہند شریف میں ویسے تو ڈویلپمنٹ (ترقی) کا بڑا کام ہوا ہے۔ مجدد صاحب کے روضے کو از سر نو تعمیر کیا گیا ہے۔مہمان خانے اور مسجد پر کروڑوں روپے لگ گئے ہیں لیکن پتا نہیں کہ تعلیمات مجددیہ پر وہاں کوئی شعبہ قائم ہوا ہے یا نہیں۔کیا آپ نے اپنی کتابیں وہاں بھیج دی ہیں؟

مسعود صاحب: جی ہاں۔سب بھیج دی ہیں۔وہاں کے سجادہ نشین صاحب نے اپنے ہاں ایک چھوٹی سی لائبریری بنائی ہوئی ہے جس میں یہ سب چیزیں رکھ دی ہیں۔

اقبال احمد فاروقی صاحب: آپ کی کتابیں بڑی نفاست کے ساتھ چھپی ہیں اور آپ نے بہت دور دور تک بھیجی ہیں۔سری نگر (مقبوضہ کشمیر) سے ایک خط آیا کہ پہلی جلدیں پہنچ گئی ہیں بقیہ جلدیں انہیں پہنچانے کا بندوبست کرنا ہے۔تو اس کا یہ معنی ہے کہ آپ کی کتاب ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' دور دور تک پہنچ گئی ہے ماشاءاللہ!

مسعود احمد صاحب: میں نے ''جہان امام ربانی'' کے چند سیٹ اپنے مخلصین کے ذریعے تاشقند کی سرکاری لائبریری میں بھیجے ہیں۔

اقبال احمد فاروقی صاحب: آپ نے یہ بہت اچھا کام کیا ہے مگر وہاں اردو کون پڑھے گا جناب؟

مسعود صاحب: وہاں لائبریری میں اردو ڈیپارٹمنٹ بھی ہے جناب فاروقی صاحب۔ان دنوں جرمن سے حضرت بدرالمشائخ اور صدرالمشائخ کی پوتی محترمہ فائقہ مجددی صاحبہ آئی ہوئی ہیں۔انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرے دادا اور والد صاحب کے بارے میں کتاب لکھوا دیں۔رسائل یا اخبارات میں جو کچھ ان کے بارے میں چھپا اس کی فائل انہوں نے

Marfat.com

بنا رکھی ہے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ جن لوگوں سے آپ نے ملاقاتیں کی ہیں ان کے انٹرویو بھی لے لیں۔ اس میں آپکا نام بھی شامل ہے۔

اقبال احمد فاروقی صاحب: مجھے آپ کا یہ پیغام پہنچا ہے کہ دونوں بزرگوں کے متعلق کچھ بات کریں۔ میں ان کے متعلق کوئی چیز اپنی یادداشت میں محفوظ نہیں کر سکا اور دوسری بات یہ ہے کہ صدر المشائخ عثمان مجددی صاحب کا میاں جمیل احمد صاحب کے ساتھ بھی رابطہ رہا ہے اور میں بھی موصوف کا نیاز مند رہا ہوں۔ میں ملاقاتیں بھی کرتا رہا۔ ایک دفعہ میں نے یوم ''سیدنا حضرت عمر فاروق ؓ'' منانے کا اہتمام کیا۔ میری یہ خواہش تھی کہ فاروقی لوگ ہی اس میں تلاوت قرآن مجید کریں' فاروقی ہی نعت پڑھیں ۔فاروقی ہی تقریر کریں اور فاروقی ہی سٹیج سیکرٹری ہو۔ یہ میں نے اہتمام کیا۔ ان دنوں صدر المشائخ یہاں پاکستان میں آئے ہوئے تھے۔ میں نے بطور مہمان خصوصی انہیں دعوت دی جسے انہوں نے قبول کرلیا۔ پھر میں نے ان سے یہ بھی گزارش کی کہ خطاب فارسی میں کریں تو انہوں نے بڑے پُرجوش انداز میں فارسی میں تقریر کی۔ گو سننے والے فارسی سے نابلد تھے لیکن سب کے قلب میں ان کی وہ تقریر نقش ہوگئی اور لوگ خوش ہوگئے بس اتنا ان کے ساتھ تھوڑا بہت لگاؤ رہا۔ میں زیادہ ان کے ساتھ نہیں رہ سکا۔ پھر یہاں صبغۃ اللہ مجددی آئے ان کے ساتھ بھی تھوڑا بہت واسطہ رہا۔ مگر وہ پھر وادی افغانستان میں گم ہوگئے۔ اب وہ کرزئی کے ساتھ ہیں لیکن ادھر کم آتے ہیں۔ یہ خاندان تو بہت اچھا ہے۔ ان پر لکھنا چاہیے ان پر بات ہونی چاہیے۔

مسعود صاحب: آپ جب یاد کریں گے تو بہت سی چیزیں آپ کے ذہن میں آجائیں گی۔

اقبال مجددی صاحب: حضرت: ہم یہ چاہتے ہیں کہ نقشبندی سلسلے کے جو مخطوطات کبھی شائع نہیں ہوئے وہ حضرت میاں صاحب کی وساطت اور عنایت سے شائع ہوں تو اس سلسلے میں آپ ہمیں کوئی رہنمائی فرمائیے۔ کوئی بات کیجیے۔

مسعود احمد صاحب: یہ جو ابھی میں نے مجموعہ رسائل کے بارے میں عرض کیا تو وہ بھی اسی ضمن میں آجاتا ہے ان میں سے ایک چھپا ہے باقی ابھی نہیں چھپے ہیں۔ تو کیا وہ سی ڈی آپ نے منگوالی ہے؟

اقبال مجددی صاحب: نہیں سی ڈی ہم نے نہیں منگوائی وہ صاحبزادہ بدر الاسلام صدیقی کے پاس ہے۔

Marfat.com

مسعود احمد صاحب: وہ منگوا لیجیے گا تو چھ رسائل تو اس ہی میں مل جائیں گے جو ابھی چھپے نہیں ہیں۔ اور ممکن ہے کچھ اور چیزیں بھی لٹن لائبریری میں ہوں۔

اقبال مجددی صاحب: نہیں۔ میں خود دیکھ کر آیا ہوں۔ ان رسائل کا تعارف ''لطائف المدینہ'' کے مقدمے میں میں نے ہی سب سے پہلے کروایا تھا کیونکہ یہ انہی کی تصنیف ہے ''لطائف المدینہ'' ان رسائل میں شامل نہیں ہے وہ علیحدہ ملی ہے۔ وہ آپ کی خدمت میں بھیجی گئی تھی۔ جسے حضرت میاں جمیل احمد صاحب نے حوزہ نقشبندیہ کی طرف سے شائع کر دیا ہے اور وہیں سے اشاعت مخطوطات کا آغاز ہوا۔ کوئی اور اہم قسم کے مخطوطات ہوں تو آپ ان کی نشان دہی فرمائیں۔

مسعود احمد صاحب: اچھا یہ جو کوئٹہ میں قاری احسان اللہ صاحب تاجر مخطوطات ہیں ان سے رابطہ رہتا ہے آپ کا یا نہیں؟

اقبال مجددی صاحب: جی کبھی کبھی ان سے ملاقات ہو جاتی ہے۔

مسعود احمد صاحب: ان کے پاس بھی مخطوطات ہیں اور ایک مسعود جھنڈیر کی لائبریری میلسی میں ہے جس میں نقشبندی سیکشن علیحدہ بنایا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے یا نہیں؟

اقبال مجددی صاحب: جی نہیں۔

مسعود احمد صاحب: کبھی آپ وہاں ضرور چلے جائیں۔

اقبال مجددی صاحب: اچھا جی: کیا نقشبندی سیکشن علیحدہ ہے؟

مسعود احمد صاحب: ہاں۔ ایک صاحب نے کہا کہ وہ لائبریری میں نے دیکھی ہے۔ اس کے بیس بائیس کمرے ہیں۔ یہ شخصی لائبریری ہے۔ قرآن کریم کا سیکشن علیحدہ ہے اور نقشبندی علیحدہ۔ افغانستان سے لوگ آتے رہتے ہیں تو ان سے وہ مخطوطات وغیرہ خریدتے ہیں۔ ہیں تو زمیندار لیکن اپنی زمینداری ساری مخطوطات پر صرف کرتے ہیں۔ آپ میرے حوالے سے وہاں چلے جائیں۔ بہت مہمان نواز لوگ ہیں۔ وہاں آپ قیام بھی کریں۔

اقبال مجددی صاحب: آپ ہمیں ایسے مخطوطات کی نشان دہی فرمائیں جو واقعی سلسلہ نقشبندیہ کی تاریخ و افکار کا ماخذ بن سکیں۔ ہر کتاب اس بنیاد پر شائع نہیں کی جا سکتی کہ وہ قلمی ہے۔

مسعود احمد صاحب: ہاں چند ایسی کتابیں ضرور ہیں جو مخطوطات کی صورت میں ہیں اور تا حال شائع

Marfat.com

نہیں ہوئیں۔ مثلاً شیخ بدرالدین سرہندی کی ''مجمع الاولیاء'' اس نسخے کا عکس میرے پاس ہے جس میں سرہند کے کروڑی نے مؤلف سے لے کر تحریف کر دی تھی اور اسے اپنے نام سے شہرت دی تھی یعنی علی اکبر اُردستانی سرہندی۔ اس نسخے کا عکس انڈیا آفس لائبریری سے منگوایا گیا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں یہ بھیج دوں۔ دوسرا اہم مخطوطہ شیخ آدم بنوری کی تصنیف ''خلاصۃ المعارف'' ہے یہ بھی بہت اہم مخطوطہ ہے جس میں اس وقت کی معاشرتی بدعات کی نشان دہی کی گئی ہے۔ آپ اسے شائع کر سکتے ہیں۔

اقبال احمد فاروقی صاحب: ہمارے بہت سے علمائے کرام نے ان دنوں قرآن پاک کے تراجم کیے ہیں۔ بازار میں آئے بھی ہیں۔ یہ ایک اچھا رجحان آ گیا ہے۔ علامہ عبدالحکیم شرف قادری مرحوم کا ترجمہ بھی طباعت کے لیے تیار ہو رہا ہے۔ مفتی غلام سرور صاحب قادری چشتی کا ترجمہ آ گیا ہے۔ علامہ مقصود احمد صاحب خطیب جامع مسجد داتا دربار کے ترجمہ کے پہلے دو حصے چھپ گئے ہیں۔ ادھر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کا ترجمہ بھی بازار میں آ گیا ہے۔ ایک ترجمہ وجیہ السیما عرفانی کا بھی آ گیا ہے۔ اور کچھ عورتیں بھی اس میدان میں نکل آئی ہیں وہ بھی ترجمے کر رہی ہیں۔ ایک سانحہ یہ ہوا ہے کہ لکھنے والے علماء سے میدان خالی ہو گیا ہے۔ ہمارے بعض علماء وعظ پر لگ گئے ہیں۔ کچھ یورپ کو چلے گئے ہیں اور کچھ یہاں مارے مارے پھر رہے ہیں۔

جمیل احمد رضوی صاحب: ایک صاحب ہماری پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں آ کر بیٹھا کرتے تھے۔ بات بھی اردو میں نہیں کرتے تھے۔ انگریزی میں کرتے تھے کوئی غیر ملکی تھے۔ میں نے پوچھا یہ کیا کرتے ہیں؟ تو پتا چلا کہ یہ قرآن پاک کا ترجمہ کر رہے ہیں۔ میں نے پوچھا ان کو عربی آتی ہے؟ تو کہنے لگے کہ عربی بالکل نہیں جانتے لیکن ترجمہ قرآن کا انگریزی میں کر رہے ہیں۔

اسکے بعد فاروقی صاحب نے گجرات کے ایک مقام بڑیلہ میں بعض انبیاء کرام کی قبور کا ذکر کیا جو کسی صاحب کشف نے دریافت کی ہیں۔ اب ان پر کتابیں لکھی جا رہی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے ابن عربی کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا تفصیلاً ذکر دلچسپ پیرائے میں بیان کیا۔ اور آخر میں اپنی عجز و مسکنت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میری ساری عمر گزر گئی کشف حجاب

Marfat.com

نہیں ہوا۔ میں اسی سلسلے میں رجال الغیب کی تلاش میں مارا مارا پھرا۔ قبروں میں جا کر بیٹھ جاتا۔ بیابانوں میں گھومتا رہا۔

رضوی صاحب یوں گویا ہوئے کہ:

کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی

یہ اس تقریب کی آخری بات تھی جس کے بعد ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب جانے کے لیے اٹھے مگر شریک مجلس پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے آگے بڑھ کر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب اور دوسرے حضرات کو چند لمحات کے لیے تشریف رکھنے کے لیے گزارش کی اور کہا کہ:

''میں اپنے میزبان گرامی قدر میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری اور مہمان ذی احترام پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی خدمت میں چند لمحوں کے لیے ان کی خدماتِ جلیلہ پر ہدیۂ تحسین پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ مجھے آپ دونوں حضرات کی علمی اور اشاعتی خدمات کا اعتراف ہے مگر میں آج چند لمحوں کے لیے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے سلسلے میں آپ نے جو علمی کارنامے سرانجام دیے ہیں۔ ان پر اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں۔ میری میاں جمیل احمد صاحب سے نیازمندی کا عرصہ تقریباً چالیس سال سے زیادہ پر محیط ہے۔ میں نے میاں صاحب کو حضرت مجدد الف ثانی کے افکار و نظریات کو پھیلاتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کبھی تو وہ حضرت مجدد الف ثانی کی تعلیمات کو شائع کر کے عوام میں تقسیم کیا کرتے تھے اور کبھی ''یوم مجدد'' منا کر عوام تک حضرت مجدد الف ثانی کے کارناموں کو پہنچانے میں سرگرم عمل رہے۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا مگر مجھے کم از کم چالیس مواقع پر یہ سعادت حاصل رہی ہے کہ میاں صاحب کے زیر اہتمام منائے جانے والے ''یوم مجدد'' کی تقریبات میں شریک رہا ہوں جن میں ہزاروں لوگ جمع ہوتے اور علماء کرام کے خیالات سنتے۔ میاں صاحب کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ ملک کے جید علمائے کرام، اہل علم و دانش اور کالجوں کے پروفیسروں کو بلاتے اور انہیں حضرت مجدد الف ثانی پر تقاریر کرنے کی دعوت دیتے۔ آپ کے اس طریقہ کار سے بے شمار لوگوں میں حضرت مجدد الف ثانی کا تعارف ہوا اور ان کے علمی و روحانی کارناموں سے آگاہی ہوئی۔

دوسری طرف میاں جمیل احمد صاحب کو ہر اس شخص سے خلوص و محبت رہی جو حضرت مجدد الف ثانی کے سلسلے میں کوئی کام کرتا رہا ہو۔ وہ دنیا کے گوشے گوشے میں سفر کرتے اور ان

Marfat.com

مشاہیر کی زیارت سے شادکام ہوتے جو مجدد پر کام کر رہے ہوتے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میاں جمیل احمد صاحب ترکی میں ایک ایسے شخص کو ملنے گئے جو حضرت مجدد الف ثانی کی کتابوں اور مجددی سلسلے کی کتابوں کو شائع کر کے دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلایا کرتا تھا۔ ان کا اسم گرامی حسین حلمی ایشیق تھا۔ جن کا مکتبہ استانبول (ترکیہ) میں تھا اور انہوں نے ہزاروں کتابیں عربی' فارسی' اردو اور انگریزی میں چھپوا کر عالم اسلام کے اہل علم تک پہنچائیں۔ میاں صاحب بذات خود ان کے پاس گئے اور ان کی علمی خدمات کا اعتراف کیا اور چندے ان کے ہاں قیام پذیر رہے۔

کابل میں مجددی خانوادہ ایک نہایت ہی اہم حیثیت کا مالک تھا۔ یہ مُلا شور بازار کا خانوادہ کہلاتا تھا۔ جنہوں نے حضرت مجدد کے روحانی اور علمی افکار کو سارے افغانستان میں پھیلایا حتی کہ سنٹرل ایشیا کی وہ ریاستیں جو روس کے زیر اقتدار تھیں وہاں تک ان کے اثرات پہنچے۔ ان کے ایک فرد مولانا فضل عثمان فاروقی مجددی (م۔۱۵۔۴۔۱۹۷۳) پاکستان میں قیام پذیر تھے میاں جمیل احمد صاحب اکثر ان کی مجالس میں تشریف لے جاتے' بیٹھتے اور حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق بہت سی چیزیں حاصل کرتے۔ جن دنوں ان کا انتقال ہوا تو میاں صاحب اپنے دوستوں کے ہمراہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری مرحوم کی معیت میں کابل پہنچے اور مولانا فضل عثمان مجددی کی تجہیز و تکفین میں شریک ہوئے اور ان کی خدمات کا اعتراف کیا۔ جب ایشیا کی وہ ریاستیں جہاں نقشبندیوں کے مراکز تھے آزاد ہوئیں تو میاں صاحب بخارا' تاشقند اور سمرقند کے علاقوں میں گئے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند کے مزار پر حاضری دی اور اس علاقے میں نقشبندی بزرگوں کے مراکز کو دیکھا۔ یہ بات اس لیے قابل بیان ہے کہ میاں جمیل احمد صاحب' نقشبندی مراکز کی تلاش میں دنیا کے گوشے گوشے میں جاتے تھے اور اس طرح ان کی اس سلسلے میں لگن اور محبت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ میاں صاحب نے سلسلہ نقشبندیہ کی کتابوں کی اشاعت میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ خصوصاً اپنے مجلّہ ''نور اسلام'' کا مجدد الف ثانی نمبر تین جلدوں میں اور اولیائے نقشبند نمبر دو ضخیم جلدوں میں چھاپ کر اہل علم حضرات میں مفت تقسیم کیے۔ آج مختلف عوارض میں مبتلا ہونے اور نقاہت جسمانی کے باوجود میاں صاحب الحمدللہ بڑے جذبے سے کام کر رہے ہیں۔ ان کی ان خدمات پر آج کی اس مجلس میں بیٹھنے والے حضرات کو گواہ بنا کر اعتراف کرتا ہوں اور ان کی خدمت میں ہدیہ تحسین پیش کرتا ہوں۔

Marfat.com

اب اجازت دیں کہ میں مہمان گرامی حضرت مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی خدمت میں ہدیہء تحسین پیش کروں۔ڈاکٹر صاحب موصوف کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔انہوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی پر بڑا کام کیا جسے مرکزی مجلس رضا لاہور نے شائع کر کے اندرون ملک اور بیرونی ممالک کے اہل علم وفضل میں تقسیم کیا ۔مجھے یاد ہے کہ مرکزی مجلس رضا کے سٹیج پر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے اعلیٰ حضرت کے سیاسی نظریات کو مختلف انداز میں پیش کیا تو اہل علم حیران رہ گئے۔پھر ایک وقت آیا کہ ڈاکٹر صاحب حضرت مجدد الف ثانی کی بارگاہ میں اپنی قلمی اور علمی صلاحیتوں کو بطور نذرانہ پیش کرنے لگے۔اس سلسلے میں آپ نے بڑا شاندار کارنامہ انجام دیا۔گزشتہ سالوں میں آپ نے ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی گیارہ جلدیں مرتب کیں اور انہیں زیور طباعت سے آراستہ و پیراستہ کر کے عالم اسلام کے اہل علم میں تقسیم کیا۔جہان امام ربانی کے اوراق پر بے شمار اہل علم وفضل کے مقالات اور مضامین پھیلے ہوئے ہیں۔مجھے یہ کہنے کی اجازت دیں کہ آج تک حضرت مجدد الف ثانی پر اتنا وسیع پیانے پر کام نہیں ہوا جتنا جناب پروفیسر مسعود احمد صاحب نے کیا ہے۔ڈاکٹر صاحب نے صرف ان چیزوں کو مرتب ہی نہیں کیا' شائع ہی نہیں کیا' بلکہ نہایت دریا دلی سے ان کتابوں کو علماء' مشائخ' مجددی خانقاہوں اور غریب و نادار طلبہ تک بلا قیمت پہنچایا جو اپنی ناداری کے سبب یہ کتابیں خریدنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے ان کے گھر یہ کتابیں پہنچائیں پھر ہندوستان کے بہت سے علماء و مشائخ ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' سے مستفید ہوئے اور یوں ان کا یہ کارنامہ اتنا عظیم القدر ہے کہ جس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔میرے محترم و مکرم ڈاکٹر مسعود احمد صاحب تشریف فرما ہیں میں ان کی بارگاہ میں ان کی خدمات جلیلہ پر ہدیہء تبریک پیش کرتا ہوں۔

خوش قسمتی سے اس محفل میں میرے ایک ہمدم دیرینہ محمد عالم مختار حق صاحب بھی تشریف فرما ہیں انہوں نے ''جہان امام ربانی مجدد الف ثانی'' کی ترتیب و تصحیح میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔محمد عالم صاحب ایک اسکالر ہیں اور ان کی مختلف کتابوں پر گہری نظر ہے کئی کتابیں لکھ چکے ہیں۔انہوں نے خصوصی طور پر ہر قدم پر میری حوصلہ افزائی فرمائی۔میری منتشر تحریروں کو یکجا کیا۔مدینہ پاک کی یادوں' علماء کی مجالس اور میرے ''جہان رضا'' کے اداریوں کو بڑی خوبصورتی

Marfat.com

سے "فکر فاروقی" کے نام سے مرتب کر کے میری امداد کی۔اگر وہ اس طرح دست تعاون دراز نہ فرماتے تو میں شاید ان تحریروں کو کتابی شکل میں نہ دیکھ سکتا۔وہ مرکزی مجلس رضا کے بانی حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے عزیز دوستوں میں سے ہیں۔ان کی زندگی کے بیشتر مہ وسال ان کی رفاقت میں گزرے اور اس نسبت سے وہ مجھ پر آج تک کرم فرماتے رہتے ہیں۔

سید جمیل احمد رضوی اور چودھری محمد حنیف دونوں حضرات سرکاری ملازمت کے ساتھ ایسے شعبوں پر متعین ہیں جو علم کی ترقی میں مصروف ہیں خصوصاً کتابی دنیا پر ان حضرات کی نظر ہے اور اپنے تجربات کی بنا پر کتابوں کو بڑی نفاست سے محفوظ کرنے میں مصروف ہیں۔میں جمیل احمد رضوی صاحب کی خدمات کا خصوصی طور پر ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ہمارے بزرگوں کی ذاتی کتابوں کو بڑی محنت سے محفوظ کیا اور انہیں پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں خصوصی توجہ سے سجایا۔

اس محفل میں پروفیسر محمد اقبال مجددی بھی تشریف فرما ہیں۔یہ بڑے علم دوست اور محقق ہیں خصوصاً شعبہ نقشبندیہ مجددیہ میں وہ اتھارٹی کی حیثیت سے مانے جاتے ہیں ان کے پاس ایسے نادر و نایاب کتابوں کے نسخے موجود ہیں جو شاید ہی کسی دوسرے کے پاس ہوں۔انہوں نے اس سلسلے میں تحقیقی کام سرانجام دے کر اہل علم سے داد وصول کی ہے۔

عزیزی محمد معروف نقشبندی مجددی خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں کہ یہ میاں صاحب کے دست راست اور مخلص خدمت گزار کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔میاں صاحب کے علمی امور کی دیکھ بھال بھی اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔"شیرِ ربانی ڈائجسٹ" کی تیاری اور اس کی پیش رفت میں ان کا بڑا حصہ ہے۔میاں صاحب کے احباب سے تعلقات نہایت خوش اسلوبی سے قائم رکھے ہوئے ہیں ان کی معرفت ہمیں بھی میاں صاحب کی قربت نصیب ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ میاں صاحب کے فیوض باطنی سے انہیں وافر حصہ عطا فرمائے۔

فاروقی صاحب کے تحسینی کلمات کے بعد سید جمیل احمد رضوی صاحب نے جواباً فاروقی صاحب کی علمی و ملی خدمات پر ہدیہ تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ فاروقی صاحب نے ہم سب کا تعارف کرایا ہے اور سب کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔میں فاروقی صاحب کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ آپ بات کرتے ہیں تو ان کی باتوں سے خوشبو آتی ہے اور خوشبو بھی ایسی جو قلب اور روح کو معطر کر دیتی ہے۔جب خطابت کے جوہر دکھاتے ہیں تو ان کے بعد کسی

Marfat.com

خطیب کا کلام کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

پھر چودھری محمد حنیف صاحب نے فاروقی صاحب کی مساعی جمیلہ کو سراہتے ہوئے پیش کش کی کہ آپ لوگوں کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی جن نئی یا پرانی کتابوں کا علم ہو اور وہ بازار سے دستیاب ہوں تو ہمیں اطلاع دیں۔ ہم یونیورسٹی کی طرف سے یہ کتابیں خرید کر محفوظ کر لیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کتابوں کے محافظ ہیں۔ حکیم محمد موسیٰ امرتسری، میاں جمیل احمد صاحب مدظلہ کی کتابوں کے ذخیرے ہماری تحویل میں محفوظ ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ مجددی صاحب بھی اسی طرح اپنا ذخیرۂ کتب لائبریری کو عطیہ کر دیں۔ انہوں نے فاروقی صاحب کے بارے میں مزید کہا کہ یہ کتاب کی خدمت کر رہے ہیں۔ یہ اہل کتاب کے دوست ہیں۔ میں اور جمیل احمد رضوی صاحب بھی کتابدار ہیں اور ان کے حلقہ کے ممبر۔

مجلس مذاکرہ کے وقفہ کے دوران راقم الحروف، پروفیسر مسعود احمد صاحب اور پروفیسر اقبال احمد مجددی صاحب کے درمیان پروفیسر صاحب کے والد شیخ الاسلام مفتی شاہ محمد مظہر اللہ کی تفسیر ''مظہر القرآن'' (مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور) کے متعلق ایک الگ نشست ہوئی جس میں راقم نے تفسیر مذکورہ میں درآمدہ کمپوزنگ کی بے احتیاطیوں اور دیگر تسامحات کی نشان دہی کی۔ جس پر انہوں نے فرمایا کہ آپ کی پروف ریڈنگ بہت دقیق اور حتمی ہوتی ہے۔ جزاک اللہ۔ آپ نے بہت اچھا کیا۔ آپ اس کا ایک صحت نامہ تیار کر دیں تاکہ ہم تفسیر کے آخر میں چھاپاں کر دیں میرا جواب تھا کہ ابھی میں نے چند پاروں کی تفسیر مطالعہ کی ہے۔ مطالعہ مکمل ہو جانے کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ صحت نامہ مرتب کر دوں گا۔

تقریب کے اختتام پر جناب سید جمیل احمد رضوی صاحب نے مسعود احمد صاحب کی خدمت میں تین کتابوں پر مشتمل ایک سیٹ پیش کیا جس میں (۱) مجالس حکیم محمد موسیٰ امرتسری مصنفہ جمیل احمد رضوی صاحب (۲) احوال و آثار حکیم محمد موسیٰ امرتسری مصنفہ پروفیسر محمد صدیق اور (۳) تذکار موسیٰ از سید عارف محمود مہجور رضوی شامل ہیں۔ ''تذکار موسیٰ'' کا ایک نسخہ میاں صاحب کی خدمت میں بھی پیش کیا گیا۔ بعد ازاں میاں صاحب نے حاضرین محفل کو نہایت عزت سے الوداع کہا۔ ان کی فیاضی کی مثالیں اہل علم کو نوازتی رہتی ہیں اور یوں یہ علمی و روحانی محفل بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

Marfat.com

شکر کہ جنازہ بہ منزل رسید
زورقِ امید بہ ساحل رسید

نوٹ:

ڈاکٹر محمد مسعود احمد مظہری کے ساتھ یہ آخری مجلس تھی۔ آخری نشست تھی۔ آخری گفتگو تھی اور حلقہ احباب میں آخری زیارت تھی۔

روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

میاں صاحب کے تحائف ڈاکٹر مسعود صاحب کی نذر

04 دسمبر 2007: قبلہ میاں صاحب نے کتاب ''جواہر اسلام از منور حسین فیصل آبادی'' اور تین عدد فروٹ کی پیٹیاں سعید احمد صدیقی صاحب، بابا حیات اور خادم کو دے کر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے گھر ماڈل ٹاؤن بھیج دیا۔ ہم ساڑھے چھ بجے شام ڈاکٹر صاحب کے گھر پہنچ گئے۔ ڈاکٹر صاحب بڑی محبت سے پیش آئے۔ ڈاکٹر صاحب نے حضرت مجدد پاک کی دینی کاوشوں کے بارے میں بڑی تفصیل سے بیان کیا۔ جناب سعید احمد صدیقی صاحب نے ڈاکٹر صاحب کی کاوش ''جہان امام ربانی'' کو بہت سراہا اس کام کو بہت بڑا کارنامہ قرار دیا۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے بڑی عاجزی اور انکساری سے فرمایا یہ سب بزرگوں کا کرم ہے۔ جہان امام ربانی کے بعد اب رضوی حضرات مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہیں کہ میں جہان احمد رضا خان پر بھی کام کروں، لیکن اب صحت اجازت نہیں دیتی، بڑی مشکل سے لاہور آیا ہوں۔ اتنے بڑے کام کو میں منزل تک نہیں پہنچا سکتا، بہر حال رضویوں کا حلقہ بہت وسیع ہے وہ خود بھی یہ کام کر سکتے ہیں، کافی دیر علمی گفتگو کے بعد ڈاکٹر مسعود احمد صاحب سے اجازت لے کر ہم واپس میاں صاحب کے پاس آ گئے۔

کمر درد میں اضافہ

14 دسمبر 2007: میری کمر درد کی تکلیف میں بہت اضافہ ہو گیا تھا اب بغیر سہارے کے چلنا پھرنا دشوار اور باہر نکلنا بھی بند ہو گیا تھا۔

Marfat.com

میاں صاحب کا سعید مجاہد آبادی کی لائبریری کا معائنہ

15 دسمبر 2007: پونے آٹھ بجے آپ مغلپورہ تشریف لائے کاشف کامران کی رہنمائی میں سعید احمد مجاہد آبادی (ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے مرید) کے گھر چلے گئے، تقریباً ایک گھنٹہ رکنے کے بعد آپ کاشف کے ساتھ فتح گڑھ آ گئے۔ کمر میں تکلیف کی وجہ سے اب میں سہارے کے بغیر چل نہیں سکتا تھا، لہٰذا کاشف کے سہارے سے میں گلی کے موڑ پر آ گیا جہاں میاں صاحب تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا سعید مجاہد آبادی کی لائبریری دیکھی ہے کافی اچھی لائبریری بنائی ہے اور علمی تعاون کرنے کا جذبہ بھی رکھتے ہیں۔ کاشف کامران کو گاڑی لینے پر میاں صاحب نے مبارکباد دی اور فرمایا تم مجھے سیر بھی کرایا کرو گے کہ نہیں۔ اس پر کاشف نے کہا حضور یہ گاڑی آپ کی ہی ہے۔ چند ایک ضروری باتیں کرنے کے بعد آپ واپس بیت النور تشریف لے گئے، آج ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب مانچسٹر سے لاہور تشریف لائے، میاں صاحب کی ان سے ملاقات ہوئی اس دوران میری میاں صاحب نے ٹیلی فون پر ڈاکٹر صاحب سے بات بھی کرائی، ڈاکٹر صاحب نے میری طبیعت بارے احوال دریافت کیے اور جلد صحت یابی کی دعا بھی کی۔ اس وقت حاجی شیخ محمد ارشد صاحب (پشاور) بھی میاں صاحب کے پاس ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کے گھر موجود تھے۔

کمر کے اٹھارہ مہرے ٹیڑھے ہو گئے

26 دسمبر 2007 رات ایک بجے بخار کی وجہ سے میرا جسم کانپتا رہا، دو تین رضائیاں اور کمبل لینے کے باوجود سردی بڑھتی چلی جا رہی تھی، دس پندرہ منٹ کے لیے میرا جسم بڑی زور سے کانپا۔ یہاں تک کہ میری چیخیں نکل گئیں۔ پندرہ منٹ بعد میرے جسم کو تھوڑا بہت سکون ہوا، یہ حملہ اتنا شدید تھا مجھے ایسے لگ رہا تھا جیسے میری کوئی ہڈیاں توڑ رہا ہو۔ اب بستر سے اٹھنے کے لیے بھی مجھے سہارے کی ضرورت تھی۔ 28 دسمبر کو رات اڑھائی بجے ایسا ہی حملہ پھر ہوا، کافی دیر میرا جسم کانپتا رہا، اس حملے کے بعد میری کمر کے مہرے اب ٹیڑھے ہو چکے تھے میں اب سیدھا کھڑا نہیں ہو سکتا تھا، میری کمر ٹیڑھی ہو گئی، میرا بستر پر سیدھا لیٹنا ناممکن ہو گیا تھا۔ دوست احباب، رشتہ دار حتیٰ

Marfat.com

کہ میرے علاج کے لیے جو معالج آتے میری حالت دیکھ کر کانوں کو ہاتھ لگاتے اور توبہ توبہ کرتے۔اس تکلیف کی وجہ سے چھ ماہ اٹھارہ دن میں اپنے بستر پر ہی رہا، بڑی مشکل سے بیساکھیوں کے ساتھ چل کر باتھ روم تک جاتا۔ میرے بچپن کا دوست محمد نفیس اکثر مجھے ملنے کے لیے آیا کرتا تھا، میری حالت دیکھ کر بڑا رنجیدہ ہوا، کہیں سے ایمبولنس لایا، میرے گھر سے ہی مجھے سٹریچر پر ڈال کر ایمبولنس میں سوار کر کے ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔ڈاکٹر نے چیک کرنے کے بعد بتایا کہ اس کی کمر کے 18 مہرے ٹیڑھے ہو گئے ہیں، اب تکلیف کی وجہ سے باتھ روم تک جانا مشکل ہو گیا تھا۔ چند روز گزرنے کے بعد میری اچانک آنکھ لگ گئی، خواب میں دیکھتا ہوں:

کہ بڑی صاف ستھری ایک آبادی ہے اس میں کافی گھر ہیں۔گھروں کے درمیان ایک مسجد تھی ایک شخص (میں نے اس کا چہرہ نہیں دیکھا) مسجد کے سپیکر میں اعلان کر رہا ہے اس آبادی کے جتنے لوگ ہیں سب کے سب معروف کی مدد کریں۔اگر کسی نے مدد نہ کی تو اس کی خیر نہیں۔

اس خواب کے بعد ہر دوسرے دن کوئی نہ کوئی معالج میرے گھر میرے علاج کے سلسلہ میں آتا رہا۔ جتنے بھی معالجوں نے میرا علاج کیا انہوں نے میرے گھر آ کر ہی کیا۔

میاں صاحب نے ڈائجسٹ کی تیاری خود کرائی

16 جنوری 2008: آج صبح دس بجے قبلہ میاں صاحب فتح گڑھ تشریف لائے۔ شیراز بھٹی صاحب ہمراہ تھے۔آپ نے فرمایا اس مرتبہ میں خود لاہور رہ کر شیر ربانی ڈائجسٹ تیار کرواؤں گا۔ روزنامہ شیر ربانی کی ڈمی چیک کرنے کے بعد واپس تشریف لے گئے اور میں عمر فاروق کے ساتھ گلی کی نکڑ سے آہستہ آہستہ واپس گھر آ گیا۔

میاں صاحب کی سرگودھا اور چکوال روانگی

24 جنوری 2008: ایک ہفتہ کے لیے آپ سرگودھا اور چکوال گئے، پھر واپس آ کر بیت النور میں اپنی نگرانی میں شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کرواتے رہے۔اس تیاری میں پروفیسر علیم تفضّل، شیراز بھٹی اور رفیق شاہد آپ کے معاون رہے۔ جمعہ کے روز شرقپور شریف چلے جاتے

Marfat.com

باقی دن آپ بیت النور میں ہی گزارتے۔ اکثر آپ اس ناچیز سے ملاقات کے لیے فتح گڑھ تشریف لاتے رہتے۔

میاں صاحب نفیس کے پٹرول پمپ پر گئے

31 جنوری 2008: عصر کی نماز کے بعد غلام رسول صاحب کی گاڑی پر فتح گڑھ تشریف لائے عابد علی ناظم اور رفیق شاہد ہمراہ تھے۔ میری طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے آپ اس مرتبہ شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری اپنی زیر نگرانی کروا رہے تھے۔ یہاں آپ کو ملنے کافی حضرات تشریف لائے، میاں محمد نفیس (تاجپورہ) نے اس وقت قبلہ میاں صاحب کو اپنے پٹرول پمپ پر آنے کی دعوت دی۔ آپ نے نفیس سے پوچھا تمھارا پمپ کدھر ہے نفیس نے بتایا آپ کے راستے میں ہی آئے گا۔ آپ تھوڑی دیر بعد نفیس کے ہمراہ پٹرول پمپ پر تشریف لے گئے۔ میاں صاحب تقریباً آدھا گھنٹہ ادھر ٹھہرے۔ نفیس احمد نے میاں صاحب کی خدمت میں چائے بسکٹ پیش کیے۔ دعاء کرنے کے بعد آپ واپس بیت النور تشریف لے گئے۔

''حضرت مجدد اور اقبال'' کی تقریب رونمائی میں شرکت

05 مارچ 2008: ایک روز قبل سعید مجاہد آبادی نے بذریعہ فون اطلاع دی کہ جامع مسجد فتح پوری انڈیا کے خطیب مفتی مکرم صاحب کے بھائی مفتی معظم صاحب کراچی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ 02 مارچ کو کراچی میں ''باقیات امام ربانی'' کے سلسلہ میں ایک سیمینار منعقد ہوا۔ اس میں انہوں نے شرکت فرمائی۔ 05 مارچ کو لاہور تشریف لائے ان کی خواہش تھی کہ وہ شرقپور شریف میں قبلہ میاں صاحب سے ملاقات کریں۔ اس سلسلہ میں انہوں نے سعید مجاہد آبادی صاحب کی معرفت ملاقات کا پروگرام بنایا، میاں صاحب اس وقت ڈاکٹر ظہور احمد اظہر صاحب کی کتاب ''حضرت مجدد اور اقبال'' کی تقریب رونمائی کے سلسلہ میں فیصل آباد میاں محمد حنیف صاحب (کسان گھی والے) کی یونیورسٹی میں تشریف فرما تھے۔ میاں حنیف صاحب کی عدم توجہ کے باعث میاں صاحب زیادہ دیر اس تقریب میں نہ ٹھہرے اور جلد لاہور واپس آگئے۔ بلکہ تقریب سے قبل ہی لاہور کے لیے روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

میاں صاحب کی مفتی معظم صاحب سے ملاقات

06 مارچ کو شرقپور شریف میں حضرت مجدد الف ثانی کا عرس پاک تھا۔ اس سلسلہ میں آپ نے لاہور میں ہی پروگرام بنایا، لہٰذا آپ فیصل آباد سے 05 مارچ کو سہ پہر تین بجے لاہور بیت النور آ گئے۔ میاں صاحب نے مفتی معظم صاحب سے رابطہ کرنے کو فرمایا۔ ڈاکٹر شیر محمد صاحب کی معرفت مفتی صاحب سے رابطہ ہوا اور صبح سات بجے کا لاہور ڈاکٹر شیر محمد صاحب کے گھر ملاقات کا وقت مقرر ہوا، اگلے روز قبلہ میاں صاحب پروفیسر علیم تفضل، سعید احمد صدیقی اور شیراز فیض بھٹی صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر شیر محمد صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ ملاقات میں مفتی معظم صاحب نے مفتی مکرم کا دیا ہوا ایک خط میاں صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ اس مکتوب کا ذکر مجھ سے میاں صاحب نے ٹیلی فون پر کیا۔ اس مکتوب میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کی طرف سے صوفی سرور صاحب کو معافی کی درخواست کی گئی تھی۔

ایک اچھی شرارت

07 مارچ 2008: قبلہ میاں صاحب نے مفتی معظم صاحب سے دوبارہ ملاقات کا پروگرام بنانے کا حکم دیا، اس سلسلہ میں جناب جاوید اقبال مظہری صاحب سے رابطہ کیا تو مفتی معظم صاحب ان کے پاس ڈاکٹر شیر محمد صاحب کے گھر پر ہی موجود تھے لہٰذا 08 مارچ صبح دس بجے ڈاکٹر شیر محمد صاحب کے گھر میاں صاحب کی ملاقات کا پروگرام طے پایا۔ میاں صاحب کو اس پروگرام کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے مفتی معظم صاحب کے ہاتھ ایک خط بھیجا ہے۔ اس میں صوفی سرور کو معاف کرنے کے بارے میں کہا ہے، آپ اس سلسلہ میں مفتی معظم صاحب سے دوبارہ ملاقات کرنا چاہتے تھے، کچھ دیر بعد جناب جاوید اقبال مظہری صاحب سے رابطہ ہوا تو انہوں نے بھی اس بات کی تائید کی کہ صوفی سرور صاحب کی معافی کی تحریک جناب ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے چلائی ہے اور ہم سب کی بھی یہی خواہش ہے۔ کیا یہ بات آپ (معروف احمد) پر گراں تو نہیں گزرے گی۔ میں نے عرض کیا مظہری صاحب میرے خیال میں صوفی سرور اگر خود بھی میاں صاحب کے پاس آ جاتا اور معافی کا طلب گار ہوتا تو میاں

Marfat.com

صاحب نے پھر بھی اس کو معاف کر دینا تھا۔صوفی سرور ہمارا پیر بھائی ہے اس کا دوبارہ آستانے پر آنا بڑی خوش آئند بات ہے۔ میں نے مشورہ دیا 08 مارچ بروز ہفتہ میاں صاحب کی مفتی معظم صاحب سے ڈاکٹر شیر محمد صاحب سے موہنی روڈ پر ملاقات ہے اگر آپ صوفی سرور صاحب کو ادھر بلا لیں شرط یہ ہے اس بات کو فی الوقت راز میں رکھیں اور آپ مفتی صاحب کے سامنے صوفی سرور صاحب کو معافی دلوادیں۔جاوید اقبال مظہری صاحب نے کہا تمہاری یہ شرارت بہت اچھی شرارت ہے اور یہ بات دونوں کے درمیان راز میں رکھنے کے متعلق اتفاق ہوا۔لہٰذا بذریعہ فون پروگرام کو حتمی شکل دینے کی تیاری شروع کر دی گئی۔

صوفی سرور کو معافی مل گئی

08 مارچ 2008: میاں صاحب مفتی معظم صاحب سے ملاقات کے لیے دس بجے ڈاکٹر شیر محمد صاحب کے گھر پہنچ گئے۔علامہ اقبال احمد فاروقی، پروفیسر اقبال مجددی، محمد عالم مختار حق، پروفیسر علیم تفضل، سعید احمد صدیقی، ماسٹر احمد علی شرقپوری، بابا نذیر احمد (تاجپورہ)، شیراز فیض بھٹی (ایڈووکیٹ) اور رفیق شاہد میاں صاحب کے ہمراہ تھے۔میاں صاحب اپنے ساتھ ناشتے کا انتظام لے کر گئے تھے جس کا انتظام حاجی اسلم صاحب (اعظم مارکیٹ) نے کیا تھا۔مفتی معظم صاحب کے ساتھ، ڈاکٹر شیر محمد، جاوید اقبال مظہری، شاہد مسعودی، سعید مجاہد آبادی، صوفی غلام سرور اور دیگر مقامی حضرات تھے۔ناشتہ کے بعد جاوید اقبال مظہری صاحب نے صوفی سرور صاحب کو میاں صاحب کے سامنے پیش کیا، صوفی صاحب میاں صاحب سے معافی کے طلبگار ہوئے، بہرحال میاں صاحب نے معاف فرما دیا۔اس واقعہ کی تفصیل شام کو میاں صاحب سے بذریعہ ٹیلی فون ملی۔میاں صاحب نے مجھے صوفی سرور صاحب سے رابطہ کرنے کو فرمایا۔میں نے صوفی سرور صاحب کو فون پر میاں صاحب کا پیغام دیا کہ وہ شرقپور شریف میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں اور مزید پوچھا کہ وہ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے نمائندہ بن کر آنا چاہتے ہیں یا شرقپور شریف کا خادم، میں نے صوفی سرور صاحب کو میاں صاحب کا پیغام دیا تو صوفی سرور نے جواب دیا کہ میں شرقپور شریف کا خادم بن کر ہی میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔مگر چند دن بعد صوفی سرور صاحب کا میاں صاحب سے رابطہ کم ہو گیا تھا۔

Marfat.com

میاں صاحب کے حکم پر محمود سعید کی سماع ہال روانگی

09 مارچ 2008: سہ پہر تین بجے قبلہ میاں صاحب کا فون آیا کہ شیراز بھٹی مصروف ہے اس لیے وہ آنہیں سکا لہٰذا باقیات امام ربانی کی تقریب رونمائی میں کسی کو بھیجو تا کہ وہ مفتی مکرم صاحب کے بھائی مفتی معظم کا ایڈریس (انڈیا) لے سکے۔ میں نے محمود سعید (فتح گڑھ) کو ایک عدد ٹیپ ریکارڈر، پچاس عدد کا پیاں سہ ماہی شیر ربانی ڈائجسٹ اور ارشادات شیر ربانی کی بھی اتنی ہی تعداد میں کا پیاں دے کر داتا صاحب کے سماع ہال بھیج دیا۔ محمود سعید نے شیر ربانی ڈائجسٹ اور ارشادات شیر ربانی محفل میں تقسیم کیے محفل کی ریکارڈنگ کی۔ مفتی معظم کا ایڈریس اور باقیات امام ربانی کی تقریب میں تقسیم ہونے والی کتب لے کر رات ساڑھے آٹھ بجے فتح گڑھ آ گیا، مفتی معظم صاحب کا ایڈریس یہ تھا:

مفتی محمد معظم احمد صاحب، نائب خطیب شاہی جامع مسجد فتح پوری، دہلی، کمرہ نمبر 37، چاندنی چوک، دہلی، انڈیا، پوسٹ کوڈ: 110006۔

جو کتابیں باقیات امام ربانی کی تقریب رونمائی میں تقسیم ہوئیں ان کی تفصیل اس طرح سے ہے:

۱۔ تعارف جہان امام ربانی از علامہ محمد رضوان احمد خان نقشبندی

۲۔ مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم بنام اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ از مولانا جاوید اقبال مظہری مجددی

۳۔ دربار رسالت مآب ﷺ میں حضرت مجدد الف ثانی کی مقبولیت مقالہ برائے امام ربانی کانفرنس مورخہ 2 اپریل 2004ء بروز جمعۃ المبارک از جاوید اقبال مظہری

۴۔ سراپائے امام ربانی از جاوید اقبال مظہری

۵۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ سے سلاطین کی ارادت و عقیدت (ہندوستان، افغانستان، ترکی) از صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد

۶۔ خطبہ صدارت محفل تشکر بسلسلہ اجراء جہان امام ربانی مجدد الف ثانی 10 اپریل 2005ء رنگون والا کمیونٹی ہال کراچی سندھ از ڈاکٹر مفتی محمد مکرم احمد نقشبندی خطیب جامع مسجد فتح پور انڈیا۔

۷۔ آئینہ فاروق اعظم (امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ) محفل تشکر مورخہ 11 مارچ 2007ء

Marfat.com

بروز اتوار از جاوید اقبال مظہری۔

۸۔تعارف جہان امام ربانی، بتقریب محفل اظہار تشکر بسلسلہ تکمیل واجراء جہان امام ربانی حضرت مجدد الف ثانیؒ 11 مارچ 2007ء پی، ای، سی، ایچ سوسائٹی کمیونٹی ہال کراچی سندھ از علامہ محمد رضوان احمد خان نقشبندی

مفتی معظم صاحب کا ایڈریس اوران مندرجہ بالا کتابوں کا سیٹ قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حکیم محمد موسیٰ صاحب کی پانچویں جلد کا مسودہ تیار

10 مارچ 2008: پروفیسر خالد بشیر صاحب (گجرات) اور شیراز فیض بھٹی صاحب فتح گڑھ تشریف لائے۔ کافی دیر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری میں مصروف رہے۔رات پروفیسر صاحب نے میرے گھر پر ہی قیام کیا اور بھٹی صاحب کسی کام سے واپس چلے گئے۔آج جناب سید جمیل احمد رضوی صاحب نے ٹیلی فون پر بتایا کہ حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کی فہرست ذخیرۂ کتب کی پانچویں جلد کا مسودہ تیار ہو گیا ہے اور پنجاب یونیورسٹی نے اس کی چھپائی کی اجازت بھی دے دی ہے۔اب اس کو جلد از جلد کمپوز کرانے کی ضرورت ہے، استاد محترم سید جمیل احمد رضوی صاحب کی خواہش کے مطابق میں نے اس کی کمپوزنگ کا ذمہ لے لیا، شاہ صاحب کے مشورے سے مکتبہ علم وعرفان کے لیٹر پیڈ پر کمپوزنگ، پروفنگ اور پیسٹنگ کی کوٹیشن بنا کر پنجاب یونیورسٹی کو ارسال کر دی۔اس کتاب کے پہلے 30 عدد صفحات امام علی کی معرفت محترم شاہ صاحب سے منگوا کر عمر فاروق (دو گیج ٹاؤن) کو کمپوزنگ کے لیے دے دیے۔

بم دھماکے اور میاں صاحب کی لاہور آمد

11 مارچ 2008: آج اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے عرس مبارک کا آخری دن تھا۔ظہر کی نماز کے بعد دعا ہوئی شام کے بعد قبلہ میاں صاحب کا فون آیا آپ نے فرمایا صوفی سرور آیا تھا میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ تم ڈاکٹر مسعود صاحب کے منظور نظر ہو لہٰذا شرقپور شریف آنے سے پہلے تم اطلاع کیا کرو تا کہ اس کے مطابق انتظام کیا جائے۔اس

Marfat.com

کے بعد صبح میاں صاحب نے لاہور آنے کا بھی فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ آج ایف آئی اے کی بلڈنگ ریگل چوک، لاہور اور ماڈل ٹاؤن میں بم دھماکے ہوئے ہیں۔ اس کے نتیجہ میں درجنوں افراد ہلاک وزخمی ہوئے ہیں جس کی وجہ سے مختلف جگہوں پر ریلیاں نکالی جارہی ہیں بہتر ہے آپ ایک دوروز لاہور تشریف نہ لائیں۔

بشیر احمد صدیقی صاحب کو ڈاکٹر مسعود کا خط لندن فیکس

16 مارچ 2008 آج آپ سوا پانچ بجے شام روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے۔ اشفاق پٹواری، عابد علی اور ناظم میاں صاحب کے ہمراہ تھے۔ اشفاق پٹواری میاں صاحب کی گاڑی چلا رہا تھا۔ لال پل کے قریب شیعہ حضرات نے جلوس نکالا ہوا تھا اس وجہ سے میاں صاحب راستہ بدل کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر پہنچے۔ دفتر میں اس وقت عاصم لطیف، عامر لطیف، محمد حنیف (بھائی محمد رفیق شاہد) محمود سعید اور محمد نذیر موجود تھے۔ میاں صاحب نے صوفی سرور صاحب کے حوالے سے ڈاکٹر مسعود صاحب کا ایک خط مجھے دیا۔ آپ نے اس خط کو چھاپنے کے بارے میں فرمایا، میں نے خط دیکھ کر عرض کیا اس کو پہلے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی اور قاضی ظہور احمد اختر صاحب کو دکھالیں۔ آپ نے میری بات کی تائید کرتے ہوئے فرمایا اس خط کو مانچسٹر ڈاکٹر صاحب کو فیکس کر دو۔ اگلے روز اس خط کو ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کی خدمت میں فیکس کر دیا۔ میاں صاحب سے روزنامہ شیر ربانی کے حوالے سے دعا کی درخواست کی، آپ نے پوچھا اخبار کی ترسیل کا بندوبست کیا ہے۔ میں نے عرض کیا لاہور میں ایک ایجنٹ مقرر کر رہے ہیں جس کی بدولت ہاکر لاہور کے سٹالوں پر اخبار پہنچائیں گے، اور لاہور سے باہر ایجنٹ درکار ہیں۔ آپ نے فرمایا بعض ایجنٹ حضرات اخبار مالکان کو ایڈوانس رقم بھی دیتے ہیں میں نے اس سلسلہ میں دعاء کی درخواست کی، بہرحال روزنامہ شیر ربانی کا پروجیکٹ آپ کی دعاؤں سے پایہ تکمیل تک پہنچ رہا تھا۔

میاں صاحب نے مضامین منور حسین صاحب کو پہنچائے

19 مارچ 2008: دو دن قبل آپ سرگودھا اور خوشاب چلے گئے تھے آج واپس لاہور

Marfat.com

بیت النور آ گئے شیراز بھٹی سے ملاقات کرنے کے بعد روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گئے۔ شیر ربانی ڈائجسٹ کے متعلق پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ مضامین تیار ہیں بس تھوڑی دیر تک پروفیسر منور حسین صاحب کے پاس دے آؤں گا۔ مگر میاں صاحب شیر ربانی ڈائجسٹ کے متعلق تیار شدہ مضمون خود پروفیسر منور حسین صاحب کے پاس لے کر چلے گئے۔ اگلے روز آپ عصر کی نماز کے بعد روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے، غلام رسول (بیت النور ہوٹل) اور عابد علی ہمراہ تھے۔ آپ نے صوفی سرور صاحب کے حوالے سے ایک اور مضمون ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کو فیکس کرنے کے بارے میں فرمایا۔ کافی لوگ آپ سے ملاقات کرنے کے لیے شیر ربانی دفتر آ جاتے۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ واپس بیت النور تشریف لے گئے، ہفتہ میں دو تین مرتبہ آپ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر ضرور تشریف لاتے۔

شیخ محمد گل صاحب کی میاں صاحب سے ملاقات

26 مارچ 2008: آج رات دس بجے پیر حضرت شیخ گل صاحب اپنے صاحبزادہ صاحب (جو حالیہ سینیٹر بنے تھے) کے ہمراہ میاں صاحب سے ملاقات کے لیے بیت النور تشریف لائے۔ اس ملاقات میں حاجی شیخ محمد ارشد صاحب (پشاور) نے اہم کردار ادا کیا۔ اس ملاقات میں شیخ گل صاحب نے اہل سنت و جماعت کے حوالے سے مزید کام کرنے کے متعلق فرمایا۔ انہوں نے میاں صاحب سے کہا اس ضمن میں جو ڈیوٹی ہمارے ذمہ لگائیں گے ہم ان شاء اللہ اس کو بڑے احسن طریقے سے انجام دیں گے۔ اس ملاقات میں میاں صاحب کے ساتھ حاجی شیخ محمد ارشد صاحب، پروفیسر علیم تفضل صاحب، شیراز فیض بھٹی صاحب، عطاء اللہ اور عابد علی تھے۔

کرول باغ کا مزار اور انگریز حکومت

14 جون 2008: آج چھ بجے کے قریب آپ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گئے، دفتر کے سامنے پارک میں ہی شامیانے کے نیچے نماز عصر ادا کی۔ کافی لوگوں نے آپ کے ساتھ نماز عصر ادا کی۔ آپ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آنے سے قبل ٹیلی فون پر اطلاع کر دیتے، روزنامہ شیر ربانی کا دفتر بیسمنٹ میں تھا اور آپ کے لیے نیچے آنا مشکل ہوتا اس لیے بابا نذیر احمد

Marfat.com

(تاجپورہ)، بابا امانت علی نقشبندی، بابا نیامت علی نقشبندی، محمد طارق نقشبندی، محمد جاوید نقشبندی، حافظ محمد شہباز نقشبندی، صوفی محمد اشفاق نقشبندی اور عمر فاروق (چونگی دو گیج) باہر پارک میں ہی فوری طور سے شامیانہ لگا دیتے۔ گرمی اور سردی کے موسم میں بھی آپ شامیانے کے سایے تلے ضرور بیٹھتے، کچھ عرصہ بعد گراؤنڈ فلور پر آپ کے لیے ایک دفتر وقف کر دیا گیا۔ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر سے فارغ ہو کر آپ پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ ڈائجسٹ کی تیاری کے دوران پروفیسر صاحب نے ایک واقعہ سنایا کہ میں پاکستان بننے سے قبل کرول باغ، دہلی، انڈیا گیا وہاں چوک میں ایک دربار تھا۔ انگریزوں نے اس دربار شریف کو گرانے کی بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ دربار شریف آج بھی اس چوک میں موجود ہے۔

میاں صاحب کی صاحبزادہ مسرور صاحب سے تعزیت

28 جون 2008: چند دن قبل ڈاکٹر مسعود صاحب اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے تھے، ان کی یاد میں 29 جون کو سماع ہال داتا دربار لاہور میں بسلسلہ چہلم (مسعود ملت کانفرنس) ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا تھا۔ اس سلسلہ میں صاحبزادہ مسرور احمد صاحب کراچی سے لاہور تشریف لائے تھے۔ 29 جون کی صبح میاں صاحب ان سے تعزیت کے لیے ڈاکٹر شیر محمد صاحب کے گھر (موہنی روڑ) تشریف لے گئے۔ آپ نے صاحبزادہ ابو مسرور صاحب سے ان کے والد گرامی کی رحلت پر تعزیت فرمائی، صاحبزادہ صاحب کے پاس کچھ دیر رکنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف چلے گئے۔

میاں صاحب کی صاحبزادہ مسرور صاحب سے ملاقات

30 جون 2008: اس روز قبلہ میاں صاحب نے صاحبزادہ محمد مسرور صاحب سے دوبارہ ملاقات کی اس ملاقات میں لاہور سے محمد یسین، محمد یونس، محمد الیاس، شیراز بھٹی، پروفیسر علیم تفضل اور کراچی سے محمد شعیب، سید محمد منصور، محمد علی سومرو، ڈاکٹر شیر محمد، جاوید اقبال مظہری، محمود علی صاحب نے شرکت کی، ڈاکٹر مسعود ملت کی علمی کاوشوں پر کافی دیر علمی گفتگو کے بعد مجلس برخاست ہو گئی۔

Marfat.com

مصافحہ نہ کرنے والے بھی فیض حاصل کرتے ہیں

12 جولائی 2008: آج آپ شام پونے سات بجے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے۔ کافی لوگ آپ کی زیارت کو آئے ہوئے تھے۔ بعض لوگ آپ سے مصافحہ کرنے کی کوشش کرتے مگر آپ ان کو منع فرما دیتے۔ آپ نے فرمایا سلسلہ نقشبندیہ کے بڑے پائے کے بزرگ حضرت شیخ ابوالحسن فاروقی سرہندی کسی بھی شخص سے مصافحہ نہ کرتے تھے تو کیا ان کے ملنے والوں کو فیض نہیں ہوتا تھا۔ یہاں بھی کئی لوگ بڑی محبت سے ملتے ہیں ہاتھ چھوڑتے ہی نہیں۔ میاں صاحب کافی دیر ٹھہرنے کے بعد اپنے ٹیسٹ کرانے زینت لیبارٹری چلے گئے۔

جمیل اطہر کی میاں صاحب کو صوفی سرور کے لیے سفارش

24 جولائی 2008: آج آپ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر صبح گیارہ بجے تشریف لائے بابا ظفر (باورچی) اور ایک مدرسے کا طالب علم آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے مجھے فرمایا جمیل اطہر صاحب (چیف ایڈیٹر روزنامہ جرات، تجارت) نے سرور کے حوالے سے سفارش کی ہے اور وہ اس سلسلہ میں ملنا چاہتا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ اپنے طور سے ملاقات کرانا چاہتے ہیں یا سرور کے کہنے پر۔ انہوں نے جواب دیا نہیں میں اپنے طور سے کوشش کر رہا ہوں اس پر میں (میاں صاحب) نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ قاری مشتاق صاحب نے بھی سرور صاحب کے حوالے سے قبلہ میاں صاحب کو ایک خط لکھا تھا اس وجہ سے بھی میاں صاحب پریشان تھے۔

واپڈا کی ہٹ دھرمی اور میاں صاحب کی نظر فیض

میں نے میاں صاحب سے عرض کیا حضور واپڈا والے تنگ کر رہے ہیں میرا واپڈا کا میٹر آیا ہوا ہے اور میں جس لائن پر ان سے کہتا ہوں وہ لگانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ آپ نے دعاء فرمائی، ڈاکٹر محمد مصطفےٰ ساجد (دو گیج ٹاؤن) کی معرفت کئی مرتبہ وحید گل صاحب (کوآرڈینیٹر پبلک آفیر وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف) کی سفارش کرائی، وقتی طور پر ایس ڈی او اور

Marfat.com

ایکسیئن حضرات وحید گل صاحب کو کہہ دیتے جناب کام ہو جائے گا مگر بعد میں انکار کر دیتے۔ اس وجہ سے کافی ہفتوں سے یہ معاملہ التواء کا شکار تھا۔ میاں صاحب سے دعاء کرانے کے دو روز بعد واپڈا کا ایک ٹرک روزنامہ شیر ربانی کے دفتر کے سامنے آ کر رکا اور ٹرک سے بجلی کے پول اتار کر سڑک کے کنارے لگانے شروع کر دیے۔ ڈاکٹر محمد مصطفےٰ صاحب نے ان کے افسر سے کہا جناب کیا ہمارے میٹر کی تار بھی لگا دیں گے انہوں نے کہا یہ کونسی بات ہے ہم پول لگا لیں اس کے بعد آپ کے میٹر کو تار بھی لگا دیں گے۔ کیا آپ کے پاس بجلی کی تار موجود ہے؟ اس افسر نے سوال کیا، ڈاکٹر نے کہا جی ہمارے پاس دو سو میٹر تار موجود ہے۔ پول لگاتے ان کو تقریباً تین گھنٹے لگ گئے اس دوران ان کے لیے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر کھانے کا بندوبست کیا گیا، کھانا کھانے کے دوران وہ افسر کہنے لگا یہ اخبار شرقپور شریف والوں کا ہے۔ ڈاکٹر نے کہا جی ہاں، تھوڑی دیر سوچنے کے بعد وہ افسر کہنے لگا اگر میں بجلی کی سلور تاریں آپ کے دفتر کے سامنے والے پول پر ہی لگا دوں اس طرح سے آپ کی تار بھی بچ جائے گی اور کرنٹ بھی پورا آئے گا، ڈاکٹر صاحب نے پوچھا اس پر خرچہ کتنا آئے گا افسر نے جواب دیا میرے پاس تار بچ گئی ہے لہذا جنہوں نے تار ڈالنی ہے ان کی خدمت کر دیں یہی کافی ہے۔ جو کام ہفتوں میں نہیں ہو رہا تھا وہ کام میاں صاحب کی دعاؤں سے چند گھنٹوں میں ہو گیا حالانکہ روزنامہ شیر ربانی دفتر سے کچھ ہی فاصلے پر واپڈا کا دفتر تھا۔ اس دفتر والے بڑے حیران ہیں کہ یہ مین سپلائی کس نے ڈالی اور میٹر کا کنکشن کس طرح سے ہو گیا۔

الحمراء ہال میں مجدد الف ثانیؒ کانفرنس

10 دسمبر 2008ء: الحمراء ہال میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمتہ اللہ علیہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت اور سرپرستی حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف نے کی۔ تقریب کے مہمانان خصوصی حافظ القاری حضرت میاں محمد ابوبکر سجادہ نشین آستانہ عالیہ شرقپور شریف، صاحبزادہ میاں ولید احمد شرقپوری نقشبندی مجددی آستانہ عالیہ شرقپور شریف، حضرت سید میر طیب علی شاہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرماں والا شریف جیسی جلیل القدر ہستیاں تھیں۔ کانفرنس کی نقابت ڈاکٹر عطاء المصطفےٰ راٹھور نے کی۔ خصوصی خطاب ڈاکٹر اشرف آصف

Marfat.com

جلالی نے کیا۔ محفل کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت سے کیا گیا۔ تلاوت قرآن پاک کا شرف زینت القراء قاری سید مدثر حسین شاہ کو حاصل ہوا۔ اس کے بعد ہدیہ نعت پیش کیا اور تمام مقررین نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی" کی حیات طیبہ پر روشنی ڈالی۔ مہمانان خصوصی میں سے سب سے پہلے الحافظ القاری حضرت میاں محمد ابو بکر شرقپوری نے حیات حضرت مجدد الف ثانی" پر خطاب کیا۔ جناب اشرف آصف جلالی نے اپنے خصوصی خطاب میں حضرت مجدد الف ثانی" کی دین اسلام کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے کہ وہ برائی کے مقابلے میں اچھائی کو بھی پیدا فرماتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے نمرود کو پیدا کیا تو حضرت ابراہیمؑ کو پیدا کیا اور فرعون کے مقابلے میں حضرت موسیٰؑ کو پیدا فرمایا۔ ابو جہل کے مقابلہ میں حضرت محمد ﷺ کو پیدا فرمایا جو لوگ اللہ کے بندوں کے ساتھ لگ جاتے ہیں۔ وہ خود بخود نیک ہو جاتے ہیں۔ پہلے وقتوں میں ایک وقت میں کئی کئی نبی موجود ہوتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ تمام جہانوں کیلئے رحمت بن کر آئے۔ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے وارث ہیں۔ کیونکہ تبلیغ کا سلسلہ آپ ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، ان کے بعد اولیاء کرام نے تبلیغ کی اور اولیائے کرام کی وجہ سے زندہ ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی" نے دنیا کی تجدید کی۔ انہوں نے تبلیغ کے علاوہ لوگوں کی تربیت بھی کی۔ کیونکہ اولیائے کرام لوگوں کی روحانی تربیت بھی کرتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی" نے دونوں فریضے سرانجام دیئے۔ یعنی تبلیغ بھی کی اور روحانی تربیت بھی کی۔ جب اکبر نے دین الٰہی بنایا تو اس نام نہاد دین الٰہی کے بت کو توڑنے کے لیے ایک مجاہد کی ضرورت تھی۔ وہ حضرت مجدد الف ثانی" کی ذات تھی جس نے اکبر کے نظریات کو بدل ڈالا۔ دین اکبر کو پارہ پارہ کیا۔ حضرت مجدد الف ثانی" نے وہ کام سرانجام دیا جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے کیا۔ اگر آج اسلام زندہ ہے تو وہ حضرت مجدد الف ثانی" کی مرہون منت ہے۔ آپ نے آفتی دور میں خلفائے راشدین کے زمانہ کو زندہ کر دیا۔ آپ نے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی طرح قید خانے میں بھی دین کی خدمت کی۔ انہوں نے جیل کے اندر اسلام کی تبلیغ کی اور حضرت مجدد الف ثانی نے بھی جیل میں ہزاروں کافروں کو مسلمان کیا۔ اللہ تعالےٰ ہمیں حضور مجدد الف ثانی" کے افکار پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نقیب محفل ڈاکٹر جمیل راٹھور نے کہا کہ میں صرف بابا جی سرکار پیر سید میر طیب علی شاہ

Marfat.com

بخاری کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ شیخ احمد فاروقی سرہندی حضرت مجدد الف ثانی ؒ نے دربار اکبر کے اندر اپنا سر نہیں جھکایا۔ اگرچہ آپ نے بے پناہ صعوبتیں برداشت کیں، لیکن بالآخر آپ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔ حضرت مجدد الف ثانی ؒ نے نعرہ حق بلند کیا اور دین اسلام کی خدمت کی۔ مجدد الف ثانی یہ وہی عظیم شخصیت ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے سینکڑوں برس پہلے فرما دیا تھا کہ میری امت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو میرے دین کی تجدید کرے گا۔ حضرت باقی باللہ جو آپ کے پیر و مرشد ہیں ان کے وسیلے سے مجدد الف ثانی نے دینی الٰہی کی مخالفت کر کے اس کو پارہ پارہ کر دیا۔ آپ حضرت باقی باللہ کے آستانہ پر اڑھائی سال رہے۔ بعض ملاقاتوں کے بعد حضرت باقی باللہ نے آپ کو وہ سب کچھ عطا کر دیا جو ان کے پاس تھا۔ جب مجدد الف ثانی ؒ کی تربیت مکمل ہوئی تو آپ گوشہ نشین ہو گئے۔ حضرت باقی باللہ کا جب وصال ہوا تو حضرت مجدد الف ثانیؒ اس وقت لاہور میں تھے۔ اکبر بادشاہ ان پڑھ تھا اکبر بادشاہ کے لیے تعلیم کی کوشش کی گئی مگر وہ پڑھ نہ سکا۔ اکبر بادشاہ چاہتا تھا کہ سب مذاہب کے لوگ اکٹھے ہو جائیں اکبر بادشاہ نے ایک عمارت تعمیر کروائی اور علما کو اکٹھا کیا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ایک مذہب تیار کریں جو سب کے لئے قابل قبول ہو مگر وہ نشستوں پر بیٹھنے کے لیے آپس میں لڑنے لگے تو اکبر ان علماء کے رویے سے بیزار ہو گیا تو اس نے اپنے ایک عالم شیخ ناگوری سے کہا کہ ان علماء سے ہمیں نجات دلوائیں۔ اس نے کہا علوم شرعی میں اگر کسی میں اختلاف پایا جائے تو بادشاہ اس فتنہ کو دور کرے۔ اکبر امام عادل بن گیا اور اس نے تمام ادیان کی پیروی شروع کر دی اور اس نے تمام ادیان کو اکٹھا کر کے ایک دین بنایا۔ وہ کتے اور خنزیر کی روز زیارت کرتا تھا شراب پینا جائز قرار دیا داڑھی کو کٹوانا، عورتوں کو بے پردہ بازار میں نکلوایا گیا۔ آخر کار اکبر کا سیاہ دور ختم ہوا اور اس کا بیٹا جہانگیر تخت نشین ہوا اور اس نے اکبر کے دین الٰہی کو جاری رکھا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ اس کی فوج کے بڑے افسر حضرت مجدد الف ثانی کے مرید ہو رہے ہیں تو علمائے سوء نے آپ کی مخالفت شروع کر دی۔ جہانگیر نے مجدد الف ثانی کو اپنے دربار میں سجدہ کرنے کے لیے بلایا تو حضرت مجدد الف ثانی نے سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اس پر علماء سو نے آپ کو قائل کرنے کی کوشش کی کہ بادشاہ وقت کو سجدہ کرنا جائز ہے، مگر آپ نے ان تمام نام نہاد مولویوں کے دلائل رد کر دیے اور سجدہ نہ کرنے پر آپ کو قلعہ گوالیار میں بند کر دیا گیا لیکن ایک سال کے بعد جہانگیر آپ کو آزاد کرنے پر

Marfat.com

مجبور ہو گیا۔ آپ نے قلعہ کے اندر سینکڑوں قیدیوں کو مسلمان کیا۔ جہانگیر نے حضرت مجدد الف ثانی کے ساتھ قلعہ کے اندر نماز پڑھی اور قلعہ کے اندر ایک عالی شان مسجد تیار کروائی۔ سوا تین سال تک آپ جہانگیر کے لشکر کے ساتھ رہے۔ اس کے بعد آپ سرہند واپس تشریف لائے 1034 ہجری میں آپ نے وفات پائی۔

جناب محمد منشاء تابش قصوری صاحب نے بھی حضرت مجدد الف ثانی ؒ کی حیات پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے افکار کو دہرایا۔ اور حاضرین کو مجدد پاک کے مقام کے بارے میں بتایا کہ اگر مجدد پاک نہ ہوتے تو دین اسلام پر کوئی بھی صحیح گامزن نہ ہوتا اور آج ہم مسلمان بھی نہ ہوتے۔ انہوں نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص فرماتا ہے اور خواص میں حضرت مجدد الف ثانی بھی ہیں ہم اس طرح محسوس کریں کہ وہ آج بھی ہمارے درمیان موجود ہیں اور ہمیں سن رہے ہیں۔ مجدد الف ثانی کا نام پوری دنیا میں ہے۔ میاں جمیل صاحب نے یوم مجدد الف ثانی کو منانے کی تحریک کا آغاز کیا الحمدللہ اب پورے پاکستان میں یوم مجدد الف ثانی زور شور سے منایا جاتا ہے بلکہ میاں صاحب مدینہ شریف میں بھی حضرت مجدد الف ثانی ؒ کا دن مناتے رہے۔

ان کے بعد نعت خواں تنویر خان صاحب نعت شریف اور عارفانہ کلام حضرت بابا فرید الدین گنج شکر پیش کیا۔

ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی ؒ کی شخصیت دنیائے اسلام میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے برصغیر (پاک و ہند) میں تجدید اسلام کا عظیم کارنامہ سرانجام فرمایا جس کا اعتراف کرتے ہوئے حضرت مجدد الف ثانی ؒ کے عہد مبارک میں سیالکوٹ کے ایک جلیل القدر عالم ملا عبدالحکیم سیالکوٹی ؒ نے حضرت مجدد الف ثانی ؒ کے نام ایک مکتوب میں آپ کو مجدد الف ثانی ؒ کے لقب سے نوازا، پھر یہی لقب عوام و خواص میں اس قدر عام ہو گیا کہ آپ کے اصل نام نامی پر غالب آ گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی ؒ کے زمانہ میں تصوف اور صوفیانہ نظریات کو بعض لوگوں کی طرف سے غلط انداز سے پیش کیا گیا تھا جس کا اظہار خود حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات شریف میں جابجا کیا ہے، جو آپ کے لیے ایک تکلیف دہ عمل تھا۔ چنانچہ آپ نے اپنے مکتوبات

Marfat.com

شریف کے ذریعے جو کہ آپ نے مختلف لوگوں کو تحریر فرمائے، تصوف کی اصل روح کو واضح کیا بالخصوص نظریہ وحدت الوجود کے مقابلے میں آپ نے نظریہ وحدت الشہود پیش کیا جس نے بہت سے علما مفکرین اور صوفیا میں انقلاب پیدا کیا اور اُن کے اندر تصوف کی ایک نئی روح پھونکی۔

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ پر چند منٹ بڑی ٹھوس گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا امام ربانی مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ وہ عظیم ہستی ہیں جنہوں نے علم و عرفان کے وہ چراغ روشن کیے ہیں جن کی ضیا پاشیاں اور تابانیاں قیامت تک آنے والے فرزندان توحید اور سالکین راہ کو جادۂ مستقیم پر گامزن کرنے کیلیے سبل السلام (سلامتی کی راہوں) کو منور کرتی رہیں گی۔ امام ربانیؒ کے مکتوبات علم و عرفان اور معرفت خداوندی کا آئینہ اور حسین مرقع ہیں۔ تین دفتروں پر مشتمل، پانچ سو سے زیادہ مکتوبات میں سے ہر مکتوب کے بارے میں یہ کہنا بجا ہوگا۔

سب سے آخر میں صدر و سرپرست مجدد الف ثانی کانفرنس، بانی یوم مجدد حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے پر اثر خطاب میں فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ جنوبی ایشیا میں خداداد پاکستان اور ''دو قومی نظریہ'' کے بانی ہیں۔ آپ کی حیات مبارکہ ترویج شریعت دعوت و ارشاد، اعلائے کلمۃ الحق، نظریہ وحدت الوجود کے مقابلے میں ''وحدت الشہو د'' کے احقاق، ہندو جارحیت کے سد باب، اکبر و جہانگیر کے ''دین الٰہی'' اور باطل نظریات کی بیخ کنی میں صرف ہوئی۔ آپ نے فرمایا آج اس محفل کا انعقاد عزیز ریاض صاحب نے کیا آج ان کے والد مرحوم کا سالانہ ختم بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ عزیز ریاض صاحب کے والد محترم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور محفل کے انعقاد پر اللہ تعالےٰ ان کو اجر و ثواب دے۔ محمد ریاض صاحب حضرت کرماں والے شریف کے بڑے محب ہیں۔ میری حضرت کرماں والوں سے درخواست ہے کہ وہ حضرت مجدد الف ثانیؒ شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ اور شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندؒ کا دن منایا کریں۔ میلاد منانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جہاں حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کا ذکر خیر ہو نعت خوانی ہو اور درود و سلام ہو۔ ایک بزرگ رسول کریم ﷺ کا میلاد بڑی شان و شوکت سے منایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے حالات ٹھیک نہیں تھے اور وہ میلاد پر کوئی خاطر خواہ انتظام نہ کر سکے۔ انہوں نے کالے چنے پکا کر ان پر ختم پڑھ

Marfat.com

کرو ہی تقسیم کر دیے۔ خواب میں حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کا دیدار ہوا تو آپ کالے چنے تناول فرما رہے تھے اور بزرگ سے فرما رہے تھے ہمیں تمہارے چنے بہت پسند آئے۔ مختصر یہ کہ آپ ﷺ کا میلاد دھوم دھام سے منانا چاہیئے اور اگر کوئی اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنی بساط کے مطابق یوم مجدد منانا چاہیئے۔ محفل کے اختتام پر آپ نے دعا فرمائی اور تمام حاضرین محفل کیلئے کھانے کا وسیع بندوبست کیا گیا تھا۔ جو آنے والے مہمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

نذیر حق صاحب نے روزنامہ شیر ربانی کو پسند کیا

15 اکتوبر 2008ء: قبلہ میاں صاحب آج صبح سات بجے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے۔ انہوں نے جناب نذیر حق صاحب (ایڈیٹر روزنامہ پاکستان) کو لانے کو فرمایا۔ میں داروغہ والا سے گاڑی میں بٹھا کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ قبلہ میاں صاحب نے ان کو روزنامہ شیر ربانی اخبار دکھایا۔ نذیر حق صاحب اخبار دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے کہا ہر علاقے میں نامہ نگاروں کی ٹیمیں تشکیل دیں اور انہیں فعال رکھیں۔ اس سے آپ کو خبریں اور اشتہارات بھی ملتے رہیں گے، اخبار دیکھ کر انہوں نے کہا ابھی اس کو دو ماہ ہوئے ہیں۔ یہ اس لحاظ سے بہت معیاری اخبار ہے ورنہ بڑے بڑے مشہور اخباروں کی تاریخ دیکھیں اور آج ان کا معیار دیکھیں تو زمین آسمان کا فرق ہے، بہر حال نذیر حق صاحب نے اس کو بہت پسند کیا اور فرمایا ہو سکتا ہے آنے والے وقت میں یہ اخبار بہت ترقی کرے۔

کیا اخبار کے لیے تمہارے پاس دو کروڑ ہیں

چند سال قبل ابھی میں نے اخبار کے لیے ڈیکلریشن کے درخواست نہیں دی تھی میں مشورہ کرنے کے لیے روزنامہ پاکستان کے دفتر جناب نذیر حق سے ملنے آیا۔ میں نے ان سے کہا میں ایک روزنامہ اخبار شائع کرنا چاہتا ہوں اس سلسلہ میں مجھے مشورہ دیں۔ انہوں نے کہا تمہارے پاس دو کروڑ روپے ہیں۔ میں نے کہا نہیں۔ نذیر حق صاحب نے کہا۔ پھر میرا وقت ضائع نہ کرو مجھے ابھی بہت کام کرنا ہے، میں نے کچھ دیر بعد باتوں باتوں میں پھر پوچھا حضور میں واقعی روزنامہ اخبار شائع کرنا چاہتا ہوں۔ نذیر حق صاحب نے کہا میں نے واقعی تم سے پوچھا ہے

Marfat.com

کہ تمھارے پاس دو کروڑ روپے ہیں۔ میں نے پھر عرض کیا میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں۔ نذیر حق صاحب نے کہا بیٹا پھر تم اخبار شائع نہیں کر سکتے۔ میں نذیر حق صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد سیدھا سیکرٹریٹ چلا گیا۔ پریس لا برانچ میں جا کر ہاتھ سے لکھ کر روزنامہ ''شیر ربانی ''اخبار کے لیے درخواست دی، ایک افسر نے کہا تم اپنی درخواست میں کم از کم دس نام ضرور لکھو تا کہ اگر ایک نام سیلیکٹ نہیں ہوتا تو پھر دوسرا چیک کر لیں گے۔ میں نے کہا مجھے یہی نام رکھنا ہے اس کے علاوہ مجھے اور کوئی نام نہیں رکھنا۔ بہر حال ہلکی سی بحث کے بعد انہوں نے میری درخواست درج کر لی دو ماہ بعد مجھے لیٹر آ گیا اور مجھے روزنامہ شیر ربانی کے نام سے اخبار شائع کرنے کی اجازت مل گئی۔ ابھی مجھے ڈیکلریشن لیٹر نہیں ملا تھا کہ ڈی سی او آفس سے ایک اعتراض آ گیا کہ شیر ربانی ڈائجسٹ کے نام سے ایک رسالہ باقاعدہ شائع ہو رہا ہے لہٰذا روزنامہ شیر ربانی کے نام سے ڈیکلریشن جاری نہیں ہو سکتا۔ میں نے دوبارہ ڈی سی او آفس درخواست دی کہ شیر ربانی ڈائجسٹ کا ڈیکلریشن بھی میرے نام سے ہے لہٰذا کوئی دوسرا شخص اس پر اعتراض نہیں کر سکتا۔ کچھ عرصہ بعد میاں صاحب کی دعاؤں سے انہوں نے روزنامہ شیر ربانی کا ڈیکلریشن بھی مجھے جاری کر دیا۔ ڈیکلریشن ملنے کے بعد میں نے بیسمنٹ (کینال بنک) میں اخبار کی تیاری شروع کی، شروع شروع میں میرے پاس کمپیوٹر موجود نہ تھے صرف خالی (Key Board) پر لڑکوں کو کمپوزنگ کی مشق کرواتا کچھ عرصہ بعد دو کمپیوٹر انسٹال کیے، ہر لڑکے کو ایک ایک گھنٹہ کمپیوٹر پر مشق کرواتا۔ جوں جوں لڑکے کمپوزنگ میں ماہر ہوتے گئے ان کو پیج میکنگ اور کورل ڈرا میں لیڈ ''ہالو'' تیار کرنے کی مشق کرواتا۔ تقریباً ڈیڑھ سال اسی طرح گذر گئے ہم اب روزانہ اخبار تیار کرتے رات کو اس کا پرنٹ نکالتے صبح تمام اخبار کی سرخیاں چیک کرتے اور اپنی غلطیوں کو دور کرنے کی کوشش کرتے، لڑکوں کو اخبار کی مشق کرانے میں چوہدری محمد عاصم نے بڑی محنت کی۔ اس وقت وہ روزنامہ ایکسپریس میں بطور پیج میکر کام کرتے تھے۔ اب اخبار کے دفتر میں چھ کے قریب کمپیوٹر موجود تھے جس سے باسانی آٹھ صفحات پر مشتمل اخبار تیار ہو جاتا تھا۔

دو سال بعد شرقپور شریف حاضر ہوا

18 اکتوبر 2008ء: آج شرقپور شریف میں حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ

Marfat.com

شرقپوریؒ کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہو رہا تھا۔ اس سلسلہ میں ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ساجد اپنی گاڑی پر چند ایک دوستوں کو اور پانچ ہزار اخبار ساتھ لے کر صبح ساڑھے چھ بجے شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ عمر فاروق، محمد روحیل اور محمد اعجاز کو شیراز بھٹی صاحب کے دفتر ایک ہزار اخبار دے کر بھیج دیا جو انہوں نے شرقپور شریف جانے سے قبل لاہور کے مختلف اور مشہور دفتروں میں پھینک دیا۔ جناب بابر ضمیر صاحب کو (دوست ڈاکٹر غلام مصطفیٰ ساجد) عرس شریف سے ایک روز قبل شرقپور شریف روانہ کر دیا جہاں وہ دور دراز سے آنے والے زائرین کو اخبار دکھاتے اور ان کو اخبار خریدنے کے حوالے سے ترغیب دیتے۔ محمد اکرام (بلا) عرس شریف کے دن بابا حیات صاحب کی گاڑی لے کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گئے، رانا ندیم شہزاد کے والد میاں غلام رسول صاحب، رانا محسن علی، محمد مظہر منیر، محمد بلال اور یہ خادم محمد اکرام کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر شرقپور شریف عرس شریف میں شرکت کے لیے چلے گئے۔ میں جب میاں صاحب کی خدمت میں پہنچا تو میاں صاحب کی خدمت میں اس وقت حاجی اشرف بھائی اور قادر بھائی بیٹھے ہوئے تھے۔ میاں صاحب نے حاجی اشرف بھائی کو اخبار دکھایا اور اس میں تعاون کرنے کے بارے میں بھی فرمایا۔ کمر میں تکلیف کی وجہ سے میں تقریباً دو سال بعد عرس شریف میں شرکت کے لیے آیا تھا۔ سارا دن حضرت صاحب کی خدمت میں رہا، دعاء سے قبل قبلہ میاں صاحب سے اجازت لے کر واپس روزنامہ شیر ربانی دفتر آ کر اخبار کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔ روزنامہ شیر ربانی اخبار کی ٹیم کے تمام لوگ نہایت مخلص، عقیدت منداور باحوصلہ تھے کوئی بھی کارکن میرے لیے کام نہیں کر رہا تھا بلکہ وہ جانتا تھا اس کا اجر اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب کے صدقے میں ہمیں ضرور ملے گا، بہر حال ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ساجد اور محمد اعجاز کی کاوشیں قابل ستائش رہیں۔ انہوں نے کئی کئی دن اپنے گھر سے دور رہ کر روزنامہ شیر ربانی کی ترقی کے لیے اپنی خدمات سرانجام دیں اور شیر ربانی اخبار کو مالی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لیے ہر ممکن تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

صبح پانچ بجے میاں صاحب کی اخبار کے دفتر آمد

20 اکتوبر 2008ء: قبلہ میاں صاحب حسن ڈرائیور کے ہمراہ صبح ساڑھے پانچ بجے

Marfat.com

روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے۔ گاڑی سے اترے بغیر چند ایک باتیں کرنے کے بعد واپس روانہ ہو گئے۔ آپ نے آج کا اخبار بھی پوچھا۔ میں نے عرض کیا ابھی ہاکر دے کر نہیں گیا، بس آنے والا ہے مگر آپ اخبار کے آنے سے قبل ہی واپس چلے گئے۔

میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے عرس پر اخبار کا کلر ایڈیشن شائع

21 اکتوبر 2008ء: روزنامہ شیر ربانی اخبار دو ماہ سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا تھا، اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے عرس شریف پر آٹھ صفحات پر مشتمل کلر ایڈیشن شائع کیا گیا تھا جس کو عوام نے بہت پسند کیا تھا، اس کے اشتہارات کی مارکیٹنگ کے لیے جناب عامر لطیف صاحب، رانا ندیم شہزاد، شہزاد گیلانی و دیگر افراد پر مشتمل ایک ٹیم تھی جنہوں نے اشتہارات کے لیے مارکیٹنگ کرنا تھی اور اخبار کے اخراجات کو پورا کرنا تھا مگر روزنامہ شیر ربانی کے شروع ہونے سے پہلے ہی روزنامہ شیر ربانی ان کی ڈیمانڈ پر پورا نہ اتر سکا اور ان سے کسی قسم کا معاہدہ نہ ہوا۔ ڈاکٹر محمد مصطفےٰ ساجد (دو گیچ چونگی) نے اس وقت مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار روپے (1,50000) روزنامہ شیر ربانی اخبار میں انوسٹ کیے۔ طے پایا کہ لاہور میں اخبار کی فروخت ہونے والی آمدن میں ان کا 40% کا شیئر ہوگا، عرس شریف کے موقع پر جب اخبار کو تقسیم کیا گیا، اہل حلقہ نے اس کو بہت پسند کیا۔ میاں صاحب کی دعاؤں سے لاہور سے باہر بھی نمائندوں نے اخبار خریدنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ عرس شریف کے موقع پر قبلہ میاں صاحب نے بھی اپنی تقریر میں روزنامہ شیر ربانی اخبار کا تعارف کرایا اور فرمایا جو لوگ اخبار پڑھتے ہیں وہ روزنامہ شیر ربانی کو ترجیح دیں۔ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے عرس شریف کے بعد قبلہ میاں صاحب ہفتہ میں کم از کم دو دن ضرور روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لاتے۔ اس کی ترقی کے لیے کوشش بھی کرتے۔ روزنامہ شیر ربانی روزانہ مساوات اخبار کے دفتر سے شائع ہو رہا تھا اس کی تیاری کینال بنک نزد فتح گڑھ مغلپورہ میں اپنی بیسمنٹ میں ہو رہی تھی۔ قبلہ میاں صاحب بعض اوقات بیسمنٹ میں تشریف لاتے آپ کو وہیل چیئر میں بٹھا کر سیڑھیوں سے نیچے اتار لیتے اور ایسے ہی اوپر لے جاتے۔ تقریباً ایک ماہ بعد ڈاکٹر محمد مصطفےٰ صاحب کی انوسٹ کی ہوئی مبلغ ڈیڑھ لاکھ کی رقم ختم ہونے کے قریب تھی مارکیٹنگ کی ٹیم ابھی تک نہیں بن سکی تھی، ایک روز قبلہ میاں

Marfat.com

صاحب روزنامہ شیر ربانی اخبار کے دفتر میں تشریف لائے۔ میں نے آپ سے عرض کیا حضور مارکیٹنگ کے لیے جو لوگ کام کرنے کے لیے تیار تھے ان کی ڈیمانڈ تھی کہ وہ 60% پر کام کریں گے اور ایک سو روپے میں اگر ساٹھ روپے وہ لے جائیں گے تو ادارہ کیسے چلے گا۔ اس پر قبلہ میاں صاحب نے فرمایا تمھارا اخبار چھپ رہا ہے تمہیں فکر نہیں کرنی چاہیے جو جاتا ہے اس کو جانے دو۔ آپ کی اس بات سے مجھے بہت حوصلہ ملا۔ چند روز بعد قاضی محمد نور اللہ (پھلروان) روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آئے اس روز قبلہ میاں صاحب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ آپ نے قاضی محمد نور اللہ سے فرمایا روزنامہ شیر ربانی اخبار کس طرح شائع ہو رہا ہے یہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ جانتے ہیں یا میں (قبلہ میاں صاحب) جانتا ہوں۔ پہلے دو ماہ روزنامہ شیر ربانی اخبار کی تیاری میں فیاض احمد سیٹھی (گجرات)، شیراز فیض بھٹی، شیخ ذوالقرنین صاحب اور ان کے بھائی شیخ محمد انوار صاحب اور محمد اکرام (جلیانہ) نے بہت مالی تعاون کیا۔ اس اخبار کی تیاری میں جو عملہ کام کر رہا تھا ان میں عمر فاروق، رانا محسن، محمد مظہر، محمد بلال، حافظ ظہیر اور روحیل احمد شامل تھے۔ ایک روز قبلہ میاں صاحب کا فون آیا مجھے شرقپور شریف آنے کو فرمایا۔ میں ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ساجد کے ہمراہ قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

جمیل اطہر صاحب کے میاں صاحب کو مشورے

آپ نے فرمایا دو روز قبل میری ملاقات جناب جمیل اطہر صاحب (چیف ایڈیٹر روزنامہ جراءت، تجارت) سے ہوئی۔ میں نے ان کو روزنامہ شیر ربانی اخبار دکھایا انہوں نے اس کو پسند کیا ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کوئی بڑا کام لینا ہے جو روزنامہ شیر ربانی کی باقاعدہ اشاعت شروع ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اخبار کے حوالے سے چند ایک اعتراض بھی لگائے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس میں اعلیٰ حضرت شیر ربانی کا عکس ضرور نظر آنا چاہیے، دوسرا اس میں تصاویر شائع نہیں ہونی چاہیے، اخبار میں مسلسل ایک اشتہار شائع ہو رہا تھا کہ جو حضرات روزانہ اخبار کا مطالعہ کرتے ہیں اور وہ آستانہ عالیہ شیر ربانی سے منسلک ہیں ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ روزنامہ شیر ربانی اخبار خریدیں اور اگر ہاکر شیر ربانی اخبار کی جگہ دوسرا اخبار پھینک جائے تو آپ اس کی قیمت ادا نہ کریں، اس اشتہار پر بھی جناب جمیل اطہر صاحب نے

Marfat.com

اعتراض کیا اور اس کو نہ چھاپنے کا مشورہ دیا، خیر قبلہ میاں صاحب سے جمیل اطہر صاحب کی ملاقات کے بارے میں تمام باتیں سننے کے بعد میں نے عرض کیا ہمارا مقصد آستانہ عالیہ شیر ربانی سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے درمیان ایک مضبوط نیٹ ورک کا قیام ہے۔ اس کے لیے ہمیں اخبار میں توازن قائم رکھنا ہوگا بہر حال قبلہ میاں صاحب میری بات سن کر خاموش رہے اور اس کے بعد جمیل اطہر صاحب کے دیے ہوئے مشوروں کے بارے میں ذکر نہ کیا۔ قبلہ میاں صاحب نے چائے وغیرہ کا لنگر شریف کھلانے کے بعد پوچھا اخبار کا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا حضور 20 دن کا بجٹ موجود ہے۔ اس کے بعد بھی آپ کی دعاؤں سے یہ سلسلہ چلتا رہے گا، تھوڑی دیر بعد آپ سے اجازت لے کر ڈاکٹر محمد مصطفیٰ کے ہمراہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کے دربار اقدس پر حاضری دی اور پھر لاہور کے لیے روانہ ہوگئے۔

میاں جلیل شرقپوری نے اپنی نگرانی میں ایڈیشن تیار کرایا

26 اکتوبر 2008ء: صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب اپنے ایک سیاسی ایڈیشن کی تیاری کے سلسلہ میں میاں غلام رسول صاحب کے ہمراہ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے۔ صبح ساڑھے دس بجے سے لے کر شام سات بجے تک آپ نے اپنی نگرانی میں ایڈیشن تیار کروایا۔ عصر کے وقت قبلہ میاں صاحب عطاء اللہ اور حسن ڈرائیور کے ہمراہ شیر ربانی دفتر تشریف لائے۔ آپ نے عصر کی نماز ادھر ہی ادا کی۔ نماز کے بعد جناب عزیز بٹ صاحب کا فون آیا انہوں نے قبلہ میاں صاحب سے اپنے بیٹے کے لیے دعا کے لیے درخواست کی۔ قبلہ میاں صاحب نے اخبار کی سرکولیشن کے بارے میں پوچھا کہ اس میں اضافہ بھی ہو رہا ہے۔ میں نے عرض کیا اضافہ تو ہو رہا ہے مگر بجٹ کی کمی کی وجہ سے زیادہ چھاپنا مشکل ہے۔ آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں خدا کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں، یہاں بہت کچھ ہو جائے گا۔ تمام حضرات کو شرقپور شریف سے لایا ہوا لنگر شریف کھلایا۔ مغرب سے تھوڑی دیر پہلے واپس تشریف لے گئے۔ آپ کے جانے کے بعد میں صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب کے ساتھ ایڈیشن کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔ صاحبزادہ صاحب نے پوچھا اخبار کی کیا صورت حال ہے۔ میں نے عرض کیا بس میاں صاحب کی دعاؤں سے ہی چل رہا ہے۔ میں نے صاحبزادہ صاحب سے عرض کیا مجھے یاد ہے

Marfat.com

جب میں پہلی مرتبہ نوراسلام کے دفتر آیا تو آپ نوراسلام کی تیاری میں مصروف رہتے اپنے ہاتھوں سے مضمونوں کی سلیکشن اور ٹائیٹل ڈیزائن بنواتے۔اس وقت میں ماہنامہ نوراسلام کے لفافوں پر ٹکٹیں لگایا کرتا تھا۔آج قبلہ میاں صاحب نے مجھ جیسے نالائق سے اخبار شائع کروادیا ہے۔میری بات سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور مجھے دعائیں بھی دیں۔صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب گاہے بگاہے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لاتے۔چند منٹ رکنے کے بعد واپس چلے جاتے،ایک دو مرتبہ میاں جلیل احمد شرقپوری قبلہ میاں صاحب کو بھی روزنامہ شیر ربانی دفتر سے لینے کے لیے آئے۔

میاں صاحب نے شیراز بھٹی کو دعائیں دیں

27اکتوبر 2008ء:قبلہ میاں صاحب گیارہ بجے دن روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے،عطاء اللہ،حسن ڈرائیور اور فدا حسین پلمبر (شرقپور شریف) ہمراہ تھے۔آپ نے فدا حسین کو مبلغ دس ہزار روپے (-/10000) دیے اور نیک نیتی سے کام کرنے کی تلقین کی،اخبار کے متعلق پوچھا تو میں نے عرض کیا شیراز فیض بھٹی صاحب نے بڑی کوشش کے بعد اخبار میں عدالتی اشتہارات کے لیے ہائیکورٹ سے اجازت لے لی ہے۔قبلہ میاں صاحب یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور بار بار فرماتے رہے،اللہ تعالیٰ بھٹی کو برکت دے یا یہ فرماتے اللہ تعالیٰ بھٹی کی خیر کرے۔اس میں کوئی شک نہیں شیراز فیض بھٹی صاحب اخبار کے لیے جتنی محنت کر رہے تھے وہ قابل دید تھی۔قبلہ میاں صاحب نے صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب کے بارے میں پوچھا کہ کیا میاں جلیل بحال ہو جائیں گے۔میں نے عرض کیا اگر عدالت میاں جلیل احمد صاحب کو بحال کر بھی دے تو کیا میاں صاحب اپنے دفتر کا قبضہ رحمت علی ڈوگر سے چھڑوالیں گے کیونکہ اس نے اسلحہ کے زور پر دفتر پر قبضہ کیا تھا۔اس پر قبلہ میاں صاحب نے فرمایا یہ تو بہت مشکل ہے۔اس کے بعد آپ نے فرمایا مجھے بہت خوشی ہے کہ اخبار کا کام چل جائے۔اخبار کے حوالے سے کافی دیر معلومات لیتے رہے۔میاں صاحب تقریباً دو گھنٹے روزنامہ شیر ربانی اخبار کے دفتر ٹھہرنے کے بعد ماہنامہ نوراسلام کے دفتر کا شانہ شیر ربانی داتا صاحب جا کر ملتان شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

حاجی آصف کا ملتان میں اخبار کے لیے اہم کردار

28 اکتوبر 2008ء: صبح دس بجے آپ کا فون آیا آپ نے مجھے حاجی آصف صاحب سے فون پر بات کرنے کو فرمایا۔ حاجی آصف صاحب نے کہا میاں صاحب کی دعاؤں سے اخبار کا معیار بہت اعلیٰ ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا یہ ABC ہو گیا ہے۔ میں نے کہا نہیں ابھی اس میں دو سے تین ماہ کا عرصہ لگ جائے گا، مگر عدالتی اشتہارات کی اجازت لاہور ہائی کورٹ نے دے دی ہے، میں نے مزید عرض کیا کہ عنقریب روزنامہ شیر ربانی کی ٹیم ملتان آئے گی جو آپ کے زیر نگرانی کام کرے گی۔ حاجی آصف صاحب نے کہا ملتان میں فکر کرنے کی ضرورت نہیں جیسے میاں صاحب فرمائیں گے ویسے ہی ہوگا۔ ساڑھے دس بجے جناب پروفیسر منور حسین صاحب تشریف لے آئے، اس مرتبہ حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کے عرس مبارک کی روداد کا انگریزی ترجمہ شیر ربانی ڈائجسٹ میں شائع ہو رہا تھا۔ پروفیسر صاحب نے اپنے سامنے اپنے تحریر کردہ مضمون کو کمپوز کروایا ادھر ہی غلطیاں لگاتے رہے، ساڑھے بارہ بجے کے قریب واپس چلے گئے کیونکہ انہوں نے اپنی پوتیوں کو کالج سے لینا تھا۔

میاں صاحب کے فون پر بوگس کال

31 اکتوبر 2008ء: آج آپ حسن ڈرائیور کے ہمراہ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا مجھے ابھی تھوڑی دیر پہلے فون آیا کہ آپ کا جاز (Jazz) کمپنی کی طرف سے انعام نکلا ہے اور دوبارہ اسی نمبر پر رابطہ کرنے کو کہہ کر فون بند کر دیا۔ میں نے آنے والی کالز کی فہرست میں اس نمبر کو دیکھا تو میاں صاحب سے عرض کیا حضور یہ فراڈ ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا آج میں نے روزنامہ شیر ربانی اخبار میاں سعید کو دکھایا اور کہا میں نے تو سرسری طور سے معروف کو جمیل اطہر صاحب کے پاس اخبار کا کام سیکھنے کو بھیجا تھا۔ یہ دیکھو اب اس نے اپنا اخبار نکال لیا ہے اور تم نے آج تک میرا کہنا نہیں مانا اگر تم آج بھی دو سال تک میرا کہنا مانو جیسا میں کہتا ہوں ایسا کرو بے شک اپنا کام بھی ساتھ رکھو لیکن میری اجازت کے ساتھ اور پھر دیکھو تم ترقی کرتے ہو یا کہ نہیں۔ کچھ دیر بعد آپ نے بابا امانت علی (چونگی دو گیچ) کو بلایا اور فرمایا کہ

Marfat.com

اشفاق پٹواری اور تمھارے درمیان کچھ لڑائی جھگڑا چل رہا ہے، لیکن ہم نے تو اشفاق پٹواری کو آگے کیا ہوا ہے۔ اگر تم نے کام کرنا ہے تو پٹواری کے ساتھ مل کر کام کرو۔ بابا امانت قبلہ میاں صاحب کی بات سن کر خاموش رہے۔ اس پر میں نے عرض کیا حضور اشفاق پٹواری کو بھی چاہیے کہ تمام کام کرنے والے لوگوں کو ساتھ لے کر چلے کیونکہ عرس شریف کے موقع پر انتظامات کو کنٹرول کرنا آسان نہیں۔ میری بات سن کر آپ نے فرمایا بہتر ہے تم اشفاق پٹواری سمیت ان تمام افراد کو شیر ربانی دفتر بلاؤ جو عرس شریف کے موقع پر انتظامات کو کنٹرول کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا بہتر حضور۔ چند منٹ رکنے کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے۔ دس منٹ بعد آپ کا فون آیا اور مجھے شفیق احمد شاکر صاحب (لاثانی بک پیلس)، محمد امین صاحب (کھیمر) اور محمد شریف صاحب (جنریٹر والے) سے رابطہ کرنے کو فرمایا۔ میں نے ان تمام حضرات سے رابطہ کر کے انہیں میاں صاحب سے رابطہ کرنے کو کہا۔ تھوڑی دیر بعد قبلہ میاں صاحب نے فون پر فرمایا کہ تمام افراد سے رابطہ ہو گیا تھا۔

اخبار کے دفتر میں انتظامی امور کے حوالے سے میٹنگ

03 نومبر 2008ء: قبلہ میاں صاحب کے حکم کے مطابق شرقپور شریف میں ہونے والے عرس شریف کی تمام انتظامیہ کو روزنامہ شیر ربانی کے دفتر بلایا۔ آج قبلہ میاں صاحب بھی تشریف لائے۔ شام چار بجے میٹنگ کا وقت رکھا گیا، میٹنگ شروع ہونے سے قبل قبلہ میاں صاحب تشریف لے گئے۔ بہرحال میٹنگ میں بابا حیات، ماسٹر احمد علی، جناب عزیز بٹ صاحب، یوسف بھٹی (آرائیاں)، محمد اشفاق پٹواری، بابا نذیر احمد، بابا امانت علی، بابا نیامت علی، ڈاکٹر محمد مصطفیٰ ساجد، محمد منشاء عرف سوہنا، محبوب صاحب، حاجی عبدالرؤف و دیگر افراد نے شرکت کی۔ عرس شریف کے انتظامات کی بہتری کے لیے سب نے اپنے مشورے دیے اور ایک لائحہ عمل تیار کیا گیا تا کہ عرس شریف کے دوران ہونے والی کوتاہیوں کو دور کیا جا سکے۔ تمام حضرات نے اشفاق پٹواری کو انتظامی امور کو بہتر کرنے کے لیے مختلف تجاویز دیں کیونکہ اشفاق صاحب ہی عرس شریف کے انتظامی امور میں پیش پیش ہوتے۔ اتنے بڑے انتظام میں کبھی کبھار کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ مگر تمام حضرات کی خواہش تھی کہ عرس شریف کے انتظام کو مثالی بنایا جا سکے۔

Marfat.com

روزنامہ شیر ربانی روز بروز قرضوں کی دلدل میں

22 نومبر 2008ء: روزنامہ شیر ربانی چھپ تو رہا تھا مگر مارکیٹنگ ٹیم نہ ہونے کی وجہ سے اشتہارات نہ ہونے کے برابر تھے جس کی وجہ سے ادارہ دن بدن مقروض ہوتا چلا جا رہا تھا، عرس شریف پر اعلانات کی وجہ سے اخبار کی مانگ میں اضافہ تو ہو رہا تھا مگر مانگ کے حساب سے اخبار کی تعداد شائع کرنا مشکل تھا، بہر حال میاں صاحب کی دعاؤں سے یہ سلسلہ چل رہا تھا۔

بابا نیامت علی کی عقیدت

23 نومبر 2008ء: کمر درد کی وجہ سے مجھے ڈاکٹروں نے موٹر سائیکل چلانے سے منع کر دیا تھا۔ اخبار شروع کرنے سے پہلے مجھے پیسوں کی ضرورت تھی اس لیے میں نے اپنی موٹر سائیکل فروخت کر دی تھی، مگر جب اخبار کی اشاعت باقاعدہ شروع ہوئی تو مجھے موٹر سائیکل کی ضرورت پڑ گئی۔ فی الوقت اتنے پیسے نہیں تھے کہ ایک عدد موٹر سائیکل خریدی جا سکے۔ بابا نیامت علی صاحب (دو گیچ چونگی) کو پتہ چلا تو انہوں نے اپنی موٹر سائیکل روزنامہ شیر ربانی کے دفتر لا کھڑی کی کہ جب تک بندوبست نہیں ہوتا تب تک آپ اس کو استعمال کریں۔ ہم ڈیڑھ ماہ تک بابا نیامت علی صاحب کی موٹر سائیکل استعمال کرتے رہے۔ بابا نیامت علی صاحب کے بیٹے کی شادی چند روز قبل ہوئی تھی اس کو اپنی بیگم کے ساتھ باہر جانا پڑتا تو کرایہ کی موٹر سائیکل لے کر جاتا جس سے تمام گھر والے بابا نیامت علی صاحب کو باتیں کرتے۔ اپنے گھر والوں سے باتیں سننے کے بعد بھی بابا نیامت علی صاحب نے روزنامہ شیر ربانی دفتر سے اپنی موٹر سائیکل نہ منگوائی، بلکہ انہوں نے ذکر تک نہ کیا کہ وہ موٹر سائیکل کی وجہ سے بہت پریشان ہیں اور دفتر آنا بھی بہت کم کر دیا۔ بابا امانت علی صاحب کی معرفت بابا نیامت علی صاحب کے گھر کے حالات سے آگاہی ہوئی، بابا نیامت علی صاحب کو اطلاع دی کہ آپ دفتر سے اپنی موٹر سائیکل لے جائیں۔ بابا نیامت علی صاحب دو دن بعد اپنی موٹر سائیکل واپس لے گئے۔ موٹر سائیکل نہ ہونے کی وجہ سے رات کو کاپی مساوات اخبار کے دفتر پہنچانے میں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، کبھی شیراز بھٹی صاحب اور کبھی مظہر منیر اور محمد بلال کاپی پہنچانے میں اپنا کردار ادا کرتے رہے۔ محمد صدیق

Marfat.com

صاحب جن کا مانانوالہ میں موٹر سائیکل کا شوروم تھا ہر روز ان کو 20 عدد اخبار بذریعہ ڈاک روانہ کیے جاتے تھے۔ ان سے قسطوں میں موٹر سائیکل مانگی تو انہوں کہا کہ پہلے دس ہزار روپے دے دیں اور باقی رقم آسان قسطوں پر ادا کر دیں ہمارے لیے بھی آسانی ہوگی۔ اگلے روز بابر ضمیر مانووالہ چلے گئے اور دس ہزار روپے دے کر ایک عدد موٹر سائیکل (Toyo) روزنامہ شیر ربانی کے دفتر لے آگئے اس طرح مساوات اخبار کے دفتر اخبار کی کاپی پہنچانے میں آسانی ہوگئی۔

سیٹھی صاحب کی ساتھیوں سمیت اخبار کے دفتر آمد

مغرب کی نماز سے تھوڑی دیر پہلے جناب فیاض احمد سیٹھی، محمد شہزاد صاحب، شبیر صاحب، ایک حکیم صاحب، پروفیسر خالد بشیر صاحب، شیراز فیض بھٹی صاحب، ساجد بٹ صاحب، کل آٹھ افراد روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے۔ شیر ربانی ڈائجسٹ میں اشتہارات کے لیے جناب فیاض احمد سیٹھی صاحب اور عنصر سیٹھی صاحب (قذافی صاحب) کافی محنت کرتے تھے، قذافی صاحب کی معرفت فوم کمپنیوں کے اشتہار مل جاتے تھے، اور اب روزنامہ شیر ربانی کو ABC کروانے کے لیے سیٹھی صاحب بھرپور کوشش کر رہے تھے۔ خیر کافی دیر ڈائجسٹ اور اخبار کی ترقی کے لیے صلاح و مشورے ہوتے رہے۔ سیٹھی صاحب نے قبلہ میاں صاحب کی مرتب کردہ کتاب ''نماز'' شائع کی۔ اس کے تمام اخراجات اپنی جیب سے ادا کیے۔ اور اس کو بعد میں فری تقسیم کیا۔ عشاء کی نماز کے بعد پروفیسر خالد بشیر اور شیراز بھٹی کے علاوہ باقی تمام افراد واپس گجرات روانہ ہوگئے۔ یاد رہے یہ تمام حضرات گجرات سے شرقپور شریف قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد آرائیاں سے محمد یوسف بھٹی اور محمد فرحان بھٹی روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آگئے۔ میں خالد بشیر صاحب کے ساتھ رات گئے شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری میں مصروف رہا۔ اسی دوران قبلہ میاں صاحب کا بھی شرقپور شریف سے فون آیا آپ نے فیاض احمد سیٹھی اور ان کے ساتھ آنے والے دیگر ساتھیوں کے متعلق بھی پوچھا۔ میں نے عرض کیا حضور وہ شیر ربانی دفتر آئے تھے اور تقریباً ایک گھنٹہ پہلے یہاں سے جا چکے ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم نے ان کو شیر ربانی اخبار کا دفتر دکھایا ہے میں نے عرض کیا جی حضور۔

Marfat.com

شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری میں پروفیسر خالد کا اہم رول

24 نومبر 2008ء: پروفیسر خالد بشیر صاحب اور شیراز فیض بھٹی صاحب صبح ناشتہ کرنے کے بعد واپس روانہ ہو گئے، پروفیسر خالد بشیر صاحب وہ مضامین بھی ساتھ لے گئے جو پروفیسر منور صاحب نے پڑھے تھے اور ان کو شائع نہ کرنے کا حکم دیا تھا لہٰذا ان کی پروفنگ کے لیے پروفیسر صاحب نے ان مضامین کو ساتھ لے لیا۔ آجکل روزنامہ شیر ربانی کی کاپی اعجاز احمد اور محمد بلال چھوڑ کر آتے تھے۔ اس سے قبل محمد رفیق شاہد بھی چند روز اخبار کی کاپی مساوات کے دفتر چھوڑ کر آتا رہا۔

کافی دنوں کے بعد میاں صاحب کی اخبار کے دفتر آمد

28 نومبر 2008ء: آج آپ کافی دنوں بعد صبح گیارہ بجے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے، آپ کے ساتھ بابا ظفر (باورچی) اور محمد خالد ڈرائیور تھے۔ میں نے آپ کی خدمت میں سید جمیل احمد رضوی صاحب کی مرتبہ کتاب "حکیم محمد موسیٰ امرتسری کے خطوط (متعلقہ ذخیرۂ کتب و دیگر)" پیش کی۔ کافی دیر آپ اس کتاب کا مطالعہ کرتے رہے، پھر آپ نے سعید صاحب کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کیا یہ فتح گڑھ کے قریب مہر فیاض کالونی کے رہائشی ہیں اکثر روزنامہ شیر ربانی اخبار کی پروف ریڈنگ کے لیے دفتر تشریف لے آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا ان سے پھر ملاقات ہوگی۔ ابھی آپ روانہ ہونے ہی والے تھے کہ گوجرانوالہ سے شیخ محمد حنیف صاحب اور علی پور چٹھہ سے جناب عظمت صاحب تشریف لے آئے۔ آپ نے ان سے پوچھا کیسے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہم اخبار کے سلسلہ میں آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا تو پھر ٹھیک ہے معروف سے ملاقات کرو اور اس سے تعاون بھی کرنا۔ یہ فرما کر آپ گاڑی میں بیٹھ کر شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

میاں صاحب کی چند افراد سے محتاط رہنے کی ہدایت

29 نومبر 2008ء: آج قبلہ میاں صاحب سہ پہر چار بجے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر

Marfat.com

تشریف لائے۔ بابا ظفر اور خالد ڈرائیور ہمراہ تھے۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر صوفی بشیر (پراپرٹی ڈیلر، رائے ونڈ روڈ، لاہور) اپنے دوست محمد علی جو ملتان کے رہنے والے اور ان کا عقیدہ بھی شاید دیوبندی تھا بیٹھے ہوئے تھے۔ محمد علی صاحب اس وقت میاں محمد نواز شریف کے فارم پر رہتے تھے، وہ دونوں میاں صاحب سے بھی ملے۔ ان کے جانے کے بعد مجھے قبلہ میاں صاحب نے ان سے محتاط رہنے کو فرمایا۔ میں نے عرض کیا حضور صوفی بشیر روزنامہ شیر ربانی کا پریس کارڈ بنوانا چاہتا ہے۔ میں نے اس کو اشتہاروں کے لیے کہا ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا لائے گا تو پھر ہے نا۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمانے لگے تمہیں طریقہ آتا ہے میرے خیال سے تم تین سے چار ماہ اخبار نکال ہی لو گے۔ حالانکہ اخبار تو قبلہ میاں صاحب کی دعاؤں سے ہی نکل رہا تھا ورنہ میں کہاں اخبار نکال سکتا تھا۔ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ آج آپ نے خود بھی فرمایا کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ عصر کی نماز پڑھنے کے بعد آپ واپس تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر بعد جناب عزیز بٹ صاحب تشریف لے آئے، کافی دیر دفتر شیر ربانی میں میاں صاحب کے متعلق گفتگو ہوتی رہی، مغرب کی نماز کے بعد واپس چلے گئے۔

ذخیرۂ کتب کی تیسری جلد کی تیاری کا حکم

30 نومبر 2008ء: آج قبلہ میاں صاحب صبح آٹھ بجے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے، شیراز فیض بھٹی، نذیر محمود صاحب، بابا ظفر اور خالد ڈرائیور ہمراہ تھے، آپ نے جناب نذیر حق صاحب کو لانے کو فرمایا، نذیر محمود، شیراز بھٹی اور یہ خادم نذیر حق صاحب کو لینے ان کے گھر داروغہ والا چلے گئے، گھر سے پیغام ملا کہ وہ ابھی ابھی دفتر چلے گئے ہیں۔ خیر ان کے بیٹے محمد مسعود صاحب کے سکول سے پتہ کیا تو نذیر حق صاحب ابھی سکول میں ہی تھے۔ ہم نے ان سے کہا میاں صاحب بلا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا میں تو دفتر جا رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا آپ کو دفتر بھی چھوڑ دیں گے۔ جلد ہی ہم ان کو ساتھ لے کر قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ چائے کا لنگر شریف پلانے کے بعد میاں صاحب نے ان کو روزنامہ شیر ربانی اخبار دکھایا۔ انہوں نے بڑے اطمینان سے اخبار دیکھا اور فرمایا پرچہ پہلے سے بہتر ہو گیا ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا میں نے معروف کو بتا دیا ہے کہ دعاء تمہارے ساتھ ہے مگر دواء میرے پاس نہیں ہے۔ میاں

Marfat.com

صاحب کے حکم کے مطابق نذیر محمود صاحب اور شیراز بھٹی صاحب نذیر حق صاحب کو چھوڑنے ان کے دفتر چلے گئے، میں میاں صاحب کے پاس ہی رہا۔ میاں صاحب نے فرمایا موبائل تنگ کرتا ہے اس میں وائبریٹ نہیں لگا ہوا۔ میاں صاحب کے دائیں کان کی سماعت کمزور ہوگئی تھی اس لیے بعض اوقات موبائل کی گھنٹی کی آواز کا میاں صاحب کو پتہ نہیں چلتا تھا۔ میں نے عرض کیا وائبریٹ آپ کی صحت کے مضر ہے، اگر فون کی گھنٹی کا بعض اوقات پتا نہیں چلتا تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔ آپ نے فرمایا میرے پاس اگر موبائل نہ بھی ہو میرا تب بھی گذارا ہوسکتا ہے۔ پھر میاں صاحب نے فہرست ذخیرۂ کتب کی تیسری جلد کی تیاری کے بارے میں پوچھا۔ میں نے عرض کیا حضور کچھ کتابیں پنجاب یونیورسٹی جاچکی ہیں اگر ایک ہزار کے قریب کتابیں جمع ہو جائیں تو تیسری جلد کی تیاری شروع کی جاسکتی ہے۔ کتابوں کے اکٹھا کرنے میں شیراز بھٹی اور سعید صدیقی صاحب بھی اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کی پانچویں جلد تیار ہو چکی ہے، ابھی چوہدری حنیف صاحب پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہیں۔ ہماری کافی مشکلات حل ہوسکتی ہیں، اگر نئی کتابیں خرید کر ذخیرۂ کتب پنجاب یونیورسٹی میں جمع کروانی پڑیں تو کردینی چاہئیں۔ تھوڑی دیر بعد نذیر محمود صاحب اور شیراز بھٹی صاحب نذیر حق صاحب کو روزنامہ پاکستان کے دفتر چھوڑ کر واپس آگئے۔ دس بجے کے قریب میاں صاحب واپس شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوگئے۔

ڈاکٹر اظہر کی میاں صاحب سے ملاقات

24 جنوری 2009ء: آج صبح اعجاز احمد اور محمد مقصود (فتح گڑھ) کے ساتھ میاں صاحب کی خدمت میں جناب حبیب اللہ بھٹی صاحب کے گھر چلا گیا، کمانڈر محمد ظفر صاحب تین روز سے لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ اعجاز احمد کو پوپو دفتر (موہنی روڈ) سے اخبار کی کاپیاں لینے کے لیے بھیج دیا۔ آج قبلہ میاں صاحب نے ڈاکٹر کرنل محمد اظہر صاحب اور ان کی اہلیہ کو پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آنے کا فرمایا ہوا تھا۔ ڈاکٹر اظہر صاحب نے انگریزی میں پی ایچ ڈی کی ہوئی تھی اور آجکل ڈی ایچ اے فیز V میں رہائش پذیر تھے۔ وہ پروفیسر خالد بشیر صاحب کی معرفت میاں صاحب کے بیعت ہوئے۔ میاں صاحب نے ان کو پروفیسر منور صاحب کے گھر

Marfat.com

ہی ملاقات کا پروگرام بنایا تھا۔لہٰذا ساڑھے گیارہ بجے قبلہ میاں صاحب پروفیسر منور صاحب گھر کی طرف روانہ ہوئے، کمانڈر ظفر صاحب نے گاڑی چلائی، دوپہر بارہ بجے تک ہم سب میاں صاحب کے ساتھ پروفیسر صاحب کے گھر آ گئے۔تھوڑی دیر بعد شیراز بھٹی صاحب محمد ارشاد کے ہمراہ حاجی انعام اللہ (سانده) سے کھانا لے کر پروفیسر صاحب کے گھر آ گئے، جو میاں صاحب نے تمام حضرات کے لیے بنوایا تھا۔ایک بجے کے قریب پروفیسر علیم تفضل صاحب بھی آ گئے۔ ڈیڑھ بجے ڈاکٹر کرنل محمد اظہر صاحب اپنی اہلیہ کے ہمراہ پروفیسر منور صاحب کے گھر آ گئے۔ان کے آنے سے قبل میاں صاحب نے نماز ظہر ادا کی جماعت اس خادم نے کرائی۔ڈاکٹر اظہر صاحب کی بیگم پروفیسر منور صاحب کی بیگم کے پاس چلی گئیں۔پہلے کرنل اظہر صاحب نے اپنا تعارف کرایا، انہوں نے کہا میں نے پی ایچ ڈی اسلام آباد سے علی یونیورسٹی سے کیا اور آرمی میں کرنل کے عہدے سے ریٹائرڈ ہو چکا ہوں۔اس وقت گوجرانوالہ میں ایک پرائیویٹ گفٹ یونیورسٹی میں پڑھاتے ہیں۔پروفیسر منور حسین صاحب نے کہا میں گورنمنٹ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ سے پرنسپل ریٹائرڈ ہوں اور میں ہندوؤں سے پڑھا ہوا ہوں۔اس کے بعد پروفیسر منور صاحب نے حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کے حوالے سے چند ایک واقعات سنائے۔تھوڑی دیر بعد کھانا لگ گیا تمام حضرات نے لنگر شریف کھایا، کھانے کے بعد بھی پروفیسر منور حسین صاحب نے شیر ربانی ڈائجسٹ میں چھپنے والے اسلامی مضامین کی تفصیلات بتائیں، کرنل اظہر صاحب زیادہ تر خاموش ہی رہے انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ شیر ربانی ڈائجسٹ میں انگریزی میں ضرور مضامین لکھ کر دیں گے۔میاں صاحب نے کرنل اظہر صاحب کا پروفیسر علیم تفضل صاحب اور شیراز فیض بھٹی صاحب سے بھی تعارف کرایا۔سہ پہر ساڑھے تین بجے تک یہ علمی اور روحانی نشست جاری رہی۔اس کے بعد کرنل اظہر صاحب اپنی اہلیہ کے ہمراہ میاں صاحب سے اجازت لے کر روانہ ہو گئے۔کمانڈر ظفر صاحب کی آج شام پانچ بجے کی کراچی کے لیے ٹرین تھی، لہٰذا میاں صاحب ان کو محمد ارشاد کے ہمراہ ریلوے اسٹیشن چھوڑنے چلے گئے۔میاں صاحب نے سپیشل حلوہ بھی تیار کروایا تھا وہ بھی کمانڈر ظفر صاحب کے ساتھ روانہ کر دیا تا کہ وہ یہ تبرک کراچی میں علمی افراد میں تقسیم کر سکیں۔آجکل میاں صاحب کے پاس گاڑی چلانے کے لیے کوئی ڈرائیور موجود نہ تھا، اس لیے محمد اکرام عرف بلا (جلیانہ) کو فون کر کے بلایا کہ تم چند روز میاں

Marfat.com

صاحب کے پاس ہی رہو، محمد اکرام پروفیسر منور صاحب کے گھر ہی آ گیا۔ چار بجے میاں صاحب پروفیسر منور حسین کے گھر سے روانہ ہوئے گاڑی محمد اکرام نے چلائی۔ پروفیسر علیم، شیراز بھٹی، محمد مقصود اور یہ خادم گاڑی میں پیچھے بیٹھ گئے، قبلہ میاں صاحب نے مجھے اور مقصود کو یونیورسٹی پل پر اتارا اور خود حبیب اللہ بھٹی صاحب کے گھر چلے گئے، میں گھر پہنچا تو والدہ صاحبہ کی طبیعت بہت خراب تھی، دوائی دی طبیعت کچھ بہتر ہوئی، اور میں اخبار کی تیاری میں لگ گیا۔ آج کل اخبار کے دفتر میں کوئی بھی ایڈیٹر نہ تھا میں خود ہی پورے اخبار کی خبریں بناتا اور پیج میکر محمد بلال، رانا محسن اور مظہر منیر اس کی پیج میکنگ کرتے، رات بارہ بجے تک کاپی تیار کر کے مساوات پریس بھجوادی گئی۔

صدائے حق کو ایک مرتبہ پھر شائع کرنے کا حکم

27 جنوری 2009ء: آج صبح فجر کی نماز کے بعد اعجاز احمد کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر چلا گیا۔ آپ نے صدائے حق کو دوبارہ کمپوز کروا کر اس کو شائع کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد آپ نے عربی کی کتاب ”آسان جدید عربی گرائمر“ کی تعداد پوچھی۔ میں نے بتایا تین سو کے قریب موجود ہے۔ آپ نے اس کو تین سے چار ہزار تک چھاپنے اور مدرسوں میں تقسیم کرنے کو فرمایا۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کی یاد میں مختلف مقامات پر عرس شریف منعقد کیے جاتے ہیں ان کی تعداد کو بڑھانے کے لیے میاں صاحب کی طرف سے اپیل شائع ہوتی ہے۔ آپ نے اس کو دوبارہ ڈیزائن کرنے کو فرمایا تھا۔ میں نے اس کا ڈیزائن کیا ہوا پروف آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ بغور مطالعہ فرمانے کے بعد آپ نے اس کو پسند کیا اور احتیاطاً اس پروف کو محمد عالم مختار حق صاحب کو دکھانے کو فرمایا۔ آپ نے جسٹس منیر احمد مغل صاحب کے مرتب کردہ مکتوبات کو بھی شائع کرنے کے بارے میں فرمایا۔ میں نے عرض کیا اس کو چیک کروانا چاہیے، خدانخواستہ کوئی غلطی ایسی چھپ جائے جو بعد میں مشکل کا باعث بنے۔ آپ نے فرمایا ان شاء اللہ چھاپنے کی کوشش کریں گے لیکن کام تو ہمیں اپنی چادر کے مطابق ہی کرنا ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا اس وقت مجھے مفتی غلام سرور صاحب کے پاس جانا ہے انہیں منطق پر کچھ عبور حاصل ہے اور انہوں نے اپنی مدد آپ کے تحت بند روڈ پر ایک مدرسہ بنایا ہے لہٰذا میں اس کو مل کر حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر واپس

Marfat.com

آجاؤں گا۔ جانے سے پہلے مجھے میاں صاحب نے اجازت دے دی، میں محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر آ گیا، محمد عالم صاحب کسی جنازے میں شرکت کے لیے گھر سے روانہ ہو رہے تھے بہر حال میں اپیل اشتہار کا ڈیزائن انہیں دے کر روزنامہ شیر ربانی اخبار کے دفتر آ گیا۔

محمد حسین نغمی کی عالمانہ کتاب

28 جنوری 2009ء: فجر کی نماز کے بعد اعجاز احمد کے ہمراہ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے گھر آ گیا۔ قدر آفاقی صاحب بھی اس وقت ادھر موجود تھے۔ انہوں نے بتایا میاں صاحب اس وقت پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر گئے ہوئے ہیں لہٰذا میں اعجاز کے ہمراہ پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر آ گیا۔ شیراز بھٹی صاحب بھی آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ آپ نے محمد عالم مختار حق صاحب کو بھی لانے کو فرمایا۔ میں نے اعجاز احمد کو عالم صاحب کے گھر روانہ کر دیا تھوڑی دیر بعد وہ محمد عالم صاحب کو ساتھ لے کر میاں صاحب کی خدمت میں آ گیا۔ کمر درد کی وجہ سے میں کافی عرصہ گھر پر ہی رہا اور تقریباً دو سال بعد میری پروفیسر اقبال مجددی صاحب سے ملاقات ہو رہی تھی۔ پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے میاں صاحب کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ پر لکھی جانے والی چھوٹے سائز میں محمد حسین نغمی صاحب کی کتاب دکھائی۔ میاں صاحب نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا گو کہ یہ چھوٹی سی کتاب ہے مگر بڑی عالمانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب پر تاریخ طباعت درج نہ تھی لیکن مختلف حوالوں سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ کتاب 1967ء میں چھپی۔ قبلہ میاں صاحب نے قدر آفاقی صاحب کو حضرت شیخ عبدالاحد وحدت سرہندیؒ پر کچھ علمی کام کرنے کو فرمایا۔ اس سلسلہ میں پروفیسر اقبال مجددی صاحب اور محمد عالم صاحب سے بھی ان کو رہنمائی لینے کی تلقین کی، اس کتاب کی تیاری میں آفاقی صاحب گا ہے بگا ہے ان دونوں حضرات سے رہنمائی لیتے رہے۔ وکیل احمد سکندر پوریؒ کی تین کتب میں سے پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے دو کتابوں پر علمی کام مکمل کر لیا تھا۔ انہوں نے کہا مجھے وکیل احمد سکندر پوریؒ پر تیسری کتاب بھی مل گئی ہے ان شاء اللہ جلد وہ بھی مکمل ہو جائے گا۔ میاں صاحب نے پروفیسر اقبال مجددی صاحب کو ان کے کالج چھوڑ کر حاجی محمد اسلم (اعظم مارکیٹ) کے گھر جانا تھا، شیراز بھٹی صاحب محمد عالم صاحب کو چھوڑنے چلے گئے۔ قدر آفاقی صاحب کو سکیم موڑ پر

Marfat.com

اتار نے کے بعد میں اعجاز احمد کے ہمراہ روزنامہ شیر ربانی اخبار کے دفتر آ گیا۔

میاں صاحب کی ساجدہ علوی صاحبہ سے ملاقات

21 فروری 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب کی ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ سے رات آٹھ بجے بیت النور ہوٹل میں ملاقات تھی، اس سلسلہ میں سید جمیل احمد رضوی صاحب کو اطلاع دی کہ شیراز بھٹی صاحب آپ کو لینے آپ کے گھر آئیں گے۔ اخبار کی تیاری کے سلسلہ میں اس میٹنگ میں شامل نہ ہو سکا بہرحال شیراز بھٹی صاحب جمیل احمد رضوی صاحب اور ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کو لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ چوہدری محمد حنیف صاحب بھی اس میٹنگ میں شامل ہوئے۔

بیت النور میں ایک علمی میٹنگ کا انعقاد

25 فروری 2009ء: ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ ان دنوں پاکستان آئی ہوئی ہیں، اس سلسلہ میں آج بیت النور ہوٹل میں سہ پہر چار بجے ایک علمی میٹنگ کا اہتمام کیا گیا ہے، اس میٹنگ میں قبلہ میاں صاحب نے ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ، سید جمیل احمد رضوی صاحب، پروفیسر منور حسین صاحب، علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب، پروفیسر اقبال مجددی صاحب، محمد عالم مختار حق صاحب، کمانڈر ظفر صاحب، عطاء اشرف صاحب، پروفیسر علیم تفضّل صاحب، چوہدری محمد حنیف صاحب، ڈاکٹر سعید نیازی صاحب، محمد شیراز فیض بھٹی صاحب اور اس خادم کو مدعو کیا ہوا تھا۔ چائے کے بعد قبلہ میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ پر چھپنے والی سترہ عدد کتب کی عکسی نقول ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ کو پیش کیں۔ ڈاکٹر صاحبہ نے ان کتابوں کے عنوانات کو بغور پڑھا میاں صاحب کا شکریہ ادا کیا اور آپ کے قریب آ کر بیٹھ گئیں۔ میاں صاحب نے فرمایا ان کتابوں کی عکسی نقول کی تیاری میں چوہدری محمد حنیف صاحب اور شاہ صاحب (سید جمیل احمد رضوی) نے مہربانی کی ہے۔ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کی خواہش کے مطابق ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ نے اپنی علمی زندگی کے متعلق تھوڑی دیر گفتگو کی۔ انہوں نے کہا:

Marfat.com

میں ایک عام سی پاکستانی عورت ہوں۔ میری زندگی کا انداز حیات اسی طرح کا رہا ہے۔ میرے اندر خواہش تھی کہ مجھے کچھ کرنا چاہیے۔ میں نے پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے (فارسی) کرنے کے بعد لاہور کالج فار ویمن میں فارسی پڑھانا شروع کی اور ساتھ ہی پی ایچ۔ ڈی کرنے کے لیے اپنے استاد ڈاکٹر محمد باقر مرحوم سے مشورہ کیا۔ سوچ بچار کے بعد مراۃ العالم (آرائش ہفتم) کو ایڈٹ کرنے کا کام میرے ذمے لگایا گیا۔ ڈاکٹر محمد باقر میرے گائیڈ تھے۔ ان کے کہنے پر پروفیسر فیروز الدین رازی نے بھی میری مدد کی۔ اسی دوران میں نے مولوی محمد شفیع مرحوم سے صرف دو گھنٹے کے لیے ملاقات کی۔ وہ میری کلاس فیلو سیدہ اشرف کے گائیڈ تھے۔ اس ملاقات سے مجھے ترتیب و تدوین کے بہت سے اسرار و رموز واضح ہوئے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ تاریخ جہانگشائی (قزوینی) کے مرتبہ نسخہ کو اپنا ماڈل بنالیں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔

اسی دوران میری شادی ہوگئی۔ میرے میاں (ڈاکٹر صابر علوی صاحب) نے امریکہ سے پی ایچ۔ ڈی کی ہوئی تھی اور وہ پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ آئی۔ ای۔ آر میں ریڈر تھے۔ وہ کہتے تھے کہ تم کنوئیں کی مینڈک ہو۔ تمہیں دنیا میں پھر کر دیکھنا چاہیے کہ باہر کے ممالک میں کیا ہو رہا ہے۔ 1967ء میں مجھے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری ملی۔ پھر تین ماہ کا بچہ بھی تھا۔ میں جہیز میں اپنا مقالہ لے کر گئی تھی۔ پی ایچ۔ ڈی کرنے کے بعد مجھے کینیڈا میں جاب مل گئی۔ میں ٹورنٹو میں پڑھاتی تھی۔ میرے میاں مانٹریال میں پڑھاتے تھے۔ درمیان میں تین سو میل کا فاصلہ تھا۔ اب ماشاء اللہ دوسرا بیٹا بھی آگیا تھا۔ میری ساس اور سسر دونوں وہاں (مانٹریال) پہنچے تاکہ بچوں کی دیکھ بھال کرسکیں۔ اس طرح بڑی مشکل سے سروس جاری رکھی۔

کچھ مدت کے لیے ہم امریکہ میں بھی پڑھاتے رہے۔ پھر مانٹریال میں آگئے۔ کچھ مدت کے لیے میں انڈونیشیا میں بھی پڑھاتی رہی۔ 71-1970ء میں ایران میں اسلامی انقلاب آیا۔ میں اس انقلاب سے بہت متاثر ہوئی تھی۔ اس سے مجھے خیال آیا کہ ہمارے برصغیر میں بھی تو بڑے بڑے علماء گزرے ہیں۔ چنانچہ میں نے ان پر تاریخی تحقیق کرنے کا سوچا۔ اس طرح میں علماء اور صوفیاء کی خدمات کی طرف مائل ہوئی اور میں نے کام کرنا شروع کر دیا۔ لہٰذا میں نے دس مقالات لکھے جو شائع ہوگئے۔ ان میں چار نقشبندی مشائخ پر ہیں اور کچھ مسلم تھاٹ (Muslim Thought) (مسلمانوں کے اصول حکمرانی) پر ہیں۔ اب یہ کتاب آکسفورڈ یونیورسٹی پریس

Marfat.com

کراچی سے شائع ہو رہی ہے۔ان شاء اللہ اپریل یا مئی میں چھپ جائے گی۔

ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ نے انسٹیٹیوٹ آف اسلامک سٹڈیز کے بارے میں بھی بتایا۔اس میں اسلامی تہذیب و تمدن اور اردو زبان کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ایم اے اور پی ایچ۔ ڈی کے طلبہ/طالبات اس میں داخلہ لیتے ہیں۔اس میں اردو پڑھاتی ہوں اور تاریخ (مغل پیریڈ) بھی۔اس ادارے میں پی ایچ۔ڈی کروائی جاتی ہے۔میں کئی طالب علموں کی نگرانی کرتی ہوں۔میں نے اردو زبان کی تدریس کے لیے چار کتابیں بھی لکھی ہیں (باشتراک دیگر)۔ان کو میکگل یونیورسٹی مانٹریال نے شائع کیا ہے۔یہ یورپین طلبہ کو اردو کی تدریس و تعلیم کے لیے پڑھائی جاتی ہیں۔

پھر پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب نے پوچھا کہ اب آپ کس موضوع پر تحقیق کر رہی ہیں۔ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ نے کہا کہ میں نے ایک کتاب (Sufi Martyrs of Love by Carl W.Ernest and Bruce B. Lawrence) پر تبصرہ لکھا۔اس میں مصنفین نے لکھا کہ پنجاب کے بارے میں ہمیں بنیادی مآخذ دستیاب نہیں ہوئے، اس لیے ہم پنجاب کو پوری طرح کور (Cover) نہ کر سکے۔نیز پنجاب کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اٹھارھویں اور انیسویں صدی عیسوی میں یہاں تعلیم نہ تھی۔چنانچہ میں نے سوچا کہ اس موضوع پر پنجاب کے حوالے سے تحقیق کرنی چاہیے۔لہٰذا میں نے اس موضوع پر کام کرنے کے لیے ارادہ کر لیا۔مواد کی تلاش شروع کی۔میری خوش قسمتی تھی کہ 2004ء میں مجھے جمیل احمد رضوی صاحب اس کام میں مدد کرنے کے لیے مل گئے۔جب ہم نے بنیادی مآخذ کی تلاش شروع کی تو ہمیں بہت سے خزانے مل گئے۔اس وقت خواجہ نور محمد مہارویؒ اور ان کے چار بڑے خلفاء (حضرت نور محمد نارووالہؒ، حافظ محمد جمال ملتانیؒ، قاضی محمد عاقلؒ اور حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ) پر کام جاری ہے۔دو مقالے (Articles) تیار ہو چکے ہیں۔ایک تو تہران کانفرنس (2007ء) میں پڑھا گیا تھا اور ایک 28 فروری 2009ء کو لاہور میں منعقدہ بین الاقوامی کانفرنس میں پڑھا جائے گا۔یہ کانفرنس لاہور میں 26 فروری سے یکم مارچ 2009ء تک منعقد ہو رہی ہیں۔میں اس میں شرکت کے لیے آئی ہوں۔اس کا افتتاحی اجلاس 26 فروری کو سینیٹ ہال جامعہ پنجاب لاہور میں منعقد ہوگا۔باقی تمام سیشن لمز (Lums) میں ہوں گے،اس

Marfat.com

کانفرنس کا موضوع ''Persian the Society and Culture'' ہے۔

اس پر پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب نے کہا کہ میڈم جو کام کر رہی ہیں، آسان نہیں، (یہ) دوزخ کی طرف جاتا ہے، شاہ صاحب سے پوچھیں کہ وہ کس دوزخ سے گزر رہے ہیں۔ شاہ صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا کہ مجددی صاحب نے لفظ دوزخ استعارہ کے طور پر استعمال کیا ہے۔ ان کے کہنے کا شاید مطلب یہ ہے کہ تحقیق کے کام میں بہت مشکلات پیش آتی ہیں۔ یہ بہت کٹھن راہ ہے، اس لیے اقبال مجددی صاحب اس کو لفظ دوزخ سے تعبیر کر رہے ہیں۔ شاہ صاحب کی اس بات سے سامعین پر خوشگوار اثر ہوا اور تھوڑا سا مزاح بھی پیدا ہوا۔

اس کے بعد پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب نے ڈاکٹر صاحبہ سے پوچھا کہ یہ کام کرتے ہوئے آپ کو مکاشفات بھی ہوئے ہیں یا کسی بزرگ کی زیارت بھی ہوئی ہے۔ اس پر میڈم نے کہا کہ اس طرح کی کوئی واضح بات نہیں ہے۔ البتہ میرا اس تحقیقی منہج کو اختیار کرنے سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ تائید ایزدی کی وجہ سے ہوا ہے اور توفیق ادھر سے ہی ملتی ہے۔

فاروقی صاحب نے کہا کہ یہ سوال میں نے اس لیے پوچھا ہے کہ میں نے ایک کتاب ''رجال الغیب'' پر لکھی ہے۔ اس میں ایسے بہت سے واقعات آ گئے ہیں۔

اس پر سید جمیل احمد رضوی صاحب نے دو واقعات سنائے، انہوں نے کہا کہ دسمبر 2006ء میں ہم نے پانچ روز جنوبی پنجاب میں گزارے اور چشتی مشائخ کے مزارات پر حاضری دی۔ اس سفر میں ڈاکٹر صاحبہ اور ان کے شوہر (ڈاکٹر صابر علوی) بھی میرے ہمراہ تھے۔ جب تونسہ شریف پہنچے تو مزار کے اندر کا دروازہ بند تھا۔ ہمیں بتایا گیا کہ یہ دروازہ نماز ظہر کے بعد کھلے گا۔ تب آپ زیارت کے لیے اندر جا سکتے ہیں۔ نماز ظہر میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا۔ ہمیں یہ بھی بتایا گیا کہ اگر سجادہ نشین صاحب اجازت دے دیں تو دروازہ خصوصی اجازت سے پہلے بھی کھل سکتا ہے۔ میں نے خادموں کو بتایا کہ یہ مہمان کینیڈا سے آئے ہیں اور میں لاہور سے آیا ہوں، لیکن انہوں نے کہا کہ ہمیں اس دروازہ کو کھولنے کا اختیار نہیں۔ صاحب مزار کی توجہ سے دس منٹ کے اندر سجادہ نشین بھی گھر تشریف لے آئے اور ان کی جانب سے دروازہ کھولنے کی اجازت بھی مل گئی۔ ہم نے زیارت کی، بلکہ جو لوگ زیارت کے انتظار میں وہاں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بھی زیارت کی۔

Marfat.com

اسی طرح ایک دو روز کے بعد جب ہم چشتیاں شریف پہنچے تا کہ خواجہ نور محمد مہارویؒ کے مزار پر حاضری دیں۔ہمیں بتایا گیا کہ خواتین کو مزار کے اندر جانے کی اجازت نہیں۔ یہ اجازت سائیں (سجادہ نشین) دے سکتے ہیں۔ ہم نے پوچھا کہ سائیں کہاں ہیں؟ خادموں نے بتایا کہ وہ مزار کے احاطہ کے باہر چھوٹے ملحقہ دروازہ کے قریب کچھ تعمیر کا کام کروا رہے ہیں تا کہ اس میں زائرین کے لیے گوشت پکایا جاسکے۔ہم سب سائیں کے پاس حاضر ہوئے۔ اپنا تعارف کرایا۔ان کے قریب چار کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ہمیں ان پر بٹھایا گیا۔ جب ہم نے اپنے سفر کے متعلق بات کی تو انہوں نے خادم کو بلایا اور کہا کہ ان کو لے جاؤ اور میڈم کو مزار والے کمرے کے اندر جانے کی اجازت بھی دے دی۔ میڈم نے بھی وہاں حاضری دی۔ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحبہ نے خواجہ نور محمد مہارویؒ صاحب کے مزار پر پڑی ہوئی چادر کو پاؤں کی طرف سے ایک طرف کیا۔اس کے اوپر اپنا دایاں ہاتھ رکھا اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ کچھ دعا مانگ رہی ہیں۔ظاہر ہے کہ میڈم نے اس تحقیقی منصوبے کی تکمیل کے لیے دعا مانگی ہوگی جس پر کام ہو رہا ہے اس طرح ہمارے راستے میں حائل تمام رکاوٹیں ختم ہوتی گئیں۔ یہ یقیناً صاحب مزار کی توجہ کا اثر اور فیض کہا جاسکتا ہے۔

آخر میں ڈاکٹر ساجدہ علوی صاحبہ نے سب کا شکریہ ادا کیا اور بالخصوص میاں صاحب کا کہ انہوں نے اس علمی مجلس کا انتظام کیا اور اتنے سکالرز اور علماء سے مجھے ملاقات کا موقع فراہم کیا۔ پروفیسر علیم تفضّل صاحب پہلے ساجدہ علوی صاحبہ کو اور پھر جمیل احمد رضوی صاحب کو گھر چھوڑ کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

نوٹ: اس علمی میٹنگ کی روداد کو سید جمیل احمد رضوی صاحب نے مرتب کیا اور یہ علمی مجلس شاہ صاحب کی اپنی کتاب ''فخر المشائخ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی (یادداشتوں کے آئینے میں، صفحہ: ۱۶۰۔۱۶۸)'' میں شائع ہو چکی ہے۔

نورِ اسلام کی میٹنگ حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر منتقل

25 مارچ 2009ء: آج کل قبلہ میاں صاحب حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرہ شیرا کوٹ، بند روڈ پر ہی زیادہ دیر قیام فرماتے تھے۔ جمعرات کو شرقپور شریف چلے جاتے اور جمعہ کی

Marfat.com

رات یا ہفتہ کی صبح واپس حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرہ پر آجاتے پھر زیادہ تر وقت لاہور میں ہی گزارتے، وکیل احمد سکندر پوریؒ کے بارے میں کتاب کی تیاری چونکہ آخری مراحل میں تھی اس لیے آپ اس کو پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کو بھی پڑھانا چاہتے تھے، ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب ان دنوں مانچسٹر سے پاکستان تشریف لائے ہوئے تھے۔ چند مہینوں سے آپ کو قبض کی شکایت تھی، ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو چیک کرایا تو چند روز دوائی کھانے کے بعد آپ کو پیچش لگ گئے۔ تین روز قبل ڈاکٹر محسن صاحب کو چیک کرایا انہوں نے دوائی میں کچھ تبدیلی کی جس سے آپ کی پیچش کی تکلیف میں کچھ بہتری آ گئی۔ کمزوری زیادہ ہونے کی وجہ سے اب آپ نے بروز پیر ماہنامہ نور اسلام کی میٹنگ میں بھی جانا بند کر دیا تھا بلکہ اب بروز پیر ماہنامہ نور اسلام کی میٹنگ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ہی ہو جاتی، اس سلسلہ میں اشتہار چھپوا کر تقسیم بھی کیے گئے۔

ڈاکٹر محسن نذیر سے میاں صاحب کا چیک اپ

آج آپ ڈاکٹر محسن نذیر صاحب کو چیک کرانے پنجاب کارڈیالوجی سنٹر تشریف لے گئے، فقیر حسین صاحب، بابا نذیر (تاجپورہ)، بابا ظفر (باورچی)، محمد اکرام اور یہ خادم ہمراہ تھے۔ آپ کا بلڈ پریشر نارمل تھا۔ ڈاکٹر محسن صاحب نے آپ کو پھل کا زیادہ استعمال کرنے کو کہا۔ ڈاکٹر محسن نذیر صاحب سے فارغ ہونے کے بعد آپ فقیر حسین صاحب کے ساتھ فاطمہ میموریل ہسپتال جلد (Skin) کے ڈاکٹر کو چیک کرانے چلے گئے۔ میں بابا نذیر صاحب کو ساتھ لے کر پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر چلا گیا۔ پروفیسر منور حسین صاحب کو میاں صاحب کی طرف سے سلام پیش کیا اور شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ ایک گھنٹے بعد پروفیسر صاحب سے اجازت لے کر بابا نذیر احمد کے ہمراہ روزنامہ شیر ربانی اخبار کے دفتر آ کر اخبار کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

میاں خلیل احمد شرقپوری کی کرامات

26 مارچ 2009ء: آج حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی خدمت میں حبیب اللہ بھٹی صاحب بھی تشریف فرما تھے۔ وہ

Marfat.com

صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کے حوالے سے میاں صاحب کو واقعات سنا رہے تھے۔تھوڑی دیر بعد حبیب اللہ بھٹی صاحب میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے تم کبھی وقت نکال کر آنا میں تم کو صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کے حوالے سے ان گنت واقعات سناؤں گا۔تم اس کو اخبار میں شائع کر دینا۔میں نے کہا بہت بہتر۔قبلہ میاں صاحب کی طبیعت کچھ بہتر تھی مگر کمزوری حد سے بڑھ گئی تھی،اب بغیر سہارے تھوڑا سا چلنا بھی دشوار تھا۔جناب فقیر حسین صاحب اب ڈاکٹر صاحب کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق قبلہ میاں صاحب کو صبح دوپہر اور شام کو دوائی دیتے، زیادہ تر ایک ہفتے کی دوائی چھوٹے چھوٹے لفافوں میں ڈال کر تیار کر دیتے۔اس سے پہلے 2001ء سے 2008ء تک یہ خادم ہی قبلہ میاں صاحب کی دوائی ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق دینے پر مامور تھا۔

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے بھائی کی رحلت

28 مارچ 2009ء:ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے گھر صبح آٹھ بجے پہنچا،قبلہ میاں صاحب ڈاکٹر صاحب کے گھر پہلے سے ہی موجود تھے۔وکیل احمد سکندر پوریؒ والی کتاب کی دو عدد کاپیاں کروائیں،ایک ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب اور دوسری مجھے دی۔آپ نے ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کو بتایا یہ کتابیں حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دفاع میں لکھی گئی تھیں،آپ اس کو ایک نظر دیکھ لیں۔کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد قبلہ میاں صاحب حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آگئے۔میں وکیل احمد سکندر پوریؒ کے مسودے کی کاپی محمد عالم مختار حق صاحب کو دے کر قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔کل بروز اتوار حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ہونے والی ماہنامہ نور اسلام کی میٹنگ کے انتظامات کے بارے میں مجھے آپ نے ہدایات دیں۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کا فون آیا کہ ان کا بھائی حکیم محمد سعید صاحب چشتیاں شریف میں انتقال کر گئے ہیں،ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب جنازے میں شرکت کے لیے چشتیاں شریف روانہ ہو گئے۔لہٰذا میٹنگ کینسل ہو گئی،آپ شرقپور شریف چلے گئے۔بروز اتوار آپ شرقپور شریف ہی رہے،آپ نے علی الصبح مجھے شرقپور شریف آنے کو فرمایا۔میں تقریباً آٹھ بجے شرقپور شریف آ گیا۔اس وقت پروفیسر خالد بشیر صاحب گجرات سے میاں صاحب کی خدمت

Marfat.com

میں موجود تھے۔آپ کی طبیعت ٹھیک نہ تھی، بہر حال کافی دیر ملکی حالات پر گفتگو کرتے رہے۔آپ کے خیال میں پاکستان ترقی کی طرف جاتا نظر نہیں آرہا تھا۔ظہر کی نماز اکٹھے ادا کرنے کے بعد آپ نے اجازت دے دی اور میں روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آکر اخبار کی تیاری میں مصروف ہوگیا۔

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کی اہلیہ کی رحلت

30 مارچ 2009ء: آج صبح محمد اکرام کی معرفت قبلہ میاں صاحب کو فون آیا کہ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی اہلیہ کی رحلت ہوگئی ہے۔ان کے جنازے میں شرکت کرنا ہے اور دوست احباب کو بھی اطلاع کردیں۔میں نے جناب سعید احمد صدیقی صاحب سے رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب اپنی اہلیہ کے ہمراہ اپنے بھائی حکیم محمد سعید صاحب کے جنازے میں شرکت کے لیے گئے ہوئے تھے، واپسی پر بہاولنگر کے مقام پر ان کی اہلیہ کی طبیعت خراب ہوگئی۔مقامی ہسپتال لے جایا گیا مگر طبیعت سنبھل نہ سکی اور اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔تمام حلقہ احباب کو مطلع کردیا گیا اور ظہر کی نماز کے بعد نماز جنازہ کی اطلاع کردی گئی۔ایک بجے کے قریب میں بھی جنازے میں شرکت کے لیے اعوان ٹاؤن چلا گیا، جنازہ رضوان مسجد کی جنازگاہ میں ہوا، نماز جنازہ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کے بیٹے حافظ نعمان صدیقی صاحب نے پڑھائی۔قبلہ میاں صاحب نے جنازہ وہیل چیئر پر بیٹھ کر پڑھا۔جنازہ پڑھنے کے بعد میت کو تدفین کے لیے شرقپور شریف روانہ کردیا گیا۔میاں صاحب اور ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب لاہور میں ہی رہے۔میاں صاحب نے گوشت آلو کی چند دیگیں بنوا کر ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کے گھر بھجوادیں تاکہ دور دراز سے آنے والے مہمانوں کو کھانا کھلایا جاسکے۔اعوان ٹاؤن سے فارغ ہوکر آپ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر چلے گئے جہاں بابا حیات، ماسٹر احمد علی اور محمد قیوم (شیر ربانی پریس) پہلے سے ہی موجود تھے، آدھ گھنٹے بعد آپ نے تمام حضرات کو اجازت دے دی۔مجھے آپ نے مبلغ دو ہزار پچاس (2050) روپے دیے تاکہ میں صبح قل شریف کی رسم میں پھل لے آؤں۔کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ پھر اعوان ٹاؤن 207/D، رضوان بلاک چلے گئے جہاں ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب ٹھہرے ہوئے تھے۔تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد آپ نے مجھے اجازت

Marfat.com

دے دی اور خود حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے کی طرف روانہ ہو گئے۔ میں شیر ربانی ڈائجسٹ کے چند ایک مضامین پروفیسر منور صاحب کو دے کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ کر اخبار کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

میاں صاحب کی قل شریف کے ختم میں شمولیت

31 مارچ 2009ء: میں بابا نذیر احمد کے ساتھ فروٹ منڈی راجہ وقار صاحب سے میاں صاحب کے دیے ہوئے پیسوں کا پھل لے کر اعوان ٹاؤن چلا گیا۔ معلوم ہوا ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کی طبیعت خراب ہے اور وہ قل شریف کی محفل میں شرکت نہیں کریں گے۔ میاں صاحب بھی قل شریف کی محفل میں شرکت کی بجائے ڈاکٹر صاحب کی عیادت کے لیے ان کے گھر چلے گئے۔ مجھے بھی میاں صاحب نے ادھر ہی بلا لیا، کافی دیر ملکی حالات، طالبان کی سرگرمیوں اور اولیاء کرام کی کاوشوں پر گفتگو ہوتی رہی۔ اس دوران شیخ محمد ارشد صاحب اور ان کے بیٹے شیخ محمد اقبال صاحب بھی آ گئے۔ شیخ ارشد صاحب کی طبیعت کچھ ناساز تھی انہوں نے قبلہ میاں صاحب سے پانی دم کروا کر پیا جس سے ان کی طبیعت بہتر ہو گئی۔ کچھ دیر رکنے کے بعد قبلہ میاں صاحب بابا نذیر احمد کو گاڑی میں بٹھا کر حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آ گئے۔ میں بھی اپنی موٹر سائیکل پر ادھر آ گیا۔ حاجی محمد ریاض صاحب (شاہ عالمی، لائٹ والے) بھی اس وقت موجود تھے میاں صاحب نے تمام افراد کو رس ملائی کھلائی۔ یکم اپریل کو ماہنامہ نور اسلام کی دوپہر ایک بجے حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر میٹنگ رکھی گئی جس کی اطلاع تمام حضرات کو کر دی گئی۔

ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی تقریر

یکم اپریل 2009ء: آج حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ماہنامہ نور اسلام کی میٹنگ ہوئی جس میں ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب نے بڑی جامع تقریر کی۔ انہوں نے ماہنامہ نور اسلام کی ابتداء سے لے کر آج تک قبلہ میاں صاحب کی کاوشوں کا ذکر کیا کہ میاں صاحب نے کن حالات میں ماہنامہ کو جاری و ساری رکھا۔ اس میٹنگ کی روداد روزنامہ شیر ربانی میں 2 اپریل 2009ء کو شائع ہوئی۔

Marfat.com

جہان شیر ربانی کا نام انوار شیر ربانی میں تبدیل

05 اپریل 2009ء: آج ''جہان شیر ربانی'' کے حوالے سے ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے گھر اعوان ٹاؤن میں ایک میٹنگ رکھی گئی تھی۔ میری کمر میں تکلیف کی وجہ سے جہان شیر ربانی کے متعلق کام گزشتہ ایک سال سے بند تھا۔ بیماری کی وجہ سے اس پر کوئی خاطر خواہ مواد اکٹھا نہ ہو سکا تھا، ''جہان شیر ربانی'' کی تیاری کے سلسلہ میں اب پھر میٹنگ رکھی گئی تھی۔ میٹنگ کا وقت صبح ساڑھے آٹھ بجے طے ہوا تھا مگر ابھی کئی ساتھی نہیں آئے تھے، بہر حال ٹھیک ساڑھے آٹھ بجے قبلہ میاں صاحب کی سرپرستی میں میٹنگ کا آغاز کر دیا گیا، میٹنگ جب شروع ہوئی تب قبلہ میاں صاحب کے علاوہ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب، سعید احمد صدیقی صاحب، ڈاکٹر نذیر شرقپوری، شیراز فیض بھٹی اور یہ خادم موجود تھے۔ میٹنگ کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ڈاکٹر نذیر صاحب نے کیا۔ تلاوت قرآن پاک کے بعد ''جہان شیر ربانی'' کے متعلق اکٹھا کیے جانے والے مواد کے بارے میں تفصیل سے آگاہ کیا، اس کے بعد ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے اپنے قیمتی مشورے پیش کیے۔ ڈاکٹر صاحب کے بعد میں نے ''جہان شیر ربانی'' کا نام تبدیل کرنے کا مشورہ دیا۔ میاں صاحب نے فرمایا سوچیں اس کا کیا نام رکھنا چاہیے، تھوڑی دیر بعد ماسٹر احمد علی صاحب، بابا حیات صاحب اور قدر آفاقی صاحب بھی تشریف لے آئے۔ میٹنگ کے دوران قدر آفاقی صاحب نے ''جہان شیر ربانی'' کا نام ''انوار شیر ربانی'' تجویز کیا جس کو قبلہ میاں صاحب کے ساتھ تمام حضرات نے بہت پسند کیا۔ انوار شیر ربانی کا ایک پیٹرن تشکیل دیا گیا اور اس کام کی تکمیل کے لیے مختلف کمیٹیاں قائم کر دی گئیں۔ ''انوار شیر ربانی'' کے سلسلہ میں اگلی میٹنگ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے (ملتان روڈ) پر دوپہر دو بجے رکھی گئی۔ میٹنگ کے اختتام پر قبلہ میاں صاحب تمام حضرات کو شرقپور شریف سے لایا ہوا لنگر شریف کھلانے کے بعد حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر تشریف لے گئے۔ شیراز فیض بھٹی صاحب کے ساتھ میں بھی حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر میاں صاحب کی خدمت میں آ گیا۔ کچھ دیر قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں رہنے کے بعد میں میاں صاحب سے اجازت لے کر شیر ربانی اخبار کے دفتر آ گیا اور اخبار کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

Marfat.com

محمد رمضان ایڈووکیٹ کی دعوت

آج محمد رمضان صاحب (ایڈووکیٹ) اپنے گھر والوں کے ہمراہ میاں صاحب کے پاس آرہے تھے، قبلہ میاں صاحب نے ان کے لیے پر تکلف کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا، کھانا ان کو بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ہی کھلانا تھا مگر آج بھٹی صاحب کے گھر ایک بارات آنی تھی جس کی وجہ سے محمد رمضان اور ان کے گھر والوں کو کھانا حاجی خادم حسین (باورچی) کے گھر سانده میں ہی کھلایا گیا۔ تھوڑی دیر بعد میاں صاحب سے اجازت لے کر پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر سے ہو کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا۔

میاں صاحب کا صاحبزادہ فضل کریم سے اظہار افسوس

08 اپریل 2009ء: آج صبح دس بجے قبلہ میاں صاحب نے مجھے اور بڑے بھائی فاروق الحسن کو بلا کر آپس میں پیار محبت سے رہنے کی تلقین فرمائی، گیارہ بجے جمیعت العلماء پاکستان کے صدر فضل کریم صاحب (ایم این اے) کے بیٹے سید محسن رضا کی عیادت کے لیے سروسز ہسپتال کمرہ نمبر 1 میں تشریف لے گئے۔ چند دن پہلے ان کا بیٹا ایک حادثے میں شدید زخمی ہو گیا تھا، قبلہ میاں صاحب نے صاحبزادہ فضل کریم صاحب سے اظہار افسوس کیا اور ان کے بیٹے کی تندرستی کے لیے دعاء فرمائی۔ صاحبزادہ فضل کریم صاحب محدث اعظم پاکستان محمد سردار احمد صاحب کے بیٹے تھے، صاحبزادہ فضل کریم صاحب قبلہ میاں صاحب کو چھوڑنے ہسپتال کے گیٹ تک آئے۔ سروسز ہسپتال سے روانہ ہو کر آپ فردوس مارکیٹ گلبرگ بابا برکت (سیکھانوالہ) کی عیادت کے لیے آئے۔ بابا برکت نے میاں صاحب سے کہا میں بہت تکلیف میں ہوں اور رات بہت بے چینی سے گذرتی ہے، یہاں چند منٹ رکنے کے بعد آپ واپس بیت النور تشریف لے گئے اور میں حاجی خادم حسین صاحب کے برتن ان کے گھر سانده دے کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پروفیسر خالد بشیر صاحب اور شیراز بھٹی صاحب بھی روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گئے۔ میں نے پروفیسر خالد بشیر صاحب کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر لکھے ہوئے مضمون کا پرنٹ نکال کر دیا جو وہ لے کر پروفیسر منور حسین کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔

Marfat.com

صوفی غلام سرور کا انتقال

09اپریل2009ء: آج شیراز فیض بھٹی صاحب کا فون آیا کہ صوفی غلام سرور صاحب کا انتقال ہوگیا ہے۔ میں نے صوفی غلام سرور صاحب کے مرید خاص ناظم حسین صاحب سے بذریعہ فون رابطہ کیا تو انہوں نے تصدیق کی اور کہا جنازہ کل جمعہ کی نماز کے بعد ڈونگی گراؤنڈ، سمن آباد میں ادا کیا جائے گا۔

صاحبزادہ مسرور احمد صاحب نے جنازہ پڑھایا

10اپریل2009ء: صبح آٹھ بجے کے قریب قبلہ میاں صاحب کا فون آیا اور صوفی سرور کے جنازے میں جانے کا حکم دیا۔ مزید فرمایا باقی احباب کو بھی اطلاع کردو کہ وہ جنازے میں شرکت کریں، جمعہ کی نماز جامع مسجد شیر ربانی سمن آباد میں ہی ادا کی۔ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے بیٹے صاحبزادہ مسرور احمد صاحب جنازہ پڑھانے کے لیے کراچی سے تشریف لا رہے تھے، سفر کی وجہ سے وہ کچھ لیٹ ہو گئے اس لیے جنازہ سہ پہر چار بجے گھر سے اٹھایا گیا۔ جنازہ اٹھانے سے قبل صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب بھی تشریف لے آئے، صوفی غلام سرور صاحب کے گھر صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب کی ملاقات صاحبزادہ محمد مسرور احمد صاحب سے ہوئی، دونوں صاحبزادگان بڑی گرمجوشی سے آپس میں ملے۔ چند لمحے ایک دوسرے کے احوال دریافت کرتے رہے۔ ساڑھے چار بجے کے قریب جنازہ ڈونگی گراؤنڈ پہنچ چکا تھا، نماز جنازہ صاحبزادہ مسرور احمد صاحب نے پڑھائی، صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب نے بھی ان کی معیت میں نماز جنازہ ادا کی۔ جنازے میں سینکڑوں افراد نے شرکت کی، صوفی غلام سرور صاحب کی رسم قل 11 اپریل بروز ہفتہ ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد شیر ربانی سمن آباد میں ادا کرنے کا اعلان کیا گیا۔

میاں صاحب کی قل شریف کے ختم میں شرکت

11اپریل2009ء: قبلہ میاں صاحب صوفی غلام سرور صاحب کے قل شریف کی

Marfat.com

محفل میں شرکت کے لیے جامع مسجد شیر ربانی سمن آباد تشریف لائے۔ دعاء کے بعد آپ واپس شرقپور شریف تشریف لے گئے۔

میاں صاحب کی چہلم کی محفل میں شرکت

12 اپریل 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی اہلیہ کے چہلم کے ختم شریف کی محفل میں شرکت کے لیے اعوان ٹاؤن تشریف لائے۔ طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے آپ صدیقی صاحب کے گھر کے ایک کمرہ میں ہی رہے۔ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب نے چہلم کی محفل میں شرکت کی، حافظ قاری نعمان صدیقی صاحب نے بڑی جامع تقریر کی۔ صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب نے دعاء فرمائی، محفل کے اختتام پر لنگر شریف تقسیم کیا گیا۔ محفل کے اختتام پر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب قبلہ میاں صاحب کے پاس آگئے، ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب نے شرقپور شریف آنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ میاں صاحب نے بروز منگل سہ پہر چار بجے آنے کو فرمایا۔ میاں صاحب نے مزید فرمایا میری طبیعت دن بدن بگڑتی جارہی ہے لہٰذا اب میں زیادہ وقت شرقپور شریف میں ہی رہا کروں گا، کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف روانہ ہوگئے اور میں پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر وکیل احمد سکندر پوریؒ کی کتاب کا مسودہ دینے کے لیے چلا گیا۔

میاں صاحب کی عقیدہ توحید سیمینار میں شرکت

18 اپریل 2009ء: آج حضرت داتا گنج بخشؒ کے سماع ہال میں ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب کی زیر سرپرستی عقیدہ توحید سیمینار منعقد ہو رہا تھا۔ اس تقریب میں قبلہ میاں صاحب کی صدارت تھی۔ میاں صاحب مغرب کی نماز کے بعد سیمینار میں تشریف لائے۔ کچھ دیر بیٹھے مگر طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے جلد حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر تشریف لے گئے۔ اگلے روز آپ صبح فجر کی نماز کے بعد ہی شرقپور شریف روانہ ہوگئے، روانگی سے قبل قبلہ میاں صاحب نے فون پر مجھ سے بات کی کہ میری طبیعت ٹھیک نہیں اور اب میں شرقپور شریف ہی زیادہ رہا کروں گا، میری زندگی کا بھی کوئی پتہ نہیں۔

Marfat.com

علمی کاموں کو مزید تیز کرنے کی ہدایت

19 اپریل 2009ء: آج صبح میاں صاحب کی خدمت میں شرقپور شریف آ گیا۔ آپ نے فرمایا منگل اور بدھ کو میں پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آیا کروں گا تا کہ ان اولیاء کرام پر بھی انگریزی میں کام ہو سکے جن پر پہلے کبھی نہیں ہوا۔ آپ ڈاکٹر مسعود احمد صاحبؒ کے عرس مبارک اور صوفی سرور صاحبؒ کے بارے میں بھی گفتگو فرماتے رہے۔ علمی کام کو بڑھانے کے لیے آپ نے مزید ساتھیوں کو ساتھ ملانے کے بارے میں فرمایا۔ آپ نے مزید فرمایا شیراز بھٹی اور علیم تفضل سے بھی اشاعت کا کام لینا ہے مگر یہ بھی دھیان رکھنا ہے کہ ان کے اپنے کام کا حرج نہ ہو۔ کافی دیر گفتگو کرنے کے بعد آپ ظہر کی نماز سے قبل گھر تشریف لے گئے اور میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے دربار اقدس پر حاضری کے بعد واپس روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا۔ میری طبیعت بھی کچھ ٹھیک نہیں تھی، اخبار، ڈائجسٹ اور مختلف کتابوں کی تیاری میں ایسا مصروف ہو گیا تھا کہ اپنی طرف توجہ دینے کا وقت ہی نہیں ملتا تھا۔ ساتھیوں کی کمی کی وجہ سے بھی مشکلات میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا تھا، اخبار کے مالی حالات بہت زیادہ مخدوش تھے جس کی وجہ سے قرضے میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔

حضرت بابا امیر الدینؒ کے نوادرات

21 اپریل 2009ء: آج صبح فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت بابا امیر الدین صاحبؒ (کوٹلہ شریف) کے نوادرات حاصل کرنے ملک محمد اشرف ایڈووکیٹ صاحب کے گھر چلے گئے، ملک محمد اشرف صاحب نے یہ نوادرات بڑی محنت اور محبت سے اکٹھے کیے تھے۔ ملک صاحب بابا امیر الدینؒ پر ایک جامع کتاب مرتب کرنا چاہتے تھے۔ ان کے خیال میں حضرت بابا امیر الدینؒ پر ابھی تک کوئی خاص کتاب شائع نہیں ہوئی تھی، بہر حال ملک اشرف صاحب اور ان کے بیٹے ملک محمد عمران صاحب بڑی محبت سے پیش آئے۔ اسی دوران قبلہ میاں صاحب کا فون آیا کہ میں پروفیسر منور صاحب کے گھر آ رہا ہوں تم بھی آ جاؤ، لہٰذا میں شیراز بھٹی صاحب کے ہمراہ پروفیسر صاحب کے گھر آ گیا۔ میاں صاحب نے ہندوؤں کا مسلمانوں کے خلاف پراپیگنڈہ اور

Marfat.com

کس حد تک بغض رکھنے کے بارے میں چند ایک واقعات سنائے۔ اسلام کی ترویج اور استقامت کے حوالے سے آپ نے محمد بخش مسلم بی اے کی بہت تعریف کی جس کی تائید جناب پروفیسر منور صاحب نے بھی کی۔ آپ نے مجھے 19 اپریل، نوائے وقت، سنڈے میگزین میں چھپنے والے مہاتما گاندھی پر لکھے ہوئے انگریزی میں دو اقتباسات پڑھنے کو فرمایا۔ پروفیسر منور صاحب ساتھ ساتھ اس کا ترجمہ بھی کرتے جاتے۔ دوپہر 12 بجے کے قریب پروفیسر منور صاحب کے گھر سے روانہ ہو کر شیخ ذوالقرنین صاحب کے پٹرول پمپ واقع ڈی ایچ اے پر تشریف لے گئے۔ چند منٹ وہیں قیام کیا اور پھر ناخدا چوک، وسن پورہ میں بابا محمد شفیق صاحب (درزی) کے پاس آ گئے۔ میاں صاحب پہلے کی نسبت کافی کمزور ہو چکے تھے اس لیے شفیق صاحب نے میاں صاحب کے کپڑوں کا نیا ناپ لیا اور آپ نے استعمال شدہ کپڑے بھی درست کرنے کو فرمایا۔ محمد شفیق صاحب کی دکان سے روانہ ہونے کے بعد آپ نے کراچی سے آئے ہوئے جناب عمر حیات صاحب سے ملاقات کی۔ ان کو روزنامہ شیر ربانی اخبار کراچی کی مارکیٹ کے پہنچانے کے بارے میں فرمایا۔ اسی دوران آپ نے شیراز بھٹی صاحب کو فرمایا نوائے وقت کے چیف ایڈیٹر مجید نظامی صاحب کی اہلیہ کا انتقال ہو گیا ہے ان سے تعزیت کرنی ہے اس سلسلہ میں ان سے رابطہ کرو، یہ فرما کر آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

میاں صاحب کی مجید نظامی سے تعزیت

22 اپریل 2009ء: آج صبح نو بجے پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر پہنچ گیا۔ میاں صاحب پہلے سے ہی ادھر موجود تھے۔ آپ کے ساتھ بابا احمد حسن، بابا ظفر اور محمد اکرام تھے، تھوڑی دیر بعد صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد صاحب بھی تشریف لے آئے۔ پروفیسر منور صاحب نے کہا برطانیہ پر مختلف حملوں کی وجہ سے اب ان کی انگریزی زبان بھی خالص نہیں رہی، اس میں بھی کئی قسم کی تبدیلیاں آ چکی ہیں۔ اگر آپ ڈکشنری دیکھیں انگریزی کے ایک لفظ کے آگے کئی اور الفاظ ہوتے ہیں جن کے معنے ایک جیسے ہی ہوتے ہیں، یہ انگریزی کے الفاظ مختلف زبانوں کا مجموعہ ہیں اور اچھا مصنف وہ ہے جو انگریزی لکھتے وقت صحیح لفظ کا استعمال کرے۔ پھر ایک مثال دی کہ ایک فقرہ ہے "دل میں اتر جا" اس کی انگریزی یہ بھی ہو سکتی ہے۔ "Enter in the

Marfat.com

"heart" لیکن یہ لوہاری منڈی کی انگریزی ہوگی۔اس کی صحیح انگریزی "Penetrated" ہوگی۔اس طرح پروفیسر صاحب نے بڑی خوش اسلوبی سے الفاظ کے استعمال کا طریقہ بتایا۔اس دوران میں نے پروفیسر منور صاحب سے اپنے لکھے ہوئے انگریزی کے دو اقتباسات بھی درست کروائے۔قبلہ میاں صاحب نے فرمایا اب میاں ولید بھی آئیں گے مگر ہم نے ان پر اتنا بوجھ نہیں ڈالنا۔پروفیسر منور حسین صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ چند لمحوں کے لیے زینت لیبارٹری آئے پھر وہاں سے تعزیت کے لیے ساڑھے بارہ بجے نوائے وقت کے دفتر آگئے۔میاں صاحب وہیل چیئر پر بیٹھ کر بذریعہ لفٹ تیسری منزل پر جناب مجید نظامی صاحب کے دفتر آگئے۔صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری بھی ہمراہ تھے۔مجید نظامی صاحب نے اٹھ کر میاں صاحب کو سلام کیا۔میاں صاحب نے مجید نظامی صاحب سے ان کی اہلیہ کی رحلت پر تعزیت فرمائی۔تعزیت کے بعد مجید نظامی صاحب نے میاں صاحب سے آپ کی طبیعت کا حال دریافت کیا۔آپ نے فرمایا بزرگوں کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے گزارا ہو رہا ہے۔میاں صاحب نے مجید نظامی صاحب سے صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد صاحب کا تعارف کرایا۔مجید نظامی صاحب نے میاں صاحب سے اپنی بیٹی رمیزہ صاحبہ (مجید نظامی صاحب کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی اس لیے انہوں نے اپنی بہن (سالی) کی بیٹی لے کر پالی تھی) کا بھی تعارف کرایا۔اس وقت مجید نظامی صاحب کے دفتر میں ان کے سیکرٹری جاوید علوی صاحب بھی موجود تھے۔مجید نظامی صاحب سے تعزیت کرنے کے بعد میاں صاحب میاں ولید احمد صاحب کے ہمراہ شرقپور شریف روانہ ہو گئے اور میں روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا۔

میاں صاحب کی ذوالقرنین کے پمپ پر تشریف آوری

24 اپریل 2009ء: قبلہ میاں صاحب نے محمد اکرام کو روزنامہ شیر ربانی کے دفتر بھیجا۔میں محمد اکرام کو ساتھ لے کر شیخ ذوالقرنین صاحب کے پمپ پر چلا گیا۔قبلہ میاں صاحب کے فرمان کے مطابق سامان لے کر محمد اکرام کو شرقپور شریف روانہ کر دیا،آپ تقریباً سارا دن شیخ ذوالقرنین صاحب کے پمپ پر ہی رہے،محمد اکرام کے واپس آنے پر آپ واپس شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

Marfat.com

میاں صاحب کی کرامت

26اپریل2009ء: آج محمد رمضان نقشبندی (چیف ایڈیٹر روزنامہ فخر ملت، فیصل آباد) کے ہمراہ موٹر سائیکل پر شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوگیا۔ رمضان صاحب نے لکمشی چوک پہنچ کر کہا آؤ لسی اور ''بن'' کا ناشتہ کرتے ہیں میں نے کہا ناشتہ میاں صاحب کے پاس جا کر کریں گے۔ راستے میں موٹر سائیکل خراب ہوگئی خیر دس بجے کے قریب ہم شرقپور شریف پہنچ گئے۔ اس وقت قبلہ میاں صاحب گھر گئے ہوئے تھے۔ محمد اکرام نے میاں صاحب کے کمرے میں پڑا ہوا ناشتہ ہمارے سامنے رکھا اور کھانے کو کہا، کھانے کے دوران محمد اکرام نے بتایا، آج صبح قاری محمد یاسین صاحب اسلام آباد سے آئے تھے۔ میاں صاحب نے ان کے لیے ناشتہ منگوایا انہوں نے ناشتہ کیا اس کے بعد میاں صاحب نے اور ناشتہ منگوا کر رکھ لیا۔ حاجی اللہ دتہ صاحب اور مولانا منصب علی صاحب آگئے۔ میاں صاحب نے ان کو ناشتہ کرنے کو کہا، ان کے ناشتہ کرنے کے بعد میں برتن گھر دینے گیا تو آپ نے فرمایا ابھی اور ناشتہ منگواؤ۔ میں نے اور ناشتہ منگوا کر آپ کے کمرہ میں رکھ دیا، اس کے بعد آپ لوگ آگئے ہیں۔ خیر ابھی ہم ناشتہ کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ قبلہ میاں صاحب گھر سے باہر تشریف لے آئے۔ آپ نے آتے ہی پوچھا ناشتہ کر لیا ہے، میں نے عرض کیا جی حضور کر لیا ہے۔ آپ نے اکرام سے مخاطب ہو کر فرمایا لو اب برتن گھر بھجوا دو۔ اس وقت میاں صاحب کے کمرہ میں حاجی اللہ دتہ صاحب اور مولانا منصب علی صاحب بھی موجود تھے۔ مولانا منصب علی صاحب کو چند روز قبل میاں صاحب نے دارالمبلغین حضرت میاں صاحب سے نکال دیا تھا۔ مولانا صاحب دارالمبلغین حضرت میاں صاحبؒ میں منتظم اعلیٰ کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ قبلہ میاں صاحب نے ان کو پہلے آستانہ پر آنے سے بھی منع کر دیا تھا۔ لیکن چند دن بعد آستانہ پر آنے کی اجازت دے دی۔ دوپہر ایک بجے قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں گجرات سے محمد شہزاد صاحب، فیاض احمد سیٹھی صاحب، ان کے بیٹے محمد ایاز سیٹھی، ان کے بھائی نوید احمد سیٹھی اور ایک بزرگ تشریف لائے۔ قبلہ میاں صاحب کافی دیر فیاض احمد سیٹھی صاحب سے محو گفتگو رہے۔ سیٹھی صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں کچھ تحائف دیے اور ایک کیمرہ بھی دیا۔ سیٹھی صاحب نے کیمرہ میاں صاحب کو دیتے ہوئے کہا یہ

Marfat.com

حضور معروف نے اخبار کے لیے منگوایا ہے۔آپ نے وہ کیمرہ مجھے عنایت فرمایا۔ میں نے اسی وقت اسی کیمرے سے سیٹھی صاحب اور دیگر ساتھیوں کی قبلہ میاں صاحب کے ساتھ تصاویر بنالیں، کیمرہ کی رقم محمد شہزاد صاحب نے ادا کی تھی، تھوڑی دیر بعد شفیق احمد شاکر صاحب (لاثانی بک پیلس، اردو بازار) اور سعید صدیقی صاحب تشریف لائے۔ وکیل احمد سکندر پوریؒ کی کتاب چھپائی کے مراحل میں تھی، قبلہ میاں صاحب نے فی الوقت اس کو اڑھائی سو چھاپنے کو فرمایا۔ ظہر کی نماز ادا کی جماعت سعید احمد صدیقی صاحب نے کرائی۔ نماز کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد قبلہ میاں صاحب نے تمام حضرات کو اجازت دے دی۔ میں بھی محمد رمضان نقشبندی صاحب کے ہمراہ لاہور آ گیا۔

ہوسکتا ہے شیر ربانی اخبار کی پوزیشن بہتر ہو جائے

27 اپریل 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب فاطمہ میموریل ہسپتال کے سامنے جلد (Skin) کے ڈاکٹر کو چیک کرانے کے بعد فقیر حسین صاحب کے ساتھ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گئے، دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد نماز ظہر ادا کی۔ میں نے شفیق احمد شاکر صاحب کی بھیجی ہوئی چار عدد کتابیں پیش کیں۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے مجھے بتایا حاجی عبدالرؤف (موہلنوال) فوت ہو گیا ہے اس کی خبر اخبار میں شائع کر دینا، مجھے مبلغ -/100 روپے دیے۔ چند ایک لوگوں سے ملنے کے بعد آپ محمد رفیق شاہد کی دکان سے ہو کر شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ آج آپ کی طبیعت کچھ بہتر لگ رہی تھی۔ اخبار کے متعلق بھی فرمایا ہو سکتا ہیں یہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے۔

محمد عمران کو میاں صاحب کی نصیحت

28 اپریل 2009ء: قبلہ میاں صاحب صبح سوا آٹھ بجے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے، آج کا نوائے وقت اور روزنامہ شیر ربانی کی تین عدد کاپیاں منگوائیں۔ تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہرنے کے بعد آپ حاجی عبدالرؤف کے قل شریف کے ختم میں شرکت کے لیے موہلنوال تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ محمد اکرام اور ایک مدرسے کا طالب علم تھا۔ مغلپورہ فلائی اوور ابھی زیر تعمیر تھا اس لیے آپ نے مجھے مغلپورہ کراس کرنے تک موٹر سائیکل پر ساتھ رہنے کو فرمایا۔ میں غازی آباد کے راستے سے آپ کو نہر پر لے گیا اور خود روزنامہ شیر ربانی کے دفتر واپس

Marfat.com

آ گیا۔موہلنوال سے آپ واپس روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لے آئے، شام تک آنے والے زائرین سے ملاقات کرتے رہے۔محمد عمران (بورنگ والا،عزیز پلی، ہربنس پورہ) بھی میاں صاحب کی خدمت میں آئے۔انہوں نے میاں صاحب سے عرض کیا حضور دعاء فرمائیں میں باہر چلا جاؤں۔قبلہ میاں صاحب نے فرمایا اگر بندہ ادھر نیک نیتی سے کام کرے تو پاکستان میں بھی کامیاب ہوسکتا ہے، باہر تو بعض اوقات کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔چند روز بعد محمد عمران اپنے ہمسایہ محمد منظور کے ہمراہ شرقپور شریف جمعہ کی نماز پڑھنے چلے گئے، جمعہ کی نماز کے بعد صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگئے اس سے پہلے کہ عمران صاحب میاں خلیل احمد صاحب سے دعا کے عرض کرتے ،میاں خلیل احمد صاحب نے فرمایا جو لوگ ملک سے باہر جانا چاہتے ہیں وہ اپنا ہاتھ کھڑا کریں لہذا دو سے تین افراد نے ہاتھ کھڑا کیا عمران صاحب بھی ان میں شامل تھے۔میاں خلیل احمد صاحب نے فرمایا باہر تو مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے بہتر ہے پاکستان میں رہ کر محنت کی جائے۔خیر عمران صاحب پھر بھی اپنی ضد سے باز نہ آئے ملک سے باہر جانے کا بندوبست کرلیا اوران کے جانے سے دو روز قبل قبلہ میاں صاحب روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے آپ اپنے ساتھ شرقپور شریف سے لنگر شریف بھی لائے تھے تمام بیلیوں کو لنگر شریف کھلایا، اس وقت عمران صاحب اور منظور صاحب بھی موجود تھے، عمران صاحب نے لنگر شریف کھانے کے بعد میاں صاحب سے پھر دعا کے لیے درخواست کی۔قبلہ میاں صاحب نے فرمایا تمہیں جو بندے باہر لے جارہے ہیں وہ فراڈیے ہیں۔یہ سننے کے باوجود عمران صاحب پھر بھی باز نہ آئے اور دو روز بعد ان کے افراد کے ساتھ آسٹریا کے لیے روانہ ہوگئے۔یونان پہنچ کر ان میں سے اشتیاق نامی شخص ایک لڑکی کے ہمراہ آسٹریا روانہ ہوگیا اور عمران صاحب یونان کے شہر ''ایتھنز'' میں ہی رہ گئے۔ایک سال نو مہینے تک ادھر ہی رہے۔بالآخر کامیاب نہ ہوئے اور واپس آ کر اپنا پرانا بورنگ والا کام شروع کردیا۔

میاں صاحب کی ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی سے ملاقات

29 اپریل 2009ء: آج آپ جامعہ نعیمیہ میں ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آ گئے۔میں بھی ادھر آ گیا، کافی دیر

Marfat.com

شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری اور اولیاء کرام کی گفتگو کے بعد آپ پروفیسر علیم تفضّل صاحب کے گھر ویسٹ ووڈ کالونی ٹھوکر نیاز بیک چلے گئے۔ بابا ظفر اور محمد اکرام ہمراہ تھے۔ طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے پروفیسر علیم صاحب کافی کمزور ہو گئے تھے، بہرحال ان کے والد گرامی نے بڑی گرم جوشی سے قبلہ میاں صاحب کا استقبال کیا۔ آپ تقریباً ایک گھنٹہ علیم صاحب کے گھر رہے، اس دوران قبلہ میاں صاحب نے پروفیسر منور حسین صاحب کا پہلی مرتبہ شرقپور شریف میں حضرت ثانی لا ثانی میاں غلام اللہ شرقپوریؒ کی ملاقات اور شہد والا واقعہ سنایا۔ پروفیسر علیم تفضّل صاحب کی عیادت کے بعد آپ بیت النور تشریف لے گئے۔ آج ہائی کورٹ میں محمد اکرام کی پیشی تھی، لہٰذا وہ میاں صاحب سے اجازت لے کر چلا گیا اور آپ حسن ڈرائیور کے ہمراہ شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔

میاں صاحب کی شیخ ذوالقرنین کی والدہ کے گھر آمد

02 مئی 2009ء: آج صبح آپ شیخ ذوالقرنین صاحب کی والدہ کے گھر ٹاؤن شپ چلے گئے۔ آپ نے شیخ انوار حسین صاحب کو بھی ادھر ہی بلوایا مگر ان کے آنے میں کچھ تاخیر ہو گئی اس لیے ان کی میاں صاحب سے ملاقات نہ ہو سکی، صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد اپنی تعلیم مکمل کرنے تک اسی گھر میں قیام پذیر رہے، بہرحال کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد آپ قدر آفاقی صاحب کے گھر روانہ ہو گئے۔

میاں صاحب کی مولانا غلام محمد سیالوی سے ملاقات

03 مئی 2009ء: آج صبح آپ کا فون آیا کہ میں جامعہ نعیمیہ آ رہا ہوں تم بھی ادھر آ جاؤ۔ میرے پہنچنے سے پہلے قبلہ میاں صاحب جامعہ میں پہنچ چکے تھے۔ اس وقت مولانا غلام محمد سیالوی صاحب آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ان کو ماہنامہ نور اسلام کی شروعات اور اس کے شائع ہونے والے نمبرز اور حکیم محمد موسیٰ امرتسریؒ کی علمی کاوشوں کے حوالے سے آگاہ کرتے رہے۔ گفتگو کے دوران ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب بھی تشریف لے آئے۔ انہوں نے بھی بڑے انہماک سے قبلہ میاں صاحب کی گفتگو سنی۔ میاں صاحب نے دونوں حضرات کو روزنامہ شیر ربانی

Marfat.com

اور شیر ربانی ڈائجسٹ دکھایا۔ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب نے میاں صاحب سے کہا کہ میں شرقپور شریف آنا چاہتا ہوں۔آپ نے فرمایا پہلے اطلاع ضرور کر دینا۔ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ ہم حاضری کے لیے آنا چاہتے ہیں اس لیے اطلاع دینا مناسب نہیں تا کہ آپ تکلفات میں نہ پڑیں۔تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد آپ شیخ ذوالقرنین صاحب کے پٹرول پمپ پر چلے گئے، شیخ ذوالقرنین صاحب بھی اس وقت موجود تھے۔انہوں نے اپنے سارے عملے کو ایک طرف بلا کر ہدایات دیں کہ میاں صاحب کی خدمت میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔اگر کوئی شکایت آئی تو میں برداشت نہیں کروں گا۔ بہر حال آپ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد واپس شرقپور شریف چلے گئے اور میں روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا۔

چوہدری محمد حنیف صاحب کی ترقی

04 مئی 2009ء: صبح سات بجے شیراز بھٹی صاحب، سعید احمد صدیقی صاحب اور یہ خادم پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر آ گئے۔انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کے دفاع میں لکھی جانے والی وکیل احمد سکندر پوریؒ کی تینوں کتابوں کی عکسی نقول ہمارے حوالے کیں، یہ کتابیں فارسی میں ہیں۔پروفیسر اقبال مجددی صاحب سے اس کتاب کے حوالے سے چند ایک ہدایات لینے کے بعد ہم تینوں محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر آ گئے۔محمد عالم صاحب نے اس کتاب کا ٹائٹل ہاتھ سے لکھ کر دیا، ہم نے وکیل احمد سکندر پوریؒ کی کتاب کی عکسی نقل محمد عالم صاحب کو دکھائی، اس کتاب کے حوالے سے چند ایک مشورے کرنے کے بعد شیراز فیض بھٹی صاحب ہائی کورٹ روانہ ہو گئے۔میں سعید صدیقی صاحب کے ہمراہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری چوہدری محمد حنیف صاحب کے پاس چلا گیا۔چوہدری حنیف صاحب کو اس کتاب کا مقدمہ فارسی میں کروانے کو کہا جس کو پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے مرتب کیا تھا، ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ قبلہ میاں صاحب بھی پنجاب یونیورسٹی لائبریری تشریف لے آئے، بابا احمد حسن، بابا ظفر اور محمد اکرام ہمراہ تھے۔چوہدری محمد حنیف صاحب کی بیسویں سکیل میں ترقی ہو گئی تھی انہوں نے میاں صاحب سے کہا کہ میں مٹھائی لے کر شرقپور شریف آنا چاہتا ہوں۔آپ نے شرقپور شریف مٹھائی کے بغیر آنے کو فرمایا اور مزید فرمایا حنیف صاحب آپ علمی تعاون جاری رکھیں وہ مٹھائی سے

Marfat.com

بہتر ہے۔میاں صاحب پنجاب یونیورسٹی سے فارغ ہو کر شیخ ذوالقرنین صاحب کے پمپ پر چلے گئے، میں تھوڑا سا لیٹ پہنچا۔آپ شیخ ذوالقرنین صاحب کے ہمراہ ان کے دوسرے پٹرول پمپ چدھڑ جا چکے تھے۔تھوڑی دیر بعد آپ واپس آ گئے۔وکیل احمد سکندر پوری کی تینوں کتابوں کی عکسی نقول کی مزید کاپیاں تیار کروائیں۔ظہر کی نماز کے بعد آپ روز نامہ شیر ربانی کے دفتر آ گئے۔میں نے میاں صاحب سے عرض کیا کہ وکیل احمد سکندر پوری کی تینوں کتابیں فارسی میں ہیں جو چھ سو صفحات پر مشتمل ہیں مقدمہ اس کے علاوہ ہے۔میرے خیال سے فارسی متن شائع کرنا ضروری نہیں۔فارسی کتابوں کے دو نسخے ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل شرقپوری مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں رکھوا دیتے ہیں۔پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے مرتب کیے ہوئے ترجمہ میں ایک نوٹ شائع کر دیتے ہیں کہ جس نے اس کا فارسی متن دیکھنا ہو وہ پنجاب یونیورسٹی میں دیکھ سکتا ہے۔آپ نے میرے مشورے کو سن کر فرمایا تم ابھی اس کی پانچ عدد کاپیاں بنوا کر جلد بندی کراؤ تمھاری تجویز کے بارے میں دیکھتے ہیں کہ کیا لائحہ عمل اختیار کرنا ہے۔آپ نے آج کا روز نامہ شیر ربانی منگوایا تھوڑی دیر مطالعہ کیا اور پھر شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔

میاں صاحب سے اردو بازار میں ملاقات

05 مئی 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب ساڑھے نو بجے پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آ گئے۔شیراز فیض بھٹی صاحب بھی ادھر پہلے سے موجود تھے، محمد بلال کے ہمراہ میں بھی پروفیسر صاحب کے گھر آ گیا۔شیر ربانی ڈائجسٹ کے مضامین کی درستگی اور انگریزی زبان سیکھنے کے متعلق کافی دیر علمی گفتگو ہوتی رہی۔پروفیسر صاحب سے فارغ ہو کر میں میاں صاحب سے اجازت لے کر شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں اردو بازار آ گیا۔تھوڑی دیر بعد آپ کا فون آیا کہ آپ اردو بازار لاثانی بک پیلس کے پاس ہیں۔میں وہاں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔شفیق صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں جلد کی ہوئی کتابیں پیش کیں جو قبلہ میاں صاحب نے چند روز قبل انہیں جلد کروانے کے لیے دی تھیں۔آپ نے اردو بازار سے چند ایک کتابیں خرید فرمائیں اور واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے، میں اردو بازار سے فارغ ہو کر شیر ربانی اخبار کے دفتر آ گیا۔

Marfat.com

پروفیسر منور صاحب کی حضرت ثانی صاحبؒ سے عقیدت

06 مئی 2009ء: قبلہ میاں صاحب کے پہنچنے کے کچھ دیر بعد میں پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر پہنچ گیا، تھوڑی دیر بعد شیخ انوار حسین صاحب بھی تشریف لے آئے۔ قبلہ میاں صاحب نے پروفیسر صاحب کو حضرت ثانی صاحب والا واقعہ سنانے کو فرمایا۔ پروفیسر صاحب کا انداز گفتگو بہت اعلیٰ ہے۔ سب نے بڑی محبت اور ذوق سے اس واقعہ کو سنا۔ تقریباً دوپہر بارہ بجے تک یہ نشست جاری رہی۔ اس کے بعد میاں صاحب انوار صاحب کو ساتھ لے کر پروفیسر صاحب کے گھر سے چلے گئے، جبکہ میں اخبار کے دفتر آ گیا۔

طالبان کیسے بنے

08 مئی 2009ء: گزشتہ رات پروفیسر خالد بشیر صاحب اور شیراز بھٹی صاحب رات ساڑھے دس بجے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گئے۔ رات ایک بجے تک ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں مصروف رہے۔ ایک بجے شیراز صاحب واپس چلے اور پروفیسر خالد بشیر صاحب روزنامہ کے دفتر ہی آرام کے لیے لیٹ گئے۔ جمعۃ المبارک صبح فجر کی نماز کے بعد قبلہ میاں صاحب کا فون آیا اور حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آنے کو فرمایا۔ میں پروفیسر خالد بشیر صاحب کو ساتھ لے کر ساڑھے نو بجے میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ قبلہ میاں صاحب نے قرآن پاک مع اردو ترجمہ از مولانا غلام سرور قادری صاحب (ماڈل ٹاؤن، لاہور) کا ایک مطبوعہ نسخہ دکھایا۔ آپ نے اس کی بہت تعریف کی اور غلام سرور قادری صاحب سے ملاقات کرنے کے بارے میں فرمایا۔ قرآن پاک پر ان کا ایڈریس لکھا ہوا تھا لہٰذا میاں صاحب نے ابھی ملنے کا پروگرام بنایا، ماڈل ٹاؤن پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ ساؤتھ افریقہ گئے ہوئے ہیں اور 4 جون کو پاکستان تشریف لائیں گے۔ میاں صاحب وہاں سے محمد عالم مختار حق صاحب کے پاس تشریف لے آئے۔ علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب اپنے بیٹے صاحبزادہ آصف صاحب کے ہمراہ ادھر موجود تھے۔ قبلہ میاں صاحب نے تمام حضرات کو شرقپور شریف سے لایا ہوا لنگر شریف کھلایا، طالبان کیسے بنے اور ان کے اطوار پر بڑی دیر گفتگو ہوئی۔ ملک میں شریعت کے نفاذ پر سب

Marfat.com

کا اتفاق تھا مگر طالبان کے طریقہ کار پر تنقید ہوئی۔علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے خیال میں طالبان کا مسئلہ مذاکرات سے حل ہونا چاہیے۔ان کے خیال میں مزارات کے اردگرد ہونے والی غیر قانونی حرکات پر روشنی ڈالی۔ان غیر قانونی حرکات کا قلع قمع کرنے کے لیے انتظامیہ کو اپنا مثبت کردار ادا کرنے کے بارے میں اتفاق ہوا۔قبلہ میاں صاحب نے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری اور پیر جماعت علی شاہ صاحب کے حوالے سے چند ایک واقعات سنائے، یہ نشست تقریباً اڑھائی گھنٹے جاری رہی۔قبلہ میاں صاحب دوپہر ڈیڑھ بجے پروفیسر خالد بشیر صاحب کو ساتھ لے کر شرقپور شریف روانہ ہوگئے۔

-/200 روپے کا تبرک

09 مئی 2009ء: آج صبح آٹھ بجے حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آپ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔آپ نے اخبار کے بجٹ کے متعلق پوچھا۔میں نے عرض کیا حضور آپ کی دعاؤں سے چل رہا ہے۔آپ نے فرمایا میرے پاس اتنی رقم نہیں کہ تمہیں دے دوں اور تم اخبار میں لگا دو۔میں نے عرض کیا حضور آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔بیس منٹ بعد آپ واپس شرقپور شریف روانہ ہوگئے۔چند لمحوں بعد میاں صاحب کا فون آیا کہ میں بابو صابو انٹر چینج پر ہوں تم ادھر آؤ۔میں آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے تمام حضرات کو گاڑی سے اتار کر مجھے بٹھایا اور کافی زیادہ نوٹ مجھے دے کر فرمانے لگے تم چند ہفتوں سے مختلف جگہوں پر رقم خرچ کرتے رہے ہو لہٰذا تم یہ اپنے پاس رکھ لو۔میں نے تبرکاً مبلغ -/200 روپے رکھ لیے اور باقی آپ کو واپس کردیے کہ حضور مجھے صرف آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔آپ نے مجھے دعائیں دیں اور شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوگئے۔میں چونگی امرسدھو چلا گیا جہاں میاں غلام رسول صاحب (شیر ربانی کلاتھ ہاؤس) کو 600 عدد شیر ربانی اخبار دیا جس میں ان کا اشتہار لگا ہوا تھا۔

میاں صاحب سے شرقپور شریف میں ملاقات

10 مئی 2009ء: آج میاں صاحب نے جامعہ نعیمیہ میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب سے ملاقات کے لیے آنا تھا مگر مجھے میاں صاحب کا صبح فون آگیا کہ میں آج لاہور نہیں آسکوں گا

Marfat.com

لہٰذا تم آج شرقپور شریف آجاؤ۔ میں صبح نو بجے کے قریب قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

میاں صاحب کے ساتھ ملتان روانگی

11 مئی 2009ء: آج صبح نو بجے میاں صاحب کے حکم کے مطابق بیکری کا سامان لے کر شرقپور شریف آ گیا۔ شیراز فیض بھٹی صاحب پہلے سے ہی میاں صاحب کی خدمت میں موجود تھے، ماسٹر عظمت اور ماسٹر شہزاد صاحب بیعت ہونے والے لوگوں کے ایڈریسز کو ترتیب دے رہے تھے۔ مجھے میاں صاحب نے صاحبزادگان کے لیے غباروں میں ہوا بھرنے کے لیے فرمایا۔ دس بجے شیخ فیروز دین اپنے بیٹوں کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے۔ میاں صاحب نے ان کی چائے اور بسکٹ سے تواضع کی۔ شیخ فیروز صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں عرض کیا حضور میں اپنے بیٹے سے بہت تنگ ہوں اس کو حکم دیں کہ یہ گھر چھوڑ دے، بہر حال میاں صاحب نے سب کے لیے دعاء فرمائی۔ کچھ دیر بعد شیخ محمد حنیف صاحب گوجرانوالہ سے دس سے بارہ ساتھیوں سمیت تشریف لائے۔ آپ نے ان سب کو چائے اور بسکٹ کا لنگر شریف کھلایا۔ بعد میں ان سب کو روزنامہ شیر ربانی اخبار اور شیر ربانی ڈائجسٹ کی ایک ایک کاپی دی۔ قبلہ میاں صاحب نے آج ملتان جانا تھا اس سلسلہ میں آپ نے شیراز بھٹی صاحب، ماسٹر عظمت صاحب اور ماسٹر شہزاد صاحب سے ان کی مصروفیت کے بارے میں پوچھا تو فراغت نہ ہونے کی وجہ سے کوئی بھی میاں صاحب کے ساتھ نہ جا سکا، میں نے میاں صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور اگر آپ ملتان جانے سے قبل مجھے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر سے لے لیں تو میرے لیے آسانی ہو جائے گی، اور میں اخبار کا کام لڑکوں کو سمجھا بھی دوں گا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے تم اخبار کے دفتر چلے جاؤ میں تم کو ادھر سے ہی لے لوں گا۔ قبلہ میاں صاحب سہ پہر چار بجے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گئے۔ میں تمام لڑکوں کو کام سمجھا کر میاں صاحب کے ساتھ ملتان چلا گیا۔ اس وقت آپ کے ساتھ محمد اکرام، بابا عبدالغفور، نوید طالب علم اور حاجی صابر انصاری صاحب کا ڈرائیور محمد ارشد تھا۔ ہم رات دس بجے حاجی آصف صاحب کے گھر پہنچ گئے، ادھر پہنچ کر معلوم ہوا کہ آپ کی ادویات شرقپور شریف میں ہی رہ گئی ہیں۔ فقیر حسین صاحب

Marfat.com

سے فون پر ادویات لکھوا کر بازار سے خریدیں اور آپ کی دو دن کے خوراک میں نے ادھر ہی تیار کر کے چھوٹے چھوٹے لفافوں میں پیک کر دیں۔ حاجی آصف صاحب کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا قبلہ میاں صاحب نے فاتحہ خوانی فرمائی۔ عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ آرام کے لیے لیٹ گئے۔ اگلی صبح ناشتہ کرنے کے بعد آپ نے فرمایا ہو سکتا ہے میں لیٹ ہو جاؤں لہٰذا تم بس پر بیٹھ کر لاہور چلے جاؤ، شیخ حاجی آصف صاحب کا بیٹا شیخ عامر مجھے بس پر بٹھا آیا۔ میں شام چار بجے کے قریب روزنامہ شیر ربانی کے دفتر پہنچ گیا۔ قبلہ میاں صاحب سے فون پر رابطہ رہا آپ بھی شام سات بجے لاہور حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر آ گئے، رات آپ نے ادھر ہی قیام کیا۔

محمد یوسف (آرائیاں) کی والدہ کا انتقال

13 مئی 2009ء: آج آپ محمد ارشاد (علاقہ نواب صاحب) کے ہمراہ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آئے۔ محمد اکرام اپنے عدالتی معاملات کی وجہ سے مصروف تھا اس لیے آج محمد ارشاد قبلہ میاں صاحب کے ساتھ ڈرائیوری کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔ محمد ارشاد صاحب ٹریکٹروں کے سامان کی خرید و فروخت کا کام کرتے تھے۔ قبلہ میاں صاحب اخبار کے دفتر زیادہ دیر نہ رکے اور واپس چلے گئے۔ شام پانچ بجے دوبارہ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لے آئے۔ اخبار کے متعلق معلومات لینے کے بعد آپ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر چلے گئے۔ آج اطلاع ملی کہ جناب میاں محمد یوسف صاحب (آرائیاں) کی والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، عشاء کے بعد جنازہ تھا، اخبار کی تیاری کی وجہ سے میں شرکت نہ کر سکا۔ اگلے روز آرائیاں میں یوسف صاحب سے تعزیت کی اور اس واقعہ کی خبر اخبار شیر ربانی میں بھی شائع کر دی گئی۔

میاں صاحب کی اتفاق سے رہنے کی نصیحت

14 مئی 2009ء: فجر کی نماز کے بعد میاں محمد یوسف صاحب کی والدہ کے قل کا ختم تھا، قل شریف میں شرکت کے لیے میں آرائیاں، رائے ونڈ روڈ چلا گیا۔ فاتحہ خوانی کے بعد میاں صاحب کے پاس حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر آ گیا، آپ آرام فرما رہے تھے۔ آپ نے آج پھر مجھے اپنے بھائیوں کے ساتھ اتفاق سے رہنے کی تلقین کی، اور ساتھ فرمایا تمام صاحبزادگان آپس

Marfat.com

میں اتفاق سے رہیں گے تو ان کا گذارا ہو گا ورنہ معلوم نہیں کیا حالات ہوں گے۔آپ نے اپنی زمینوں کے بارے میں بات کی تو میں نے عرض کیا کہ آپ شرقپور شریف اور اس کے نواح میں جو بھی جائیداد ہے اس کو فروخت نہ کریں اور جو رقبہ شرقپور شریف سے باہر ہے اس کو چاہے بیچ دیں۔ آپ نے فرمایا میں نے جائیداد تقسیم کر دی ہے اب صاحبزادگان کی مرضی ہے اور ان کو بھی چاہیے کہ وہ جائیداد نہ بیچیں اور اگر وہ جائیداد بیچتے ہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ایک گھنٹہ بعد آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے۔میں شیر ربانی ڈائجسٹ اور اورادفتحیہ جو ملک محمد اشرف صاحب چھپوا رہے تھے کی تیاری کے لیے اردو بازار چلا گیا۔میری طبیعت خراب تھی، 102 کے قریب بخار تھا، بڑی مشکل سے آج کا اخبار تیار کرنے کی کوشش کرتا رہا، ایڈیٹر محمد ظہیر آج چھٹی پر تھا مگر رانا محسن نے فون کر کے اس کو بلا لیا۔رات ساڑھے بارہ بجے کاپی بھجوائی اور دوائی کھانے کے بعد آرام کے لیے لیٹ گیا۔

میاں صاحب کا زیادہ وقت قرآن کی تلاوت میں گذرتا

18 مئی 2009ء: قبلہ میاں صاحب روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لاتے تھوڑی دیر ٹھہرتے یا مولانا منصب کے ساتھ بیٹھ کر قرآن پاک کا مطالعہ فرماتے، اس کے بعد شرقپور شریف یا حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر واپس چلے جاتے۔

میاں خلیل احمد شرقپوری کی طبیعت ناساز

26 مئی 2009ء: قبلہ میاں صاحب روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے، شیراز بھٹی صاحب آپ کے آنے سے پہلے دفتر آ چکے تھے، ناشتہ کرنے کے بعد آپ نے پروفیسر اقبال مجددی صاحب کا مرتب کیا ہوا وکیل احمد سکندر پوری کی کتاب کا مقدمہ شائع کرنے کے متعلق میاں صاحب سے صلاح ومشورے ہوئے۔اس مقدمے کو فی الوقت حوزۂ نقشبندیہ کے تحت شائع کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔آپ نے فرمایا اس کو حوزۂ نقشبندیہ کے تحت شائع کرنے سے پہلے پروفیسر اقبال مجددی صاحب کا اس پر متفق ہونا ضروری ہے۔اگلے روز میاں صاحب نے تمام یونیورسٹی لائبریری سٹاف کی ایک پر تکلف دعوت کا انتظام کیا ہوا تھا اس سلسلہ میں آپ نے مجھے

Marfat.com

تمام معاملات کے متعلق سمجھایا، ظہر کی نماز کے بعد آپ واپس شرقپور شریف تشریف لے گئے۔ رات نو بجے آپ کا فون آیا کہ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی طبیعت بہت خراب ہے لہٰذا میں صبح دعوت میں نہیں آسکتا۔ میں نے عرض کیا حضور دعوت کسی اور دن رکھ لیتے ہیں۔ آپ نے میری اس تجویز کو ناپسند کیا اور فرمایا اب چونکہ سارا انتظام ہو چکا ہے اس لیے دعوت کو کینسل کرنا مناسب نہیں، تم سب لوگ مل کر اس کا انتظام کرو۔

یونیورسٹی لائبریری سٹاف کی پر تکلف دعوت

27 مئی 2009ء: آج پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے تمام سٹاف کی دعوت میں میاں صاحب نے قورمے کی تین، بریانی کی دو، زردہ کی دو دیگیں اور تین سو عدد نان کا انتظام کیا ہوا تھا، کیٹرنگ کا تمام سامان حاجی محمد حیات صاحب لے کر پونے بارہ بجے پنجاب یونیورسٹی لائبریری آگئے۔ کھانا دوپہر ایک بجے شروع ہوا اور اڑھائی بجے تک جاری رہا، تقریباً آدھا کھانا بچ گیا تھا جس کو بعد میں سٹاف میں ہی تقسیم کر دیا گیا۔ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کے حاضر ڈیوٹی سٹاف کے علاوہ لمز (Lums) یونیورسٹی کے چیف لائبریرین ڈاکٹر محمد رمضان، سید جمیل رضوی صاحب (سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری)، محمد صدیق صاحب (سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی، لائبریری)، پروفیسر اقبال مجددی صاحب، علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب، محمد عالم مختار حق صاحب، محبوب عالم صاحب، پروفیسر علیم تفضل صاحب، حامد علی انصاری، محمد آصف (پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب کے صاحبزادے) شامل تھے۔ اس دعوت کی انتظامیہ میں حاجی محمد حیات، شیراز فیض بھٹی، سعید احمد صدیقی، قاضی نور اللہ، صوفی اللہ رکھا، حاجی خادم حسین (باورچی)، اشفاق پٹواری، ذوالفقار علی، امام علی، اعجاز احمد، ڈاکٹر محمد مصطفےٰ ساجد اور دیگر افراد نے اپنی خدمات سرانجام دیں۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے لائبریری کے اندر تمام سٹاف کو متحرک رکھا اور خود سارے انتظامات کی نگرانی کرتے رہے۔ آج صبح سے قبلہ میاں صاحب کا وقتاً فوقتاً فون آتا رہا دعوت کے بارے میں لحہ بہ لحہ تفصیلات سے آگاہی لیتے رہے۔ رات نو بجے آپ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے، آپ کے ساتھ محمد اکرام اور بابا ظفر تھے۔ میں نے آپ سے صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کے احوال دریافت کیے۔ میاں صاحب نے

Marfat.com

فرمایا میاں خلیل کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ میں نے انہیں شالیمار لنک روڈ پر واقع محمد علی ہسپتال داخل کرادیا ہے۔ میرے خیال میں یہاں دماغ کے امراض کے بہت قابل ڈاکٹر ہیں۔ میں نے آج پنجاب یونیورسٹی میں ہونے والی دعوت کی تمام تفصیلات سے میاں صاحب کو آگاہ کیا۔ میں نے عرض کیا آپ صبح سے صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کے ساتھ ہیں میں آپ کے لیے کھانے کا انتظام کیے دیتا ہوں۔ مگر آپ نے کھانے سے انکار کردیا اور فرمایا ابھی تو میں بھٹی کے ڈیرے پر جارہا ہوں صبح تم سے بات ہوگی۔ آپ کے جانے کے بعد میں نے بھائی فاروق سے رابطہ کیا اور انہیں علی ہسپتال صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کی خدمت میں بھیج دیا اور خود روزنامہ شیر ربانی اخبار کی تیاری میں مصروف ہوگیا۔

میاں صاحب کا ملتان سے رابطہ

27 مئی 2009ء: سعید احمد صدیقی، شیراز فیض بھٹی کے ہمراہ پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے کالج جا کر وکیل احمد سکندر پوری کی کتاب کی ترتیب درست کرواتے رہے، اسی دوران قبلہ میاں صاحب کا ملتان سے فون آیا۔ آپ نے میاں غلام رسول اور دیگر افراد سے رابطہ کرنے کے لیے فرمایا۔

شرقپور شریف میں صفوں والے کمرہ میں آگ لگ گئی

02 جون 2009ء: رات آپ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر ہی رہے، صبح فجر کی نماز کے بعد شرقپور شریف جا کر دس بجے پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر آگئے۔ شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری کے سلسلہ میں تیاری ہوتی رہی، ساڑھے گیارہ بجے پروفیسر منور صاحب کے گھر سے نکل کر ملتان روانہ ہوگئے، دوپہر بارہ بجے شرقپور شریف میں ایک حادثہ پیش آگیا، جمعہ کی نماز میں استعمال ہونے والی صفیں جس سٹور میں رکھی جاتی تھیں اس سٹور کے باہر کسی نے آگ لگادی، آگ پھیلتی پھیلتی اس سٹور تک جا پہنچی جس کی وجہ تمام کی تمام صفیں جل کر خاکستر ہوگئیں۔ بابا عبدالغفور نے قبلہ میاں صاحب کو اس کی اطلاع کردی۔ یہ سن کر آپ ملتان جانے کی بجائے واپس شرقپور شریف آگئے۔ میں نے میاں صاحب کی اجازت سے اس کی خبر روزنامہ شیر ربانی

Marfat.com

اخبار میں لگا دی۔روزنامہ شیر ربانی اخبار میں خبر پڑھ کر گجرات سے فیاض احمد سیٹھی صاحب اور دیگر افراد نے اگلے جمعہ سے قبل ہی نماز کے لیے نئی صفوں کا بندوبست کر دیا تھا۔قبلہ میاں صاحب نے تعاون کرنے والے تمام ساتھیوں کے لیے خصوصی دعا فرمائی۔

حوزۂ نقشبندیہ کے حوالے سے عالم صاحب کا اہم کردار

03 جون 2009ء: صبح سات بجے پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔مجددی صاحب سے عرض کیا کہ وکیل احمد سکندر پوریؒ کی کتاب کا ایک صفحہ کاپی ہونے سے رہ گیا ہے۔مہربانی فرما کر اس کی بھی کاپی کروا دیں مجددی صاحب نے دوبارہ کاپی کروانے کا وعدہ کیا۔تھوڑی دیر بعد میاں صاحب مجددی صاحب کو چھوڑنے ان کے کالج چلے گئے۔میں میاں صاحب کے حکم کے مطابق بابا ظفر اور ایک طالب علم کو ساتھ لے کر محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر چلا گیا، تھوڑی دیر بعد میاں صاحب بھی مختار حق صاحب کے گھر آ گئے۔میاں صاحب نے مختار حق صاحب سے فرمایا کہ حوزۂ نقشبندیہ کے تحت جتنی بھی میٹنگ ہو چکی ہیں ان کی روداد تیار کر دیں اور اقبال مجددی صاحب کا مرتب کیا ہوا وکیل احمد سکندر پوری والا مقدمہ بھی اس میں شائع کر دیا جائے۔روداد کے حوالے سے مختار حق صاحب نے کافی کام کر لیا تھا اور باقی کام بھی ایک ہفتہ میں تیار کر دیا۔میاں صاحب مختار حق صاحب کے گھر سے روانہ ہو کر حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے (ملتان روڈ) پر آ گئے۔میں شیراز بھٹی صاحب کے دفتر سیالکوٹ میں روزنامہ شیر ربانی کے بیورو چیف عشرت بھٹی صاحب سے مل کر واپس روزنامہ شیر ربانی دفتر آ گیا۔

میاں صاحب کی عزیز بٹ صاحب کے گھر آمد

04 جون 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب کا صبح فون آیا، مجھ سے جناب عزیز بٹ صاحب کے گھر ایڈریس پوچھا۔میں نے (161، زیڈ بلاک، ڈیفنس، لاہور) بتایا۔آپ نے مجھے ادھر پہنچنے کے بارے میں فرمایا۔بہر حال میرے پہنچنے سے پہلے قبلہ میاں صاحب عزیز بٹ صاحب کے گھر پہنچ چکے تھے۔آپ نے ان کو شرقپور شریف سے لایا ہوا کچھ تبرک دیا۔تھوڑی دیر

Marfat.com

ٹھہرنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف تشریف لے گئے۔

میاں صاحب کی آنکھ کا آپریشن

آج کل میاں صاحب کی بینائی میں کمی محسوس ہو رہی تھی اس سلسلہ میں پروفیسر منور حسین صاحب کی معرفت ان کے گھر کے نزدیک ایک آنکھوں کے ڈاکٹر محمد طیب صاحب کو چار بجے کے قریب چیک کرایا۔ڈاکٹر صاحب کے مطابق آنکھ کے پردے پر ایک باریک جھلی آ گئی ہے اس سلسلہ میں ایک آپریشن کا مشورہ دیا۔اس آپریشن پر خرچ مبلغ پندرہ ہزار روپے آنا تھا۔میں روزنامہ شیر ربانی کے دفتر مصروف تھا اس وجہ سے ڈاکٹر کو چیک کراتے وقت میں میاں صاحب کے پاس موجود نہ تھا۔ پروفیسر منور حسین صاحب اور شیراز فیض بھٹی میاں صاحب کے ہمراہ تھے، لہٰذا 6 جون بروز ہفتہ صبح نو بجے آپریشن کا وقت طے پایا۔

ڈاکٹر کا غیر ذمہ دارانہ رویہ

06 جون 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب کی آنکھ کا آپریشن تھا جو ڈاکٹر طیب صاحب نے اپنے کلینک واقع گارڈن ٹاؤن میں ہی کرنا تھا۔ڈاکٹر صاحب نے یہ آپریشن لیزر شعاعوں کے ذریعے کرنا تھا۔شیراز بھٹی صاحب اور یہ خادم آٹھ بجے کلینک پر پہنچ گئے، ڈاکٹر صاحب نے پروفیسر منور صاحب کو صبح نو بجے کا وقت دیا تھا۔جب کلینک کھلا تو ان کے سٹاف نے شیراز بھٹی صاحب کو ساڑھے گیارہ بجے کا وقت دیا۔گیارہ بجے رابطہ کیا تو سٹاف نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب ڈیڑھ بجے تشریف لائیں گے۔اس دوران شیراز بھٹی صاحب کسی کیس کے سلسلہ میں عدالت چلے گئے، ابھی میاں صاحب تشریف نہیں لائے تھے۔میں کافی دیر کلینک پر بیٹھا ڈاکٹر صاحب کا انتظار کرتا رہا کہ جیسے ہی ڈاکٹر صاحب آئیں گے میاں صاحب کو اطلاع کر دوں گا۔خیر ایک بجے کے قریب میاں صاحب ڈاکٹر طیب صاحب کے کلینک پر آ گئے۔میں نے میاں صاحب سے عرض کیا کہ آپ اس ڈاکٹر سے آپریشن نہ کروائیں۔آپ نے فرمایا اس کی کیا وجہ ہے۔میں نے عرض کیا حضور اس کا طریقہ کار مجھے پسند نہیں آیا۔آپ پہلے ڈاکٹر محسن نذیر صاحب سے مشورہ کریں وہ جو ڈاکٹر بتائیں ان سے آپریشن کروالیں۔کافی دیر سوچنے کے بعد آپ نے

Marfat.com

فرمایا پروفیسر منور صاحب سے کیا کہیں گے۔ میں نے عرض کیا اس سلسلہ میں میں نے پروفیسر صاحب سے بات کرلی ہے۔ خیر میاں صاحب ڈاکٹر صاحب سے ملنے کی بجائے پروفیسر منور حسین صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ آپ نے پروفیسر منور صاحب سے ڈاکٹر کے متعلق بات کی تو انہوں نے بھی احتیاط برتنے کا مشورہ دیا۔ آپ دو گھنٹے پروفیسر منور صاحب کے گھر پر ہی رہے۔ اس دوران پروفیسر صاحب میاں صاحب کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے حوالے سے واقعات سناتے رہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک مرتبہ میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے بھانجے میاں محمد سلطان صاحب کے ہمراہ پیر اسماعیل شاہ صاحب (کرمانوالہ) کے پاس چلا گیا۔ شاہ صاحب میاں سلطان صاحب کو دیکھ کر چارپائی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ میاں سلطان صاحب چارپائی پر بیٹھ گئے۔ شاہ صاحب بڑے مودب انداز میں کھڑے رہے انہوں نے ہمیں کھانا کھلایا، پھر اچانک میاں سلطان بغیر بتلائے کہیں چلے گئے۔ کافی دیر انتظار کے بعد وہ نہ آئے تو میں شاہ صاحب سے اجازت لے کر واپس لاہور آ گیا۔ پروفیسر منور صاحب بے شمار واقعات سناتے تھے لہٰذا کوشش کی گئی ہے ایک واقعہ صرف ایک مرتبہ ہی اس میں تحریر ہو۔ پروفیسر منور صاحب کے گھر سے روانہ ہو کر آپ ابوالبقاء قدر آفاقی صاحب کے گھر آ گئے۔ آفاقی صاحب اس وقت ہفت روزہ اخبار مجدد الف ثانی کی پروف ریڈنگ میں مصروف تھے۔ آپ نے اپنی نگرانی میں اخبار مجدد الف ثانی کی غلطیاں لگوائیں۔

علیل طبیعت کے باوجود میاں صاحب کے سفر

07 جون 2009ء: آج صبح فجر کی نماز کے بعد آپ فیصل آباد روانہ ہو گئے۔ دس بجے آپ کا فون آیا محمد منشاء تابش قصوری صاحب، ماسٹر احمد علی صاحب، سعید احمد صدیقی صاحب سے رابطہ کرنے کو فرمایا۔ تمام حضرات سے رابطہ کر کے انہیں ایک بجے بھٹی صاحب کے ڈیرے پر پہنچنے کے متعلق کہا۔ میاں صاحب فیصل آباد سے واپس آ رہے تھے۔ آپ نے ان تمام حضرات سے ملاقات کر کے دو بجے واپس شرقپور شریف پہنچنا تھا۔ دوپہر دو بجے تک آپ تمام حضرات سے ملاقات کرنے کے بعد واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔ مغرب کے بعد آپ شرقپور شریف سے ہو کر واپس لاہور بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آ گئے۔

Marfat.com

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی بم دھماکے میں شہید

12 جون 2009ء: آج آپ کے ساتھ پروفیسر اقبال مجددی صاحب کے گھر چلا گیا مجددی صاحب گھر پر موجود نہ تھے، اس کے بعد آپ محمد عالم مختار حق صاحب کے گھر چلے گئے۔ مختار حق صاحب نے میاں صاحب کو حوزۂ نقشبندیہ کے حوالے سے تیار کی گئی روداد دکھائی، محمد عالم صاحب نے کافی حد تک کام مکمل کر لیا تھا، انہوں کہا کہ ان شاء اللہ باقی کام بھی جلد مکمل ہو جائے گا۔ اسی دوران علامہ اقبال احمد فاروقی صاحب کی بذریعہ فون میاں صاحب سے کچھ دیر گفتگو ہوئی۔ تھوڑی دیر بعد محمد عالم صاحب کے گھر سے روانہ ہو کر پنجاب یونیورسٹی چوہدری محمد حنیف صاحب سے ملاقات کے لیے آ گئے۔ ملاقات میں آپ نے حنیف صاحب سے ماہنامہ ''معارف'' 1960ء تا 1962ء اور ماہنامہ ''زندگی'' 1973ء کے بارے پوچھا۔ محمد حنیف صاحب نے جلد ہی ان کو میاں صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کے بارے میں کہا۔ یونیورسٹی سے فارغ ہو کر آپ گارڈن ٹاؤن حاجی محمد اسلم صاحب کے گھر آ گئے۔ یہاں سے کچھ ادویات لیں ان کے نام میں اپنی ڈائری میں نوٹ نہ کر سکا۔ یہاں سے روانہ ہو کر آپ نے مجھے بھٹی صاحب کے ڈیرے پر اتارا اور خود صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کی عیادت کے لیے گلشن راوی تشریف لے گئے۔ میں شیراز بھٹی صاحب اور ملک محمد اشرف صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد روزنامہ شیر ربانی اخبار کے دفتر آ گیا۔ تین بجے سہ پہر معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز کے بعد جامعہ نعیمیہ میں بم دھماکہ ہوا ہے۔ اس دھماکے میں ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب اور ڈاکٹر خلیل احمد صاحب کے علاوہ دیگر افراد بھی شہید ہو گئے ہیں۔ دھماکے کے بعد لاہور شہر کی سیکورٹی بہت سخت کر دی گئی۔ تمام علماء کرام نے مال روڈ پر چند دن احتجاج بھی کیا۔

شرقپور شریف بولو گے تو گاڑی میں بیٹھوں گا

15 جون 2009ء: آج صبح آٹھ بجے پروفیسر منور صاحب کے گھر قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ پروفیسر منور صاحب نے میاں صاحب کو ایک عدد ڈکشنری کا تحفہ دیا اور انگریزی سیکھنے کے حوالے سے چند ایک کتابیں دینے کا بھی وعدہ کیا۔ پروفیسر منور حسین

Marfat.com

صاحب آستانہ عالیہ شیر ربانی کے بہت بڑے عقیدت مند تھے۔آنکھوں کی کمزوری کے باوجود شیر ربانی ڈائجسٹ کے ایک ایک مضمون کو تین سے چار مرتبہ چیک کرتے۔انہوں نے میاں صاحب سے کہا کہ میں شیر ربانی ڈائجسٹ دینے کے لیے دوروز قبل پروفیسر طاہر القادری صاحب کے مدرسے منہاج القرآن گیا ان کے سٹاف کو شیر ربانی ڈائجسٹ دکھایا، ڈائجسٹ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اس کی بہت تعریف کی۔انہوں نے مجھے اپنا رسالہ بھی دیا جو شیر ربانی ڈائجسٹ سے آدھا ہے اور اس میں صرف چھ صفحے انگریزی کے ہیں۔انہوں نے مجھ سے اجازت لی ہے اگر آپ اجازت دیں تو ہم کبھی کبھار شیر ربانی ڈائجسٹ میں شائع ہونے والے مضمون اپنے رسالے میں شائع کرلیں۔پروفیسر صاحب نے کہا کہ میں نے انہیں اجازت دے دی۔پھر ایک واقعہ سنایا ایک مرتبہ میں حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ صاحب کی زیارت کے لیے شرقپور شریف جانے کے لیے سٹاپ پر کھڑا تھا۔ویگن کا کنڈیکٹر شرقپور شرقپور کی آوازیں لگا رہا تھا، اس نے مجھ سے پوچھا آپ نے کہاں جانا ہے، میں نے کہا کہ میں نے شرقپور شریف جانا ہے۔کنڈیکٹر کہنے لگا تو پھر آپ گاڑی میں کیوں نہیں بیٹھتے، گاڑی میں سیٹیں بھی خالی ہیں۔میں نے کہا تم جب تک شرقپور شریف کی آواز نہیں لگاؤ گے میں تمہاری گاڑی میں نہیں بیٹھوں گا۔کنڈیکٹر نے پھر شرقپور شریف کی ہی آواز لگائی۔پروفیسر منور صاحب کے گھر سے نکل کر کلمہ چوک نرسری کے پاس شفیق صاحب (لاثانی بک پیلس) سے ملاقات کی، آپ نے انہیں قدرت اللہ کمپنی کا شائع کیا ہوا تجویدی قرآن پاک کا نسخہ خریدنے کو فرمایا۔شفیق صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب کی تعزیت کرنے کے لیے جامعہ نعیمیہ تشریف لے گئے، مولانا محمد منشاء تابش قصوری صاحب پہلے سے ہی ادھر موجود تھے۔آپ نے مولانا راغب نعیمی صاحب سے تعزیت فرمائی اور ان کے درجات کی بلندی کے لیے دعاء بھی کی۔آپ نے راغب نعیمی صاحب سے فرمایا میری طبیعت کافی کمزور ہوگئی ہے اور چلنے پھرنے سے عاری ہوں۔تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد آپ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر چلے گئے اور میں لاثانی بک پیلس سے قرآن پاک کا نسخہ لے کر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔قرآن پاک کا یہ نسخہ واقعی بہت خوبصورت تھا اور اس کو بڑی محبت سے شائع کیا گیا تھا۔آپ نے لنگر شریف کھلایا، نماز ادا کی اور نور اسلام دفتر سے حضرت بابا امیر الدین کوٹلہ شریف کے بارے میں کتاب کا کمپوز شدہ مسودہ لے

Marfat.com

کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا۔ جامعہ نعیمیہ میں دھماکے کی وجہ سے لاہور کی اکثر سڑکیں بند تھیں اور ہر طرف خوف کا عالم تھا۔

نذیر حق صاحب کو نوکری جاری رکھنے کا مشورہ

16 جون 2009ء: صبح سات بجے جناب نذیر حق صاحب کے پاس تشریف لائے۔ میں بھی ادھر آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے نذیر حق صاحب سے گاڑی میں ہی ملاقات کی باقی تمام افراد گاڑی سے باہر نکل آئے۔ میاں صاحب پندرہ منٹ نذیر حق صاحب سے محو گفتگو رہے۔ نذیر حق صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لے آئے۔ آپ کی باتوں سے محسوس ہو رہا تھا کہ روزنامہ پاکستان اخبار والے نذیر حق صاحب کو نوکری سے فارغ کرنا چاہتے تھے، بہرحال میاں صاحب نے انہیں مشورہ دیا اگر وہ تنخواہ کم بھی دیں تو تب بھی آپ اس عمر میں نوکری نہ چھوڑیں۔ کچھ دیر رکنے کے بعد آپ حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر تشریف لے گئے۔

حضرت صدیق اکبرؓ کے جلسہ میں ٹیلی فونک خطاب

19 جون 2009ء: آج صبح نو بجے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے، تمام حضرات نے شرقپور شریف سے آیا ہوا میاں صاحب کا لنگر شریف کھایا۔ کافی دیر گھریلو اور اخبار کے حوالے سے معلومات لیتے رہے۔ عصر کی نماز کے بعد فیصل آباد میں حضرت صدیق اکبرؓ کے جلسہ میں ٹیلی فونک خطاب فرمایا، اس خطاب کی تفصیل 20 جون روزنامہ شیر ربانی میں شائع کر دی گئی۔

میاں صاحب کی تسلی

20 جون 2009ء: آج آپ اخبار کے دفتر تشریف لائے، اخبار کے متعلق پوچھا۔ تو میں نے عرض کیا اخبار کا بل بہت زیادہ بن گیا ہے، اب روزنامہ مساوات والوں نے اخبار شائع کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے۔ اس پر میاں صاحب نے فرمایا کوئی بات نہیں اللہ تعالیٰ بہتر کرے

Marfat.com

کالم اخبار کے حوالے سے اپنی کوششیں جاری رکھو۔

وقت کی پابندی اور شاہ صاحب

06 جولائی 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب سوا نو بجے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے۔ مجھے حاجی اسلم صاحب سے رابطہ کرنے اور اطلاع کرنے کو فرمایا کہ میاں صاحب ان کے گھر آرہے ہیں۔ میں نے حاجی اسلم صاحب کو اطلاع کر دی مگر آپ سے عرض کیا آج صبح دس بجے سید جمیل رضوی صاحب سے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں ملاقات ہے اور مجھے لائبریری پہنچنا ہے۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا تم لائبریری پہنچو اور میں حاجی اسلم صاحب سے ملاقات کر کے لائبریری آتا ہوں۔ میں ٹھیک دس بجے لائبریری پہنچ گیا۔ شاہ صاحب دس بج کر دس منٹ پر پہنچے، لائبریری پہنچ کر فرمانے لگے، مجھے ایک دو ٹیلی فون آگئے تھے ان سے بات کرنے میں وقت لگ گیا۔ اس وجہ سے دس منٹ لیٹ ہو گیا۔ سید جمیل احمد رضوی صاحب وقت کی پابندی کے بارے میں بہت محتاط تھے، میری جب قبلہ میاں صاحب نے فہرست ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی کی تیاری کے سلسلہ میں ڈیوٹی لگائی کہ صبح دس بجے شاہ صاحب کو گھر سے لے کر پنجاب یونیورسٹی لائبریری چھوڑتا اور دوپہر ایک بجے کام ختم کرنے کے بعد شاہ صاحب کو واپس گھر لے کر آتا۔ ابھی یہ ڈیوٹی دیتے ہوئے مجھے چند روز ہوئے تھے کہ ایک روز میں ساڑھے دس بجے شاہ صاحب کے گھر پہنچا انہوں نے مجھے پیار سے کہا کہ معروف صاحب میں آدھ گھنٹے سے آپ کا انتظار کر رہا تھا، آپ نے میرا آدھا گھنٹہ ضائع کر دیا۔ میں نے معذرت کی اور اگلے روز میں دس بجے سے پہلے آگیا۔ شاہ صاحب فرمانے لگے معروف صاحب ابھی تقریباً ساڑھے نو بجے ہیں اور میں نے ایک دو لیٹر لکھنا تھے اور آپ بغیر اطلاع کے ساڑھے نو بجے آگئے ہیں۔ مجھے کافی شرمندگی ہوئی، اس کے بعد میں نے کوشش کی کہ شاہ صاحب کو شکایت کا موقع نہ ملے۔

چند روز قبل شاہ صاحب کو بابا امیر الدینؒ کے حوالے سے تقریباً ڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل مسودہ پڑھنے کے لیے دیا تھا۔ شاہ صاحب نے بڑی محبت اور باریک بینی سے اس مسودے کا مطالعہ کیا اور اسی کے حوالے سے پانچ سے چھ صفحات پر مشتمل ایک مضمون بھی لکھا تھا جو اس

Marfat.com

کتاب میں شائع ہونا تھا، ابھی اس مسودے کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی کہ قبلہ میاں صاحب کا فون آ گیا کہ میں لائبریری کے باہر گاڑی میں ہوں۔ چوہدری حنیف صاحب، شاہ صاحب اور لائبریری کا دیگر سٹاف میاں صاحب کو لینے باہر گاڑی کے پاس آئے، آپ گاڑی سے اتر کر ڈپٹی لائبریرین جناب شیخ عبدالعزیز صاحب کے کمرہ میں بیٹھے۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے میاں صاحب کو وکیل احمد سکندر پوری کی کتاب کا مسودہ اور اس کا فارسی ترجمہ جو انہوں نے لاہور میں موجود ایرانی کونسلیٹ کے دفتر سے کرایا تھا دکھایا۔ قبلہ میاں صاحب نے ان کو کمپوز کروانے کے بارے میں بھی کہا۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے میاں صاحب کی خدمت میں ماہنامہ ''معارف'' اعظم گڑھ 1960ء تا 1962ء کی دو جلدیں بھی پیش کیں۔ میاں صاحب نے یہ دونوں رسالے میرے نام سے جاری کروائے۔ سید جمیل احمد رضوی صاحب نے قبلہ میاں صاحب کو حضرت بابا امیر الدینؒ کی کتاب کا مسودہ بھی دکھایا۔ آپ دیکھ کر بہت خوش ہوئے، چند منٹ رکنے کے بعد آپ لائبریری سے روانہ ہو گئے۔ جاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ تمام حضرات ادھر ہی بیٹھیں معروف ابھی آپ کے پاس واپس آ رہا ہے۔ لائبریری سے باہر نکل کر آپ نے ماہنامہ معارف کی دونوں جلدیں میرے حوالے کر کے فرمایا اس میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے چھپے ہوئے مضامین کی فہرست چاہیے۔ میں نے قبلہ میاں صاحب کو ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب کے بارے میں میاں صاحب کی طرف سے شائع ہونے والی کمپوز شدہ تعزیت دکھائی۔ اس میں چند ایک اغلاط کی آپ نے نشاندہی کی اور غلطیاں لگوا کر دوبارہ دکھانے کو فرمایا۔ میاں صاحب خود حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر چلے گئے اور میں واپس لائبریری چلا گیا۔ لائبریری پہنچ کر میں نے شاہ صاحب سے عرض کیا۔ مجھے رسالہ معارف میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے چھپے ہوئے مضامین چاہئیں وہ میں نے میاں صاحب کی خدمت میں پیش کرنا ہیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں رات تک اس کی فہرست تیار کر لوں گا۔ کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد میں میاں صاحب کی خدمت میں حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آ گیا۔ اس وقت قدر آفاقی صاحب آپ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ قبلہ میاں صاحب نے مجھے فرمایا میں مختار حق صاحب کے پاس گیا تھا انہوں نے مجھے بابا امیر الدینؒ کا مسودہ دکھایا ہے اس میں بہت اغلاط ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور ابھی تو یہ پہلا پروف ہے۔ اس کے بعد ابھی دو اور پروف نکلنے ہیں۔ قبلہ میاں صاحب نے

Marfat.com

لوگوں سے ملاقات کرنے کے شیڈول میں تبدیلی فرما کر اس کو دوبارہ شائع کرنے کا حکم دیا۔ تھوڑی دیر بعد محمد وحید صاحب (سر تاج فلور ملز، داروغہ والا) میاں صاحب کی خدمت میں تشریف لائے، وحید صاحب نے ڈیفنس میں اپنے لیے ایک گھر بنایا تھا، وہ میاں صاحب کو اپنے ساتھ اس نئے گھر میں لے جانا چاہتے تھے۔ میاں صاحب وحید صاحب کے ساتھ ان کے گھر جانے کے لیے روانہ ہوگئے۔ آپ کے ساتھ محمد اکرام، بابا ظفر، محمد مصطفیٰ اور یہ خادم اپنی موٹر سائیکل پر تھا۔ محمد وحید صاحب نے بڑے وسیع لنگر شریف کا انتظام کیا ہوا تھا۔ کھانا کھانے اور ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ ساڑھے تین بجے شرقپور شریف کے لیے روانہ ہوگئے۔ میں کمانڈر ظفر صاحب کی طرف سے بھیجی جانے والی کتابیں لینے کے لیے ایئرپورٹ پر جناب عزیز بٹ صاحب کے پاس چلا گیا۔ عزیز بٹ صاحب نے خود ہی تمام کتابوں کو کلیئر کروا کر میرے حوالے کیا۔ میں ان کتابوں کو لے کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا اور اخبار کی تیاری میں مصروف ہوگیا۔ عشاء کی نماز کے بعد سید جمیل احمد رضوی صاحب کا فون آیا۔ انہوں نے ماہنامہ معارف میں ڈاکٹر مسعود احمد صاحب کے چھپے ہوئے مضامین کی تفصیل لکھوائی۔ جو اس طرح سے ہے۔

۱۔ خواجہ خورد اوران کی فارسی رباعیات (نومبر، 1960ء)

۲۔ حضرت غمگین اور مرزا غالب کے جواب میں ان کا اہم اور ایک غیر مطبوعہ مکتوب (مئی، 1961ء)

۳۔ شیخ احمد سرہندیؒ، حضرت مجدد الف ثانی (جون، 1961ء)

۴۔ شیخ احمد سرہندیؒ، حضرت مجدد الف ثانی، قسط دوم (جولائی، 1961ء)

۵۔ شیخ احمد سرہندیؒ، حضرت مجدد الف ثانی، قسط سوم (اگست، 1961ء)

۶۔ شیخ مجددؒ کے اصلاحی کارنامے، قسط اول (ستمبر، 1961ء)

۷۔ شیخ مجددؒ کے اصلاحی کارنامے، قسط دوم (اکتوبر، 1961ء)

۸۔ شیخ مجددؒ کے اصلاحی کارنامے، قسط سوم (نومبر، 1961ء)

۹۔ شیخ مجددؒ کے اصلاحی کارنامے، قسط چہارم (دسمبر، 1961ء)

۱۰۔ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (جنوری، 1962ء)

۱۱۔ شاہ محمد غوث گوالیاری قسط اول (جولائی، 1962ء)

۱۲۔ شاہ محمد غوث گوالیاری قسط دوم (اگست، 1962ء)

Marfat.com

۱۳۔ شاہ محمد غوث گوالیاری قسط سوم (ستمبر، 1962ء)

۱۴۔ شاہ محمد غوث گوالیاری قسط چہارم (نومبر، 1962ء)

۱۵۔ شاہ محمد غوث گوالیاری قسط پنجم (دسمبر، 1962ء)

اگلے روز ان مندرجہ بالا مضامین کی تفصیل میاں صاحب کے حوالے کر دی اور ماہنامہ معارف 1938ء کی دونوں جلدیں پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں جمع کرا دیں۔

میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے مزار اقدس کی توسیع

09 جولائی 2009ء: میاں صاحب کے حکم کے مطابق کچھ سامان شرقپور شریف سے لاہور لانا تھا۔ اعجاز احمد کے ہمراہ لاہور سے ہی پک اپ لے کر چلا گیا، پک اپ پر سامان ابھی لوڈ ہو رہا تھا میں حاضری کے لیے اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے مزار اقدس پر چلا گیا۔ اعلیٰ حضرتؒ کے مزار کی توسیع کا کام جاری تھا۔ میں حاضری کے بعد پک اپ پر سامان لے کر لاہور آ گیا جبکہ اعجاز احمد کو اخبار کے اشتہارات کے لیے وہیں سے گوجرانوالہ اور علی پور چٹھہ کے لیے روانہ کر دیا۔

میاں صاحب کی روزنامہ شیر ربانی دفتر آمد

10 جولائی 2009ء: آج آپ روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے، محمد اکرام، بابا ظفر، غلام حیدر (طالب علم) اور بابا احمد حسن ہمراہ تھے۔ میں نے قبلہ میاں صاحب کو شرقپور شریف سے لائے ہوئے سامان کی تفصیلات بتائیں، چند منٹ رکنے کے بعد آپ واپس شرقپور شریف روانہ ہو گئے۔

میاں صاحب کی پریشانی

13 جولائی 2009ء: قبلہ میاں صاحب اپنے گھریلو معاملات کی وجہ سے کافی پریشان تھے۔ میاں صاحب بھٹی صاحب کے ڈیرے پر تھے۔ آپ نے مجھ سے اپنے معاملات کا ذکر کیا، گھریلو پریشانی کی وجہ سے آپ کی طبیعت بھی کافی خراب تھی، ظہر کی نماز کے بعد مانچسٹر سے محمد

Marfat.com

وسیم صاحب آئے انہوں نے مانچسٹر میں شیر ربانی ڈائجسٹ کے فروغ کے لیے چند ایک مفید مشورے دیے اور ڈائجسٹ میں لگنے والے اشتہاروں کے سلسلہ میں میاں صاحب کے ساتھ مالی تعاون بھی کیا۔ عصر کی نماز سے پہلے میں میاں صاحب سے اجازت لے کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا۔ مغرب سے پہلے میاں صاحب کا فون آیا کہ اخبار کے دفتر نعمان بھائی، وقاص بھائی اور قادر بھائی کراچی سے آ رہے ہیں۔ سات بجے اخبار کے دفتر پہنچے۔ میں نے ان کو اخبار کی تیاری کے تمام مراحل دکھائے۔ دیکھ کر بہت خوش ہوئے، تقریباً ایک گھنٹہ ٹھہرنے کے بعد تینوں مہمان واپس چلے گئے روانگی سے قبل ان کو قرآن پاک کی آیات کی خطاطی کے تین عدد کتبے بھی تحفتاً دیے۔ مہمان شرقپور شریف سے میاں صاحب کی گاڑی میں تشریف لائے تھے۔ لاہور سے رات کو انہوں نے ملتان روانہ ہونا تھا اور اگلے روز لاہور سے کراچی کے لیے ان کی فلائٹ تھی۔

ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی کا تعزیت نامہ اور اس کی تقسیم

16 جولائی 2009ء: ساڑھے آٹھ بجے بھٹی صاحب کے ڈیرے پر میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا، آپ نے پھل منڈی راجہ وقار صاحب سے چار عدد پیٹی ایچی لانے کو فرمایا، ایک پیٹی پروفیسر منور حسین صاحب، دوسری ڈاکٹر محسن نذیر صاحب، تیسری ڈاکٹر منیر احمد مغل صاحب اور چوتھی پیٹی آپ نے اپنے کمرہ میں رکھوالی۔ پھل تقسیم کرنے کے بعد میں گیارہ بجے دوبارہ آپ کی خدمت میں آ گیا۔ آپ نے مجھے ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی صاحب کے حوالے سے میاں صاحب کی طرف سے تعزیت نامے کی کاپی دی اور فرمایا اس کو اتوار کے اخبار میں شائع کر کے ایک ہزار پیپر جامعہ نعیمیہ میں تقسیم کر دینا۔ یہی تعزیت نامہ آپ نے ہفت روزہ اخبار مجدد الف ثانی'' اور '' آواز نقشبند'' میں بھی شائع کروایا جو تین تین ہزار شائع ہوا۔ اس مرتبہ اخبار مجدد الف ثانی اور آواز نقشبند کا پیپر محمد علیم تفضل اور محمد شیراز فیض بھٹی صاحب نے لے کر دیا تھا۔

شیر ربانی ڈائجسٹ کی تیاری مکمل نہ ہو سکی

18 جولائی 2009ء: صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کی طبیعت روز بروز بگڑتی جا رہی تھی انہیں فاطمہ میموریل ہسپتال سے ڈاکٹر ہسپتال منتقل کر دیا گیا تھا۔ قبلہ میاں

Marfat.com

صاحب صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کے بارے میں بھی بہت متفکر تھے۔ 26 جولائی کو مانچسٹر میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کا سالانہ عرس مبارک منعقد ہو رہا تھا۔ میری کوشش تھی کہ 26 جولائی سے قبل رسالہ چھپ کر مانچسٹر روانہ کر دیا جائے۔ مگر پروفیسر منور حسین صاحب کی طبیعت کافی خراب تھی۔ اس وجہ سے رسالہ کا کام مکمل ہوتا نظر نہیں آ رہا تھا۔

ماموں جان انتقال کر گئے

21 جولائی 2009ء: آج صبح آٹھ بجے میاں صاحب کی خدمت میں شرقپور شریف حاضر ہو گیا، ظہر کی نماز سے قبل ہی اخبار کے دفتر آ گیا۔ آج صبح فجر کی نماز پڑھتے ہوئے میرے ماموں جان (محمد رفیق صاحب) کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان کے جنازے میں شرکت کے لیے ٹاؤن شپ چلا گیا، اخبار کی تیاری محمد ظہیر نے کروائی۔

آصف اشرف جلالی سے ان کے مدرسہ میں ملاقات

28 جولائی 2009ء: آج صبح بابا ظفر کو روزنامہ شیر ربانی کے دفتر بٹھا کر آپ کے ساتھ ڈاکٹر آصف اشرف جلالی صاحب کے پاس (جامعہ جلالیہ رضویہ داروغہ والا) چلا گیا۔ آصف جلالی صاحب اس وقت آرام کر رہے تھے۔ میاں صاحب کا سن کر فوراً میاں صاحب کے پاس آ گئے۔ انہوں نے میاں صاحب کو اپنے دفتر کے ساتھ والے کمرہ میں بٹھا دیا۔ میاں صاحب نے ڈاکٹر آصف جلالی صاحب کو حضرت امیر معاویہؓ پر لکھی جانے ایک کتاب (عمدۃ المقامات) دکھائی، اس میں ایک واقعہ کے متعلق حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات کا حوالہ بھی پوچھا۔ ڈاکٹر آصف جلالی صاحب اٹھ کر میاں صاحب کے کمرہ سے باہر چلے گئے اور دس منٹ بعد ایک کتاب لائے میاں صاحب کو حوالہ دکھایا اور واقعہ بھی سنایا: ایک سیدزادہ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ کا مطالعہ کر رہا تھا۔ اس نے مکتوبات میں حضرت امیر معاویہؓ کی شان کے متعلق پڑھ کر غصے میں آ کر مکتوبات کو پھینک دیا۔ رات کو خواب میں حضرت مجدد الف ثانی اس سید زادے کے پاس تشریف لاتے ہیں اس کو کانوں سے پکڑ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

Marfat.com

لے جاتے ہیں، حضرت مجدد پاکؒ نے حضرت علیؓ کو تمام واقعہ سنایا۔ جس پر حضرت علیؓ اس سید زادے سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔ ''تم ہماری وجہ سے حضرت امیر معاویہ کو برا سمجھتے ہو، تمہیں معلوم نہیں کہ ہم نے کتنی اچھی نیتوں سے اختلاف کیا تھا''۔ (اس واقعہ کو روزنامہ شیر ربانی 29 جولائی 2009ء کے شمارے میں بھی شائع کیا گیا) ڈاکٹر آصف جلالی صاحب نے کتاب ''عمدۃ المقامات'' میاں صاحب کو پیش کر دی۔ میں نے میاں صاحب کے حکم کے مطابق اس کتاب کی عکسی نقل بنوا کر ڈاکٹر آصف جلالی صاحب کو واپس کر دی۔ یہ کتاب فارسی زبان میں تھی۔ قبلہ میاں صاحب ڈاکٹر آصف جلالی صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد روزنامہ شیر ربانی دفتر آئے۔ چند منٹ رکنے کے بعد حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آ گئے۔ مجھے آپ نے پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں چوہدری محمد حنیف صاحب کے پاس بھیج دیا۔ میں نے وہ کتاب چوہدری محمد حنیف صاحب کو دی اور اس کا فارسی ترجمہ کروانے کے بارے میں کہا۔ چوہدری حنیف صاحب نے اس کتاب کی ایک اور نقل بنا کر اپنے پاس رکھ لی اور میں عمدۃ المقامات کی عکسی نقل لے کر میاں صاحب کی خدمت میں بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آ گیا۔ میاں صاحب نے فارسی کتاب کے ترجمہ کے متعلق پوچھا تو میں نے عرض کیا کہ چوہدری حنیف صاحب نے عمدۃ المقامات کا ترجمہ کروا کر جلد میاں صاحب کی خدمت میں پیش کرنے کے بارے میں کہا ہے۔ آپ کافی دیر تک چوہدری حنیف صاحب کو دعائیں دیتے رہے۔

میاں صاحب قرضے سے پریشان

29 جولائی 2009ء: آج صبح میاں صاحب کی خدمت میں بیت النور آ گیا۔ آپ گھریلو معاملات کی وجہ سے بہت پریشان تھے۔ مجھے فرمایا کہ میں نے پانچ سے چھ لاکھ تک کا قرضہ دینا ہے، زندگی کا کوئی پتہ نہیں میں جلد از جلد اس قرضے کو اتارنا چاہتا ہوں۔ اپنی کتاب ''جدید عربی گرائمر اور بول چال'' دی۔ اس کتاب میں اغلاط لگی ہوئی تھیں۔ آپ نے وہ کتاب مجھے مولانا غلام محمد سیالوی صاحب (مدرس جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو) کو دینے کے متعلق فرمایا۔ میں نے یہ کتاب مولانا غلام محمد سیالوی صاحب کے حوالے کی، سیالوی صاحب اس وقت جامعہ نعیمیہ کے قریب تنظیم المدارس کے دفتر میں تشریف فرما تھے۔ میں نے غلام محمد سیالوی صاحب کی قبلہ

Marfat.com

میاں صاحب سے فون پر بات کروائی۔ میاں صاحب سے فون پر بات کرنے کے بعد سیالوی صاحب نے مجھے اپنے پاس بٹھالیا۔ انہوں نے مجھے فرمایا ہمارے ادارے کو اس وقت ایک عدد کمپیوٹر آپریٹر کی ضرورت ہے اگر تمھاری نظر میں کوئی ہو تو بتاؤ۔ میں نے ان سے وعدہ کیا تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد میں شیخ محمد اعجاز صاحب (مجاہد آباد، مغلپورہ) کی فیکٹری سے ہو کر روزنامہ شیر ربانی دفتر آ گیا۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ میاں صاحب تشریف لائے تھے اور واپس چلے گئے ہیں۔ میں نے میاں صاحب سے فون پر رابطہ کیا تو میاں صاحب نے فرمایا میں تھوڑی دیر تک واپس آ رہا ہوں۔ مغرب سے تھوڑی دیر پہلے اخبار کے دفتر تشریف لائے، ظہور احمد مستری کے اوزار لے کر واپس شرقپور شریف چلے گئے۔ مغرب کی نماز کے بعد کراچی سے یعقوب بھائی کا فون آیا کہ میں میاں صاحب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے میاں صاحب سے رابطہ کر کے یعقوب بھائی کو بتایا کہ کل آپ صبح گیارہ بجے شرقپور شریف چلے جائیں، ان شاءاللہ آپ کی ملاقات ہو جائے گی۔

میاں خلیل احمد ہسپتال سے اقبال ٹاؤن کوٹھی میں شفٹ

05 اگست 2009ء: آج صبح بیت النور قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری صاحب کی طبیعت سنبھل نہیں رہی تھی، وہ ڈاکٹر ہسپتال سے اب شیخ محمد ریاض صاحب (شاہ عالم مارکیٹ میں فانوس اور لائٹوں کا کاروبار کرتے ہیں) کے گھر چلے گئے تھے۔ علامہ اقبال ٹاؤن میں ان کی ایک کوٹھی تھی جو فی الوقت خالی تھی، صاحبزادہ میاں خلیل احمد صاحب اب ادھر ہی رہ رہے تھے، ان کی دیکھ بھال کے لیے محمد مقصود اور ایک خادم ادھر ہی تھے۔ فقیر حسین صاحب بھی گاہے بگاہے چکر لگاتے رہتے۔ چند منٹ صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوری کے پاس ٹھہرنے کے بعد قبلہ میاں صاحب ڈاکٹر آصف اشرف جلالی صاحب کے پاس جامعہ جلالیہ رضویہ داروغہ والا آ گئے۔ قبلہ میاں صاحب نے ڈاکٹر صاحب کو ایک صفحہ دکھاتے ہوئے فرمایا کہ اس صفحے کے آخر میں درود شریف لکھا ہوا ہے جو اس مضمون کا حصہ ہے اگر اس درود شریف کو علیحدہ پڑھا جائے تو کیسے پڑھیں گے۔ ڈاکٹر آصف جلالی صاحب نے ایک الگ صفحے پر اس درود شریف کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر قبلہ میاں صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تھوڑی دیر

Marfat.com

رکنے کے بعد آپ واپس بیت النور چلے گئے، کچھ دیر آپ کی خدمت میں رہنے اور لنگر شریف کھانے کے بعد واپس روزنامہ شیر ربانی دفتر آ گیا، قبلہ میاں صاحب کی جن حضرات سے ملاقات ہوتی اس کی تفصیل اگلے روز اخبار میں شائع ہو جاتی۔

مانچسٹر میں میاں شیر محمد شرقپوری کا عرس مبارک

06 اگست 2009ء: عصر کی نماز کے بعد قبلہ میاں صاحب کا فون آیا کہ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب پاکستان تشریف لائے ہیں۔ تم ان سے اور شفیق احمد شاکر صاحب سے رابطہ کرو۔ میں نے شفیق صاحب کو فون کر کے میاں صاحب کا پیغام دیا اور پھر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب سے سلام دعاء ہوئی۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا شیر ربانی ڈائجسٹ مانچسٹر پہنچ گیا تھا اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوریؒ کے عرس مبارک کے موقع پر تقسیم بھی کر دیا گیا ہے۔ میں نے عرض کیا قبلہ میاں صاحب آپ کی غیر موجودگی میں بھی آپ کی بہت تعریف کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا یہ سب کچھ میاں صاحب کی دعاؤں کا نتیجہ ہے اور میں اپنے ساتھ عرس شریف کی روداد بھی لایا ہوں، تم آؤ گے تو تمھارے حوالے کر دوں گا۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔ مختصر سی گفتگو کے بعد فون بند ہو گیا۔

اکرام میاں صاحب سے اجازت لے کر واپس چلا گیا

13 اگست 2009ء: آج صبح آپ نے مولانا غلام محمد سیالوی صاحب کے پاس آنے کو فرمایا۔ میں لیٹ ہو گیا، آپ کا دوبارہ فون آیا کہ اب تم بیت النور آ جاؤ۔ لہٰذا میں بیت النور آپ کی خدمت میں چلا گیا۔ آپ نے فرمایا محمد اکرام کو کچھ کام ہیں لہٰذا اب وہ جانا چاہتا ہے۔ میاں غلام رسول اور میں نے محمد اکرام سے معلومات لیں تو اپنے کیس کے سلسلہ میں بہت پریشان تھا اور وہ معاملہ لٹکتا چلا جا رہا تھا۔ اس وجہ سے ہم میں سے کوئی بھی اس کو روک نہ سکا۔ اس دوران فیاض احمد سیٹھی صاحب کا گجرات سے فون آیا۔ میں نے ان سے ڈرائیور کے لیے کہا تو انہوں نے ایک ڈرائیور رات کو ہی شرقپور شریف بھجوا دیا۔ گیارہ بجے کے قریب صداقت بھائی (اکبری منڈی) آ گئے۔ وہ میاں صاحب کو مبلغ ساٹھ ہزار روپے دے کر چلے گئے۔ میاں صاحب کو جب بھی

Marfat.com

پیسوں کی ضرورت ہوتی تھی، صداقت بھائی سے منگوا لیتے اور پھر بعد میں واپس کر دیتے، اصل رقم اشرف بھائی کی ہوتی مگر صداقت بھائی کی معرفت میاں صاحب تک پہنچتی۔ صداقت صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ ڈاکٹر بشیر صدیقی صاحب کے گھر چلے گئے۔ میاں صاحب نے انہیں اعتکاف کا اشتہار پڑھنے کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے چند ایک اغلاط کی نشاندہی کی۔ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب سے ملاقات کرنے کے بعد آپ شرقپور شریف کے لیے روانہ ہو گئے اور میں حاجی مبارک علی صاحب کے گھر آرائیاں، رائے ونڈ روڈ چلا گیا۔ ان کے گھر کے ایک پتھر پر قدرتی طور پر اسم محمد ﷺ لکھا ہوا تھا، میں نے اس کی تصاویر بنوائیں اور اگلے روز اخبار میں شائع کر دیں۔ اگلے روز فیاض احمد سیٹھی صاحب کا بھیجا ہوا ڈرائیور بغیر بتلائے چلا گیا۔

مفتی نور حسین کی کتاب

19 اگست 2009ء: مفتی نور حسین صاحب (مدرس جامعہ شیر ربانی، شرقپور شریف) نے قبلہ میاں صاحب کے بارے میں ایک کتاب لکھی تھی، یہ کتاب ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے چیک کی۔ میاں صاحب یہاں سے شرقپور شریف اور میں شیراز فیض بھٹی صاحب کے دفتر سے ہو کر روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا۔

بابا فیروز کی وفات

22 اگست 2009ء: آج صبح قبلہ میاں صاحب روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لائے، آجکل میاں صاحب کی گاڑی محمد ارشد (گن مین صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب) چلا رہا تھا۔ بابا فقیر حسین گاڑی کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے میاں صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ پروفیسر منور حسین صاحب کی آنکھوں کی تکلیف بڑھتی جا رہی ہے اس سلسلہ میں انہوں نے ٹیکے بھی لگوائے ہیں جو شاید مزید لگیں۔ ڈاکٹروں نے پروفیسر منور صاحب کو پڑھنے لکھنے سے منع کر دیا تھا۔ میاں صاحب دو گھنٹے دفتر میں رہنے کے بعد چوہدری محمد حنیف صاحب کے پاس پنجاب یونیورسٹی لائبریری چلے گئے۔ رمضان شریف کے حوالے سے شرقپور شریف کی طرف سے کیلنڈر چھپ چکے تھے، ان کو لینے کے لیے لاثانی بک پیلس چلا گیا، کراچی، حیدر آباد،

Marfat.com

ملتان، پشاور اور دیگر شہروں کے الگ الگ بنڈل بنوا کر ان کو شہروں کی طرف کارگو کر دیا۔ لاہور کے کیلنڈر محمد اسحاق (لوہاری)، سعید احمد صدیقی، شیراز فیض بھٹی، نورالحسن (داروغہ والا) اور دیگر ساتھیوں میں تقسیم کر دیے تا کہ وہ اپنے اپنے علاقہ میں آویزاں کر دیں۔ شام کے وقت طبیعت بہت خراب ہو گئی۔ شدید بخار کی وجہ سے اخبار کا کام کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ آج کی کاپی حافظ محمد ظہیر نے تیار کروائی۔ مغرب کے بعد قبلہ میاں صاحب کا فون آیا کہ بابا فیروز فوت ہو گیا ہے اس کی خبر اخبار میں شائع کر دینا، بابا فیروز قبلہ میاں صاحب کا بہت پرانا خدمت گار تھا اس کی ساری زندگی میاں صاحب کے مویشیوں کی دیکھ بھال میں ہی گذری۔ دیگر اخباروں میں وفات کی خبر لگوانے کے لیے شیراز بھٹی صاحب نے اہم کردار ادا کیا۔ بابا فیروز کا جنازہ اگلے روز یکم رمضان کو صبح نو بجے شرقپور شریف میں پڑھایا گیا۔

اس کتاب کی تیاری بارے میاں صاحب کا فرمان

23 اگست 2009ء: آج میاں صاحب کا فون آیا تو میں شیراز بھٹی صاحب کے ساتھ محمد اشرف صاحب (ایڈووکیٹ) کے دفتر تھا۔ آپ نے حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر آنے کو فرمایا۔ تھوڑی دیر بعد شیراز بھٹی صاحب کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، اور روزنامہ شیر ربانی کے علاوہ وہ تمام اخبار پیش کیے جن میں بابا فیروز کی وفات کی خبر شائع ہوئی تھی۔ میاں صاحب دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور شیراز فیض بھٹی صاحب کو بہت دعائیں دیں۔ آپ نے فرمایا بھٹی صاحب بہت اچھے انسان ہیں اور وکیلوں کے لباس میں بھی کس قدر ادب سے بیٹھے ہیں۔ کچھ دیر رکنے کے بعد آپ نے اجازت دے دی، میں وہاں سے سید جمیل احمد رضوی صاحب کے گھر آ گیا۔ ان سے شیر ربانی ڈائجسٹ کے حوالے سے ان کا لکھا ہوا مضمون لیا، ڈائری لکھنے کے حوالے سے کچھ باتیں ہوئیں۔ رضوی صاحب نے فرمایا میں بھی ڈائری لکھ رہا ہوں، میری تو جب میاں صاحب سے ملاقات ہوتی ہے میں تو وہی واقعہ لکھ سکتا ہوں۔ میں نے عرض کیا اس وقت میں پانچ کے قریب ڈائریاں لکھ چکا ہوں اور ان کو ترتیب دینے کے لیے بھی مجھے بہت وقت درکار ہے، اس سلسلہ میں میں نے قبلہ میاں صاحب سے گذارش کی تھی کہ ان ڈائریوں کو ترتیب دینے کے لیے مجھے شاید کئی سال لگ جائیں۔ قبلہ میاں صاحب نے فرمایا تھا، گھبراؤ نہیں یہ کام بھی کسی

Marfat.com

وقت مکمل ہو جائے گا۔ سید جمیل احمد رضوی صاحب نے فرمایا کہ میاں صاحب کا کام رکتا نہیں بلکہ وہ اپنے مناسب وقت پر ہو جاتا ہے۔ میاں صاحب کے بارے میں کافی دیر گفتگو ہوتی رہی، میں ظہر کی نماز سے قبل روزنامہ شیر ربانی کے دفتر آ گیا۔

شیراز بھٹی کے والد انتقال کر گئے

31 اگست 2009ء: آج صبح شیراز بھٹی صاحب نے فون پر اطلاع دی کہ ان کے والد گرامی جناب چوہدری محمد فیض بھٹی (ایڈووکیٹ) قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ میں نے فوراً اس خبر کی اطلاع قبلہ میاں صاحب کو کر دی۔ آپ نے لاہور سے پروفیسر علیم تفضل صاحب، سعید احمد صدیقی صاحب اور میاں غلام رسول صاحب کو اپنی طرف سے جنازے میں شرکت کے لیے روانہ کیا۔ ایک دو روز قبل شیراز بھٹی صاحب نے میاں صاحب سے عرض کیا تھا کہ ان کے والد کی طبیعت خراب ہے۔ شیراز بھٹی صاحب فوراً گجرات کے لیے روانہ ہو گئے۔ شیراز بھٹی صاحب کے والد صاحب کا جنازہ کھپڑ انوالہ اور قل شریف کا ختم 2 ستمبر کو صبح گیارہ بجے ہوا۔ آجکل مغلپورہ کا انڈر پاس زیر تعمیر تھا اس سلسلہ میں ٹریفک بڑی مشکل سے گزرتی اور میاں صاحب انہی مشکلات کا سامنا کر کے روزنامہ شیر ربانی کے دفتر تشریف لاتے۔ اس وقت ہفت مجالس علمیہ، حضرت بابا امیر الدینؒ اور منبع انوار کی کتابیں تکمیل کے مراحل میں تھیں۔ ان کتابوں کی تیاری کا کام شیر ربانی دفتر میں ہی ہو رہا تھا۔ ان تمام کتابوں کی پروف ریڈنگ کا کام محمد عالم مختار حق صاحب ہی کر رہے تھے، محمد عالم صاحب بڑی محنت اور محبت سے یہ کام کرتے۔ بیماری کے باوجود وہ میاں صاحب کے علمی کام میں کبھی کوتاہی نہ کرتے بلکہ میری جب ان سے ملاقات ہوتی وہ باقی علمی حضرات کو میاں صاحب کے شانہ بشانہ کام کرنے کا درس دیتے۔

میاں صاحب کے کپڑے خون آلود

04 ستمبر 2009ء: آج صبح آٹھ بجے بابا عبدالغفور صاحب کا فون آیا کہ میاں صاحب کی طبیعت بہت خراب ہے لہٰذا صبح سات بجے لاہور کے لیے روانہ ہو گئے ہیں۔ اگلے لمحے میاں غلام رسول صاحب کا فون آیا کہ میاں صاحب بیت النور آ گئے ہیں اور ان کے کپڑے خون

Marfat.com

سے بھرے ہوئے ہیں۔آج صبح فجر کی نماز کے بعد میری آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی مجھے پتھر سے مار رہا ہے مگر میں ہر مرتبہ اس سے بچ جاتا ہوں، اچانک مجھے ایک بس نظر آتی ہے میں اس شخص سے بچنے کے لیے اس بس میں سوار ہو جاتا ہوں وہ شخص بس کے پیچھے پتھر مارتا ہے، پتھر بڑی زور سے بس کے پچھلی طرف لگتا ہے جس سے بہت زیادہ آواز آتی ہے، بس اپنی منزل پر رواں دواں رہتی ہے اور کوئی نقصان نہیں ہوتا۔اس خواب کے بعد بابا عبدالغفور کا فون آجاتا ہے اور میاں صاحب کے بارے میں اطلاع دی۔میں جتنی جلدی ممکن ہو سکا بیت النور چلا گیا، میاں صاحب کی طبیعت واقعی بہت خراب تھی۔آپ کے تمام کپڑے خون آلود تھے، ماسٹر احمد علی صاحب کے بیٹے محمد خالد صاحب کی معرفت شیخ زید ہسپتال میں ڈاکٹر شفیع غوری صاحب کو چیک کرایا۔ڈاکٹر صاحب نے میاں صاحب کو پھل کا استعمال زیادہ کرنے کا مشورہ دیا۔ایک عدد گولی بھی لکھ کر دی اور رات سونے سے پہلے اسبغول کا چھلکا کھانے کو کہا۔میاں صاحب ڈاکٹر شفیع غوری صاحب کو چیک کرانے کے بعد فقیر حسین صاحب کو ساتھ لے کر شرقپور شریف روانہ ہو گئے اور مجھے ڈاکٹر خالد صاحب نے بیت النور اتار دیا۔

افطار پارٹی کینسل ہو گئی

06 ستمبر 2009ء: آج حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر عرس شریف پر کام کرنے والی انتظامیہ کی افطار پارٹی رکھی گئی تھی۔قبلہ میاں صاحب کی طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے آج کے پروگرام کو منسوخ کرنا پڑا۔چونکہ دو گیج ٹاؤن کی ٹیم کے سوا تمام لوگوں کو اطلاع کر دی گئی، بابا امانت علی کی سرپرستی میں بزم جمیل دو گیج ٹاؤن بھٹی صاحب کے ڈیرے پر آ گئی، میں روزنامہ شیر ربانی میں لگنے والے اشتہارات کے سلسلہ میں گوجرانوالہ چلا گیا، بہر حال مجھے بزم جمیل دو گیج ٹاؤن سے معذرت کرنا پڑی۔

زیر طباعت کتابوں کے بارے میں معلومات

07 ستمبر 2009ء: آج میاں صاحب پروفیسر علیم تفضل اور سعید احمد صدیقی صاحب کے ہمراہ روزنامہ شیر ربانی دفتر تشریف لائے، کتابیں جو چھپائی کے مراحل میں تھیں ان کے

Marfat.com

بارے میں معلومات لیں اور کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد واپس تشریف لے گئے۔

حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر افطار پارٹی

08 ستمبر 2009ء: آج آپ نے حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرے پر افطار پارٹی کا انتظام کیا ہوا تھا اس افطار پارٹی میں صوفی اللہ رکھا، ڈاکٹر محمد مصطفےٰ ساجد، نور حسن، محمد ارشاد، محمد شبیر، محمد اسحاق، بابا امانت علی، بابا نیامت علی، محمد یوسف بھٹی، ماسٹر احمد علی، بابا محمد حیات، محمد محبوب کے علاوہ تقریباً چالیس افراد شامل تھے، اخبار کی تیاری کے سلسلہ میں میں اس افطار پارٹی میں شامل نہ ہوسکا۔

بیت النور میں افطار پارٹی

12 ستمبر 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب نے بیت النور ہوٹل میں افطار پارٹی کا انتظام کیا ہوا تھا اس افطار پارٹی میں شفیق احمد شاکر، پروفیسر اقبال مجددی، جسٹس منیر احمد مغل، سید جمیل احمد رضوی، ڈاکٹر سعید احمد نیازی، چوہدری محمد حنیف، محمد عالم مختار حق، محبوب عالم تھابل، امتیاز (ویب سول)، میاں غلام رسول، شیراز فیض بھٹی، سعید احمد صدیقی، پروفیسر علیم تفضل، محمد عادل، بابا محمد ظفر (باورچی)، فقیر حسین، محمد ارشد (گن مین) اور اس خادم نے شرکت کی۔ افطاری کے بعد مغرب کی نماز کی امامت محمد عالم مختار حق صاحب نے کرائی۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے میاں صاحب کی طرف سے تمام احباب کا شکریہ ادا کیا۔ ان کے بعد جسٹس منیر احمد مغل صاحب نے اولیاء کرام کی شان میں تقریباً پندرہ منٹ کا وعظ کیا۔ جسٹس منیر احمد مغل صاحب حضرت مجدد پاک کے مکتوبات کا انگریزی ترجمہ کر رہے تھے۔ پروفیسر اقبال مجددی صاحب نے انہیں فارسی متن کو دیکھ کر انگریزی ترجمہ کرنے کا مشورہ دیا۔ ان کے خیال میں بعض مصنفین نے ترجمہ کرتے وقت اصل حقائق کو مسخ کیا ہے۔ عشاء سے پہلے تمام حضرات قبلہ میاں صاحب سے اجازت لے کر واپس چلے گئے۔ میں بھی روزنامہ شیر ربانی اخبار کے دفتر آ گیا، اگلے روز اس افطار پارٹی کی تفصیلات کو اخبار میں شائع کیا۔ قبلہ میاں صاحب شیر ربانی اخبار میں افطار پارٹی کی روداد کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

Marfat.com

حاجی اسلم کے گھر افطار پارٹی

13 ستمبر 2009ء: آج حاجی اسلم صاحب کے گھر قبلہ میاں صاحب کی افطاری تھی۔ آپ یہاں سے فارغ ہو کر بیت النور چلے گئے، رات ساڑھے نو بجے کے قریب جناب عزیز بٹ صاحب اپنی اہلیہ اور بیٹی کے ہمراہ میاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تقریباً پون گھنٹہ میاں صاحب کے پاس ہی رہے۔ جاتے وقت میاں صاحب نے جناب عزیز بٹ صاحب کو آم کی ایک پیٹی تحفتاً پیش کی۔

جمعۃ الوداع

18 ستمبر 2009ء: آج جمعۃ الوداع تھا اس لیے میں صبح ساڑھے دس بجے ہی شرقپور شریف پہنچ گیا، جمعہ کی نماز کے وقت ایک مجمع کثیر تھا، نماز کی ادائیگی کے بعد میں واپس اخبار کے دفتر آ گیا۔

شیر ربانی اخبار کے آخری چند دن

19 ستمبر 2009ء: آج صبح چھ بجے کے قریب میاں صاحب روزنامہ اخبار کے دفتر تشریف لائے۔ آپ نے پوچھا آج کا شیر ربانی اخبار لاؤ۔ میں نے عرض کیا ابھی ہا کر دے کر نہیں گیا تھوڑی دیر تک آ جائے گا۔ میاں صاحب خاموش رہے اور واپس بیت النور روانہ ہو گئے۔ دس بجے کے قریب آپ کا فون آیا اور اخبار کے متعلق پوچھا۔ میں نے عرض کیا جی حضور اخبار آ چکا ہے۔ آپ نے اس کی دو عدد کاپیاں لانے کو فرمایا۔ میں نے بیت النور پہنچ کر آپ کو روزنامہ شیر ربانی اخبار کی کاپیاں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا اخبار کب بند ہو رہا ہے۔ میں نے عرض کیا آج یا کل یہ بند ہو جائے گا۔ میاں صاحب نے فرمایا جتنا میں کر سکتا تھا کر دیا۔ اب اس سے آگے میں کیا کروں۔ روزنامہ شیر ربانی اخبار کی مالی حالت بہت کمزور ہو چکی تھی، اخبار ABC ہو چکا تھا اور اشتہارات کے لیے میڈیا لسٹ میں آنے کے لیے چند روز درکار تھے مگر اس کو چلانا بہت مشکل نظر آ رہا تھا۔ تقریباً دو لاکھ اس پر قرضہ آ چکا تھا۔

Marfat.com

دل خون کے آنسو رو رہا تھا

21 ستمبر 2009ء: آج صبح سات بجے بیت النور آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ نے آٹھ پیکٹ اندرسے اور نو پیکٹ پھوںیاں کے تیار کروا کر میرے حوالے کیے، اس میں سے چار پیکٹ پروفیسر منور حسین صاحب، چار پیکٹ ڈاکٹر محسن نذیر، ایک ایک پیکٹ محمد عالم مختار حق، پروفیسر اقبال مجددی، اور چوہدری حنیف صاحب اور دو پیکٹ مجھے لے جانے کو فرمایا۔ اس کے بعد اخبار کے متعلق پوچھا کہ صرف اخبار ہی بند کرنا ہے یا اس کا ڈیکلریشن بھی۔ میں نے عرض کیا ابھی کسی فیصلے تک نہیں پہنچ سکا، سوچ سوچ کر دماغ ماؤف اور دل خون کے آنسو رو رہا تھا کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کروں لہٰذا بڑی مشکل سے عید تک چار صفحات پر مشتمل اخبار کو شائع کیا اور اخبار کے تمام سٹاف کو عید کے بعد تک دس دن کی چھٹیاں دے دیں۔ ان کو ابھی یہ نہ بتلایا کہ اخبار اپنی آخری سانسیں لے رہا ہے۔

چوہدری محمد حنیف صاحب کے اعزاز میں دعوت

02 نومبر 2009ء: آج قبلہ میاں صاحب نے حبیب اللہ بھٹی صاحب کے ڈیرہ پر چوہدری محمد حنیف صاحب (چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور) کے اعزاز میں ایک دعوت کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ چند روز قبل چوہدری حنیف صاحب پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے برطانیہ کے دورے سے واپس آئے تھے۔ اس دعوت میں چوہدری محمد حنیف صاحب، پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب، محمد عالم مختار حق صاحب، محبوب عالم تھابل صاحب، سید جمیل احمد رضوی صاحب، محمد ہارون عثمانی صاحب (ڈپٹی چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور)، شیخ عبدالعزیز صاحب (ریٹائرڈ ڈپٹی چیف لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور) حامد علی انصاری صاحب (لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور)، پروفیسر محمد اقبال مجددی صاحب، جاوید اقبال صدیقی صاحب (لائبریرین، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور)، رفاقت علی صاحب (کلرک، پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور)، محمد عادل صاحب، شیخ محمد اعجاز صاحب، فلک شیر صاحب، بابا عبدالغفور، محمد شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ اور اس خادم نے شرکت

Marfat.com

کی۔ چوہدری محمد حنیف صاحب نے اس مجلس میں اپنے برطانیہ کے دورے کے مختصر حالات بیان کیے انہوں نے وہاں کی لائبریریوں کے متعلق بھی بتایا۔ چوہدری محمد حنیف صاحب کی دی ہوئی تمام انفارمیشن کو 3 نومبر کے روزنامہ شیر ربانی میں شائع کر دیا گیا، اس کی تفصیلات اس شمارے میں دیکھی جاسکتی ہے۔

"یادداشتیں" کا پہلا پروف میاں صاحب کو دکھایا

جولائی 2013ء: ظہر کی نماز کے بعد جناب شیراز فیض بھٹی صاحب کا فون آیا کہ قبلہ میاں صاحب یاد کر رہے ہیں۔ میں میاں صاحب کے خدمت میں ایمان افروز یادداشتیں کا پہلا پروف 2001ء تک لے کر حاضر ہوا، محمد بشارت ایڈووکیٹ آپ کی خدمت میں یہ پروف پڑھ کر سناتے اور میاں صاحب ساتھ ساتھ اس کی تصدیق کرتے جاتے۔ آپ کے آخری ایام میں بھی یہ یادداشتیں آپ کے زیر مطالعہ رہیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں 2004ء تک کا پروف پڑھ لیا تھا، طبیعت بہت خراب ہونے کی وجہ سے آخری ایام میں ڈاکٹر ہسپتال داخل ہو گئے۔ ہسپتال میں بھی آپ سے ملاقات ہوتی رہی۔ پنجاب یونیورسٹی میں موجود ذخیرۂ کتب صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری کی حفاظت کے بارے میں متفکر رہے۔

میاں صاحب غنودگی کی حالت میں

ستمبر 2013ء: یکم ستمبر بروز اتوار قبلہ میاں صاحب سے ملاقات ہوئی۔ آپ کی طبیعت کافی علیل تھی، زیادہ وقت غنودگی میں ہی گذرا۔ کچھ دیر بعد آنکھیں کھولتے مگر پھر غنودگی چھا جاتی۔ آج سید جمیل احمد رضوی صاحب، چوہدری محمد حنیف صاحب اور محمد عالم مختار حق صاحب بھی آپ سے ملاقات کے لیے آئے مگر میں قبلہ میاں صاحب سے ملاقات کر کے واپس لاہور آچکا تھا اس لیے میری ان حضرات سے ملاقات نہ ہوسکی۔ یہ میری میاں صاحب سے آخری ملاقات تھی۔

میاں صاحب اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئے

11 ستمبر 2013: بروز بدھ قبلہ میاں صاحب سہ پہر ساڑھے چار بجے اس دنیا فانی

Marfat.com

سے رخصت ہو گئے۔ آپ کی نماز جنازہ 13 ستمبر بروز جمعۃ المبارک جمعہ کی نماز کے بعد شرقپور شریف میں پڑھائی گئی۔ صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری صاحب کی طبیعت علیل تھی، انہوں نے اور صاحبزادہ میاں محمد ابوبکر صاحب نے صاحبزادہ میاں جلیل احمد صاحب کو نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کہا مگر صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری صاحب نے صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوریؒ کے بڑے بیٹے صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری کو مصلے پر کھڑا کر دیا۔ اس طرح نماز جنازہ صاحبزادہ میاں ولید احمد جواد شرقپوری نقشبندی مجددی نے پڑھائی۔ آپ کے قل شریف کی رسم 14 ستمبر 2013 بروز ہفتہ بعد از نماز ظہر ادا کی گئی۔ جنازہ میں لوگوں کی تعداد کا اندازہ لگانا بہت مشکل تھا کیونکہ جس طرف نگاہ جاتی ہر طرف سفید ٹوپی یا رومال سر پر باندھے لوگوں کا جم غفیر نظر آتا۔ نماز جنازہ سپیکر کے ذریعے پڑھائی گئی اور مختلف جگہوں پر چار ایل سی ڈیز بھی لگائی گئی تھیں تا کہ ہر جگہ پر کھڑے افراد قبلہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کا آخری دیدار کر سکیں۔ میاں صاحبؒ کو اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے مزار اقدس کے بیرونی دروازے کے سامنے سالانہ منعقد ہونے والے عرس مبارک کی جگہ پر صاحبزادہ میاں خلیل احمد شرقپوریؒ کی قبر مبارک کے ساتھ دفن کیا گیا۔

میاں صاحب کی وصیت

مارچ 2016ء کو قبلہ میاں صاحب نے افتخار علی باورچی (سیکھانوالہ) کو وصیت فرمائی تھی کہ جب میرا وقت قریب آ جائے تو تم اونچی آواز میں کلمہ طیبہ کا ورد کرنا، میرا منہ قبلہ کی طرف کر کے آنکھیں بند کر دینا اور میرے سر سے منہ تک کوئی کپڑا لپیٹ دینا، افتخار علی کے مطابق 11 ستمبر کو سہ پہر چار بجے کے قریب مجھے ڈاکٹر خالد صاحب کا فون آیا۔ انہوں نے پوچھا تم کدھر ہو۔ میں نے کہا کہ میں شرقپور شریف کے بڑے اڈے پر کھڑا ہوں۔ ڈاکٹر خالد نے مجھے وہیں رکنے کو کہا اور چند لمحوں بعد اپنی گاڑی میں ادھر ہی آ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ میاں صاحب کی طبیعت بہت خراب ہے، مڈل سکول کے پاس ڈاکٹر رؤف گجر صاحب کا کلینک تھا۔ کلینک سے ڈاکٹر صاحب کو لے کر ہم جلدی سے میاں صاحب کے پاس پہنچے تو میاں صاحب کا دائیاں بازو ایک لمحے کے لیے دو سے تین فٹ تک اوپر اٹھا پھر خود ہی نیچے آ گیا، آپ نے اپنی جان خالق حقیقی کے سپرد کر دی۔ چیک

Marfat.com

کرنے کے بعد ڈاکٹر رؤف صاحب نے بھی آپ کے انتقال کی تصدیق کردی۔افتخار علی نے میاں صاحب کی وصیت کے مطابق دونوں ٹانگیں سیدھی کر کے انگوٹھے آپس میں باندھ دیے، چہرہ مبارک کو قبلہ شریف کی طرف کر کے حاجی اللہ دتہ شرقپوری کے رومال کے ساتھ میاں صاحب کے سر مبارک کو باندھ دیا، آنکھیں میاں صاحب کی خود بخود بند ہوگئی تھیں۔میاں صاحب کے انتقال کے وقت کمرہ میں ڈاکٹر رؤف صاحب، ڈاکٹر خالد، حاجی اللہ دتہ صاحب، بابا عبدالغفور صاحب اور افتخار علی باورچی موجود تھے۔کچھ دیر بعد آپ کو صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری میو ہسپتال کے مردہ خانہ میں داخل کروا آئے۔شرقپور شریف کے سرکاری ہسپتال کے ایم ایس شیخ شوکت صاحب نے اس سلسلہ میں بھرپور تعاون کیا۔میاں الیاس صاحب جو شرقپور شریف کے سرکاری ہسپتال کے ملازم تھے وہ دو دن تک ایمبولنس کے ساتھ ہی رہے۔

Marfat.com

اشاریہ اشخاص

O۔ یہ کتاب فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددیؒ کے متعلق ہے۔ اس لیے آپؒ کا اسم گرامی اس اشاریہ میں شامل نہیں کیا گیا۔

O۔ راقم السطور (محمد معروف احمد شرقپوری) کا نام بھی اس اشاریہ میں شامل نہیں ہے۔

O۔ اگر کوئی نام ایک صفحہ پر ایک سے زیادہ بار آیا ہے، تو اس کا اندراج ایک ہی بار کیا گیا ہے۔

O۔ جہاں ضروری سمجھا گیا ہے وہاں وضاحت کے لیے نام کے ساتھ جائے اقامت، منصب یا دوسرے وضاحتی الفاظ کا اضافہ کر دیا ہے تاکہ اس کو سمجھنے میں آسانی رہے۔

Marfat.com

آ

آدم بنوری' شیخ 183' 411

آزاد سبحانی' مولانا 220

آصف جلالی' ڈاکٹر محمد اشرف 123' 129' 174' 179' 429۔430' 463' 491۔493

آغا ابوبکر' حضرت پیر 308

آفتاب احمد' میاں 168۔169' 319۔320' 351

آمنہؓ' حضرت 365۔366

ا

ابراہیم بن ادھمؒ حضرت 196

ابراہیم سیلمی' پیر 324

ابراہیم علیہ السلام 430

ابن اسروم 397

ابن جوزی' محدث 200

ابن سقہ 397

ابن عربی' شیخ محی الدین 221

ابوبکر آغا 326

ابوبکر' ڈاکٹر 310

ابوبکر شرقپوری' صاحبزادہ میاں محمد 131' 147' 241' 310' 323' 351' 389' 429۔430

ابوبکر صدیقؓ' حضرت 461

ابوجہل 430

ابوسعید نقشبندی مجددی دہلوی' شاہ 210

ابوالفضل 189

احسان اللہ قادری (کوئٹہ) 410

احمد حسن (خادم میاں صاحبؒ) 289' 466' 471' 489

احمد حیات (جلیانہ) 262

احمد رضا خان بریلوی' شاہ 173' 305' 320' 414' 417

احمد شاہ سخی سید 196

احمد شہزاد (کھیوڑہ) 268

احمد علی سندھلوی' مولوی 362

احمد علی لاہور' مولانا 362

احمد علی شرقپوری' ماسٹر 118۔119' 123' 129' 131' 134' 144' 150۔151' 170۔171' 185' 198' 257' 259' 265' 280' 290' 297' 344۔345' 348۔349' 353' 364' 377' 422' 442' 458' 460' 482' 498۔499

احمد فاروقی سرہندی' مجدد الف ثانیؒ 136۔137' 141' 159' 183' 189۔192' 213' 216۔229' 236' 248' 280' 284' 290' 297' 302۔303' 313' 324' 326' 336۔337' 348۔350' 360۔361' 364۔366' 369' 374۔376' 388' 395۔397' 403۔404' 407۔408' 412۔415' 421' 423۔424' 429۔434' 449' 488' 491۔492' 499

احمد یار صوفی 152

Marfat.com

احمد یار عابدؔ ماسٹر 173
ارشد بن احمد (سیکرٹری وزیر صحت) 319
اسامہ بن لادن 130
اسحٰق قریشی ڈاکٹر محمد 183
اسد ولی شاہ سید 387
اسلم ساقی مولانا 294، 329، 337
اسماعیل شاہ بخاری پیر سید 136، 175، 284، 306، 369، 379، 392
اشفاق احمد ڈاکٹر 249
اشفاق پٹواری محمد 151۔152، 171، 239، 267
اصغر علی روحی مولانا 131
اظہر اقبال (طالب علم) 161
اعجاز احمد (روزنامہ شیر ربانی) 445، 447، 449۔451، 478، 489
اعجاز احمد ہاشمی پیر 174، 179
افتخار محمد (باورچی) 132، 134، 139، 503۔504
افضل شاہ سید 214
اقبال احمد فاروقی علامہ 185، 200۔201، 205، 207۔210، 224۔225، 227، 236، 361۔362، 368، 373، 390، 402، 406۔412، 422، 451، 454، 473۔474، 478، 483، 501
اقبال بٹ پروفیسر 156
اقبال حسین شاہ سید 381، 384، 387
اقبال علامہ محمد 135، 350
اکبر ابن عربی شیخ 223
اکبر علی شرقپوری مولانا 287
اللہ دتہ شرقپوری حاجی 123، 130، 239، 256، 268۔269، 272، 297، 304، 307، 314، 402، 467، 504
اللہ رکھا صوفی 110، 170، 349، 353، 478، 499
امام دین شرقپوری (گلگلے) 375
امام علی میاں 141، 143، 167، 217، 264۔268، 273، 275، 278۔279، 283، 285، 300، 307، 331، 333، 337، 340، 353، 367، 372، 374، 377، 405، 478
امانت علی (دوبجے) 427، 442، 498۔499
امانت علی رضوی (طالب علم) 101
امی جان (زوجہ قبلہ میاں جمیل احمد شرقپوریؒ) 160۔161، 240، 337
امیر حسین پیر 195
امیر خورد سید محمد مبارک علوی کرمانی 251
امیر الدین کوٹلوی بابا 464، 484، 486، 487، 497
امیر شاہ گیلانی مولانا شاہ محمد 251، 257۔258، 287
امیر معاویہؓ حضرت 491

Marfat.com

امین شرقپوری، محمد 396
انجم رحمانی، ڈاکٹر 202، 320
انعام اللہ باورچی، حاجی 151، 353، 448
انعام الحق نقشبندی مجددی 373
انوار حسین، شیخ 240، 320، 473
انور قمر شرقپوری، ماسٹر محمد 130، 138، 153
انور شاہ کشمیری 285، 286
اورنگ زیب عالمگیر 192۔193، 201، 254، 423، 432
ایوب جانی، محمد 381، 387

ب

بابر سعید سہول، انجینئر 403
بابر ضمیر 436، 444
بدرالاسلام صدیقی، صاحبزادہ 408۔409
بدرالدین سرہندی، شیخ 411
برکت علی، حافظ 138
برکت علی (سیکھانوالہ) 461
بروہی، اے۔کے 129، 145
بشارت گوندل ایڈووکیٹ، محمد 162، 502
بشیر احمد صدیقی، پروفیسر ڈاکٹر 254۔256، 264۔265، 300۔304، 319۔320، 325، 328، 330، 353، 361، 365۔367، 373۔374، 403، 418، 425۔426، 433، 451، 456۔458، 460، 463، 494۔495
بشیر حسین (بھائی پروفیسر منور حسین) 339
باقی باللہ، حضرت خواجہ 183، 190۔191، 287، 431
بہادر شاہ ظفر 389
بہاء الدین نقشبند بخاری، خواجہ 182، 226، 413، 433
بیدار بخت، آقا 401

پ

پرویز الٰہی، چوہدری 322۔324
پیر بخش، میاں 131
پیر محمد بھٹی 138۔139
پرویز مشرف، جنرل 298

ت

تابش قصوری، مولانا منشاء 158، 175، 179، 181، 218۔220، 224، 236، 303، 327۔329، 377۔381، 394، 400، 432، 482، 484
تاج الدین سنبھلی، شیخ 287
تشبیہی کاشی (شاعر) 221
تکریم الرسول، صاحبزادہ 329
تنویر احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں 126۔127، 169، 174، 243، 323، 340
تنویر خان (نعت خواں) 432
توکل شاہ انبالوی، مولانا 285

ٹ

ٹی۔اے۔شاہ، ڈاکٹر 133۔135، 139

Marfat.com

ٹیپو سلطان شہید 283

ش

ثناء اللہ 136
ثناء اللہ، حاجی 247
ثناء اللہ (سرگودھا) 370، 377
ثناء اللہ پانی پتی، قاضی 282، 310، 361

ج

جان محمد، شیخ (یکی گیٹ) 387-388
جامی، مولانا عبدالرحمٰن 183، 397
جاوید اقبال صدیقی (لائبریرین) 501
جاوید اقبال مظہری 388، 421-427
جاوید باجوہ (فیصل آباد) 128، 155، 267، 274
جاوید صدیقی (NCA) 276-279، 282
جاوید صدیقی، محمد 245
جاوید علوی (سیکرٹری) 466
جاوید ملک (لندن) 281
جلال دین 296
جلیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں 241، 260-261، 267-268، 274-275، 288، 290، 294، 300، 304، 307، 310، 316-317، 320-325، 331-332، 336، 339، 351-352، 366، 381، 402، 439، 440-462، 463، 495، 503-504
جماعت علی شاہ، سید 357، 474
جمشید علی، ڈاکٹر 376
جیلانی میاں صدیقی 177
جمیل اطہر (روزنامہ جراءت) 428، 438-439، 441
جمیل احمد رضوی، سید 117، 119، 123، 127، 144-147، 157-158، 194، 200، 210، 238، 241، 245، 250-251، 253، 263، 277، 289، 327، 329، 331-334، 347-348، 352، 355-359، 360، 363، 389، 406، 411-412، 415-416، 424، 445، 451، 453-455، 478، 486-488، 497، 499، 501-502
جہانزیب صابری، محمد 382، 385، 387
جہانگیر، نورالدین 191-192

ح

حاکم علی شاہ، پیر 175
حامد علی انصاری (لائبریرین) 478، 501
حامد رضا (وزیر اوقاف) 352
حامد نواز (ڈی سی او) 215
حبیب اللہ بھٹی 447، 449، 456-463، 473-476، 480، 485، 487، 492، 498-499، 501
حبیب اللہ (جلیانہ) 270-271
حبیب اللہ خان شاہ کابلی امیر 213
حسام الدین احمد، مرزا 190
حسن دہلوی، خواجہ (المعروف امیر حسن علا سجزی)

Marfat.com

251
حسن علی (ڈرائیور) 115‘ 171‘ 204‘
267۔269‘ 289‘ 436‘ 439‘ 441‘ 470
حسن علی شرقپوری‘ ملک 213‘ 366
حسن نظامی‘ 129
حسین بخش (خادم میاں صاحب) 304
حسنین جاوید (کالم نگار) 164
حسین حلمی ایشیق 211‘ 413
حق نواز‘ محمد (جلیانہ) 141
حماد سبحانی 177
حمید اللہ‘ ڈاکٹر محمد 210
حمید اختر‘ مولانا حافظ 174
حمید شاعر قلندر 251
حنان احمد شرقپوری‘ صاحبزادہ میاں 126۔127
‘297‘ 351
حنان علی عباسی 381
حیدر قرار 395
حیدر حسین شاہ علی پوری‘ پیر سید 178
حیدر علی (طالب علم) 404

خ

خادم حسین‘ حاجی (باورچی) 215‘ 461‘ 478
خادم حسین‘ پیر 195
خالد بشیر‘ پروفیسر 169۔170‘ 185‘ 204‘
273‘ 275‘ 320‘ 327‘ 329‘
334‘ 353‘ 368‘ 373‘ 404‘ 424‘
444۔448‘ 457‘ 461‘ 473‘ 476
خالد سیف اللہ‘ پروفیسر 195۔196‘ 271‘ 329
خان اعظم 190
خالدہ اختر (لائبریرین) 117
خلیل احمد شرقپوری‘ صاحبزادہ میاں 117‘ 124
‘130‘ 133‘ 140‘ 147‘ 153‘ 161۔
162‘ 170‘ 172‘ 174‘ 185‘ 197‘ 203‘
215‘ 242۔244‘ 280‘ 297‘ 299‘
301‘ 319‘ 322‘ 328۔332‘ 342‘
351۔352‘ 395‘ 398۔402‘ 456۔
457‘ 469‘ 478۔479‘ 483‘ 490۔
491‘ 493‘ 503
خلیل احمد‘ ملک 256
خلیق احمد نظامی‘ پروفیسر 355
خضر علیہ السلام‘ حضرت 411
خضر نوشاہی‘ ڈاکٹر 183‘ 203
خوشی محمد‘ حاجی 128‘ 131۔132‘ 134‘
147‘ 184‘ 188‘ 198‘ 200‘ 202‘ 212 ‘
218۔219‘ 238‘ 249‘ 280‘ 393

د

داراشکوہ 192۔193‘ 254۔255
داؤد بندگی‘ حضرت 148
دوست محمد پٹھان‘ حافظ پیر (بالی شالی) 370۔
371‘ 377‘ 404
دوست محمد تکیلی‘ حکیم 343
دیدار علی شاہ محدث الوری‘ مولانا سید محمد 400

Marfat.com

دین محمد 140
دین محمد' جسٹس (لاہور) 387
دین محمد (جلیانہ) 262
دین محمد (کاتب) 185-188

ذ

ذکی تمام 130
ذوالفقار علی (فتح گڑھ) 147-148' 151' 164' 166-167' 171-172' 266' 478
ذوالفقار علی بھٹو 129
ذوالفقار علی' پروفیسر ملک 366
ذوالقرنین حسین' شیخ 240' 248-249' 258' 262-262' 465-466' 470-472

ر

راجیو گاندھی 260
راغب نعیمی' مولانا 484
رحمت علی' میاں (گھنگ شریف) 175
رحمت کریم' پیر (ڈاگ اسماعیل خان) 386
رضوان احمد خان نقشبندی' علامہ محمد 423-424
رفاقت علی (کلرک) 501
رفیق شاہد' محمد 258' 266-267' 274' 291-292' 307' 353' 373' 377' 400' 405-406' 419' 422' 425' 445' 468
رمیزہ نظامی 466
رنگ الٰہی' شیخ 215' 254' 265' 303' 368' 404
رؤف ڈوگر (طالب علم) 165' 297
رؤف گجر' ڈاکٹر 503-504
ریاض الاسلام' ڈاکٹر 183
ریاض الدین چغتائی (بہنوئی پروفیسر منور حسین) 339

ز

زاہد حسین فخری (کراچی) 312
زاہد' ملک 264
زوار بہادر' قاری مولانا 174
زید فاروقی' شیخ ابوالحسن 258' 302' 428

س

ساجدہ علوی' پروفیسر ڈاکٹر 198-202' 242' 250' 283-284' 329' 331-337' 347' 352-359' 451-455
سجاد میر 137
سراج دین 296
سردار احمد' محمد 461
سردار محمد' چوہدری 133
سرفراز احمد نعیمی' ڈاکٹر 185' 469' 471' 474' 483-484' 490
سعدی شیرازی' شیخ 305
سعید آسی' محمد 135
سعید احمد شرقپوری' صاحبزادہ میاں 293' 298-299' 329' 402' 503
سعید احمد صدیقی 319' 325-326' 348'

Marfat.com

353‘373‘377‘405۔406 ‘417‘
421۔422‘447‘458‘460 ‘468‘
471‘478۔479‘482‘496 ۔499
سعید احمد نیازی‘ ڈاکٹر 341‘347‘400۔
401‘499
سعید الحسن‘ سید (وزیر آزاد کشمیر) 352
سعید شاہ گجراتی‘ صاحبزادہ 339
سعید مجاہد آبادی‘ ملک محمد 324۔325‘
342‘418‘420‘422
سکندر شاہ قادری چشتی‘ آغا 252
سلمان منصور پوری‘ آغا 213
سلطان جاوید‘ ڈاکٹر 157۔158‘160‘
163‘246
سلیم مظہر‘ پروفیسر 211
سلیمان ندوی‘ علامہ سید 220۔221‘224
سلیمان نوری‘ حضرت 195‘214
سمیع اللہ شیخ‘ ڈاکٹر 156
سمیع اللہ نوری 136
سیداں‘ ماسی (جوہر آباد) 377
سیدہ اشرف 452

ش

شاہ ابوالخیر 258
شاہ احمد نورانی‘ مولانا 173۔176‘180۔
181‘209‘252‘261‘301‘314‘368
شاہ جہاں (بادشاہ) 192‘254
شاہ عبدالعلیم میرٹھی‘ مولانا 177۔178
شاہ فہد 130
شاہ محمد غوث گوالیاری‘ حضرت 198‘488۔499
شاہ محمد مظہر اللہ‘ مفتی 405‘416
شاہ نقشبند‘ حضرت 372
شاہنواز شہید‘ میجر 270
شاہد صدیقی‘ ڈاکٹر 281
شاہد عمران (غازی آباد) 291۔292‘307
شاہد قیوم‘ ڈاکٹر 288‘308
شاہد مسعودی 422
شجاع 254
شرافت علی‘ ماسٹر 172
شریف آملی 189
شفیع محمد‘ حاجی 256
شفیق احمد شاکر 129‘262‘294‘319‘
340‘442‘484‘494‘499
شمس الدین احمد‘ پروفیسر ڈاکٹر 225
شمس الدین‘ مولانا 338
شمس الرحمٰن شمس‘ مولانا 386۔387
شمشاد علی شاہ‘ پیر سید 382۔383
شہاب الدین علی المعروف فرخ شاہ الفاروقی‘
شیخ 350
شہباز شریف‘ میاں محمد 428
شہباز ملک‘ ڈاکٹر 253
شہریار‘ ڈاکٹر محمد 124

Marfat.com

شہزاد گیلانی 291-292، 307، 437
شہناز ماسی 316
شیر بادشاہ، سید 383، 387
شیر بہادر چغتائی 327
شیخ محمد بن عبدالوہاب 210
شیر زمان، ڈاکٹر محمد 157، 183، 216، 269
شیر محمد، بابا 132
شیر محمد، ڈاکٹر 388، 342، 421-422، 427
شیر محمد (مولفہ باز نامہ) 190
شیر محمد شرقپوری نقشبندی مجددی، اعلیٰ حضرت 108-109، 114-115، 133-136، 140، 143-146، 165، 168، 173، 175-177، 183، 186-187، 195، 215-216، 219، 237-241، 255-258، 262، 271، 273، 277-279، 284، 286، 295-297، 301، 306، 320-321، 325، 332-333، 336، 364، 366، 375، 379-380، 387-390، 392، 394-395، 424، 437-438، 450-451، 464، 474، 479، 482، 491، 494، 501
شیر محمد، مولوی 203
شیراز فیض بھٹی ایڈووکیٹ، محمد 171، 245، 250، 283، 296، 302، 320، 327، 332، 337، 339، 353، 367، 373، 377، 388، 395، 399، 404، 406، 419، 421-422، 424، 426-427، 438، 440، 444-451، 460-465، 471-483، 490، 495-497، 499، 501-502

ص

صابر اللہ خان ولد میر اطلس (سرائے نورنگ) 370
صابر انصاری 256، 300، 305، 307، 317، 475
صابر علوی، ڈاکٹر 452، 454
صالح شرقپوری، صاحبزادہ میاں محمد 126-127، 153، 174، 297
صبغۃ اللہ مجددی 409
صداقت علی، حاجی 172
صدیق اکبرؓ، حضرت 485
صدیق حسن خان، نواب محمد (والی بھوپال) 249
صلاح الدین سعیدی 368
صفدر اعوان، ملک 215
صفدر حسین فیصل آبادی 417
صفدر علی، ملک 268
صمصام علی بخاری، صاحبزادہ سید 114

ض

ضیاء الدین احمد مدنی، قطب مدینہ الشیخ 173
ضیاء الدین شاہ، سید (کنارہ شریف) 341
ضیاء الدین مدنی، مولانا (قطب مدینہ) 177-178، 385
ضیاء معصوم، حضرت 213

Marfat.com

ط

طارق حسن قصوری 274، 279، 330

طاہر رضا بخاری 404

طاہر شاہ، بابا علمدار حسین (جوہر آباد) 247،

369-371، 377

طاہر شاہ، پیر سید 271، 288

طاہر شفیع، ڈاکٹر 128

طاہر شہزاد (طالب علم) 374

طاہر علی، قاری سید (اسلام آباد) 406

طاہر القادری، پروفیسر ڈاکٹر 411

طاہر لاہوری، شیخ محمد 223

طاہر ہارون، ڈاکٹر 141

طالب حسین گردیزی، مولانا سید 316

طالب ہاشمی، پیر 183

طیب علی شاہ بخاری، پیر 114، 172، 429

ظ

ظاہر علی شاہ بخاری، سید (ایم پی اے) 385-387

ظل حسنین (چیف لائبریرین پنجاب پبلک

لائبریری) 195، 352

ظریف خان (سانندہ) 265

ظہور احمد (خادم قبلہ میاں صاحب) 118،

160، 204، 244

ظہور احمد اختر، قاضی 170، 204، 244،

255، 258، 265، 273، 302، 343، 425

ظہور احمد اظہر، پروفیسر ڈاکٹر 193، 227،

236، 352، 265-366، 375، 396-

398، 403، 420

ظہور احمد (مستری) 492

ظہور احمد، مولانا 329

ظہور الحسن، پیر 195

ع

عابد علی (طالب علم) 367، 382، 390-

394، 425-426

عارف نوری، علامہ محمد 174، 378، 381

عارف نوشاہی، پروفیسر ڈاکٹر 210-211

عاصم لطیف (جج میکر) 425

عامر رضا، ڈاکٹر (گلبرگ) 311

عامر لطیف 211، 217، 239، 245، 250،

254، 266، 298، 307، 353، 425، 437

عائشہ بنت حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت 347

عبدالاحد وحدت سرہندی، حضرت 350،

407، 450

عبدالباری، پروفیسر 408

عبدالباسط، قاری (تلہ گنگ) 130، 197،

218

عبدالجبار ولد منصب علی 272

عبدالحکیم سیالکوٹی، ملا 350

عبدالحکیم شرف قادری، مولانا 402، 411

عبدالحق محدث دہلوی، شیخ 190، 213،

222، 360

Marfat.com

عبدالحی' مولانا 249' 286

عبدالخالق' میاں 125

عبدالرحمٰن جامی 140

عبدالرحمٰن' محمد (گھڑی ساز) 186' 306

عبدالرحمٰن نقشبندی قصوری' میاں 175

عبدالرحیم' شاہ 384-385

عبدالرحیم' شیخ (دہلی گیٹ لاہور) 387-388

عبدالرسول' صاحبزادہ 205' 372

عبدالرشید' صوفی 164

عبدالرؤف' حاجی (آرزیڈ پریس) 152'
170' 172' 330' 377' 442

عبدالرؤف' حاجی (موہلنوال) 261

عبدالستار خان نیازی' مولانا 261

عبدالستار طاہر مسعودی' صوفی 324

عبدالستار عاصم 317

عبدالستار (کراچی) 393

عبدالستار میمن (خانانی اینڈ کالیا) 110-
111' 131' 193' 248' 267-268' 301

عبدالسلام آزاد 235

عبدالسلام' مولانا 291

عبدالعزیز' شیخ 487' 501

عبدالعظیم قادری' حافظ شیخ (شیخ الحدیث) 384

عبدالغفور بابا (خادم میاں صاحب) 167' 244'
304' 475' 479' 497-498' 501' 504

عبدالغفور شاہ' مولانا (گھوڑے شاہ) 152'
174' 179-180' 306' 321' 330' 403

عبدالغفور' مولانا (سرگودھا) 370

عبدالغنی مجددی' مولانا شاہ 289

عبدالقادر جیلانی' شیخ 188' 196' 199' 216

عبدالقیوم' حاجی 132

عبدالقیوم' محمد (شیر ربانی پریس) 342' 374

عبدالکریم' حاجی (کتاب فروش) 280

عبدالکریم' ڈاکٹر (جنرل ہسپتال) 345

عبدالکریم' صوبیدار 217

عبداللہ بن عبدالمطلب' حضرت 366

عبداللہ کمانی (مانچسٹر) 266

عبدالمجید اولکھ' پروفیسر 368' 374-375

عبدالمجید' جنرل 269

عبدالمجید' ڈاکٹر 163-166' 198' 246'
272-275

عبدالمجید' شیخ (فیصل آباد) 314

عبدالمجید تقی' حکیم 144-145

عبدالوحید (چیف لائبریرین) 194' 212'
238' 320

عبدالوحید' میاں (سرتاج فلورمل) 125'
170' 239' 241' 266' 317' 488

عبدالواہاب' سید 196

عبدالوہاب المعروف اخوند پنجو بابا' سید 382-383

عبیداللہ احرار' خواجہ 183' 211' 397-398

عثمان مجددی' صدر المشائخ 409

Marfat.com

عدنان شاہد ڈاکٹر 237، 341
عدیل احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں 126۔
127، 169، 174، 260۔261، 323،
328۔329، 351
عدیل احمد (طالب علم) 160
عرفان مظہری 302
عرفان نذیر (کالم نگار) 164
عزیز الرحمٰن بٹ 340۔341، 392،
442، 446، 480، 500
عسقلانی، ابن حجر 200
عطاء اشرف، علامہ 451
عطاء اللہ (خادم میاں صاحب) 134، 160
163، 165، 195، 214، 217، 239،
243، 247، 249، 257۔260، 268۔
269، 275، 289۔290، 293، 297،
305، 344۔346، 353، 368، 382،
390۔392، 400، 426، 439
عطاء محمد بندیالوی، مولانا 373
عطاء المصطفیٰ راٹھور ڈاکٹر 429
عظمت علی شرقپوری، ماسٹر 128، 134، 134،
151۔152، 167، 174، 197، 243، 268، 475
علاؤالدین صدیقی 187
علی احمد نیر واسطی، حکیم 146
علی اکبر اردستانی سرہندی 411
علی بن طالبؓ، حضرت 244، 491۔492
علی بن عثمان ہجویری، داتا گنج بخشؒ 187، 229،
366
علیم تفضل، پروفیسر 170، 185، 202243،
245، 250، 320، 329۔333، 347،
367، 373، 395، 298۔399، 403۔
406، 419، 421۔422، 426۔427،
436، 448۔449، 455، 464، 470،
478، 490، 497۔499
علیم الدین، مفتی 408
علی محمد خان (بسی شریف) 335
عمر حیات (کراچی) 112
عمر دراز (ماڑی لک) 369، 377
عمر فاروقؓ، حضرت 196، 350، 409
عمر فاروق (دو گیج ٹاؤن) 424، 427، 436، 438
عنصر سیٹھی، قذافی 398، 444
عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، حضرت 223

غ

غالب، اسد اللہ 488
غفار خان 260
غلام احمد شرقپوری، صاحبزادہ میاں 164
غلام اللہ شرقپوری، میاں المعروف ثانی لاثانی
109، 133، 140، 146، 161، 164۔
165، 173، 175۔177، 197، 238۔
239، 241۔242، 246۔247، 261،
264، 273، 278، 287، 295، 316،
342۔343، 348، 391، 436، 441،
470، 473
غلام جیلانی، خواجہ 153، 167، 172، 248

Marfat.com

غلام الحسنین قادری گیلانی' سید 251
غلام حیدر (طالب علم) 489
غلام خان' خان 138
غلام دستگیر قصوری' مولانا 357
غلام ربانی (پاکپتن) 335
غلام رسول چکسواری' مولوی 151-152'
218' 341' 374
غلام رسول شرقپوری' صاحبزادہ میاں 351
غلام رسول مہر 238' 259' 304
غلام رسول' میاں 124' 127' 136' 141'
204' 249-250' 256-257' 262'
273-274' 280' 290' 333' 404-
406' 426' 479' 497
غلام رسول' میاں (چونگی امر سدھو) 276'
345-346' 373-374
غلام رسول' میاں (فتح گڑھ) 476
غلام سرور' صوفی 298-299' 402'
422-426' 428
غلام سرور قادری' مفتی 411
غلام سرور قادری' مولانا 473
غلام علی دہلوی' شاہ 183
غلام قادر (کراچی) 113' 256-260'
272' 311-312' 337' 393' 490
غلام محمد (اتراء) 196' 369
غلام محمد اینڈ سنز 186
غلام محمد (شیر ربانی پریس) 316
غلام محمد' حاجی 128
غلام محمد سیالوی' مولانا 470' 492-493
غلام محمد' مولانا 220
غلام مرتضےٰ بیربلوی' خواجہ 195
غلام مصطفےٰ ساجد' ڈاکٹر محمد 403' 428-429'
436-439' 442' 478' 488' 499
غلام مصطفےٰ صفی نقشبندی (پھلرون) 352
غلام مصطفےٰ مجددی' علامہ 201' 325' 337' 374
غلام محی الدین (اسلام آباد) 215' 349'
368' 404
غلام محی الدین قصوری دائم الحضوری 357
غلام نقشبند شرقپوری' صاحبزادہ میاں 132'
162' 164
غمگین' حضرت 488

ف

فاروق احمد نقشبندی' مولانا 293-294
فاروق الحسن 115' 245' 249-250'
282' 317' 330' 346' 353
فاضل حسین گیلانی' پیر 195
فاطمۃ الزہرہؓ 326
فائقہ مجددی' محترمہ 408
فتح شیر (طالب علم) 215' 283' 305
فتح محمد' حکیم 168
فدا' فدا حسین 164

Marfat.com

فرعون 430
فریدالدین مسعود گنج شکر، بابا 196، 355
فضل احمد حبیبی (گجرات) 352
فضل احمد مونگا، حاجی 130
فضل احمد، میاں (بہاولنگر) 394
فضل حسین، پیر 195
فضل الرحمٰن، حاجی (شومارکیٹ) 123،
309، 317، 337، 392
فضل الرحمٰن مجددی، پیر 338
فضل الرحمٰن مدنی، مولانا 173، 177۔
179، 302
فضل عثمان فاروقی مجددی، مولانا 401، 413
فضل کریم، صاحبزادہ 461
فضل کریم، صوبیدار 249۔250، 263،
270
فلک شیر (طالب علم) 165، 501
فقیر حسین، بابا (خادم میاں صاحب) 495
فقیر حسین (جنرل ہسپتال) 309۔310،
319، 322، 341، 344۔346، 376،
391، 398۔399، 401، 457، 468،
475، 493، 498۔499
فقیر اللہ جلال آبادی ثم شکارپوری، میاں 237
فقیر محمد، حکیم 284، 306، 393
فواد احمد (سندھ) 329
فہیم عصمت (لندن) 290، 327
فیاض احمد سیٹھی (گجرات) 113، 327،
339، 368، 372، 393، 398، 438،
444، 467۔468، 480، 494
فیروز الدین رازی، پروفیسر 452
فیروز دین، شیخ 475
فیروز شاہ تغلق 350
فیروز گاڈی، محمد 145

ق

قاضی حسین احمد 130
قدر آفاقی، ابوالبقاء 170، 184۔185،
330، 344، 349، 377، 450، 460،
470، 482، 487

ک

کاشف کامران 215، 273، 307، 405
۔406، 418
کرامت علی، مولوی 268
کرامت علی نقشبندی، مولانا 337
کرم شاہ الازہری، پیر 254
کریم بھائی (کراچی) 337
کمال الدین کشمیری، علامہ 350
کے۔ایم۔اظہر، میجر جنرل 174

گ

گلزار عشاق 250
گل محمد، پیر شیخ (پشاور) 124۔125، 308،
384، 386، 426

Marfat.com

گل محمد (تلہ گنگ) 218
گوہر قلم 158

م

مبارک علی، حاجی 495
مجید نظامی (چیف ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت) 465-466
محبوب احمد (اعظم مارکیٹ) 264-265
محبوب احمد (موہلنوال) 256، 279، 364، 499
محبوب الحسن گیلانی، پیر سید 217
محبوب حسین شاہ، مولانا (بیربل شریف) 329
محبوب الرسول قادری، قاری (جوہر آباد) 369-370، 390
محبوب الرسول للہی، پیر 364
محبوب عالم تھابل 353، 478، 499، 501
محسن رضا، سید 461
محسن علی رانا (فتح گڑھ) 436، 438، 449، 477
محسن منور یوسفی محمد 400
محسن نذیر، ڈاکٹر 124، 126، 128، 133، 156، 168-169، 203، 242، 262، 264-265، 276، 281، 285، 307، 309، 310، 319، 329، 351، 394، 456، 481، 501
محمد آصف (بیٹا اقبال احمد فاروقی) 473، 478
محمد آصف، حاجی (ملتان) 121، 168، 364، 402، 441، 475-476
محمد اجمل چشتی فاروقی، پیر 355
محمد احمد 213
محمد اختر (فیصل آباد) 272
محمد ارشاد (علاقہ نواب صاحب) 265، 270، 448، 476، 499
محمد ارشد (ڈرائیور حاجی صابر انصاری) 474
محمد ارشد شیخ حاجی (پشاور) 127، 135، 170-171، 202، 265، 287، 381-382، 384، 387-388، 418، 428، 459
محمد ارشد (گن مین) 204-205، 268، 316، 495، 499
محمد اسحاق (لوہاری) 496، 499
محمد اسلم، پروفیسر 213
محمد اسلم، حاجی (اعظم مارکیٹ) 121، 128، 151، 163، 166، 170، 198، 259، 264-265، 272-273، 288، 299-300، 304، 317، 334، 335، 371، 393، 422، 483، 486، 500
محمد اسلم، حاجی (ٹھوکر نیاز بیگ) 381
محمد اسلم (سرگودھا) 172-173
محمد اسلم، حاجی (ویب سول) 329، 390
محمد اسماعیل، صوفی (لندن) 331
محمد اسماعیل، مولوی 316
محمد اشتیاق 469

Marfat.com

محمد اشرف ایڈووکیٹ' ملک 464' 477' 483
محمد اشرف' حاجی (کراچی) 163' 298' 311'
322' 337' 391' 393-394
محمد اشرف' حکیم 285
محمد اشرف (ڈرائیور) 134
محمد اشرف مجددی 388
محمد اشفاق پٹواری 270-271' 293' 296'
364' 371' 425' 442' 478
محمد اشفاق' ڈاکٹر 249
محمد اشفاق نقشبندی' صوفی 427
محمد اصغر (بارہ کہو) 369
محمد اصغر (علاقہ نواب صاحب) 297
محمد اظہر' ڈاکٹر کرنل 447-448
محمد اظہر' میاں 166
محمد اعجاز' شیخ (مغلپورہ) 436' 501
محمد افتخار (باورچی) 165' 167
محمد افضل' ملک (سیالکوٹ) 315
محمد افضل' ملک (نیب) 264-265' 274
محمد اکبر (بادشاہ) 189-190' 221-222'
336-337' 382
محمد اکبر' حافظ (سدووال) 269-271
محمد اکرام' شیخ (پشاور) 387
محمد اکرام (کھیوڑہ) 268
محمد اکرام عرف بلا (جلیانہ) 334' 436' 438
448' 449' 456' 458' 463' 466-
467' 470-471' 475' 488-489' 494
محمد اکرم 264' 291' 297
محمد اکرم (ٹیکنیشن جنرل ہسپتال) 318
محمد اکرم' حاجی (فیصل آباد) 164' 314
محمد اکرم' حاجی (لندن) 242' 264' 289-
290
محمد اکرم' شیخ 251
محمد اقبال' حاجی (اسلام آباد) 368
محمد اقبال (SDO-واپڈا-پاکپتن) 334
محمد اقبال (پاکپتن) 335
محمد اقبال (رائل پارک) 170
محمد اقبال مجددی' پروفیسر 159' 168' 184-
185' 189-190' 193' 198-200'
205-206' 211-213' 220' 224'
226' 238' 240' 242-243' 245'
248' 250-251' 253-255' 258-
259' 263' 273' 276' 280' 282-
284' 287' 289' 302-303' 309-
310' 325' 333' 340' 352' 355'
358' 360' 363' 406-410' 415-
416' 422' 450-454' 463' 471-
472' 477-480' 483' 499' 501
محمد اقبال (ملازم نزالا سویٹ) 402
محمد الطاف (لندن) 331
محمد الطاف' مولانا (مدرس بھیرہ شریف) 340
محمد الیاس' حاجی (کراچی) 213-214' 265'
311' 340' 427

Marfat.com

محمد الیاس' میاں 504
محمد امین' چوہدری 257' 271
محمد امین (کھمبر) 442
محمد انجم' پروفیسر 170
محمد انعام قادری' ڈاکٹر 387
محمد انیس (کراچی) 322
محمد اویس 297
محمد ایاز سیٹھی گجرات 467
محمد باقر مرحوم' ڈاکٹر 452
محمد بلال (فتح گڑھ) 438' 438' 443'
445' 449
محمد بلال (کراچی) 338
محمد بخش' میاں 141' 255' 320
محمد بشیر (ڈھوک شیر ربانی) 267
محمد بشیر (راولپنڈی) 215' 269' 296
محمد بشیر (دال والے) 195-196
محمد بشیر (طالب علم) 499
محمد بوٹا (منڈی فیض آباد) 287
محمد بوٹا نقشبندی (فیصل آباد) 314
محمد پارسا بخاری' خواجہ 182
محمد جاوید (لوہاری) 374
محمد جاوید (مکینک) 273
محمد جاوید نقشبندی (دوگنج ٹاؤن) 427
محمد جمال ملتانی' حافظ 453
محمد جمیل 213
محمد جمیل (ڈھوک شیر ربانی) 269
محمد جمیل (مستری) 166
محمد جہانگیر (بادشاہ) 389
محمد حبیب' پروفیسر 407
محمد حسین' بابا (جلیانہ) 266
محمد حسین نعیمی' مولانا 450
محمد حفیظ (گوجرانوالہ) 378
محمد حنیف' چوہدری 117' 144' 210' 332'
342' 352-353' 358' 360-361'
363' 399' 406' 415-416' 447'
451' 471' 483' 487' 492' 499'
501-502
محمد حنیف' حاجی شیخ (گوجرانوالہ) 274' 281'
288' 364' 378' 445
محمد حنیف' شیخ (افغانستان) 211
محمد حنیف (مستری) 425
محمد حنیف' میاں (فیصل آباد) 397' 420
محمد حیات' چوہدری حاجی 108-109' 118-
119' 131' 134' 141' 144' 151'
154-155' 166' 172' 175' 185' 239' 257'
267-269' 271' 292-294' 297'
334-335' 345' 353' 364' 367-
368' 370-371' 377' 393' 400-401
406' 417' 436' 442' 460' 478' 499
محمد خالد (ڈرائیور) 445-446
محمد خالد (ڈیزائنر) 292

Marfat.com

محمد خالد (فتح گڑھ) 330
محمد خالد (موہلنوال) 126'128'134'
139'150 '153'166'168'171'
202'242'245'247'257'265'
266'280 '498'503
محمد دانش (سیالکوٹ) 315
محمد داؤد صادق (گوجرانوالہ) 378
محمد رشید (کھیوڑہ) 282
محمد رضا (لوہاری) 374
محمد رفیق' پروفیسر 333
محمد رفیق' راجہ 265
محمد رفیق مغل 373
محمد رفیق (ٹاؤن شپ) 491
محمد رمضان ایڈووکیٹ (کراچی) 461
محمد رمضان' حاجی (کھڈیاں) 272
محمد رمضان' ڈاکٹر 478
محمد رمضان' میر 239
محمد رمضان نقشبندی' حاجی (چکی) 260'288
'336'364
محمد رمضان نقشبندی (فیصل آباد) 243'287'
313-314'467 -468'
محمد روحیل (فتح گڑھ) 436'438
محمد رؤف (طالب علم) 161
محمد ریاض 373
محمد ریاض (کاتب) 276
محمد ریاض (لائٹ والے) 433'459
محمد ریاض' ملک 264
محمد زاہد' ملک 195'242
محمد زبیر مسعودی 325
محمد زکریا 297
محمد زمان' خواجہ 265'335
محمد زین' بابا (کوٹ عبدالمالک) 297
محمد ساجد بٹ (گجرات) 444
محمد مسرور احمد' ابوسرور صاحبزادہ 335'388-
289'423'427
محمد سعید' حکیم 457-458
محمد سعید' شیخ 254
محمد سہیل (ٹھوکر نیاز بیگ) 381
محمد سیف الدین' شیخ 254
محمد سلطان' میاں 295'379'380'482
محمد سلیم (فتح گڑھ) 169'307
محمد سلیم' حکیم (لوہاری) 342
محمد سلیمان تونسوی' حضرت 453
محمد شبیر' صوفی (رائے ونڈ) 446
محمد شبیر (طالب علم) 215'269
محمد شبیر (کلمہ چوک) 276
محمد شبیر (گجرات) 444
محمد شریف (کلمہ چوک) 126'157
محمد شریف' مہر 132
محمد شعیب (کراچی) 213'265-266'

Marfat.com

268‘427
محمد شفیق 134
محمد شفیق (درزی) 465
محمد شفیق مجددی (سیالکوٹ) 388
محمد شفیق نقشبندی (فیصل آباد) 313۔314
محمد شفیع اوکاڑوی‘ مولانا 241‘272
محمد شفیع (ڈرائیور) 134‘217‘260
محمد شفیع غوری‘ ڈاکٹر 498
محمد شفیع‘ مولوی 452
محمد شفیع‘ میاں (باغبانپورہ) 284۔285
محمد شوکت‘ شیخ (ایم۔ایس۔شرقپور شریف ہسپتال) 504
محمد شہباز نقشبندی‘ حافظ 427
محمد شہزاد (گجرات) 467۔468
محمد شہزاد ماسٹر 427
محمد شہزاد مجددی‘ 188
محمد صابر‘ پروفیسر (خاوند پروفیسر ساجدہ علوی صاحبہ) 333
محمد صادق‘ خواجہ 223
محمد صادق‘ مولانا (گوجرانوالہ) 378
محمد صداقت (اکبری منڈی) 494۔495
محمد صدیق‘ پروفیسر 416
محمد صدیق‘ حافظ 297
محمد صدیق (سابق چیف لائبریرین) 478
محمد صدیق (ماناوالہ) 444
محمد صدیق‘ ملک 144۔145
محمد رسول اللہ ﷺ 173‘178‘180‘ 199۔200‘216‘222۔223‘229‘ 234‘285‘298‘326‘348‘365۔ 366‘384۔386‘393‘402‘430‘ 433۔434
محمد طارق (پاکپتن) 335
محمد طارق (پی۔اے صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری) 270‘310‘353‘368
محمد طارق نقشبندی (دو گیٹ ٹاؤن) 427
محمد طارق (گھڑی ساز) 167
محمد طیب‘ ڈاکٹر 481
محمد ظریف (سانده) 272
محمد ظفر 143
محمد ظفر (اتراء) 196‘239
محمد ظفر (باورچی) 151‘195‘214‘247‘ 268‘330‘368‘377‘382‘390‘428 445۔446‘456‘466‘479۔471‘ 480‘488‘489‘491
محمد ظفر کمانڈر (کراچی) 112۔113‘123‘ 163‘313‘338‘393۔394‘396‘447
محمد ظہیر (آر۔زیڈ۔پریس) 172۔173
محمد ظہیر‘ حافظ (روزنامہ شیر ربانی) 438‘477‘ 491‘496
محمد ظہیر دانش (سیالکوٹ) 314
محمد عادل 499‘501
محمد عارف (طالب علم) 161

Marfat.com

محمد عارف میمن (کراچی) 393

محمد عاقل، قاضی 250، 453

محمد عالم مختار حق 168، 181، 184-185، 188، 193، 200، 207، 210، 212، 225، 227، 236، 238، 240، 242-243، 245، 248، 250-251، 254، 258، 263، 276، 282-283، 287، 289، 291، 302-303، 313، 315، 325، 333، 338، 348، 353، 357، 364، 369، 401، 405-406، 414، 422، 449-451، 457، 471، 473، 478، 480، 483، 487، 497، 499، 501-502

محمد عدنان، ڈاکٹر 217

محمد عدیل (پٹھو) 245

محمد عامر (پشاور) 265

محمد عبدالستار 113

محمد عثمان، ڈاکٹر (جنرل ہسپتال) 345

محمد عشرت بھٹی (سیالکوٹ) 480

محمد عظمت (علی پور چٹھہ) 445

محمد علی جناح، قائداعظم 339

محمد علی (رائے ونڈ) 446

محمد علی سومرو 427

محمد علی شاہ، پیر سید 114

محمد عمر (بیٹا محمد اقبال مجددی) 245، 250

محمد عمر بیربلوی، صاحبزادہ 175، 195، 271

محمد عمران (بورنگ والا) 469

محمد عمران (کراچی) 265

محمد عمران، ملک 464

محمد عمران (ویڈیو میکر) 271

محمد غفار (کراچی) 340

محمد غفار (شیر ربانی سٹیل ورکس) 284

محمد فاروق اے۔کے (کراچی) 313

محمد فاروق (مالک نرالا سویٹ) 402

محمد فاروق نقشبندی، مولانا 337

محمد فقیر 285

محمد فیاض، قاری 152

محمد فیروز (خادم قبلہ میاں صاحب) 496

محمد فیض بھٹی، چوہدری 497

محمد کاشف (بھتیجا حاجی محمد اسلم) 393

محمد کاشف شرقپوری 256

محمد کامران (پشاور) 382

محمد مبارک مدنی چشتی فاروقی، شیخ 282

محمد مراد قازانی 280

محمد مسعود (داروغہ والا) 446

محمد معصومؒ خواجہ 192، 211-213، 254، 303، 423

محمد معظم، مفتی (انڈیا) 420-423

محمد معین (کراچی) 312

محمد مقبول (آپریٹر ایس ایس پی) 260

محمد مقصود (خادم میاں خلیل احمد شرقپوریؒ) 493

Marfat.com

محمد مقصود عرف چاند (فتح گڑھ) 279'449
محمد مکرم' مفتی 302'335'420-421'423
محمد مشتاق' حاجی (فتح گڑھ) 167
محمد مشتاق عرف بلا (جلیانہ) 270-271'
390'395'404
محمد مشتاق' قاری 428
محمد منشاء عرف سوہنا (موہلنوال) 267'300'
442
محمد منصور' سید 427
محمد منظور (کینال بنک) 469
محمد منیر (تاجر) 245'334'368
محمد منیر (کاتب) 188
محمد منیر (لائبریرین) 238'250'342
محمد موسیٰ (اسلام آباد) 324
محمد موسیٰ امرتسری' حکیم 114'184'252'
355'360'362 '413'415-416'
424'445'447 '470
محمد مہدی' سید 222-223
محمد ناظم (طالب علم) 400'425
محمد نثار 264
محمد ندیم (آر۔زیڈ پریس) 173
محمد نذیر' بابا (تاجپورہ) 349'353'422'
425'427'442'456'459
محمد نذیر' مفتی (آزاد کشمیر) 318
محمد نعمان' حافظ 128
محمد نعمان (کراچی) 490
محمد نعیم' مولوی (امام مسجد) 276
محمد نفیس' میاں (تاجپورہ) 307'419-420
محمد نواز (اٹاری سروبہ) 301'340
محمد نواز' چوہدری 258
محمد نواز' ملک 264
محمد نوراللہ' قاضی 345'348-349'352-
353'377'438'478
محمد نوید صدیقی 198
محمد نوید (طالب علم) 475
محمد وزیر (کراچی) 127
محمد وسیم (مانچسٹر) 489
محمد وقار' راجہ 264'272-275'278-
279'286'292'459
محمد وقاص (کراچی) 490
محمد ہارون 280-281
محمد ہاشم میمن' حاجی (کراچی) 111
محمد یسٰین 427
محمد یٰسین (شہدوالا) 293
محمد یٰسین' صوفی 114-115
محمد یٰسین' قاری 467
محمد یعقوب (کراچی) 493
محمد یوسف (اسلام آباد) 324
محمد یوسف' ڈاکٹر (گکھڑ منڈی) 246'310'
499

Marfat.com

محمد یوسف' کرنل ڈاکٹر 379۔380
محمد یونس 427
مدثر حسین شاہ' قاری 430
مرتضی خان فرید بخاری' نواب 190۔192
مراد 254
مرید حسین شاہ شہید' حضرت 197' 214
محمود احمد' چوہدری 258
محمود احمد' حاجی (مدینہ منورہ) 246۔247'
283' 293۔294' 297' 299' 339'
340' 349
محمود احمد' ڈاکٹر 304
محمود احمد' میاں (الفیصل ٹاؤن) 264
محمود حیات (جلیانہ) 262
محمود سعید' حاجی 267۔268' 291' 307'
353' 381' 405' 423' 425
محمود شاہ' سخی سید (کراچی) 196' 339
محمود علی 427
مرغوب احمد شرقپوری' صاحبزادہ میاں 130
مسرور احمد ابوسرور 462
مسعود احمد' پروفیسر ڈاکٹر محمد 291' 311۔312'
324۔325' 335۔336' 342' 364'
369' 374' 376' 388' 396' 405۔410
412' 414' 416۔418' 421' 424' 427
مسلم بی۔اے 131۔132' 465
مشفق خواجہ 338
مظاہر اشرفی' ڈاکٹر سید 137
مظہر اقبال (بھانجہ قبلہ میاں صاحب) 402
مظہر جاناں جاناں شہید' مرزا 183
مظہر شاہ بخاری' حکیم سید 136
مظہر کبیر' صاحبزادہ 365
مظہر منیر' محمد (روزنامہ شیر ربانی) 436' 438'
443' 449
معراج دین 238
معراج دین ملاح 256
معراج دین' میاں (فتح گڑھ) 291
معروف شاہ' سید 195۔196' 214
معین احمد (کراچی) 151' 301
معین باری (کالم نگار) 389
معین الدین فیصل' پروفیسر ڈاکٹر 184
مطلوب الرسول' صاحبزادہ 205' 270
مفتون' دیوان سنگھ 169۔170
مقبول احمد ملک' حکیم 147
مقصود احمد قادری' مولانا محمد 339
مقصود احمد' علامہ (خطیب داتا صاحب) 411
مقصود حسین قادری' مولانا 312
مقصود الرسول للّٰہی' صاحبزادہ 269
ملا شیری 221
ملک احسن (ملازم بحریہ ٹاؤن لاہور) 292
ملک بلو 265
ملک ریاض (مالک بحریہ ٹاؤن) 292
ملک زاہد 253

Marfat.com

منصب علی شرقپوری' مولانا 293-294/467/477
منظور حسین (مانگا منڈی) 297
منور حسین' پروفیسر 214'238'240-242'
245'253-254'258-259'261'
263'273'275-279'283-288'
295'299'306-307'310'314'
316'324-328'339'342-343'
347'352'379-380'390'392'
395'400-401'404'425-427'
441'447-448'451'456'459'
461'464-466'469-470'472-
473'479'481-484'491'495'501
منیر احمد 213
منیر احمد مغل' جسٹس 352'368'373-
374'395-396'449'499
موسیٰ علیہ السلام' حضرت 430
مہجور رضوی' سید عارف محمود 416
میر اشرف علی بن میر سلطان علی' مولانا 283
میراں صدر جہاں 192
میرانی' نواز خان 135
میر حمزہ ولد بشارت علی 272

ن

ناصر علی شاہ' سید (پشاور) 383-384
ناظم حسین 462
نبی بخش حلوائی' مولوی 357
نثار احمد 264
نثار احمد' ڈاکٹر (جنرل ہسپتال) 345
نثار احمد (طالب علم) 161
نثار احمد فاروقی 251
نثار کوثر ایڈووکیٹ 125
ندیم الرسول' صاحبزادہ 204
ندیم شہزاد رانا 141'143'254'266'
274'291'298'300'307'329'
336'353'370'373'405'436-437
ندیم محمود مرزا' ڈاکٹر 321-322
نذیر احمد رانجھا' محمد 183
نذیر احمد شرقپوری' ڈاکٹر 170'185'199
نذیر احمد صدیقی 157'170'178'205'
215'264'302
نذیر احمد' مفتی 129-130'343
نذیر حق (روزنامہ پاکستان) 171'184'
253'266'318'376'434-435'
446-447'485
نذیر محمود (شرقپور شریف) 394'446-447
نصر اللہ' محمد (جوہر آباد) 280'377
نصیر احمد صدیقی 319
نصیر الدین محمود چراغ دہلوی' خواجہ 251
نظام دین 249
نظام الدین اولیاء دہلوی' خواجہ 251
نظام الدین' میاں 378
نعرہ' مولوی شبیر احمد 137

Marfat.com

نعیم احمد نوری 381
نعمان احمد صدیقی ' حافظ 302 ' 458 ' 463
نعمان بن ثابت ' ابوحنیفہ امام اعظمؒ 284
نعمان شاہ قادری ' سید محمد 384
نعیم ڈوگر 390
نعیم الرسول للہی ' صاحبزادہ 269 ' 328
نعیم عصمت (لندن) 194 ' 237 ' 289 ۔
291 ' 327 ' 338 '
نگینہ حاجی محمد یوسف علی 400
نفیس رقم 158
نمرود 430
نواب دین ' مہر 132
نواز شریف ' میاں محمد 446
نواز وڑائچ ' ڈاکٹر 318 ' 345 ۔ 346
نور احمد امرتسری ' مولانا 210
نور حسن (داروغہ والا) 496 ' 499
نور حسن شاہ ' سید 285
نور الحسنین سلطان آغا ' پیر 385 ۔ 386
نور حسین ' مفتی 304 ' 495
نور الحق قادری ' پیر 387
نور الحق ' علامہ 386 ۔ 387
نور محمد ' حاجی (ڈھوک شیر ربانی) 197 ' 247 ' 391
نور محمد مہاروی ' خواجہ 250 ' 453 ' 455
نور محمد نارووالہ ' حضرت 453
نوشہ گنج بخش 195
نوید احمد سیٹھی (گجرات) 467
نوید اسلم ' ڈاکٹر 247 ۔ 249
نیامت علی (چونگی دو گیچ) 442 ۔ 443 ' 427 ' 499
نیامت علی ڈوگر 300 ' 364
نیر واسطی ' حکیم احمد علی 150

و

وارث شاہ ' پیر 259
وجاہت رسول قادری ' سید 311
وجیہ السیما عرفانی 411
وحید قریشی ' پروفیسر 320
وحید گل ' محمد 428 ۔ 429
وزیر احمد (تتراں) 217
وکیل احمد سکندر پوری ' مولانا 282 ۔ 283 '
310 ' 450 ' 456 ۔ 457 ' 463 ' 468 '
471 ۔ 472 ' 477 ' 479 ۔ 480 ' 487
وقار احمد ' حاجی 129
وقار احمد ' راجہ 137
ولی اللہ ' حافظ (خطیب شاہی مسجد لاہور) 401
ولی اللہ محدث دہلوی ' شاہ 384 ' 407
ولید احمد جواد شرقپوری ' صاحبزادہ میاں 174 '
195 ' 351 ۔ 352 ' 391 ' 429 ' 466 ' 503
ولسنک ' ف ۔ ی (و) فنج ' ی ۔ پ 248

ہ

ہارون عثمانی ' محمد (ڈپٹی چیف لائبریرین) 501
ہمفرے 210

ی

یاسین ' مولانا 166
یحیٰی خان 297
یٰسین قصوری ' محمد 342
یعقوب چرخی ' حضرت 361
یعقوب کشمیری ' شیخ 350
یوسف ہمدانی ' حضرت 396 ۔ 397

Marfat.com

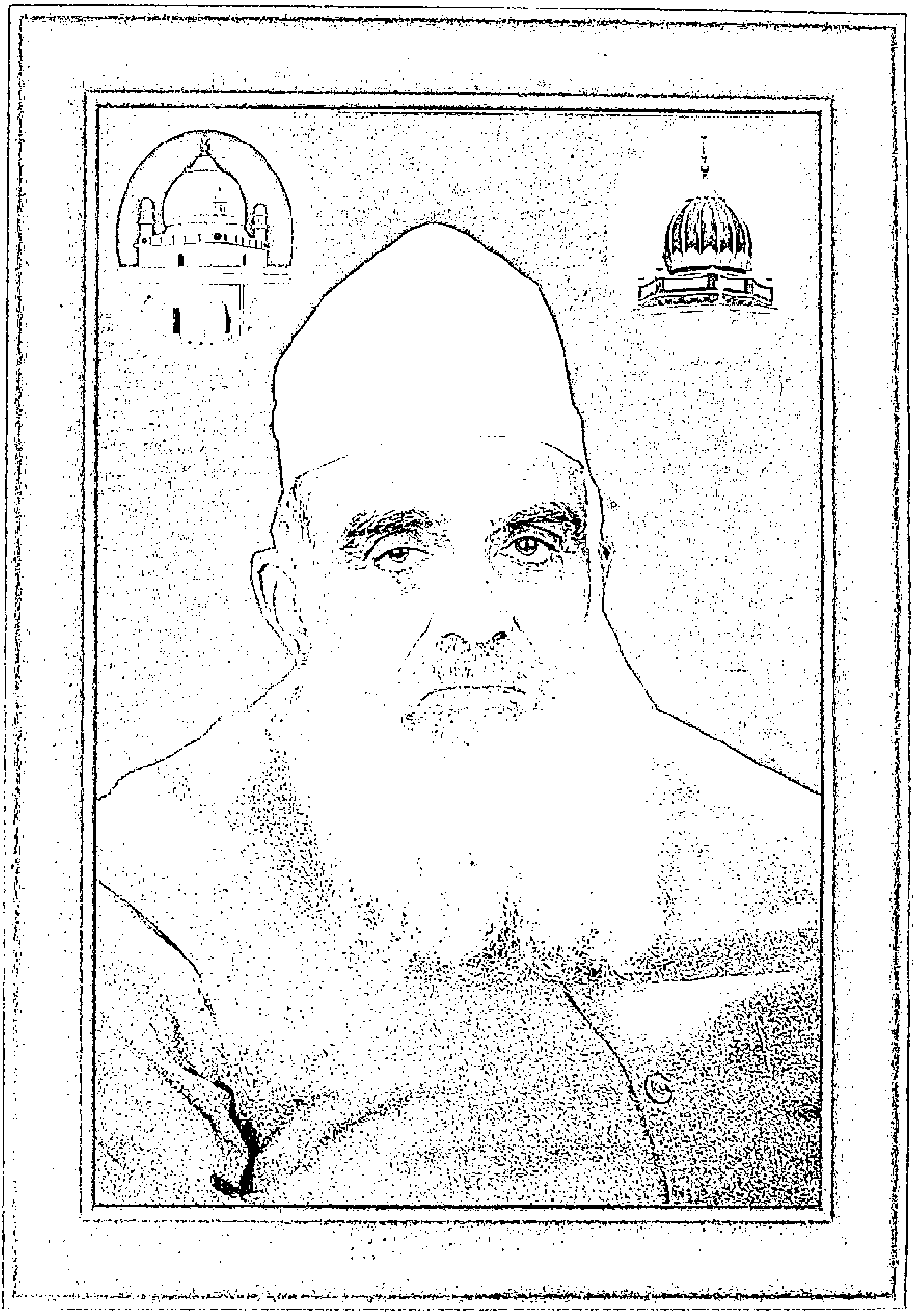

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ

کی یادگار تصاویر اور تبرکات

Marfat.com

عرس شریف کے موقع پر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اس ناچیز (محمد معروف احمد شرقپوری) کے ہمراہ ایک انداز

Marfat.com

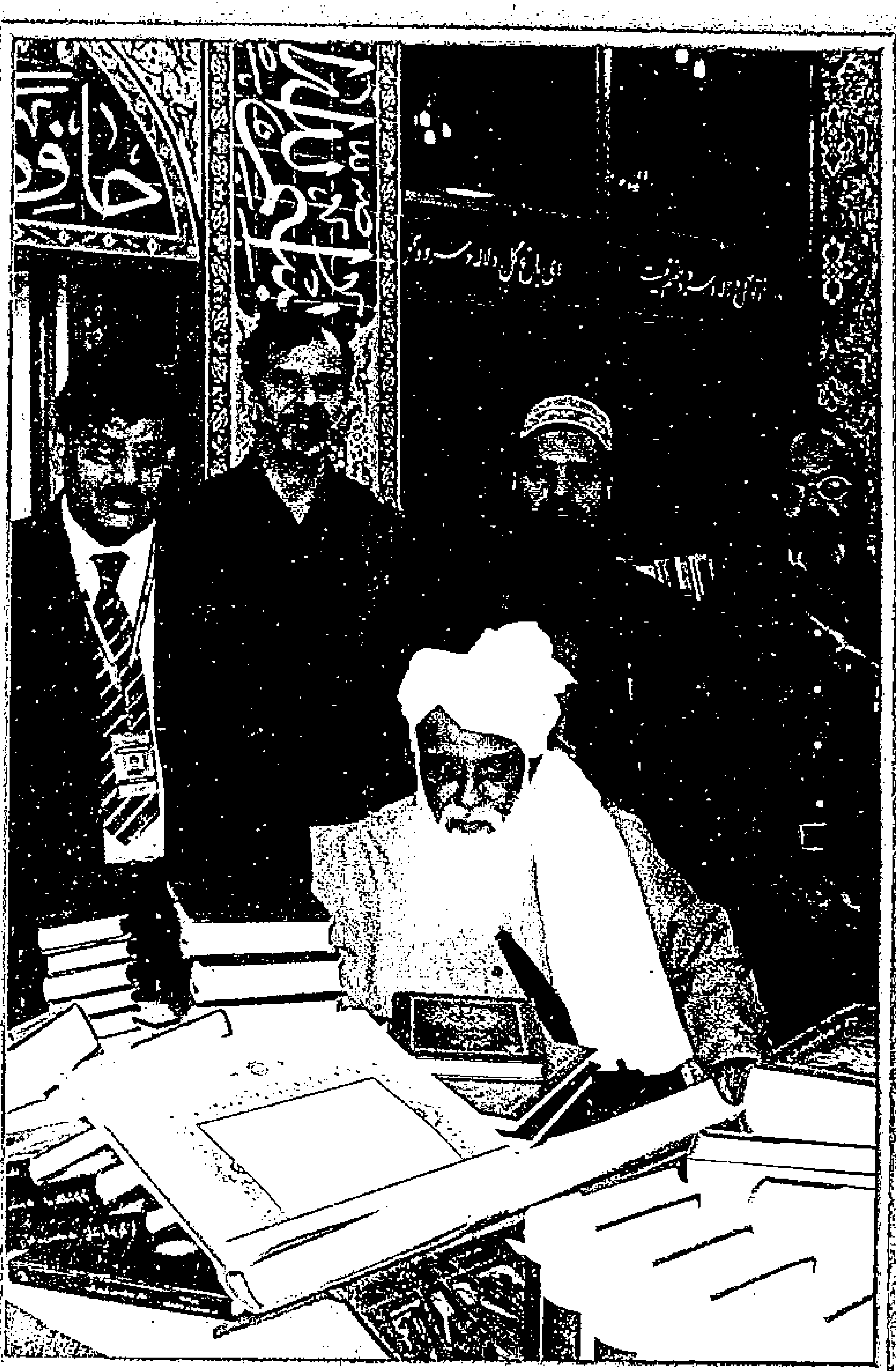

پنجاب یونیورسٹی لائبریری نیو کیمپس میں میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا لائبریری
کے عملے کیساتھ گروپ فوٹو

Marfat.com

الحمراء ہال میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس میں شرکت کیلئے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سٹیج پر تشریف لا رہے ہیں۔

Marfat.com

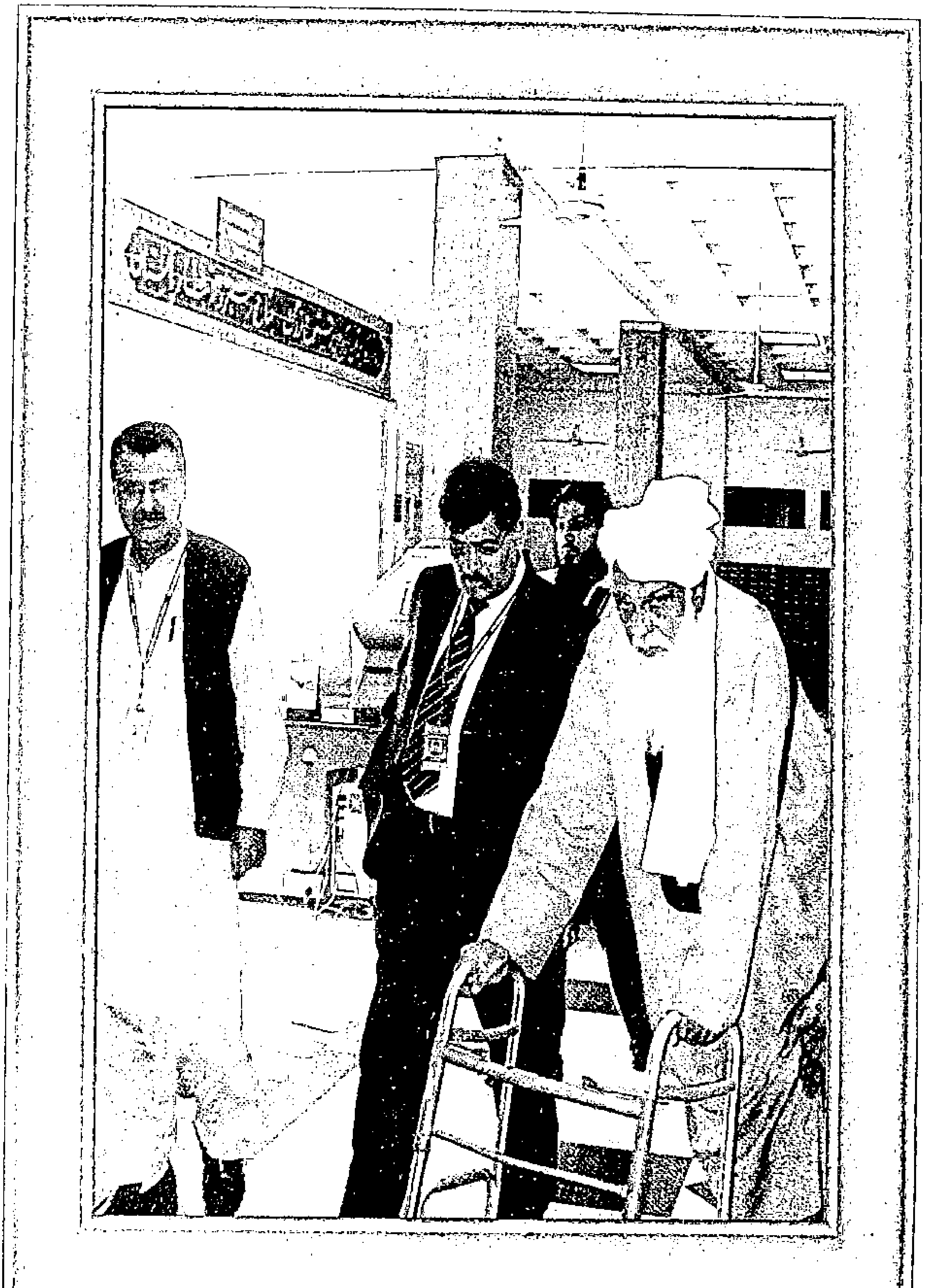

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری تشریف لا رہے ہیں،
چیف لائبریرین چوہدری محمد حنیف صاحب ہمراہ ہیں۔

Marfat.com

الحمراء ہال میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کانفرنس میں علامہ ڈاکٹر اشرف آصف جلالی صاحب تقریر کرتے ہوئے۔

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی کی شرقپور شریف آمد پر مولانا تابش قصوری میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے سپاس نامہ پیش کر رہے ہیں۔

شرقپور شریف میں عرس شریف کے موقع پر فیاض احمد سیٹھی، محمد شہزاد، محمد ظفر باورچی اور محمد اشفاق پٹواری، میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہیں۔

Marfat.com

خالد سیف اللہ صاحب (بیربل شریف) شیخ ذوالقرنین، فاروق الحسن اور عابد علی
میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

شرقپور شریف میں عرس شریف کے موقع پر شیخ محمد ارشد صاحب (پشاور) کی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کیساتھ ایک یادگار تصویر۔

Marfat.com

ڈاکٹر آصف اشرف جلالی کے بھائی علامہ عابد جلالی شرقپور شریف میں عرس شریف کے موقع پر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے محو گفتگو ہیں۔

بیت النور ہوٹل میں پروفیسر اقبال مجددی، محمد عالم مختار حق، علامہ اقبال احمد فاروقی اور پروفیسر منور حسین، میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اجلاس میں موجود۔

Marfat.com

صاحبزادہ میاں غلام قدیر صاحب شرقپور شریف میں عرس کے
موقع پر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

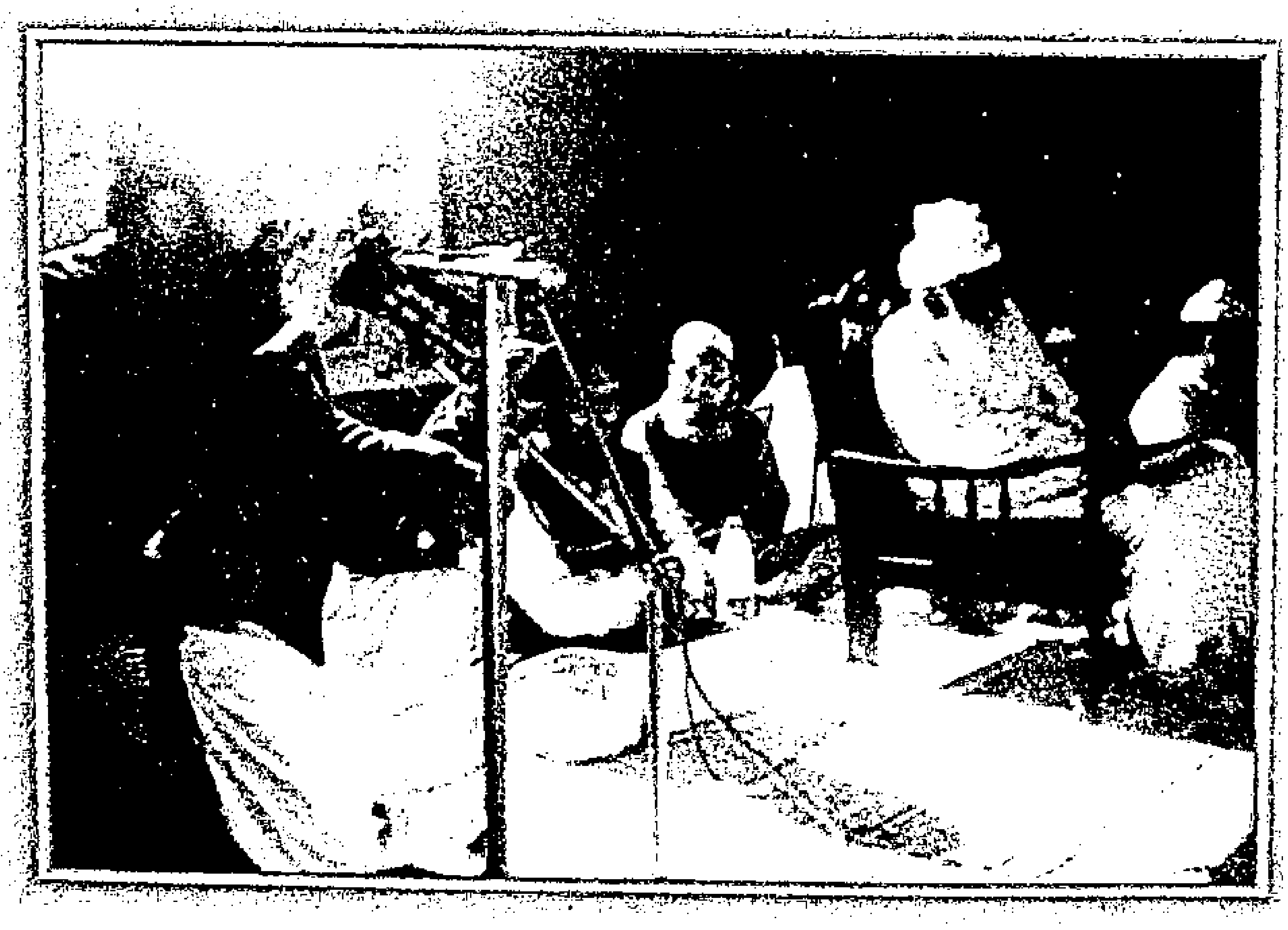

حبیب اللہ بھٹی کے ڈیرے پر یوم حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر
صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری تقریر کر رہے ہیں۔

Marfat.com

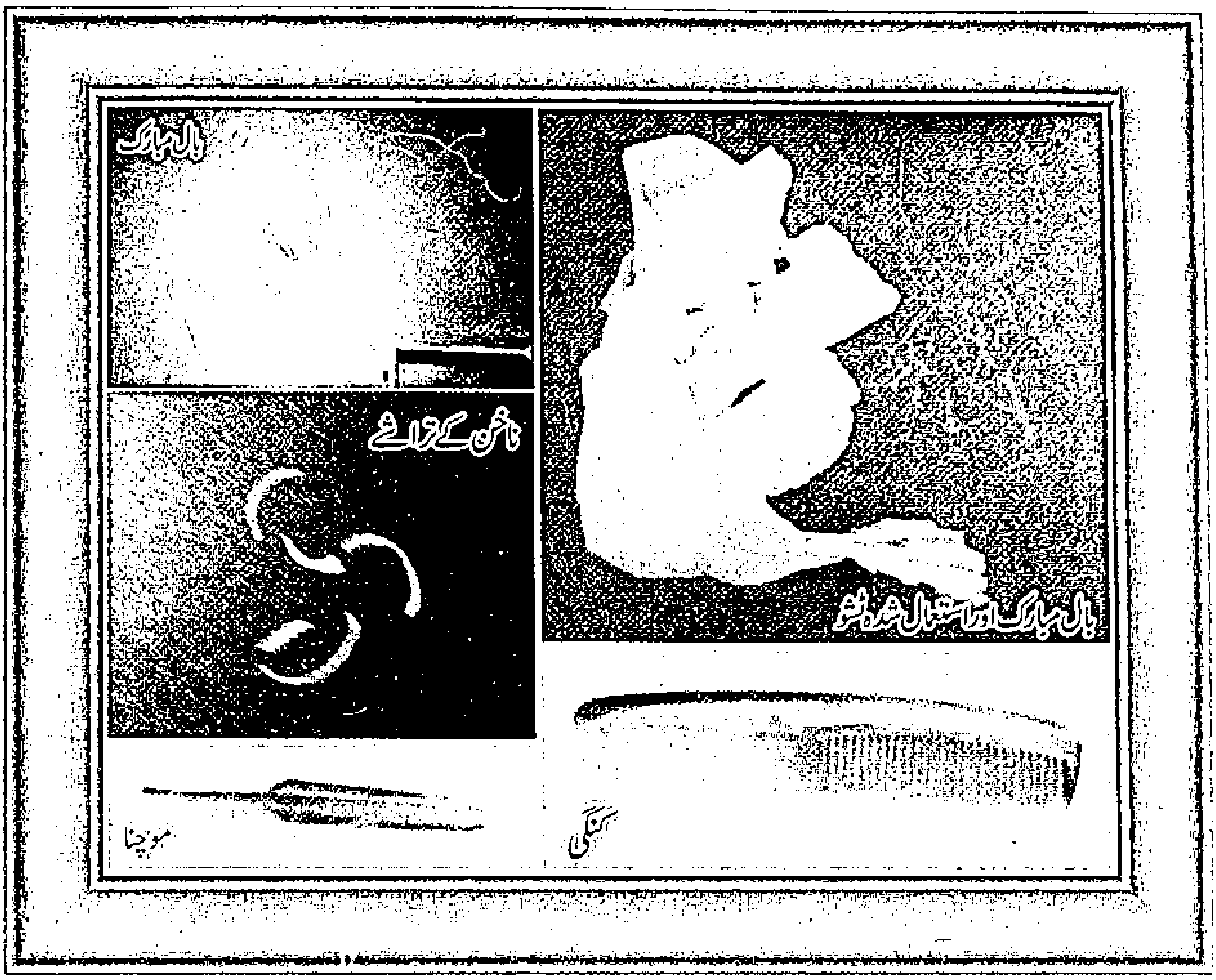

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے استعمال شدہ تبرکات

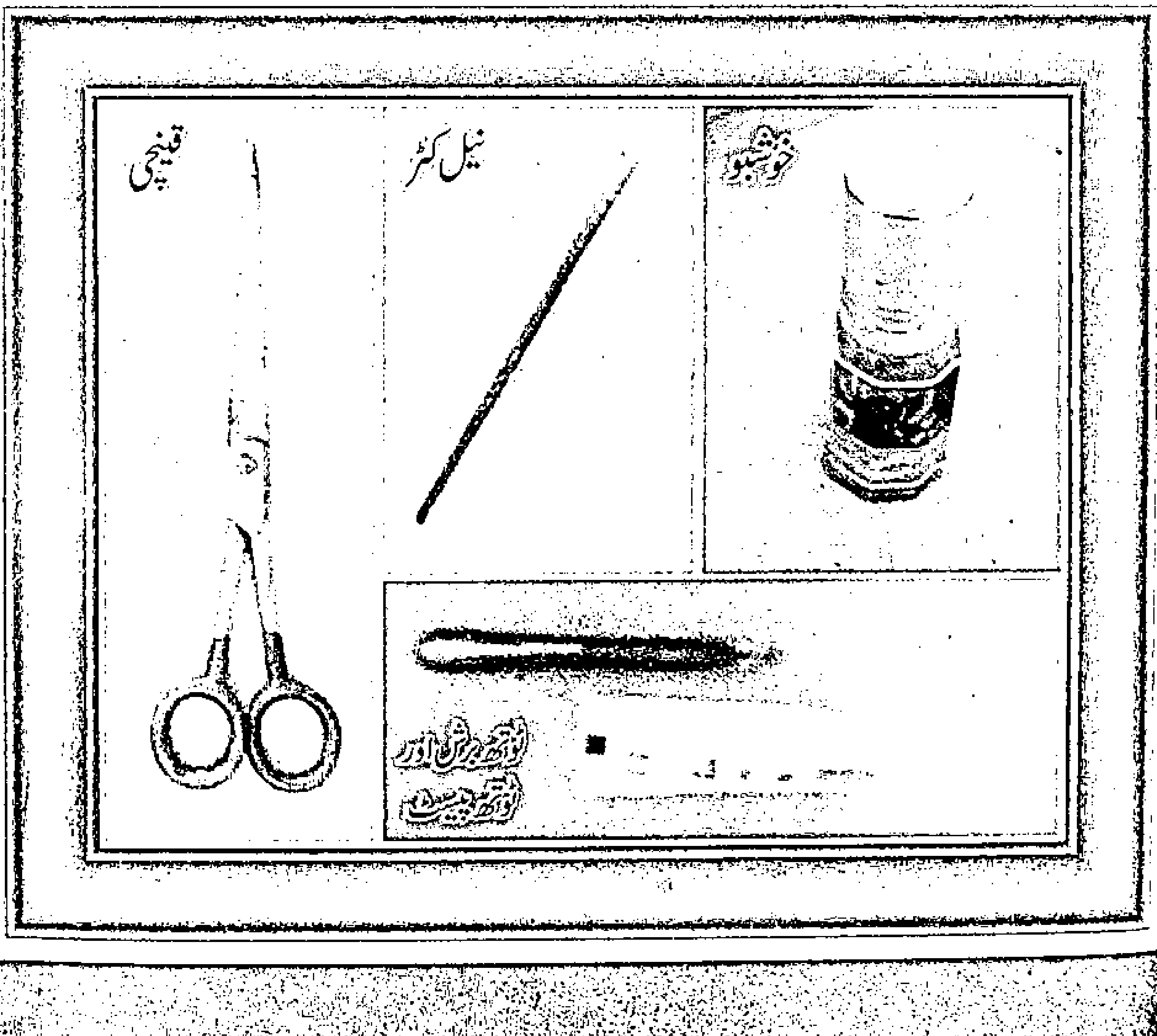

Marfat.com

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ٹوپی مبارک

لوٹا مبارک جس سے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیر ربانی اخبار کے دفتر وضو فرماتے تھے

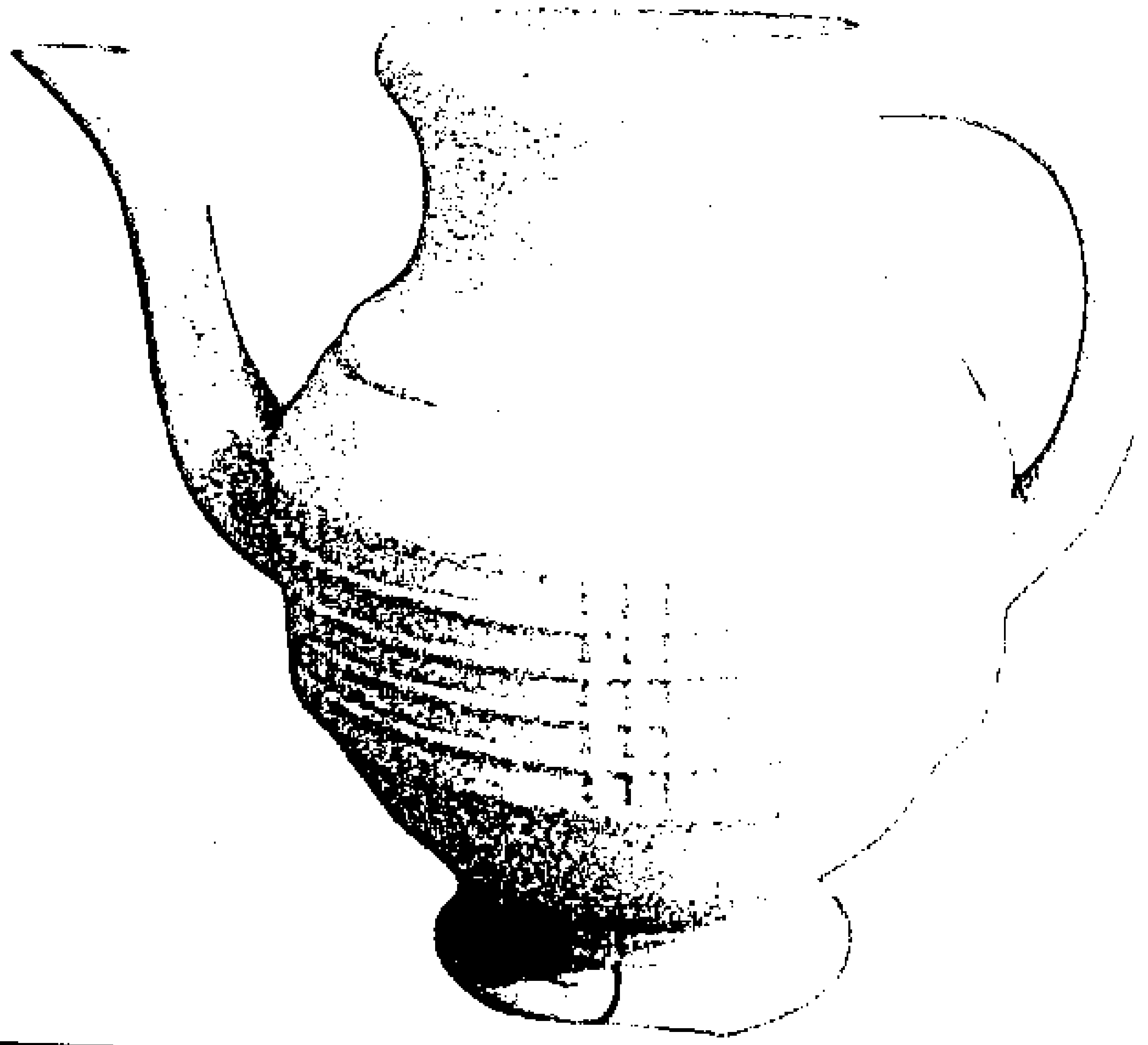

Marfat.com

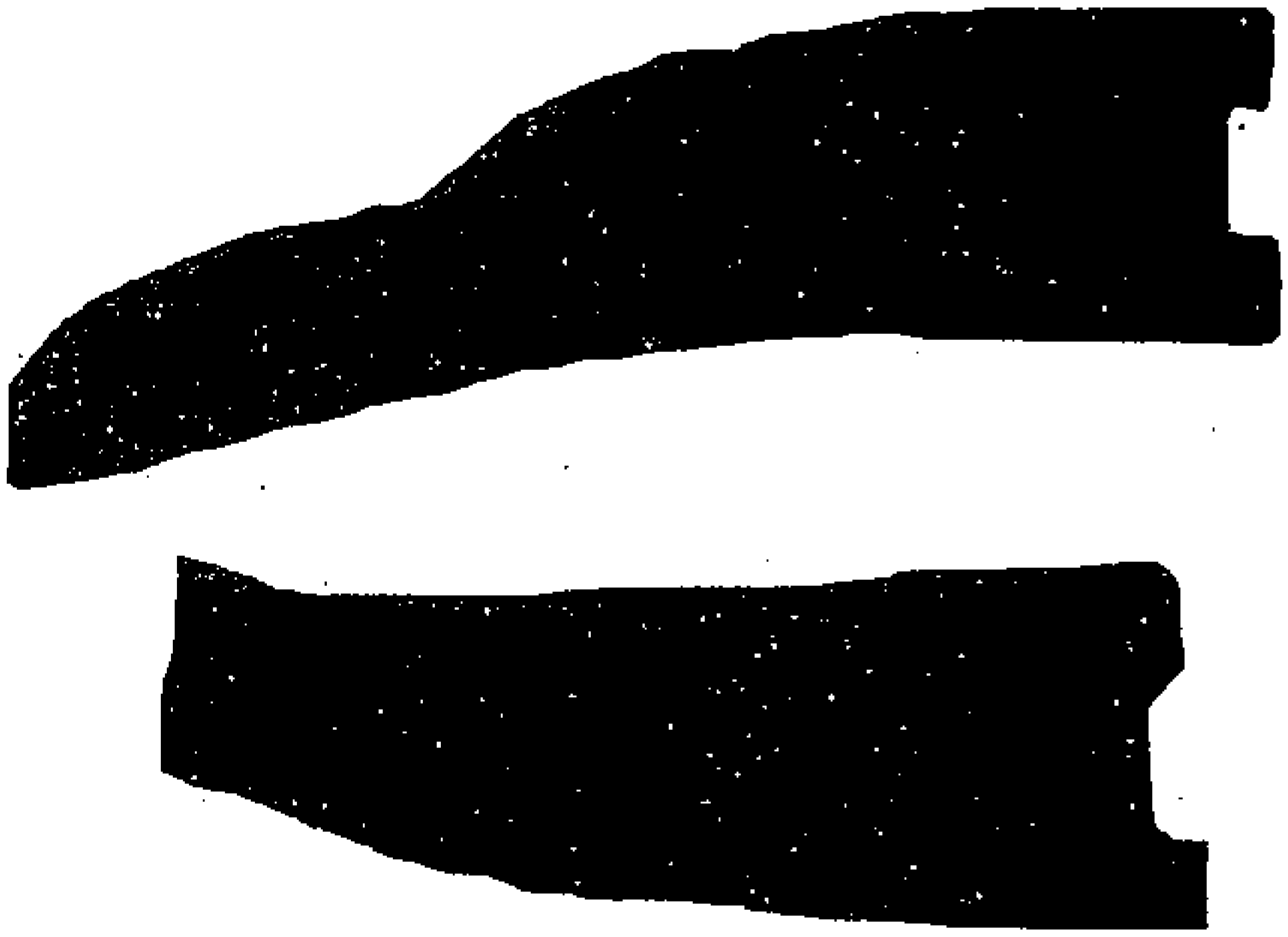

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی گھڑی کا سٹیپ جو ٹوٹنے کے بعد محفوظ کر لیا گیا

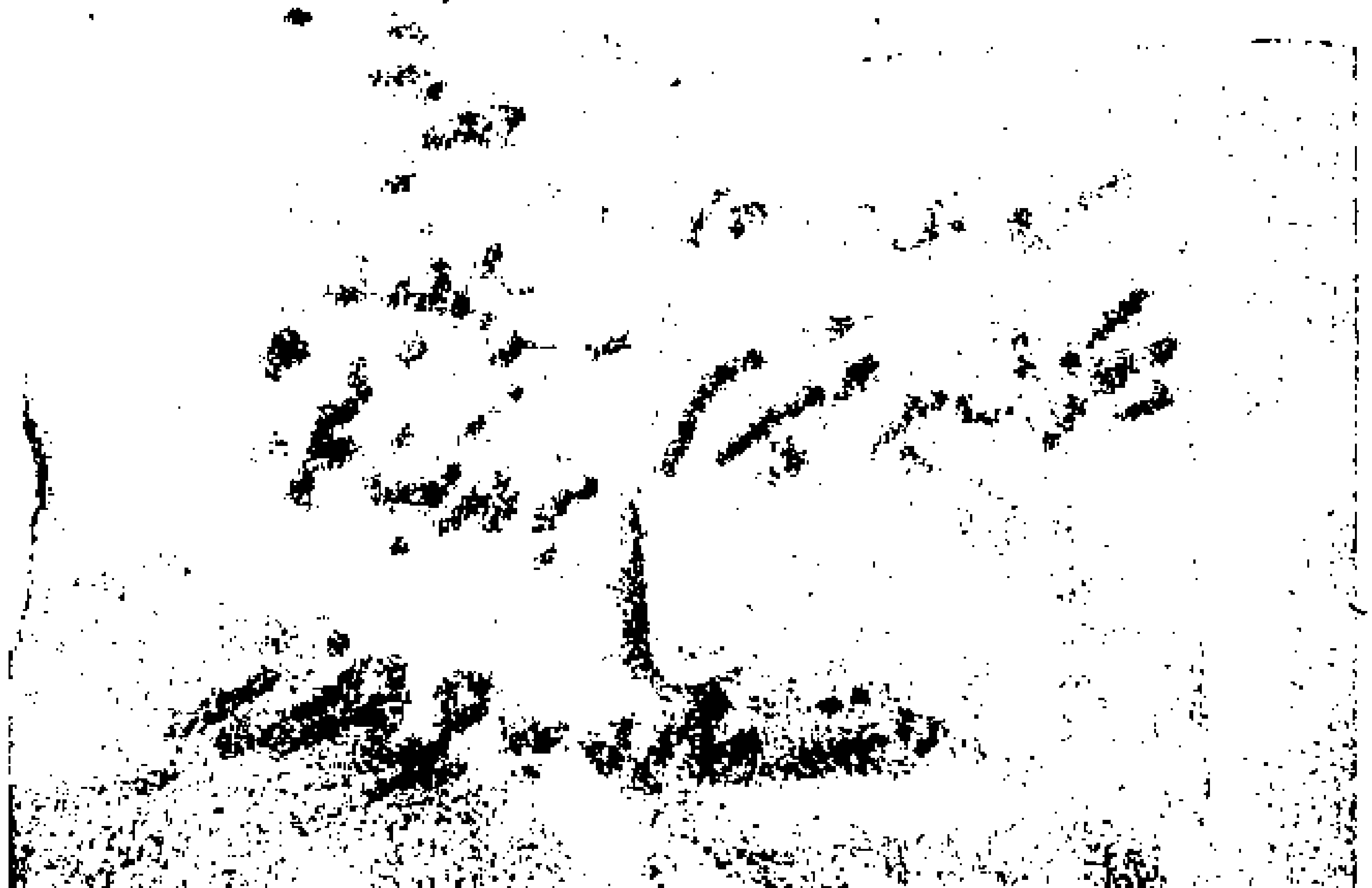

10 مئی 2005ء کو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دانت جو ڈاکٹر شاہد قیوم صاحب نے نکالا

Marfat.com

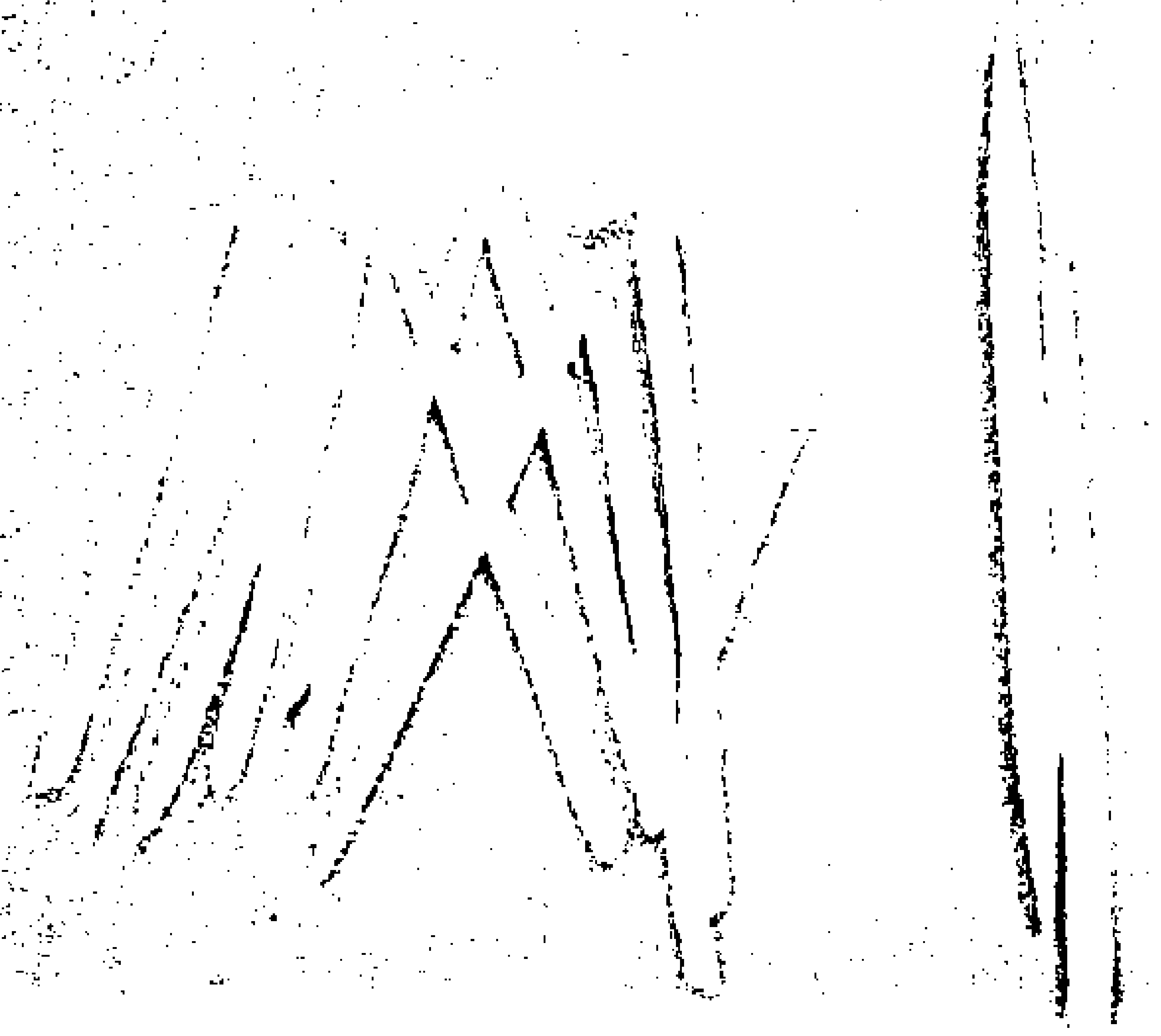

خلال (tooth picks) جو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے استعمال کرنے کے بعد محفوظ کر لی گئیں

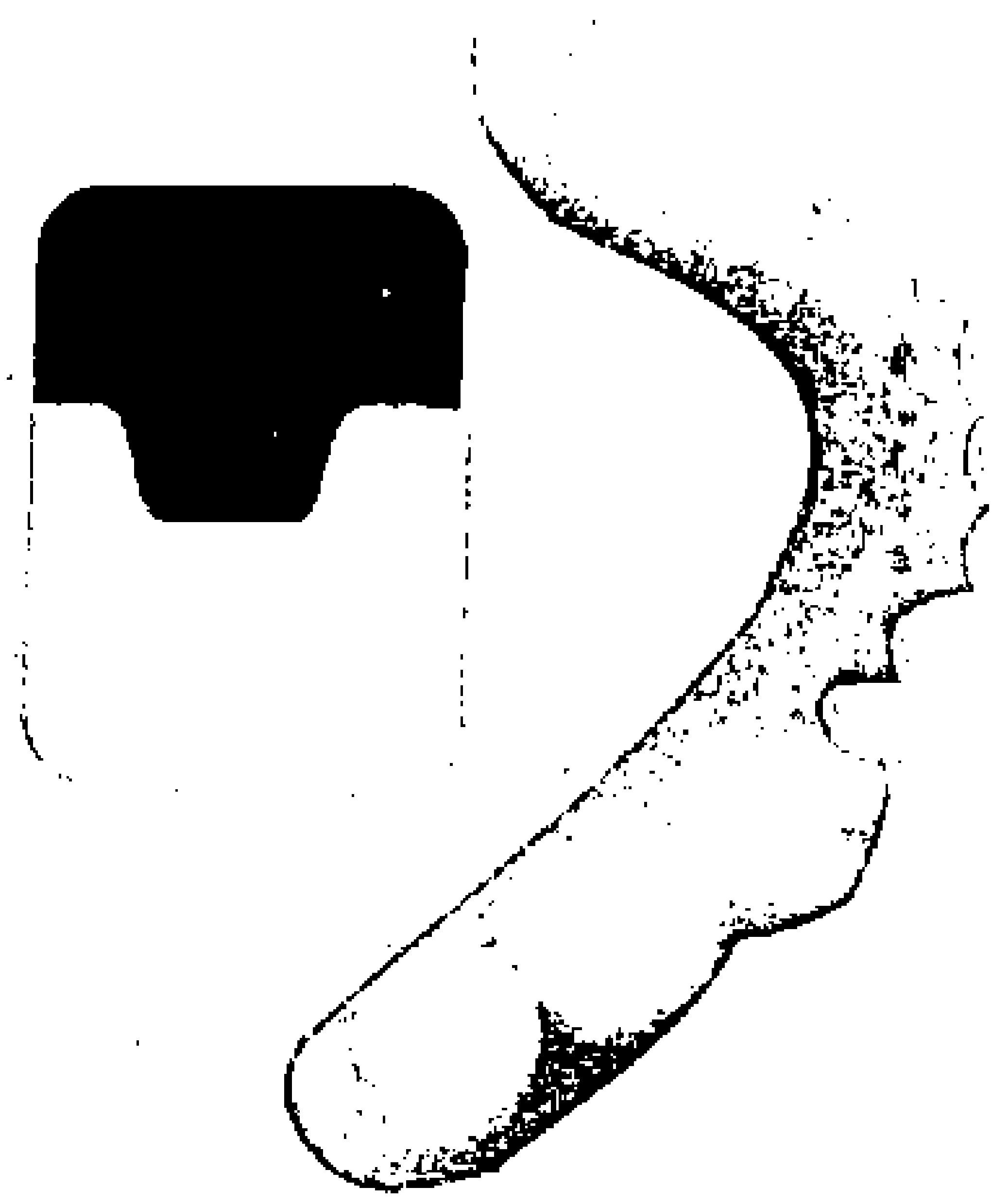

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے
مصنوعی دانت اور دانتوں کا ایکسرا

ٹشو پیپر جن کو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ
نے استعمال کیا

Marfat.com

دانت نکالنے کے بعد روئی (cotton)
جس پر میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خون لگا
ان کو محفوظ کرلیا گیا

کھجور کی گٹھلیاں جو میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نوش کرنے کے بعد محفوظ کرالی گئیں

Marfat.com

ایمان افروز

یادِ دلنشین

اگست 1991ء سے ستمبر 2013ء تک

فخر المشائخ حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی علیہ رحمۃ اللہ

کے ساتھ گزارے ہوئے
قیمتی لمحات

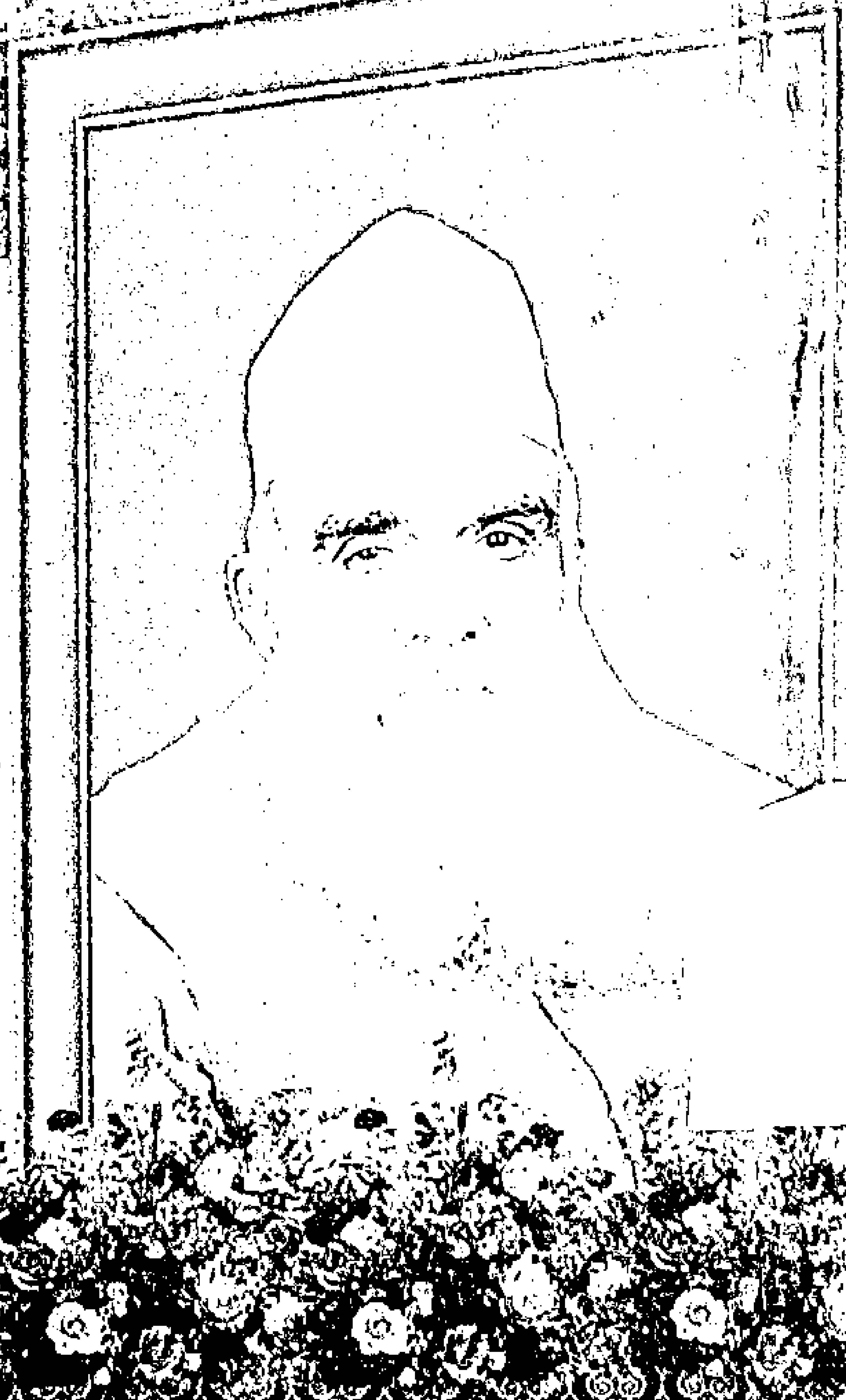

زیرِ نگرانی

صاحبزادہ میاں جلیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ شیر ربانی شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

نظرِ ثانی

سیّد جمیل احمد رضوی

(سابق چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس، لاہور

ترتیب

محمد معروف احمد شرقپوری

Marfat.com